انتشارات پنجابی ادبی اکادمی

۳۶

مُسلماناں دے غزون

تالیف

ایم۔ ایس۔ ڈیمنڈ

ترجمہ

پروفیسر ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ

پنجابی ادبی اکیڈمی

۱۲، جی ماڈل ٹاؤن، لاہور

۱۹۶۴ء

تشکر

پنجابی ادبی اکیڈمی

وزارتِ فرہنگ دولتِ پاکستان

کی ممنون ہے

جس نے اکیڈمی کو مناسب مالی امداد دے کر

اس کتاب کی طباعت کے لئے

اہم وسیلہ بہم پہنچایا ہے

Marfat.com

فہرست مندرجات

۱ - فہرست مضامین (۱)

۲ - فہرست تصاویر (۸)

۳ - دیباچہ از مترجم ۱

۴ - پیش لفظ از مصنف ۶

باب اول

تاریخی مقدمہ ۱۰

باب دوم

مسلمانوں کے فنون کے سرچشمے ۲۱

Marfat.com

باب سوم

مصوری

134957

۱ ۔ اموی اور عباسی دور کی مصوری ۳۱
۲ ۔ عراق کا دبستان مصوری ۳۹
۳ ۔ سلجوقی عہد کی ایرانی مصوری ۵۴
۴ ۔ مغولی دور کی مصوری ایران اور عراق میں ۵۵
۵ ۔ ایران کے تیموری دور کی مصوری ۶۴
۶ ۔ بہزاد اور اس کا دبستان ۷۱
۷ ۔ صفوی دور کی مصوری ۷۵
۸ ۔ دبستان بخارا ۸۲
۹ ۔ عہد شاہ عباس اور مابعد کی مصوری ۸۳
۱۰ ۔ ترکی کی کتابی مصوری ۸۶
۱۱ ۔ ہندوستان کی مصوری،
دبستان مغلیہ
(الف) بابر ، ہمایوں اور اکبر کا عہد ۸۸
(ب) عہد جہانگیری ۹۳
(ج) شاہجہان اور اورنگزیب کا عہد ۹۴
۱۲ ۔ ہندی مصور راجپوتی دبستان ۹۶

باب چہارم

خطاطی ۹۹

باب پنجم

جلد سازی

باب ششم

سنگتراشی اور گچ کاری

۱ - اموی اور عباسی دور کی سنگتراشی شام ، عراق مصر اور ایران میں ۱۲۳

۲ - سلاجقہ ایران کے عہد کی سنگتراشی ۱۳۳

سلجوق سنگ تراشی عراق ، شام اور ایشیائے کوچک میں ۱۳۷

۴ - بلاد قفقاز کی سنگتراشی ۱۴۲

۵ - مغولی عہد کی سنگتراشی و گچکاری ایران میں ۱۴۳

۶ - فاطمی دور کی سنگتراشی مصر میں ۱۴۶

۷ - ایوبی اور مملوکی عہد کی سنگتراشی مصر اور شام میں ۱۴۸

۸ - اندلس اور شمالی افریقہ کی عربی سنگتراشی ۱۵۲

باب هفتم

لکڑی کی کندہ کاری

۱ - اموی اور عباسی دور کی چوبی کندہ کاری ۱۵۸

۲ - فاطمی عہد کی کندہ کاری مصر اور شام میں ۱۶۲

۳ - ایوبی اور مملوکی عہد کی کندہ کاری شام اور مصر میں ۱۲۸

Marfat.com

۴ - ایران اور ترکستان کی قدیم کندہ کاری ۱۷۰
۵ - سلجوق دور کی چوبی کندہ کاری ۱۷۲
۶ - مغولی اور تیموری دور کی چوبی کندہ کاری ۱۷۴
۷ - صفوی دور کی کندہ کاری ایران میں ۱۷۷
۸ - اندلس اور شمالی افریقہ کی چوبی کندہ کاری ۱۷۸

باب ہشتم

ہاتھی دانت اور ہڈی کا کام

۱ - ہاتھی دانت اور ہڈی کا کام اموی اور عباسی عہد میں ۱۸۱
۲ - ہاتھی دانت اور ہڈی کا کام مصر کے فاطمی دور میں ۱۸۲
۳ - ہاتھی دانت اور ہڈی کا کام مصر کے ایوبی اور مملوکی دور میں ۱۸۳
۴ - اندلسی عربوں کا ہاتھی دانت کا کام ۱۸۴
۵ - جنوبی اٹلی کے ہاتھی دانت کے صندوقچے ۱۸۶
۶ صقلیہ کا ہاتھی دانت کا کام ۱۸۷
۷ - خاتم کاری اور ترصیع ۱۸۹

باب نہم

فلز کاری یعنی دھات کا کام

۱ - ابتدائی اسلامی فلز کاری ایران میں ۱۹۲
۲ - سلجوق دور کی ایرانی فلز کاری ۱۹۶

Marfat.com

۳ - عراق کی سلجوقی فلز کاری ۲۱۱
۴ - فاطمی عہد کی فلزکاری مصر میں ۲۱۴
۵ - ایوبی عہد کی فلز کاری شام و مصر میں ۲۱۵
۶ - مملوکی دور کی فلز کاری شام اور مصر میں ۲۱۷
۷ - دھات کے برتن جن پر یمن کے رسولی فرمانرواؤں کے نام منقوش ھیں ۲۲۰
۸ - مغولی دور کی فلز کاری ایران میں ۲۲۱
۹ - صفوی عہد کی ایرانی فلزکاری ۲۲۴
۱۰ - وینس کی فلزکاری ۲۲۶
۱۱ - عربوں کی فلز کاری اندلس اور شمالی افریقہ میں ۲۲۷
۱۲ - هندوستان کا دھات کا کام ۲۲۸
۱۳ - ھتھیار اور زرھیں ۲۲۹

باب دھم

کوزہ گری

۱ - اموی اور عباسی دور کی کوزہ گری ایران و عراق میں ۲۳۰
۲ - سلجوقی دور کی کوزہ گری ایران میں ۲۵۵
۳ - رقہ اور رصافہ کی کوزہ گری سلجوقی عہد میں ۲۷۶
۴ - سلجوقی دور کے سادہ ظروف ۲۸۰
۵ - ایران میں مغولی دور کے چینی کے ظروف ۲۸۲
۶ - تیموری دور کی کوزہ گری ایران میں ۲۹۶
۷ - ایران میں صفوی عہد کی کوزہ گری ۲۹۸
۸ - مصر کے طولونی عہد کی کوزہ گری ۳۰۶
۹ - مصر اور شام کے فاطمی دور کی کوزہ گری ۳۰۷
۱۰ - مصر اور شام کے ایوبی اور مملوکی دور کی کوزہ گری ۳۱۰
۱۱ - ترکی کا فن کوزہ گری ۳۱۴

Marfat.com

۱۲ - اندلس کی کوزہ گری ۳۲۲

باب یازدھم

شیشہ اور بلور کے ظروف

۱ - ابتدائی اسلامی دور کے شیشہ کے ظروف ۳۲۷
۲ - فاطمی دور کی شیشہ گری اور بلور سازی ۳۳۳
۳ - ایوبی اور مملوکی دور کے مینا کار ظروف ۳۳۸
۴ - شیشے کے ایرانی ظروف ۳۵۰

باب دوازدھم

پارچہ بافی

۱ - عباسی اور طولونی دور کے مصری پارچہ جات ۳۵۲
۲ - فاطمی عہد کے مصری پارچہ جات ۳۵۹
۳ - عباسی اور فاطمی دور کے پارچہ جات جن کی آرائش کشیدہ کاری
اور چھاپے سے کی گئی ھے - ۳۶۱
۴ - ایوبی اور مملوکی عہد کے پارچہ جات ۳۶۳
۵ - مصر اور شام کے ریشمی پارچہ جات ۳۶۵
۶ - آٹھویں ، نویں اور دسویں صدی کے ایرانی پارچہ جات ۳۶۸
۷ - ایران ، عراق اور ایشیائے کوچک کے سلجوقی پارچہ جات ۳۷۱
۸ - تاتاری اور تیموری دور کے ایرانی پارچہ جات ۳۷۳
۹ - صفوی دور کے ایرانی پارچہ جات ۳۷۴
۱۰ - زربفت اور کتان کے ایرانی پارچہ جات ۳۷۹
۱۱ - ترکی پارچہ جات اور کشیدہ کاری ۳۸۰
۱۲ - اندلس اور صقلیہ کے اسلامی پارچہ جات ۳۸۳
۱۳ - ھندوستانی پارچہ ۳۸۸

Marfat.com

باب سیزدهم

قالین

۱ - ابتدائی اسلامی عہد کے مصری قالین ۳۹۱
۲ - ایشیائے کوچک کے سلجوقی قالین ۳۹۳
۳ - اناطولی اور قفقازی قالین ۳۹۴
۴ - تاتاری اور تیموری دور کے قالین ۳۹۶
۵ - صفوی عہد کے ایرانی قالین ۳۹۷
۶ - ہندوستان کے عہد مغلیہ کے قالین ۴۱۴
۷ - ترکی قالین ۴۱۸
۸ - قفقازی قالین ۴۲۵
۹ - ترکمانی قالین ۴۲۸
۱۰ - اندلس کے عربی قالین ۴۲۹

واقعات تاریخی کی جدول ۴۳۲

Marfat.com

۴ - فہرست تصاویر

۱ - پتھر کی ایک منبت کار محراب
(قبطی - چھٹی صدی عیسوی)
۲ - طلائی کنگن (شام - پانچویں یا چھٹی صدی عیسوی)
۳ - مشجر پارچہ ، (قبطی ، تیسری صدی عیسوی)
۴ - مشجر پارچہ (قبطی ، ساتویں صدی عیسوی)
۵ - قالین کا ایک قطعہ (قبطی ، تقریباً ۴۰۰ء)
۶ - طلائی بازو بند (پارتھین - پہلی یا دوسری صدی)
۷ - برجستہ گچکاری کا نمونہ المدائن سے (ساسانی -
پانچویں یا چھٹی صدی)
۸ - برجستہ گچکاری المدائن سے - (ساسانی ، پانچویں صدی)
۹ - مطلا نقرئی رکابی (ساسانی عہد کی - پانچویں صدی)
۱۰ - ریشمی پارچہ (شامی - چھٹی یا ساتویں صدی)
۱۱ - دیواری نقاشی کا نمونہ (نیشا پور ، نویں صدی
کی ابتداء)

Marfat.com

۱۲ - رنگین پلستر کا ایک طاق (نیشاپور (ایران) آٹھویں صدی)

۱۳ - کتاب المفردات کی ایک تصویر (عراق ، ۱۲۲۲ء)

۱۴ - منافع الحیوان کے ایک نسخہ کی تصویر (ایرانی ، مغولی عہد ، چودھویں صدی کا آغاز)

۱۵ - [redacted] مچھلی ،، کی تصویر از جامع التواریخ ، چودھویں صدی کا اختتام

۱۶ - ” اسفندیار کا جنازہ ،، از شاھنامہ ، ایرانی ، ۱۳۲۰ء

۱۷ - ضحاک اور اس کے مذھبی پیشوا از شاھنامہ ، ایرانی ، پندرھویں صدی)

۱۸ - نسخۂ مونس الاحرار کی ایک تصویر ، ایرانی ، ۱۳۴۱ء

۱۹ - ”رستم رخش کو پکڑ رھا ھے ،، از شاھنامہ ، عہد تیموری ، پندرھویں صدی

۲۰ - ”خسرو و شیرین،، از خمسۂ نظامی، ۱۴۴۷ عہد تیموری ایرانی ،

۲۱ - ” شیرین بردوش فرھاد ،، از خمسۂ نظامی ، ۱۴۴۹ ، ایرانی

۲۲ - نسخہ دیوان جامی کی ایک تصویر (ایرانی، تیموری عہد، پندرھویں صدی)

۲۳ - درویشوں کا ایک طائفہ بطرز بہزاد از دیوان حافظ (ایرانی ، پندرھویں صدی)

۲۴ - ”خسرو اور اس کے درباری،، از خمسہ نظامی ، ۱۵۲۴ء ، عہد صفوی ، ایران

۲۴ - الف - ایلیٰ مجنوں - نظامی کے ” خمسۂ ،، (۱۵۲۴) کے قلمی نسخے سے - ایرانی ، صفوی

Marfat.com

۲۵ - اسکندر خاقان کے دربار میں ، عمل سلطان محمد ، از
خمسۂ نظامی ۱۵۲۴ء
۲۶ - ایک کتابی تصویر بطرز استاد محمدی (ایرانی ، سولھویں
صدی کا نصف ثانی)
۲۷ - "سلطان شام درویشوں سے گفتگو کر رہا ہے" از
بوستان سعدی ، (دبستان بخارا ، سولھویں صدی)
۲۸ - ایک خاکہ ، عمل رضائے عباسی ، ایرانی ، سترھویں
صدی کی ابتداء
۲۹ - رنگین خاکے ، عمل رضائے عباسی ، ایرانی بعہد صفوی
سترھویں صدی
۳۰ - ایک کتابی تصویر ، ترکی ، سولھویں صدی
۳۱ - نسخہ امیر حمزہ کی ایک تصویر - (مغولی طرز
سولھویں صدی)
۳۲ - "ترکی قیدیٔ تیمور کے دربار میں" منسوب
بہ دھرم داس ، از نسخہ تیمور نامہ ، عہد اکبری
۳۳ - ایک مسلمان زائر اور برھمن کی ملاقات (از خمسہ
امیر خسرو دھلوی ، مغولی طرز ، تقریباً ۱۵۹۵ء)
۳۴ - ھاتھیوں کی لڑائی - (عہد جہانگیری)
۳۵ - شبیہ شاھجہان (عہد شاھجہان)
۳۶ - ایک مطرب ، بطرز راجستھانی ، سولھویں صدی
۳۷ - قرآن مجید کا ایک ورق ، عراق، عہد عباسی، نویں صدی
۳۸ - قرآن پاک کا ایک ورق ، مصری ، مملوکی عہد،
تیرھویں صدی
۳۹ - قرآن مجید کا ایک ورق ، مراکش، بارھویں صدی

Marfat.com

۴۰ - قرآن مجید کا ایک ورق ، عہد سلاجقہ ، ایران، ۱۰۵۰ء

۴۱ - قرآن مجید کا ایک ورق ، ایرانی ، سلجوق عہد ، بارھویں صدی

۴۲ - قزوینی کی عجائب المخلوقات کا سرورق ، ایرانی ، تیموری عہد ، پندرھویں صدی

۴۳ - خمسۂ نظامی کا سرورق ، ۱۵۲۵ء، ایرانی طرز

۴۴ - دیوان حافظ کا ایک ورق - عہد صفوی - سولھویں صدی

۴۵ - سلیمان اعظم کا طغرا ، ترکی

۴۶ - ایک کتاب کی جلد ، مصری ، مملوکی عہد ، تیرھویں صدی

۴۷ - ایک جلد کا اندرونی ورق ، ایرانی ، تیموری عہد، پندرھویں صدی

۴۸ - ایک جلد کا بیرونی حصہ ، ایرانی عہد صفوی ، سولھویں صدی

۴۹ - ایک کتابی جلد کا اندرونی ورق

۵۰ - ایک کتابی جلد کا بیرونی حصہ

۵۱ - پتھر کا ایک سرستون ، عہد عباسی ، تقریباً ۸۰۰ء

۵۲ - سنگ جراحت کا ایک سرستون ، عہد عباسی ۸۰۰ء

۵۳ - سامرا کی ایک دیوار کی گچکاری ، عراق ، عہد عباسی نویں صدی

۵۴ - گچکاری از نیشاپور ، ایرانی ، عہد سامانی ، دسویں صدی

۵۵ - ایک انسانی سر جو گچ سے بنایا گیا ہے ، عہد سلاجقہ

۵۶ - گچکاری کا ایک قطعہ ، عہد سلاجقہ ، ایران ، بارھویں صدی

۵۷ - سنگی منبت کاری ، داغستان (بلاد قفقاز) بارھویں صدی

۵۸ - سنگی منبت کاری ، ایران ، عہد مغول ، ۱۳۰۳ء

۵۹ - پانی کا مٹکا ، مصری عربی ، مملوکی عہد ، چودھویں صدی

۶۰ - سنگی سرستون ، اندلس ، دسویں صدی
۶۱ - چوبی منبت کاری ، عراق ، عہد عباسی تقریباً ۸۰۰ء
۶۲ - چوبی دروازہ از سامرا عہد عباسی ، نویں صدی
۶۳ - منبت کار چوبی دروازہ ، مصری عربی ، عہد فاطمی ، گیارھویں صدی
۶۴ - منبت کار چوبی دروازہ - عربی مصری ، عہد فاطمی ، گیارھویں صدی
۶۵ - چوبی منبت کاری کا ایک نمونہ ، عربی مصری ، مملوکی عہد تیرھویں صدی
۶۶ - منبت کار چوبی رحل ، ۱۳۶۰ء ، ایرانی ، عہد مغول
۶۷ - کوکند کا ایک منبت کار چوبی دروازہ ، مغربی ترکستان پندرھویں صدی
۶۸ - اصفہان کے چہل ستون کے رنگین دروازے ، ایرانی سترھویں صدی
۶۹ - مرصع محرابیں ، عربی مصری ، آٹھویں صدی
۷۰ - ہڈی کا منبت کار ٹکڑا ، عہد فاطمی ، گیارھویں صدی
۷۱ - دروازہ جو ہاتھی دانت سے مرصع ہے - (مملوکی عہد عربی مصری)
۷۲ - ہاتھی دانت کا صندوقچہ ، ہسپانوی - موری دسویں صدی کے آخر کا
۷۳ - ہاتھی دانت کا صندوقچہ ، جنوبی اطالیہ ، گیارھویں صد
۷۴ - ہاتھی دانت کا صندوقچہ ، صقلیہ ، بارھویں صدی
۷۵ - کانسی کا ابریق ، ایرانی ، عہد اموی ، آٹھویں صدی
۷۶ - طلائی آویزہ ، ایرانی ، عہد سلجوق ، گیارھویں صدی

Marfat.com

۷۷ - طلائی گوشوارہ ، ایرانی ، عہد سلجوقی ، بارھویں صدی

۷۸ - کانسی کا آئینہ ، ایرانی ، عہد سلجوقی ، بارھویں صدی

۷۹ - کانسی کا ھاون ، ایرانی ، عہد سلجوقی ، بارھویں صدی

۸۰ - بخور دان (ایرانی ، عہد سلجوق - بارھویں صدی)

۸۱ - پیتل کا ابریق ، مرصع بنقرہ ، ایران ، تیرھویں صدی

۸۲ - کانسی کا ڈبہ جو چاندی اور تانبے سے مرصع ہے ، (ایرانی ، ھرات) بارھویں صدی

۸۳ - کانسی کا ابریق جو چاندی سے مرصع ہے - ایرانی ، سلجوق عہد بارھویں صدی

۸۴ - کانسی کا پیالہ جو چاندی سے مرصع ہے - ایرانی

۸۵ - پیتل کا ابریق جو چاندی سے مرصع ہے ، عراق ، موصل ، ۱۲۲۶ء

۸۶ - پیتل کا ابریق جو چاندی سے مرصع ہے ، مصری ، عربی عہد مملوکی ، چودھویں صدی

۸۷ - پیتل کا شمع دان جو مرصع ہے ، موصل (عراق) تیرھویں صدی

۸۸ - طلائی آویزہ مینا کار ، مصری عربی ، عہد فاطمی

۸۹ - مرصع قلمدان ، شامی ، دمشق ، تیرھویں صدی عیسوی

۹۰ - پیتل کا مرصع بخوردان جو رسولی سلطان مظفر یوسف کے لئے بنایا گیا -

۹۱ - پیتل کی مرصع تشتری ، ایرانی ، عہد مغول ، چودھویں صدی

Marfat.com

۹۲ - پیالہ جو چاندی سے مرصع ہے - ایرانی ، عہد مغول ، چودھویں صدی
۹۳ - طلائی انگشتری ، (ایرانی ، عہد تیموری ،)
۹۴ - پیتل کا شمعدان ، ۱۵۷۸ء ، ایرانی، عہد صفوی
۹۵ - پیالہ ، نیشاپور ، ایرانی ، نویں صدی
۹۶ - پیالہ، آمل - دسویں صدی
۹۷ - پیالہ ، نیشاپور ، ایرانی ، دسویں صدی
۹۸ - نیشاپور کا ایک پیالہ ، ایرانی ، نویں صدی
۹۹ - ایرانی پیالہ ، آمل ، دسویں صدی
۱۰۰ - نیشاپور کا ایک پیالہ، ایرانی ، عہد سامانی ، دسویں صد
۱۰۱ - سمرقند کا ایک پیالہ ، عہد سامانی ، دسویں صدی
۱۰۲ - روغنی پیالہ - ایرانی ، عہد عباسی ، نویں صدی
۱۰۳ - روغنی پیالہ - ایرانی یا عراق ، عہد عباسی نویں صد
۱۰۴ - ایک روغنی پیالۂ کے نقش و نگار، عراق، عہد عبا
۱۰۵ - روغنی مرتبان ، ایرانی ، عہد عباسی نویں صدی
۱۰۶ - ابریق ، ایرانی ، گیازھویں صدی
۱۰۷ - پیالہ ایرانی ، عہد سلجوق ، گیارھویں صدی
۱۰۸ - ایک ایرانی پیالہ ، عہد سلجوق ، گیارھویں صدی
۱۰۹ - ایک ایرانی پیالہ ، عہد سلجوق ، گیارھویں صدی
۱۱۰ - ایک ایرانی ابریق ، تیرھویں صدی
۱۱۱ - مرتبان ایرانی ، تیرھویں صدی عیسوی
۱۱۲ - جالیدار پیالہ ، ایرانی ، تیرھویں صدی عیسوی
۱۱۳ - ایرانی پیالہ جو جالیدار کام سے آراستہ ہے -
۱۱۴ - روغنی تشتری رے (ایران) بارھویں صدی

Marfat.com

۱۱۵ - روغنی تشتری ، رے (ایران) بارھویں صدی

۱۱۶ - روغنی پیالہ ، کاشان (ایران) تیرھویں صدی

۱۱۷ - روغنی ٹائل ، کاشان (ایران) ۱۲۱۱ء

۱۱۸ - گلی تشتری جو مختلف رنگوں سے مزین ھے - رے (ایران) تیرھویں صدی

۱۱۸ - الف - کوزہ جس پر کثیر رنگی آرائش ھے - ایرانی ، رے - تیرھویں صدی

۱۱۹ - گلی تشتری جو مختلف رنگوں سے مزین ھے ، رے (ایران) تیرھویں صدی عیسوی

۱۲۰ - روغنی مرتبان ، رقہ (الجزیرہ) بارھویں، تیرھویں صدی

۱۲۱ - روغنی مرتبان ، رقہ (الجزیرہ) بارھویں تیرھویں صدی

۱۲۲ - پیالہ، رقہ (الجزیرہ) بارھویں صدی

۱۲۳ - پیالہ ، رقہ (الجزیرہ) بارھویں صدی

۱۲۴ - تشتری ، رقہ (الجزیرہ) بارھویں تیرھویں صدی

۱۲۵ - مرتبان ، رصافہ (شام) تیرھویں صدی عیسوی

۱۲۶ - سادہ ابریق ، عراق ، گیارھویں صدی

۱۲۷ - مرتبان کا ڈھکنا - عراق ، گیارھویں صدی

۱۲۸ - ایک ایرانی تشتری ، عہد مغولی ، تیرھویں صدی کا نصف ثانی

۱۲۹ - ایک ایرانی تشتری ، سلطان آباد ، چودھویں صدی

۱۳۰ - روغنی ٹائل ، کاشان (ایران) ، ۱۲۶۳ء

۱۳۱ - زوغنی ٹائل جس پر بہرام گور اور آزادہ کی تصویر ھے - کاشان (ایران)

۱۳۲ - روغنی ٹائل ، کاشان (ایران) ، چودھویں صدی

۱۳۳ - روغنی ٹائل ، کاشان (ایران) ، چودھویں صدی

۱۳۴ - مدرسہ امامی (اصفہان) کی محراب ، ۱۳۵۴ء عہد مغولی
۱۳۵ - ایک ایرانی پیالہ ، پندرھویں صدی
۱۳٦ - ایک ایرانی صراحی ، عہد صفوی ، سولھویں صدی
۱۳۷ - ایک ایرانی روغنی صراحی ، عہد صفوی ، سترھویں صد
۱۳۸ - اصفہان کے محل کی ایک دیوار جو تصویر دار ٹائلوں
مزین ہے عہد صفوی ، سترھویں صدی
۱۳۹ - ایک ایرانی تشتری ، بطر زقباچہ ۱٦۰۰ء
۱۴۰ - روغنی مرتبان ، مصری عربی عہد ، فاطمی گیارھویں ص
۱۴۱ - ایک شامی تشتری ، تیرھویں صدی عیسوی
۱۴۲ - ایک مسجد کا چراغ ، مصری عربی ، مملوکی ع
پندرھویں صدی
۱۴۳ - ترکی میناکار ٹائل ، ایشیائے کوچک ، پندرھویں صد
۱۴۴ - ترکی تشتری ، ایشیائے کوچک ، پندرھویں صدی
۱۴۵ - ترکی روغنی ٹائل ، ایشیائے کوچک ، سولھویں صد
۱۴٦ - ایک مسجد کا چراغ ، ایشیائے کوچک ، سولھویں
۱۴۷ - ترکی تشتری ، ایشیائے کوچک ، سترھویں صدی
۱۴۸ - ایک دمشقی تشتری ، سترھویں صدی
۱۴۸ - الف - کھپریلوں کا تختہ - ایشیائے کو
سولھویں صدی
۱۴۹ - روغنی ٹائلیں ، دمشق (شام) سولھویں صدی
۱۵۰ - لمبوترا روغنی مرتبان ، اندلس ، پندرھویں صدی
۱۵۱ - ایک روغنی تشتری ، اندلس ، پندرھویں صدی
۱۵۲ - ایک روغنی رکابی ، اندلسی ، پندرھویں صدی
۱۵۳ - شیشے کی صراحی ، مصری عربی ، عہد فاطمی ، بار
بارھویں صدی

۱۵۴ - بلور کی صراحی ، مصری عربی ، دسویں صدی

۱۵۵ - شیشے کا میناکار جام ، تیرھویں صدی

۱۵۶ - شیشے کا میناکار چراغ، شام ، عہد مملوکی تیرھویں صدی

۱۵۷ - شیشے کا میناکار چراغ مسجد ، شام ، عہد مملوکی چودھویں صدی

۱۵۸ - شیشے کا میناکار چراغ مسجد - شام ، عہد مملوکی ، چودھویں صدی

۱۵۹ - شیشے کی میناکار صراحی شام ، عہد مملوکی - چودھویں صدی

۱۶۰ - شیشے کی میناکار صراحی ، شام ، عہد مملوکی ، چودھویں صدی

۱۶۱ - شیشے کی صراحی ، ایرانی ، سترھویں صدی

۱۶۲ - قبطی صنعت کا ایک مشجر اونی پارچہ ، عہد طولونی ، نویں صدی

۱۶۳ - کتان کا ایک پارچہ بطرز مشجر ، مصری عربی عہد فاطمی ، ۱۰۲۱ء

۱۶۴ - مشجر ریشمی پارچہ ، عربی مصری ، عہد فاطمی گیارھویں صدی

۱۶۵ - کتان کا پارچہ جس کی آرائش بطرز مشجر ہے ، مصری عربی ، عہد فاطمی گیارھویں صدی

۱۶۶ - کتان کا پارچہ جس کی چھاپے کے ساتھ زیب و زینت کی گئی ہے ، مصری عربی ، بعہد فاطمی ، دسویں صدی

۱۶۷ - ریشمی پارچہ بطرز مشجر ، مصری عربی ، عہد مملوکی ، ۱۳۰۰ء

۱۶۸ - ریشمی پارچہ ، شامی ، آٹھویں صدی

Marfat.com

۱۶۹ - ریشمی پارچہ ، شام ، عہد ایوبی ، تیرھویں صدی
۱۷۰ - شامی ریشمی پارچہ ، عہد مملوکی ، چودھویں صدی
۱۷۱ - ایرانی ریشمی پارچہ ، آٹھویں صدی عیسوی
۱۷۲ - ایرانی ریشمی زربفت ، پندرھویں صدی
۱۷۳ - ایک ایرانی مخملی قطعہ ، عہد صفوی ، سولھویں صدی
۱۷۴ - ایک ایرانی ریشمی قالین ، عہد صفوی ، ۱۶۰۰ء
۱۷۵ - ایرانی مخمل ، عہد صفوی ، سترھویں صدی
۱۷۶ - ایرانی ریشمی زربفت ، عہد صفوی ، سترھویں صدی
۱۷۷ - ایرانی چادر ، عہد صفوی ، سترھویں صدی
۱۷۸ - ترکی مخمل ، سولھویں صدی
۱۷۹ - ترکی ریشمی کمخواب ، سولھویں صدی
۱۷۹ - الف - ریشمی بافت - ایرانی - سولھویں صدی
۱۸۰ - زربفت کی ترکی عباء سولھویں صدی
۱۸۱ - ترکی زربفت ، سترھویں صدی
۱۸۲ - ترکی سوزن کاری ، ایشیائے کوچک ، سترھویں
۱۸۳ - اندلسی زربفت ، بارھویں صدی
۱۸۴ - ریشمی پارچہ ، عربی اندلسی ، چودھویں صدی
۱۸۵ - ہندوستانی منقش سوتی پارچہ ، سترھویں صدی
۱۸۶ - فسطاط کے ایک قالین کا ٹکڑا ، مصری عربی ،
بارھویں صدی
۱۸۷ - ایرانی قالین ، عہد تیموری ، پندرھویں صدی
۱۸۸ - ایرانی قالین ، عہد صفوی ، سولھویں صدی
۱۸۹ - ایرانی خانہ‌دار قالین ، عہد صفوی ، سولھویں
۱۹۰ - ایرانی سجادہ ، عہد صفوی ، سولھویں صدی
۱۹۱ - صفوی عہد کا ایک ایرانی قالین ، سولھویں

Marfat.com

۱۹۲ - اردبیل (ایران) کا ایک قالین جو جانوروں کی تصاویر سے مزین ہے - عہد صفوی ، سولھویں صدی

۱۹۳ - ایرانی ریشمی قالین ، عہد صفوی ، سولھویں صدی

۱۹۴ - ایرانی ریشمی قالین جس میں جانوروں کی تصاویر ہیں - سولھویں صدی

۱۹۵ - صفوی عہد کا ایک ایرانی قالین - سولھویں صدی

۱۹۶ - صفوی عہد کا ایک ایرانی قالین ، سترھویں صدی

۱۹۷ - گلکار ایرانی قالین ، سترھویں صدی

۱۹۸ - ایرانی ریشمی قالین ، عہد صفوی سترھویں صدی

۱۹۹ - قالین (ایرانی یا قفقازی) اٹھارھویں صدی سترھویں صدی

۲۰۰ - ایرانی ریشمی قالین بطرز مشجر ، عہد صفوی ، سترھویں صدی

۲۰۱ - ھندوستانی قالین ، ۱۶۰۰ء

۲۰۲ - ھندوستانی قالین سترھویں صدی

۲۰۳ - ترکی قالین ، سولھویں صدی

۲۰۴ - ترکی سجادہ ، ۱۶۰۰ء

۲۰۵ - قالین جو غالباً مصری ہے ، سولھویں صدی

۲۰۶ - ترکی قالین ، ایشیاے کوچک ، سترھویں صدی

۲۰۷ - ترکی قالین ، ایشیاے کوچک ، سولھویں سترھویں صدی

۲۰۸ - ترکی سجادہ ، اٹھارھویں صدی

۲۰۹ - ترکی سجادہ، اٹھارھویں صدی

۲۱۰ - ترکی سجادہ ، ۱۷۹۵ء

۲۱۱ - ترکی سجادہ ، پرگامہ ، سترھویں صدی

۲۱۲ - قفقاز کا ایک قالین جس پر اژدھا کی تصویر ہے ، سترھویں صدی

Marfat.com

۲۱۳ - اندلس کا عربی طرز کا قالین پندرھویں صدی

ضمیمہ کی تصاویر کی فہرست

(مع ترجمہ اردو)

۲۱۴ - نقرئی تشتری جس کے درمیان ایک مجوسی مذہبی پیشوا کی تصویر ہے اور جو ساسانی عہد (تیسری چھوتھی صدی، عیسوی) کی ساخت ہے - یہ ان چار ظروف میں سے ہے ، جو قصر شیرین سے حاصل ہوئے -

۲۱۵ - پیتل کا ایک ابریق جو کھجور کی شاخوں اور کنول کے شگوفوں سے مزین ہے اور عہد ساسانی (پانچویں چھٹی صدی عیسوی) کی ساخت ہے - یہ ابریق جو پرنس اورلوف (Prince Orlбff) کے مجموعہ میں محفوظ ہے ، ساسانی عہد کے کانسی کے بہترین ظروف میں شمار ہوتا ہے -

۲۱۶ - ایک ریشمی جامہ جو مرغ اور کھجور کی شاخوں سے آراستہ ہے ، عہد ساسانی (چھٹی صدی عیسوی)

۲۱۷ - چند آدمی انگوروں کا رس نکال رہے ھیں - از کتاب المفردات مؤلفہ دیو سقوریدس ، مورخہ رجب ۶۲۱ھ دبستان بغداد، عراق -

۲۱۸ - ایک نقرئی جام کی تصویر (جب اس میں شراب ڈالی جا- تو پرندہ گردش کرتا ہے اور سیٹی بجاتا ہے) - یہ تصو: الجزری کی تالیف الآلات المتحرکہ سے لی گئی ہے - ج

Marfat.com

کے لسخه پر رمضان ۱۵ ے ھ مرقوم ہے ۔ یہ نسخه غالباً مملوکی عہد کا ہے اور مجموعہ کیوورکیان (Kevorkian Collection) میں محفوظ ہے ۔

۲۱۹ ۔ ابومحجن اور سعد بن ابی وقاص ساسانی دربار میں ۔ از خاور نامه مولفه ابن حسام ۔ دبستان ترکمانی ایرانی ، تقریباً ۱۴۸۰ء

۲۲۰ ۔ ایک ضیافت کے لئے کھانا تیار ہو رہا ہے ، بطرز بہزاد ، از دیوان حافظ، دبستان ھرات، پندرھویں صدی کا اختتام ۔

۲۲۱ ۔ ایک بیمار گھوڑا اور اس کا آقا ، بطرز استاد مجدی ، دبستان اصفہان عطیه آقاے جورج پراٹ ۔

۲۲۲ ۔ ایک نوجوان کی تصویر ، عمل آقاے رضاہ ، دبستان صفوی

۲۲۳ ۔ عاشق و معشوق جو بغلگیر ہو رہے ھیں، عمل رضائے عباسی، مورخه ۱۰۳۹ھ ۔ دبستان صفوی

۲۲۴ ۔ خواجه جہان ایک نوجوان کو دیکھ رہا ہے ، جو پرندوں کے گھونسلوں کی تلاش میں درخت سے گر پڑا ہے ۔ عمل آقاے رضاہ، شاھجہان کے ایک مرقع (البم) سے یہ تصویر حاصل ھوئی ، دبستان جہانگیری

۲۲۵ ۔ شہنشاہ اکبر اور جہانگیر بادشاہ ، عمل بالچند ، از مرقع شاھجہان دبستان جہانگیری، یہ تصویر کیوورکیان میں محفوظ ہے ۔

۲۲۶ ۔ ایک پرندے کی تصویر جسے استاد منصور نے بنایا از مرقع شاھجہان ، دبستان جہانگیری

Marfat.com

۲۲۷ - شبیہ روپ سنگھ ، عمل گوردھن از مرقع شاھجہان -

۲۲۸ - شبیۂ شاھجہان ، عمل بھاگ ، از مرقع شاھجہان -

۲۲۹ - کانسی کی تشتری جس میں چاندی کا کام ہے -
ایرانی عہد سلجوق -

۲۳۰ - قرآن مجید کا ایک مطلا صفحہ جس پر کاتب کا نام
احمد بن السہروردی البکری البغدادی اور تاریخ کتابت
۷۰۷ھ مرقوم ہے - ایرانی ، مغولی عہد -

۲۳۱ - کانسی کا ایک نجوردان جو شیرنی کی صورت میں بنایا
گیا ہے اور جس پر اس کے مالک کا نام امیرسیف الدنیا
والدین محمد الماوردی اور بنانے والے کا نام جعفر بن
محمد بن علی اور تاریخ ساخت ۵۷۷ھ منقوش ہے - خراسان
سے دستیاب ہوا ، ایرانی ، عہد سلجوق -

۲۳۲ - ایک روغنی رکابی ، جس کی آرائش برجستہ ہے ، عراق ،
عہد عباسی -

۲۳۳ - مٹی کا ایک برتن جس کی آرائش جلادار ہے - جرجان
سے دستیاب ہوا - پرندے کی تصویر سے تمام ایرانی
خصوصیات عیاں ھیں -

۲۳۴ - مٹی کی ایک رکابی جس پر بیل بوٹے اور کوفی عبارات
نقش ھیں ، نیشاپور سے دستیاب ہوئی - ایرانی ، سامانی
عہد -

134957

۲۳۵ - مٹی کی ایک رکابی جس کی آرائش مجلا ہے - ر-
(ایران) - عہد سلجوق -

۲۳۶ - بہرام گور ہرن کا شکار کھیل رہا ہے - اور اس

Marfat.com

ساتھ اس کی مطربہ آزادہ ہے ۔ یہ ایک روغنی پیالہ ہے
جس کو نقاشی سے آراستہ کیا گیا ہے اور کاشان (ایران)
کی ساخت ہے ۔ (تیرھویں صدی) ۔ عطیہ موسسۂ شنی ۔

۲۳۷ ۔ مٹی کا ایک ابریق جس کی آزائش مجلا ہے ۔ رقہ (الجزیرہ)
بارھویں صدی عطیۂ هوریس هیومائر ۔

۲۳۸ ۔ مٹی کا ایک روغنی نیلا پیالہ جس میں دو مور بنے
ہوئے ہیں رقہ (الجزیرہ) ۔ بارھویں صدی ، از مجموعہ
هوریس هیومائر ۔ اس کا شمار رقہ کے بہترین ظروف میں
ہوتا ہے ۔

۲۳۹ ۔ مٹی کا ایک روغنی پیالہ جس کی نقاشی سنہری ہے اور
جس میں ایک سلجوق شہزادے کی تصویر بنی ہوئی ہے ۔

۲۴۰ ۔ مٹی کا ایک مرتبان جس پر ۶۸۱ھ مندرج ہے ۔
ساخت ایرانی بعہد مغول (تیرھویں صدی) ۔ از مجموعۂ
هوریس هیومائر

۲۴۱ ۔ مٹی کا ایک پیالہ جس کی آرائش جلاداز ہے ۔ فسطاط سے
دستیاب ہوا ۔ عہد فاطمی (گیارھویں صدی)

۲۴۲ ۔ ایرانی ریشمی پارچہ ۔ عہد بنی بویہ (دسویں گیارھویں صدی)

۲۴۳ ۔ ریشمی زربفت ، ترکی ساخت ، بروصہ (سولھویں صدی)

۲۴۴ ۔ ایک ریشمی پارچہ جو غالباً کسی عباء کا ایک ٹکڑا ہے ۔
ایرانی ساخت، عہد شاہ تہماسپ صفوی ۔

۲۴۵ ۔ مخملی کمخواب ، عہد شاہ تہماسپ صفوی ۔

۲۴۶ ۔ ایرانی قالین جو تبریز کے شاہی کارخانہ میں تیار ہوا ۔
صفوی عہد ۔ از مجموعۂ ڈیوک آف انہالٹ ، عطیۂ موسسۂ
سموئل کریس ۔

۲۴۷ - ایک گلکار قالین - کرمان (ایران) - عطیه هوریس هیومائر -

۲۴۸ - زر تار ریشمی قالین، جو غالباً کاشان کے شاهی کارخانه میں تیار هوا - عطیهٔ جان راک فیلر -

۲۴۹ - ایرانی ریشمی قالین جو زر تار سے مزین ہے اور غالباً کاشان کے سرکاری کارخانه میں تیار هوا - عطیه جان راک فیلر -

۲۵۰ - قفقازی طرز کا ایک مشجر گلکار قالین جو جامع نجده (ایشیائے کوچک) سے حاصل هوا - عطیهٔ جوزف میکملن -

Marfat.com

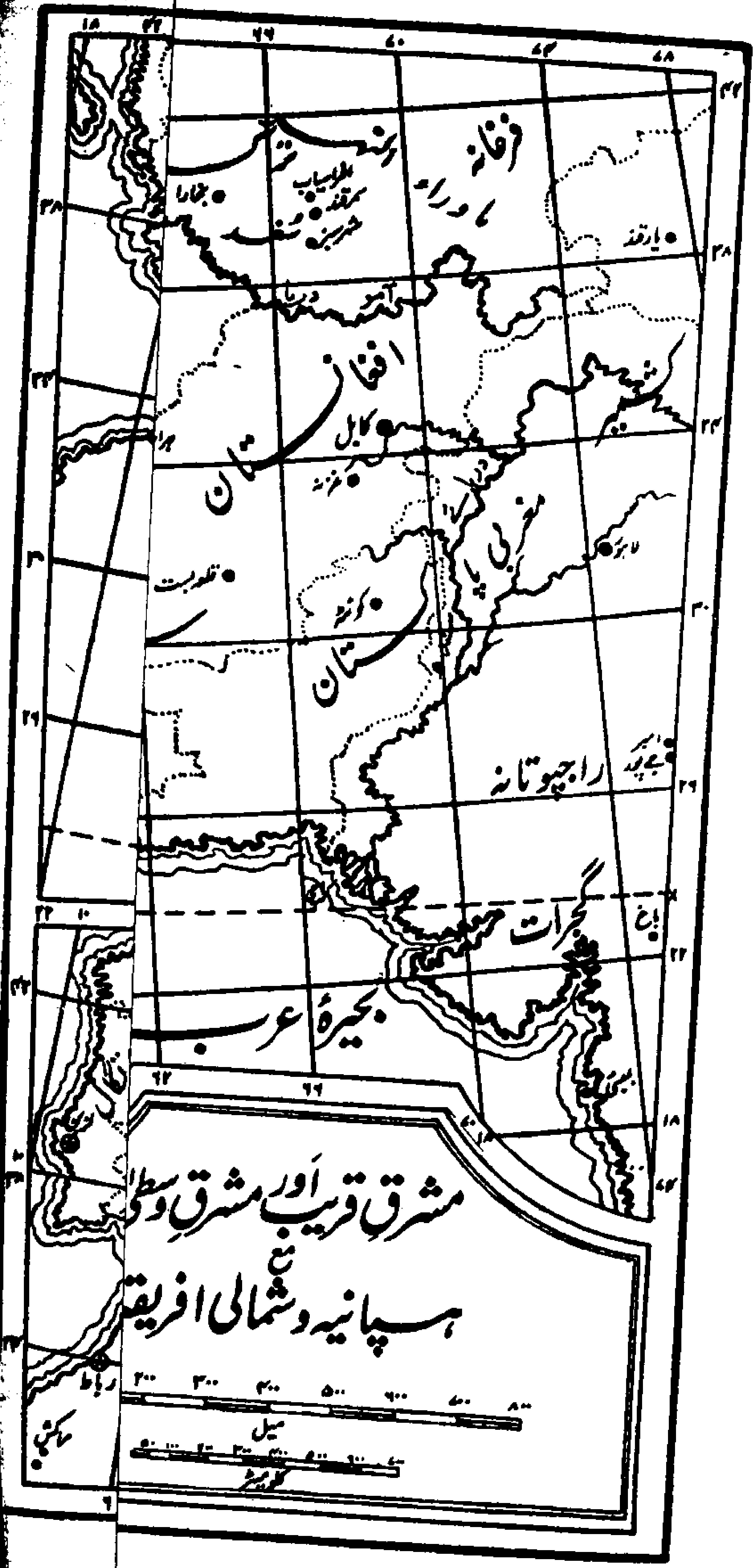
مشرقِ قریب اور مشرقِ وسطیٰ
مع
ہسپانیہ و شمالی افریقہ
افغانستان
کابل
بخارا
سمرقند
یارقند
کشمیر
لاہور
راجپوتانہ
گجرات
بحیرۂ عرب
رباط
مراکش
میل
۲۰۰ ۳۰۰ ۴۰۰ ۵۰۰ ۶۰۰ ۷۰۰ ۸۰۰

Marfat.com

دیباچہ

از مترجم

کتب تاریخ کا مطالعہ کرنے والوں سے یہ بات مخفی نہ ہوگی کہ مسلمانوں کی فتوحات بڑی شاندار اور پائدار ثابت ہوئیں، مگر علوم و فنون کے میدان میں بھی انہوں نے جو کارہائے نمایاں سر انجام دیے ہیں وہ ان کی کشور کشائی کی داستانوں سے کچھ کم دلچسپ اور کم وقیع نہیں ہیں ۔ ان کے صنائع و حرف ان کی تہذیب و تمدن کا ایک جزو لاینفک ہیں ۔ بالخصوص ان کے فنون لطیفہ نہ صرف ان کی قوت ایجاد و اختراع پر بلکہ ان کے مذاق کی نفاست اور شستگی پر بھی دلالت کرتے ہیں ۔ جس طرح کسی دور کا ادب اس خاص زمانے کے خیالات اور ذہنی رحجانات کا پرتو ہے، اسی طرح کسی قوم و ملت کے صنائع اور فنون اس کے قومی مزاج اور عادات و اوضاع کا مظہر ہوتے ہیں، مسلمانوں کے فن تعمیر کو بطور مثال لیجئے ۔ وہی

Marfat.com

مسجد جو اہل اسلام کی عبادت گاہ ہے ، ان کے لئے مدرسہ اور مسافر خانہ کا بھی کام دیتی ہے ۔ اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے ، کہ مسلمانوں میں مذہب اور معاشرت الگ الگ نہیں ہیں بلکہ آپس میں بالکل ملے جلے ہیں ۔ اسی طرح الحمراء کا قصر جو باہر سے بالکل سادہ نظر آتا ہے ، اس کا اندرون سر تا پا صنعتی باریکیوں اور تکلفات سے معمور ہے ۔ اس سے ہمیں ایسی قوم کا پتہ چلتا ہے جو ظاہر پرست نہ تھی ، بلکہ اس کی جوہر شناس نگاہ ہر چیز کے باطنی محاسن کی تلاش میں سرگرداں رہتی تھی ۔

اہل اسلام کی مساجد اور ان کے محلات کے پتھر ہی نہیں جو زبان حال سے ان کی عظمت رفتہ کی داستان کہہ رہے ہیں اور ان کے دل و دماغ کے رجحانات اور ان کی طبیعت کے میلان کو آشکارا کر رہے ہیں ، بلکہ مسلمانوں کی تمام صنعتیں ، ان کی تمام دستکاریاں اور ان کے تمام فنون لطیفہ ان ثقافتی تاریخ کے مختلف ابواب کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ ان کی مصنوعات خواہ کتنی ہی معمولی اور پیش پا افتادہ نظر آئیں مگر یہی وہ اسناد ہیں جن کی مدد سے ان کے تمدن کی مکمل تاریخ لکھی جا سکتی اور ان کی تہذیب کا ہر پہلو اور ہر گوشہ چشم بینا کے روشن ہو جاتا ہے ۔

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صفحۂ روزگار پر بہت سی قومیں یکے بعد دیگرے نمودار ہوئیں ، ہر قوم قرن سابقہ کے ذخیرے سے متمتع ہوئی اور اگر اس میں خود جوہر تھا تو اس نے اس ذخیرے مین اضافہ کیا اور اسے

Marfat.com

نسلوں کے لئے بطور ایک گراں مایہ ورثہ کے چھوڑا ۔ ملت اسلامیہ پر بھی تاریخ کا یہ قاعدۂ کلیہ صادق آتا ہے ۔ سلطنت اسلامیہ کی توسیع کے وقت تمام مفتوحہ ممالک میں قدیم زمانے سے سیاسی اور معاشری نظامات کے علاوہ علمی اور فنی لحاظ سے بھی چند ایک دستور و آئین چلے آتے تھے ۔ مسلمانوں نے ان کو اخذ کیا اور اپنے مذاق اور ضروریات اور مخصوص عقائد کے مطابق ان میں ضروری تبدیلی اور ترمیم کی ، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ علوم و فنون اور صنائع نے بتدریج ایک ایسا طرز یا قالب اختیار کر لیا ، جسے ہم بجا طور پر اس اعتبار سے اسلامی کہہ سکتے ہیں کہ ان فنون نے وہ خاص قالب اسلامی ادب و رسوم کے اثر سے قبول کیا تھا ۔ مثلاً مساجد کے صحنوں کی دلکشا وسعت اس لیے ضروری تھی کہ مسلمانوں کو نماز با جماعت کی سخت تاکید آئی ہے ۔ اسی طرح آرائش و زیبائش میں بیل بوٹوں اور ہندسی اشکال کا بکثرت استعمال اس لیے ہوا کہ جانداروں کی تصویر کشی سے حتی الامکان احتراز مقصود تھا ۔

مسلمانوں کا ذوق جمال اور حسن تخیل اتنا ہمہ گیر تھا کہ انہوں نے خطاطی کو بھی اپنے آرائشی فنون میں داخل کر لیا اور اس سے مختلف قسم کی بے شمار اشیاء کی زیب و زینت میں بکثرت کام لیا ۔ اکثر اقوام نے اپنے رسم الخط کو اپنی زبان کی محض تحریر و تسطیر کے لیے استعمال کیا ہے اس سے زیادہ اس سے سروکار نہیں رکھا مگر ملت اسلامیہ نے اپنے خط کی خواہ وہ نسخ ہو یا نستعلیق اس حد تک تہذیب و تنقیف کی ہے کہ اسے ایک فن لطیف کے درجہ پر پہنچا دیا ہے ۔ جو کوتاہ اندیش لوگ ہمیں اپنا خط چھوڑ کر رومن حروف اختیار کرنے کا مشورہ

Marfat.com

دیتے ھیں ، وہ اس بات کو فراموش کر رہے ھیں کہ ھمارا خط محض زبان کو معرض تحریر میں لانے کا ایک ذریعہ نہیں ھے ، بلکہ ھمارے ذوق جمال کا مظہر بھی ھے - جس وقت ایک مسلم خوش نویس صفحۂ قرطاس پر اپنا قلم چلاتا ھے تو اس کی صریر خامہ محض ایک بے معنی آواز نہیں ھے ، بلکہ ایک نغمۂ رقصاں ھے جو تخلیق حسن کے ساتھ ساتھ اس کے دل کی گہرائیوں سے بلند ھوتا ھے - جرمن مستشرق اوٹنگ (Euting) کہا کرتا تھا کہ ایک خوشخط کاتب کا لکھا ھوا الف (ا) مائیلو کی وینس سے خوبصورتی اور رعنائی میں کسی طرح کم نہیں ھے - ھمارے اسلاف نے اپنے خط کو خوبصورت بنانے میں کئی صدیوں تک بہم کوشش کی ھے ، اور اس سے مساجد و منابر ، قصور و محلات ، پارچہ جات ، معدنی اور گلی ظروف اور چوبی اشیاء غرض کہ استعمال کی ھر چھوٹی بڑی چیز کی آرائش میں بکثرت کام لیا ھے - اور یہ وہ امتیاز ھے جو اسلامی ثقافت کی خصوصیات بلکہ اس کے مفاخر میں شمار ھوتا ھے - اگر ھم اپنا رسم الخط چھوڑ دیں تو ھم نہ صرف اپنے قدیم ادبی ، ثقافتی ، اور علمی ورثہ سے کٹ جائیں گے جو ھمارے اسلاف نے ھمیں دیا ھے ، بلکہ اس کے ساتھ ھی ھم ایک ایسے فن لطیف سے محروم ھو جائیں گے جو آج تک ھمارے لئے مایۂ فخر و ناز رھا ھے -

جہاں تک میری ناقص معلومات کا تعلق ھے ، اردو میں کوئی ایسی کتاب موجود نہ تھی ، جو اسلامی آرٹ کے مختلف شعبوں کے ایک جامع اور تسلی بخش بیان پر مشتمل ھوتی - یہ ھماری خوش قسمتی ھے کہ اردو زبان کے دیرینہ خادم اور مؤسس مطبوعات فرینکلن ، لاھور ، کے موجودہ مدیر آقای حامد علی خا

Marfat.com

کی نگاہ انتخاب ترجمہ کے لیے ایم ۔ ایس ۔ ڈیمنڈ کی کتاب پر پڑی ، جو انگریزی زبان میں اس لحاظ سے ایک منفرد اور بے نظیر تالیف ھے کہ اس میں باوجود ظاھری اختصار کے ایک بیمثال جامعیت ھے ۔ اسلامی آرٹ کا کوئی ایسا شعبہ نہیں جسے فاضل مصنف نے نظر انداز کر دیا ھو ۔ فن تعمیر ، سنگتراشی ، چوبکاری ، کوزہ گری ، ظروف سازی ، پارچہ بافی ، قالین بافی ، خطاطی اور جلد سازی ، مصوری ، غرض کہ کوئی ایسی اسلامی صنعت نہیں ، جس سے مصنف نے سیر حاصل اور بصیرت افروز بحث نہ کی ھو ۔ ایک جامع بیان کے علاوہ کتاب سینکڑوں تصاویر سے مزین ھے جن سے مسلمان صناعوں اور فنکاروں کے تخلیقات فائقہ کی ندرت و نفاست کا برأی العین مشاھدہ ھو سکتا ھے ۔

ترجمہ میں بہت سے حواشی کا اضافہ کر دیا گیا ھے ۔ یہ حواشی مختلف نوعیت کے ھیں ۔ بعض حواشی سے مطالب کتاب کی مزید وضاحت مقصود ھے ۔ اور بعض حواشی میں اضافی معلومات ھیں ۔ اصطلاحات فنون کی ایک فرھنگ بھی شامل ھے ۔ امید ھے کہ ان وجوھات سے اس ترجمہ، کی اشاعت کو اردو ادب میں ایک مفید اضافہ تصور کیا جائے گا ۔

عنایت اللہ

(مترجم)

لاھور ، ۲۸ اگست ۱۹۶۳ء

پیش لفظ

اس هینڈ بک کا پہلا ایڈیشن سن ۱۹۳۰ء میں ''اے هینڈ بک آف محمڈن ڈیکوریٹو آرٹس'' کے نام سے شائع هوا تھا ۔ اس کے بعد همارے میٹروپالیٹن میوزیم نے جو بہت سے اهم نوادر حاصل کئے هیں ان کی وجه سے اس کے اسلامی آثار کے ذخیرے میں بڑا اضافه هوا هے اور یه میوزیم اب دنیا کے بہترین عجائب خانوں میں شمار هوتا هے ۔ ابھی حال هی میں جو اکتشافات هوئے هیں ، خصوصاً میوزیم کی طرف سے مدائن اور نیشاپور کے مقامات میں جو کھدائی هوئی هے ، اس کی روشنی میں هینڈ بک پر نظر ثانی کی گئی هے اور اس میں تازه معلومات کا اضافه کر دیا گیا هے اور اسلامی آرٹ کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے ایک نیا باب بڑھا دیا گیا هے ، جس کا عنوان ''اسلامی آرٹ کے مصادر و ماخذ'' هے ۔ اور جس میں پارتھین اور ساسانی آرٹ کے علاوه مشرق مسیحی ملکوں کی صنعتوں اور دستکاریوں کا بھی تذکره هے ۔ پہلے ایڈیشن کی طرح یه دوسرا ایڈیشن بھی انگریزی زبان میں اولین کتاب هے جس سے اسلامی آرٹ کے بارے میں رهنمائی حاصل هوتی هے

Marfat.com

لہذا امید ہے کہ یہ کتاب میوزیم دیکھنے والوں اور آرٹ کے قدیم نوادر جمع کرنے والوں کے لئے یکساں طور پر مفید ثابت ہوگی - چونکہ ہمارے میوزیم کا ذخیرہ روز بروز بڑھ رہا ہے اور اور نوادر کی ترتیب میں بھی تبدیلی کا امکان ہے ، اس لئے اس کتاب* کے بیانات میں میوزیم کے رواقوں کی تنظیم و تنسیق کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا گیا -

ہمارے میوزیم میں تمام صنعتوں اور دستکاریوں کے نمونے موجود ہیں - اس کی شہادت اس امر سے ملتی ہے کہ اس کتاب میں جن اشیاء کی تصاویر شامل ہیں ، ان کا انتخاب ہمارے اپنے ہی ذخیرے سے کیا گیا ہے -

ہمارے ذخیرے کی بنیاد سن ۱۸۹۱ء میں پڑی تھی ، جب مسٹر اڈورڈ مور نے مشرقی آرٹ کے چند اہم نمونے میوزیم کو عطا کیے تھے ، جن میں شیشے کے خوبصورت مینا کار ظروف اور معدنی مرصع برتن شامل تھے - سنہ ۱۹۰۲ء میں مسٹر فیلڈ نے ترکی کے بنے ہوئے گلی ظروف ھدیۃ پیش کیے اور سن ۱۹۱۳ء میں مسٹر کاکرن (Cochran) نے فارسی کی با تصویر اور مطلا کتابیں عنایت فرمائیں ، جن کی بدولت ہمارے مجموعہ میں بڑا قابل قدر اضافہ ہوا - سن ۱۹۱۴ء میں مسٹر آلٹ من (Altman) کی کی وصیت کے مطابق اسلامی آرٹ کے دیگر نوادر کے علاوہ چند شاندار قالین میوزیم کو ملے - پھر سن ۱۹۱۷ء میں مسٹر فلیچر

A Handbook of Mohammadan Decorative Arts.

Marfat.com

نے چند خوبصورت ایرانی قالین اور گلی ظروف ہبہ کئے - اسی سال میوزیم کو شیشے کے مینا کار چراغوں ، ہندوستانی قالینوں اور ہاتھی دانت کی نادر اشیاء کا ایک مجموعہ حاصل ہوا ، جن کو مسٹر مارگن نے جمع کیا تھا - ان کے علاوہ دیگر گلی ظروف اور تصاویر سن ۱۹۲۰ء میں مسٹر گرنل کی وصیت کی رو سے ملیں - سن ۱۹۲۲ء میں مسٹر بیلرڈ نے مشرق قالینوں کا جو عطیہ دیا وہ بھی خاص طور پر قابل ذکر ہے - دیگر محسنوں کے علاوہ حسب ذیل اصحاب نے بھی مختلف اشیاء میوزیم کو عطا فرمائیں :

ہنری مارکنڈ ، ایورٹ میسی ، جورج پراٹ ، ہوریس ہیو مائر ، ہنری والٹرز ، اڈورڈ مور ، جورج بلومنٹال -

مصنف مس حنہ میک بسٹر کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے جنہوں نے متن کے تیار کرنے اور پروف پڑھنے میں مدد دی - اور مسٹر ولکنسن کا بھی ممنون ہوں ، جنہوں نے بہت سے قیمتی مشورے دیے - کتاب کے اول اور آخر میں جلد کے اندر جو آرائشی نقشہ ہے ، اسے مسٹر بلک نے تیار کیا ہے -

ایم - ایس - ڈیمنڈ

اپریل سن ۱۹۴۴ء

تیسرا ایڈیشن

کتاب کا یہ تیسرا ایڈیشن دوسرے ایڈیشن کی نقل ہے ، مگر

Marfat.com

اس کے متن کے چند مقامات کی تصحیح کر دی گئی ہے اور بعض عنوانوں کو بدل دیا گیا ہے ۔ اس کے علاوہ ۳۲ صفحات کا ایک ضمیمہ شامل کر دیا گیا ہے ، جس میں متعدد مزید تصاویر ہیں ۔

ایم ۔ ایس ۔ ڈیمنڈ

دسمبر سن ۱۹۶۷ء

باب اول

تاریخی مقدمہ*

بانی اسلام حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) سن ۵۷۰ء کے قریب شہر مکہ میں پیدا ہوئے ، جو بلاد عرب کے قلب میں واقع ہے ۔ وہ بنو ہاشم میں سے تھے ، جو قبیلۂ قریش کا ممتاز ترین خاندان تھا ۔ اس زمانے میں دیار عرب میں مختلف قبیلے آباد تھے اور یہ لوگ کم و بیش شہروں میں رہتے تھے ۔ وہ ستاروں کی پرستش کرتے تھے اور دوسرے کم درجے کے غیر اہم دیوتاؤں کی بھی پوجا کرتے تھے ۔ ملک میں یہودی اور مسیحی مذاہب کا بھی اثر موجود تھا اور بالخصوص یہودی عقاید نے حضرت محمد (ص) کی موحدانہ تعلیم کے لئے راستہ ہموار کر دیا تھا ۔ آنحضرت (ص) کی شخصیت اور عبقریت کی بدولت اس نئے مذہب نے بڑی جلد ترقی پائی ، جس کی بنیاد خدائے واحد کی پرستش اور آنحضرت (ص) کی رسالت

*اس کتاب میں جتنے سنین مندرج ہیں ، وہ سب عیسوی تقویم کے مطابق ہیں (مصنف) ۔

پر قائم ہوئی تھی ۔ سن ۶۲۲ء میں آنحضرت (ص) نے اپنے اصحاب کے ساتھ مکے سے مدینے کی طرف ھجرت فرمائی جہاں کے باشندوں نے آپ کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا ۔ اہل اسلام کی تاریخ یعنی سن ھجری کی ابتداء اسی سال سے ہوتی ہے ۔ سن ۶۳۰ء میں آنحضرت (ص) نے مکہ فتح کیا اور وہاں کے تمام بتوں کو تہس نہس کر دیا ، مگر حجر اسود کو کعبے کی دیوار میں بدستور باقی رہنے دیا ۔ کعبہ ایک مکعب شکل کی عمارت ہے ، جو عربوں کی نگاہ میں بڑی مقدس تھی ۔ آنحضرت نے مکے کو نئے دین کا مرکز بنایا اور قدیم دستور کے مطابق وہاں کے سالانہ حج کو برقرار رکھا ۔

قرآن مسلمانوں کی مقدس کتاب ہے ، جس میں وہ کلام الہی جمع ہے جو آنحضرت پر نازل ہوا ۔ قرآن میں ۱۱۴ سورتیں ہیں اور دین اسلام کے بنیادی عقائد ان الفاظ مین بیان ہوئے ہیں :

یاایّھا الذین آمنو آمنُو باللہ وَ رَسُولہ وَالکتاب الذی نَزّلَ علٰی رَسُولہ وَالکتاب الّذی انَزلَ مِنْ قَبلُ وَ مَنْ یَکفُرْ باللہ وَ مَلائکتہ وَ کُتُبہ وَ رُسُلہ وَالیَوم الاَخر فَقَدْ ضَلّ ضلالاً بَعیداً ۔ یعنی ”اے ایمان والو ! اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی اور ان کتابوں پر بھی جو اس سے پہلے اتاریں ۔ جو شخص اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور آخرت کا انکار کریگا تو (سمجھو کہ) وہ بیشک سخت گمراھی میں

مبتلا ہو گیا ہے ،، (سورۃالنساء) ۔ اہل اسلام کا کلمۂ شہادت یہ ہے : لا الـــٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ یعنی ''اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے رسول ہیں ،، ۔ قرآن کے بعد حدیث نبوی کا درجہ ہے جس کا مسلمان بہت احترام کرتے ہیں ۔

جب حضرت محمد (ص) نے تمام کفار کے خلاف مسلسل جنگ کا اعلان کر دیا تو آپ کو بہت سے قبائل عرب کی پر زور تائید حاصل ہوگئی ۔ رفتہ رفتہ آنحضرت (ص) اور ان کے خلفاء نے عربوں کو متحد اور منظم کر دیا ۔ عربوں کے دلوں میں اپنی نسلی اور قومی برتری کا احساس پیدا ہو گیا اور بہت سے قبیلے جو اس سے پہلے ان کے مخالف اور معاند تھے ، اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے اور ایک مشترک مفاد کے لئے متحد و متفق ہو گئے ۔

جب حضرت محمد (ص) نے ۶۳۲ء میں وفات پائی ، تو بلاد عرب کے ایک حصے میں وحدت پیدا ہوچکی تھی ۔ آنحضرت (ص) کے بعد حضرت ابوبکر (رض) آپ کے خلیفہ یعنی جانشین منتخب ہوئے ، جن کا عہد خلافت سن ۱۱ ھ سے لیکر سن ۱۳ ھ تک ہے ۔

قبائل عرب کو متحد کرنے اور ان کو تسخیر عالم کے لئے تیار کرنے کا کام حضرت ابوبکر (رض) کے حصہ میں آیا ۔ ان کے بعد حضرت عمر (رض)(۶۳۴ء - ۶۴۴ء) حضرت عثمان (رض)(۶۴۴ء - ۶۵۶ء) اور حضرت علی (رض) (۶۵۶ء - ۶۶۱) یکے بعد دیگرے منصب خلافت کے لئے منتخب ہوئے اور خلفاء راشدین کہلائے ۔

ان خلفاء کے عہد میں عربوں نے شام ، عراق مصر اور شمالی افریقہ پر لشکر کشی کی اور ان کو جو فتوحات جلد جلد حاصل ہوئیں وہ محض عربوں کی قوت بازو اور ان کی تنظیم کی رہین منت

Marfat.com

نہ تھیں، بلکہ مفتوحہ ملکوں کے سیاسی اور اقتصادی حالات کو بھی ان کی کامیابی میں بڑا دخل تھا ۔ شام اور عراق میں عربوں نے ان * سامی لوگوں کو آباد پایا جنھوں نے گذشتہ صدیوں میں بلاد عرب سے شمال کی طرف نقل مکانی کیا تھا ۔ ان میں سے بعض عیسائی تھے اور بعض یہودی اور باقی بت پرست تھے ۔ فتح عراق کے بعد حضرت علی (رض) نے جو خلفاے راشدین میں سے آخری خلیفہ تھے، کوفہ کو اپنا صدر مقام بنایا جسے حضرت عمر (رض) نے آباد کیا تھا ۔ اس طرح سے سلطنت اسلام میں دیار عرب کی مرکزی حیثیت جاتی رہی اور کوفہ اور بصرہ ترقی کر کے جلد ھی دینی اور ادبی علوم کے مرکز بن گئے ۔ شام کے آرامی کاشتکاروں نے عربوں کا اس وجہ سے بخوشی استقبال کیا کہ انہوں نے ان کو بزنطینی **حکومت سے نجات دلائی تھی ۔ ان مشرقی صوبوں کے باشندے بزنطینی حکمرانوں سے نفرت کرتے تھے کیونکہ انہوں نے ان پر بھاری ٹیکس لگا رکھے تھے ۔ مصر کا ملک بھی کئی سو سال سے محکوم چلا آ رھا تھا اور وھاں کے حالات بھی اسی قسم کے تھے ۔ مقامی باشندے جو مذھباً عیسائی تھے، یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ انسانی اور ربانی فطرتیں دونوں حضرت مسیح کی واحد ذات میں جمع ھیں، مگر یہ عقیدہ بزنطینی حکومت کے سرکاری مذھب سے مختلف تھا، لہذا اھل مصر کو یہ امید تھی کہ عربوں کی نئی حکومت ان کو بطریق *** سائرس کے ظلم و ستم سے نجات دلائے گی ۔

---

*سامی لوگوں سے مراد وہ اقوام ھیں جو از روے توارث سام بن نوح کی نسل سے ھیں، مثلاً عبرانی، آرامی، اشوری وغیرہ (مترجم) ۔

**بزنطینی حکومت سے مراد Later Roman Empire ھے، جس کا دارالسلطنت قسطنطنیہ تھا ۔ قسطنطنیہ کا قدیم نام بزنطیم تھا اس لئے وھاں کی سلطنت کو بزنطینی حکومت بھی کہا جاتا ھے (مترجم) ۔

*** سائرس (Cyrus) بزنطینی شہنشاہ کی طرف سے مصر کا حاکم تھا (مترجم) ۔

Marfat.com

ایران کی فتح عربوں کے لئے زیادہ دشوار ثابت ہوئی - ایرانی آریائی نسل سے تھے اور زرتشت کے پیرو تھے ، جس کے مذہب کی بنیاد ثنویت یعنی اس عقیدہ پر تھی کہ نیکی اور بدی یا نور و ظلمت ایک دوسرے سے برسر پیکار ہیں - ایران کے ساسانی خاندان کو بہر حال سن ۶۴۲ء میں نہاوند کی لڑائی میں شکست ہوئی چنانچہ عربی فوجیں سن ۶۶۱ء میں ہرات تک پہنچ گئیں ، اور بعد ازاں دریائے سندھ تک جا پہنچیں - اکثر ایرانیوں نے اسلام اختیار کر لیا اور ان کے ہاں شیعی مذہب نے نشو و نمو پائی - اہل تشیع کے نزدیک خلافت کے حقدار صرف اہل بیت تھے اور وہ اس بات کے مخالف تھے کہ خلیفہ عوام کی طرف سے منتخب ہو جیسا کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے -

سن ۶۶۱ء میں حضرت علی (رض) نے شہادت پائی اور خلافت ان کے حریف امیر معاویہ کی طرف منتقل ہو گئی ، جو قریش کے خاندان بنو امیہ سے تھے - امیر معاویہ نے اموی خاندان کی بنیاد ڈالی جس نے ۶۶۱ھ سے لے کر ۷۴۹ء تک حکومت کی - اموی دور میں اسلامی سلطنت کا دارالحکومت دمشق میں منتقل ہو گیا جہاں کے لوگوں نے اموی خاندان کی سب سے زیادہ تائید کی - ان کے زمانے میں عربوں کی سلطنت بحر ظلمات سے لے کر حدود چین تک پھیل گئی اور خوب پھلی پھولی - علم و حکمت اور شعر و شاعری نے دربار دمشق میں بڑی رونق پائی ، اس کے ساتھ ساتھ عیش و عشرت کے سامان بڑھے ، اخلاق میں انحطاط آ گیا اور احکام قرآنی کی کھلے بندوں خلاف ورزی ہونے لگی -

آخر کار ایران کے مشرقی صوبے یعنی خراسان میں بغاوت اٹھی اور بنو امیہ نے شکست کھائی - سن ۷۴۹ء میں ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور ان کے دشمنوں یعنی بنو عباس نے ان کی جگہ

Marfat.com

لے لی جو رسول خدا کے چچا حضرت عباس(رض) کی اولاد سے تھے۔ اموی خاندان کا ایک فرد عبدالرحمان سپین کی طرف فرار ہو گیا جس نے وھاں ایک الگ حکومت کی بنیاد ڈالی ۔ سن ۱۰۳۱ء میں سپین میں بھی بنو امیہ کی حکومت زوال پذیر ہو گئی اور شمالی افریقہ کے بربری خاندانوں نے ان کی جگہ لے لی ۔ آخر کار سن ۱۴۹۲ء میں فرڈیننڈ اور ازابیلا نے غرناطہ لے لیا اور سپین میں مسلمانوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا ۔

بنو عباس نے بنو امیہ پر جو فتح پائی وہ بیشتر ایرانیوں کے اتحاد اور ان کی امداد ھی کی بدولت حاصل ھوئی تھی ۔ عالم اسلام پر پہلے عرب چھائے ھوئے تھے مگر اب ایرانی آداب و رسوم اور ایرانی خیالات و افکار کا غلبہ شروع ھو گیا ۔ عباسیوں نے دجلہ کے کنارے ایک نئے دارالخلافہ یعنی بغداد کی بناء ڈالی جو رفتہ رفتہ اسلامی تمدن اور اسلامی علوم و فنون کا مرکز بن گیا ۔ وھاں ایک فقہی * مذھب کی بنیاد پڑی اور یونانی زبان سے حکمت و فلسفہ کی بہت سی کتابیں عربی میں منتقل ھوئیں ۔ خلیفہ مامون نے بیت الحکمت کی بنیاد ڈالی جس کے ساتھ ایک کتب خانہ اور ایک رصد گاہ بھی ملحق تھی ۔ خلیفہ ھارون الرشید کے عہد میں (جن کے متعلق الف لیلہ میں بہت سی حکایتیں آئی ھیں) بغداد دنیا کا ایک نہایت پر رونق اور عظیم الشان شہر بن گیا ۔ اس کے شمال کی طرف ساٹھ میل کے فاصلہ پر سامرا کا شہر تھا جسے خلیفہ معتصم نے آباد کیا تھا ۔ یہ شہر بھی مختلف فنون اور صنائع کا گنجینہ تھا جہاں عباسی خلفاء نے ۸۳۶ء سے ۸۹۲ء تک سکونت

* اس سے مراد فقہ حنفی ھے ، جسے قاضی ابو یوسف اور محمد بن حسن شیبانی نے امام ابو حنیفہ (رح) کے اصول پر مرتب و مدون کیا (مترجم) ۔

Marfat.com

اختیار کی اور پھر اسے اچانک چھوڑ دیا * ۔

عباسیوں کے عہد میں ترک لوگ سلطنت اسلام میں دخیل ہو گئے ۔ بلحاظ نسل یہ لوگ سامیوں سے بالکل الگ تھے اور وسطی ایشیا ان کا مولد و منشا تھا ۔ چونکہ وہ پیدائشی طور پر نبرد پیشہ اور جنگ جو تھے اس لیے خلیفہ معتصم نے پہلے پہل ان کو اپنا خاصہ بردار بنایا مگر ترک سرداروں کا اثر و رسوخ رفتہ رفتہ بڑھتا گیا یہاں تک کہ وہ حکومت کے سیاہ و سفید کے مالک بن گئے اور انہوں نے زبردستی خلیفۂ مذکور کے کئی جانشینوں کو یا تو تخت سے اتار دیا یا قتل کر دیا ۔ جب خلفاء بغداد کمزور ہو گئے تو ان کی سلطنت بہت سی مختلف حکومتوں میں منقسم ہو گئی ، مثلاً اغالبہ نے شمالی افریقہ میں اپنی ایک الگ حکومت قائم کر لی ۔ اسی طرح سن ٨١٩ء میں سامانیوں نے خراسان اور ماوراء النہر میں اور صفاریوں نے سن ٨٦٨ء میں مشرق ایران میں خود مختار خاندانوں کی بنیاد ڈالی ۔ سن ٨٦٨ء میں مصر کا مالک ایک ترکی سردار ابن طولون کی سر کردگی میں خود مختار ہو گیا ۔ طولونی خاندان کے بعد اخشیدی آئے جو ترک نسل سے تھے ان کے بعد فاطمی حکمرانوں نے ظہور کیاجن کا زمانہ مصر کے علوم و فنون کے لیے خاص اہمیت رکھتا ہے ۔ سن ٩٦٢ء میں غزنوی خاندان نے افغانستان اور پنجاب میں اپنی بساط حکومت بچھائی ۔

سلجوق صحرائے قرغیز کے رہنے والے تھے جب وہ نقل مکانی کر کے ترکستان میں آ نکلے تو ان کی آمد سے سلطنت اسلام کے تن مردہ میں دوبارہ جان آ گئی ۔ انہوں نے غزنوی فوجوں کو شکست

* جب عباسی خلفاء نے سامرا کو چھوڑ دیا تو وہاں کی عمارات رفتہ رفتہ ویران ہو گئیں ۔ صرف جامع مسجد کی بیرونی دیوار اور اس کا ماذنہ قایم ہے ۔ جرمن عالم Herzfeld نے وہاں کے آثار کا مطالعہ کیا ہے اور اس زمانے کے فنون کے متعلق بہت سی دلچسپ معلومات حاصل کی ہیں ۔

Marfat.com

دے کر سن ۱۰۳۷ء میں خراسان پر قبضہ کر لیا اور پھر مغرب کی طرف رخ کر کے ایران ، عراق ، شام اور ایشیائے کوچک کے تمام خاندانوں کو مغلوب کر لیا ۔ ان کا سردار نے طغرل بیگ سن ۱۰۵۵ء میں بغداد میں داخل ہوا اور خلیفہ نے اسے سلطان کا لقب عطا کیا ۔

خلفاء بغداد کے سیاسی اقتدار کا خاتمہ بالآخر سن ۱۲۵۸ء میں تاتاریوں کے ہاتھوں ہوا ۔ یہ لوگ بھی وسطی ایشیا سے آئے تھے ۔ انہوں نے چنگیز خان کی سرکردگی میں اسلامی ملکوں کو یکے بعد دیگرے فتح کر لیا ۔ مرنے سے پہلے چنگیز خان نے اپنی مملکت کو جو چین سے لے کر جنوبی روس تک پھیلی ہوئی تھی ، اپنے لڑکوں کے درمیان تقسیم کر دیا ۔ چنانچہ ایران میں اس کے پوتے ہلاکو خان نے ایلخانی خاندان* کی بنیاد رکھی جس نے سن ۱۲۵۶ء سے سن ۱۳۵۳ء تک نہ صرف ایران بلکہ عراق اور ایشیائے کوچک کے ایک حصے پر کامیابی کے ساتھ حکومت کی ۔ اگرچہ تاتاریوں کے سیلاب نے اسلامی ملکوں میں تباہی پھیلائی مگر انہوں نے جلد ہی مفتوحہ اقوام کا اعلیٰ تمدن اختیار کر لیا ۔ چنانچہ ایلخانیوں نے اسلام قبول کر لیا اور مسلمان بننے کے بعد انہوں نے اسلامی ادبیات اور علوم و فنون کی بڑی فیاضی سے سرپرستی کی ۔ اس طرح بغداد ، تبریز اور سلطانیہ کے درباروں میں جو ان کے دارالحکومت تھے ، مقامی اور غیر ملکی علماء و فضلاء کے علاوہ صناع اور ہنرور

* تاتاری زبان میں ایل کا معنی قوم یا قبیلہ ہے ۔ اور ایلخان سے مراد کسی قوم یا قبیلہ کا سردار یا حاکم ہے ۔ خاقان اعظم کے مقابلہ میں ہلاکو مغولی سلطنت کے محض ایک حصے یا صوبے کا حاکم تھا اس لیے وہ ایلخان کہلایا اور اس کا خاندان ایران میں ایلخانی کے نام سے مشہور ہوا (مترجم) ۔

Marfat.com

بھی بکثرت جمع ہو گیے تھے -

ایلخانیوں کے بعد کئی چھوٹے چھوٹے خاندان نمودار ہوئے مگر وہ بھی ایک دوسرے مغل کشور کشا یعنی امیر تیمور کی پیشقدمی سے مٹ گئے -

چنگیز خان کی طرح تیمور نے بھی پہلے ایران پر لشکر کشی کی اور اس کی فوجیں سن ۱۴۰۳ء میں ایشیاے کوچک تک جا پہنچیں، جہاں تیمور نے آل عثمان کو شکست دے کر سلطان بایزید اول کو گرفتار کر لیا - اس شکست سے دولت عثمانیہ کی فتوحات کا رخ ایران کی بجاے شمال اور مغرب کی جانب یعنی ایشیاے کوچک، شام اور جنوبی یورپ کی طرف پھر گیا - چنگیز خان کے بر عکس امیر تیمور کی فتوحات کو دوام حاصل نہ ہو سکا اور اس کے جانشینوں یعنی تیموریوں کی حکومت صرف ماوراءالنہر اور خراسان تک محدود رھی - تیموریوں کے عہد میں سمرقند اور بخارا کی اھمیت بڑھ گئی اور ان کا صدر مقام ھرات اسلامی علوم و فنون اور ادبیات کا مرکز بن گیا -

بابر بادشاہ نے جو امیر تیمور کی اولاد سے تھا اور سن ۱۴۸۲ء میں فرغانہ میں پیدا ھوا تھا، مشہور مغلیہ خاندان کی بنیاد ڈالی، جس نے ھندوستان پر سن ۱۵۲۶ء سے سن ۱۸۵۷ء تک حکومت کی - اس کے زمانے میں اور اس کے جانشینوں یعنی ھمایوں اور اکبر کے عہد حکومت میں ھندوستان کے مغلیہ دربار کا آرٹ ایرانی تہذیب و تمدن سے بہت کچھ متأثر ھوا -

مصر اور شام کے مملوک سلاطین ایلخانیوں اور تیموریوں کے ہم عصر تھے - یہ لوگ پہلے ایوبی سلاطین کے خاصہ بردار تھے - ان کی دو شاخیں تھیں : بحری (سن ۱۲۵۰ء تا سن ۱۳۹۰ء) اور برجی (سن ۱۳۸۲ء تا سن ۱۵۱۶ء) - مملوک سلاطین نے ایک ایسی مضبوط حکومت قائم کی جس نے تاتاریوں اور صلیبی حملہ آوروں دونوں کا

کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا - انہوں نے قاہرہ کو از سر نو تعمیر کیا اور اسے خوبصورت عمارتوں سے آراستہ کیا - صنعت و حرفت کے بہت سے عمدہ نمونوں پر ان ہی سلاطین کے نام ملتے ہیں، خصوصاً ناصرالدین محمد ابن قلاؤن کا نام جس نے سن ۱۲۹۳ء اور سن ۱۳۴۰ء کے درمیانی عرصے میں تخت مصر پر تین مرتبہ جلوس کیا -

ان بہت سے ترکی قبائل میں جو ایشیائے کوچک میں تیرھویں صدی کے وسط اور اواخر میں آباد ہوئے، عثمانی ترک بھی تھے- اس خاندان کے بانی عثمان خان نے سن ۱۲۹۹ء میں امیر کا لقب اختیار کیا، اور پھر اس نے اور اس کے جانشینوں نے بزنطینی سلطنت کے ساتھ جنگ جاری رکھی جو برابر کمزور ہوتی چلی جا رہی تھی - آخر کار سن ۱۴۵۲ء میں سلطان محمد ثانی نے قسطنطنیہ فتح کر لیا اور بعد ازاں سلطان سلیم خان اول نے شام اور مصر کے ملک بھی مملوکوں سے چھین لئے بلکہ وہ منصب خلافت کا بھی وارث اور جانشین قرار پایا -

اس طرح دولت عثمانیہ کو عالم اسلام میں نہ صرف سیاسی اقتدار حاصل ہو گیا بلکہ اسے مذہبی سیادت اور برتری بھی حاصل ہو گئی -

سولھویں صدی عیسوی کی ابتداء میں ایران کے شمالی مغربی گوشے میں ایک نئے طاقتور مقامی خاندان نے ظہور کیا - یہ صفوی تھے جنھوں نے ایران پر سن ۱۵۰۲ء سے سن ۱۷۳۶ء تک حکومت کی - سن ۱۵۰۲ء میں شاہ اسماعیل (۱۵۰۲ء تا ۱۶۲۴ء) نے جو شیخ صفی‌الدین اردبیلی کی اولاد سے تھا، ترکمانوں کے خاندان آق قویونلو* کو شکست دی اور تبریز کو اپنا دارالحکومت بنایا -

*ان ترکمانی قبیلوں نے آٹھویں صدی ہجری میں دیار بکر (الجزیرہ) میں اپنی حکومت قائم کر لی تھی - ،،آق قویونلو،، کا لفظی معنی ہے ''سفید بھیڑ والے،، - سفید بھیڑ ان کی قبائلی علامت تھی اس لئے وہ تاریخ میں ،،آق قویونلو،، کے نام سے مشہور ہیں (مترجم) -

Marfat.com

شاہ اسماعیل کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے ایران کو متحد کیا ۔ اس نے پہلے ایران کے تمام صوبوں کو یکے بعد دیگرے تسخیر کیا اور آخر کار سن ۱۵۱۰ء میں ازبک نسل کے شیبانی حکمرانوں سے ہرات بھی لے لیا، جو ماوراءالنہر پر سن ۱۴۲۸ء سے سن ۱۵۹۹ء تک فرمانروائی کر چکے تھے۔ صفوی خاندان کے مشہور ترین بادشاہ طہماسپ اور عباس اعظم ہیں جنہوں نے ایران کے قومی تمدن اور فنون کی ترقی میں بڑا حصہ لیا ۔ مذہبی امور میں شاہان ایران تشیع کے حامی اور سرپرست تھے، مگر دولت عثمانیہ کے اکثر باشندے سنی تھے ۔

Marfat.com

باب دوم

مسلمانوں کے فنون کے سرچشمے

رسول اکرم(ص) کے زمانے میں عربوں کے ہاں اپنا کوئی آرٹ نہ تھا ، لیکن شام ، عراق ، مصر اور ایران کی تسخیر کے بعد انہوں نے ان فنون کو اختیار کر لیا جو ان ملکوں میں ترقی کے اعلیٰ درجے پر پہنچ چکے تھے - ادبی مصادر سے معلوم ہوتا ہے کہ خلفاے بنی امیہ (سن ٦٦١ تا سن ٧٤٩ء) نے نئے شہروں اور نئے محلات و مساجد کی تعمیر کے لیے تمام صوبوں سے سامان عمارت طلب کیا تھا اور معمار بلوائے تھے - جامع دمشق کا معمار اعلیٰ ایک ایرانی تھا اور اس کی آرایش کے لئے رومی اور شامی کاریگروں کی خدمات حاصل کی گئی تھیں - اسی طرح مصر کے ہنرور بیت المقدس ، دمشق اور مکے میں کام کرتے تھے - غیر ملکوں سے سامان تعمیر اور ہنرمندوں کو طلب کرنے کا دستور عباسیوں کے عہد (٧٤٩ء تا سن ٩٣٥ء) میں بھی جاری رہا، چنانچہ مشہور مؤرخ طبری نے لکھا ہے کہ بغداد کی تعمیر کے وقت شام ، ایران ، موصل ، کوفہ ، بصرہ اور واسط سے کاریگر منگوائے گئے تھے -

Marfat.com

رفتہ رفتہ مسلمانوں کے آرٹ کا ایک طرز ارتقائی مرحلے طے کرتا ہوا معرض وجود میں آیا ۔ اس کے دو بڑے سرچشمے تھے: ایک مشرق مسیحی اور دوسرا ساسانی ۔ قدیم ترین اسلامی آثار و عمارات مثلاً بیت المقدس کی کاشی کاری (سن ۶۹۱ء)، مشتی* کا سنگی روکار (آٹھویں صدی مسیحی) اور قصیر عمرہ** کے صحرائی محل کی تصاویر (تقریباً ۷۰۲ء) میں آرائش کے کئی ایک خاص انداز پہلو بہ پہلو نظر آتے ہیں، جو مشرق کے مسیحی آرٹ اور ساسانی آرٹ سے ماخوذ ہیں ۔

مصر، شام اور عراق کے مسیحی آرٹ میں آرائش کی چند ایک ایسی نمایاں خصوصیات پائی جاتی ہیں جو عہد اسلام کے دور اول کی عمارات میں بھی موجود ہیں ۔ مصر کے عیسائیوں یعنی قبطیوں کے آرٹ کا علم ہمیں ان تراشیدہ پتھروں اور پارچہ جات سے حاصل ہوتا ہے جن کا زمانہ تیسری صدی سے لے کر ساتویں صدی تک ہے ۔ میٹروپالیٹن میوزیم میں قبطی سنگ تراشی کے نمونوں کا ایک مجموعہ ہے، جس میں سرستون، محرابیں اور مختلف حجم کی لوحیں شامل

*مشتی جس کا لفظی معنی ،، سرمائی قیامگاہ ،، ہے نام ہے ایک محل کا جس کے کھنڈر اردن کے علاقے میں دمشق سے مکہ جانے والی سڑک پر سن ۱۸۷۲ء میں دریافت ہوئے تھے اس کی دیوار کی بیرونی آرایش آرٹ کے لحاظ سے خاص طور پر اہم اور جاذب توجہ ہے ۔ اس محل کو کس نے بنایا تھا؟ یہ سوال ابھی تک حل نہیں ہو سکا ۔ بعض کی رائے میں اس کے بنانے والے بنو غسان تھے اور بعض کی رائے میں بنو امیہ (مترجم) ۔

** قصیر عمرہ نام ہے ایک محل کا جس کے کھنڈر اردن کے علاقے میں بحیرہ لوط کے شمال میں پائے گئے ہیں ۔ اسے غالباً بنو امیہ نے تفریح گاہ کے طور پر تعمیر کیا تھا ۔ اس محل کے متعلق ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کی اندرونی دیواروں پر تصاویر پائی گئی ہیں جن سے اس زمانے کے آرٹ اور مذاق پر روشنی پڑتی ہے (مترجم) ۔

Marfat.com

ھیں ۔ یہ اشیاء در اصل کسی زمانے میں گرجاؤں اور راھب خانوں کی زینت تھیں ۔ وہ سرستون جو تل بسطہ ، خارجہ آسوان ، سقارہ اور بویط کے مقامات * سے دستیاب ھوئے ھیں ' فن تعمیر کے اس اھم عنصر کے ارتقائی مراحل کی خوب وضاحت کرتے ھیں جن کی ابتداء یونانی عہد میں اور انتہاء چھٹی صدی کے قبطی اسلوب میں ھوئی ۔ یونانی آرٹ کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اس میں آرائش کا میلان فطرت پسندی کی جانب تھا ۔ مگر اب ان کی جگہ ایسے عناصر نے لے لی جو محض آرائشی تھے اور مشرق سے آئے تھے ۔ اس کا سبب یہ ھوا کہ خود مصر کی معاشرت اور تمدنی زندگی میں تبدیلی آ چکی تھی اور یونانی عنصر کی جگہ رفتہ رفتہ مقامی قبطی عنصر نے لے لی تھی ۔ مصر اور شام کے مسیحی آرٹ میں اکانتس ** کے پتوں اور انگور کی بیل کو بڑی مقبولیت حاصل تھی ، چنانچہ شام میں اکانتس کے دندانہ دار پتے کو محض آرائشی طور پر پہلی صدی ھی سے استعمال کرتے چلے آئے تھے ۔ اب قبطیوں نے اسے اھل شام سے لیا اور بسا اوقات اسے ھندسی اشکال کے ساتھ ملایا ۔ اس امتزاج سے نئے نئے نقش و نگار پیدا ھو گئے جن کو یونانی آرٹ کے ساتھ محض دور کا تعلق رہ گیا ۔ جب مسلمانوں نے شام اور مصر سے اکانتس کو اختیار کیا تو تغیر و تبدل کا یہ عمل برابر جاری رھا ۔

---

* یہ تمام مقامات مصر میں ھیں ۔

* اکانتس (Acanthus) خار دار پودے کی ایک قسم ھے جو جنوبی یورپ اور ایشیائے کوچک میں پایا جاتا ھے ۔ اس کے پتوں کی شکل کو آرائش کے طور پر استعمال کیا گیا ھے، خصوصاً ان ستونوں میں جو یونان کے شہر کارنتھ میں تعمیر ھوئے تھے (مترجم) ۔

قبطی سنگ تراشی کا ایک نہایت عمدہ نمونہ میوزیم کا وہ سرستون ہے جو قدیس ارمیاء* کی خنقاہ واقع سقارہ سے حاصل ہوا تھا اور جس کا زمانہ چھٹی یا ساتویں صدی کا ہے ۔ اس میں انگور کی بیلیں دکھائی گئی ہیں جو چند گلدانوں سے نکلتی نظر آتی ہیں اور آپس میں پیچ و خم کھاتی ہوئی چند خانے بناتی ہیں اور سرستون کو ڈھانپ لیتی ہیں ۔ ** قبطی سنگ تراشی کا ایک اور اعلیٰ نمونہ ایک محراب ہے جو میٹرو پالیٹن میوزیم میں محفوظ ہے (تصویر ۱) ۔ کہتے ہیں کہ یہ بویط کے مقام سے لایا گیا تھا ۔ اس کی آرائش دو تختیوں سے ہوئی ہے ۔ ایک تختی میں کھجور کے پتے ہیں اور دوسری میں کئی آرائشی عناصر ملے جلے ہیں ۔ اس میں دو گلدان دکھائے گئے ہیں جن سے انگور کے پتے ، انار اور انجیر نکلے ہیں ۔ مختلف پودوں اور میووں کے اس آرائشی امتزاج کا یونانی آرٹ میں وجود نہ تھا ۔ مگر یہ طرز مشرق آرٹ کا خاصہ تھا ۔ لہذا مسلمانوں کے ہاں بھی آرائش کے لئے بہت مقبول ہوا ۔ اس محراب کے نقش و نگار سے چند اور باتوں کا بھی انکشاف ہوتا ہے جو قبطی اور شامی فن کی خصوصیات میں شمار ہوتی ہیں ۔ آرائش کی یہ تمام چیزیں ایک ہی ہموار سطح پر واقع ہیں اور تمام سطح کو کلی طور پر ڈھانپے ہوئے ہیں اور پست زمین سے عمودی

---

* Saint Jeremias

**یونانی مصر کو Egypt کہتے تھے ۔ قبط اسی لفظ کی عربی صورت ہے ۔ قبط یا قبطی سے مراد مصر کے وہ قدیم باشندے ہیں جو فتوحات اسلام کے وقت عیسائی مذہب رکھتے تھے ۔ قبطی آجکل مصر کی آبادی کا پانچ فیصد ہیں اور ایک مدت سے عربی زبان اختیار کر چکے ہیں ۔ مغربی مصنفین انہیں Copts لکھتے ہیں (مترجم) ۔

Marfat.com

طور پر بلند ہوتی ہیں ۔ شکل نمبر ۱ کی طرح بہت سے نمونوں میں سنگتراشی کے اس طریقے نے (جس نے یونانی آرٹ کے فطرت پسندانہ رجحان کی جگہ لے لی تھی) تاریک اور روشن پہلو پیدا کر کے ان کو بڑا مؤثر اور دلاویز بنا دیا تھا ۔ مسلمان ہنروروں نے ان اسالیب فن کو اختیار کیا اور ان میں مزید برگ و بار پیدا کئے ۔

مشرق مسیحی ملکوں کے زیورات اور ان کے ہاتھی دانت کی کندہ کاری بھی اسلامی آرٹ پر اثر انداز ہوئی ۔ شامی طرز کے مشہور نمونوں میں ہاتھی دانت کی وہ تختیاں بھی شامل ہیں ، جو شہر راوینا اٹلی میں اسقف مکسی میان* کی کرسی میں نصب ہیں ۔ بعض تختوں میں انگور کی بیلوں کے علاوہ جانوروں اور پرندوں کی تصویریں بھی بنی ہوئی ہیں اور ان کی کندہ کاری اتنی گہری ہے کہ اس پر مشبک کاری کا شبہ ہوتا ہے ۔ اس قسم کا کام پانچویں اور چھٹی صدی کے شامی طلائی زیورات میں بھی بکثرت ملتا ہے ۔ اس کا نمونہ میوزیم میں زیورات کے اس ذخیرہ میں محفوظ ہے جو جزیرہ قبرص سے حاصل ہوا تھا ۔ تصویر ۲ والا کنگن جس کی آرائش انگور کی بیل سے ہوئی ہے، اس قسم کے زیورات کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے ۔ یہ زیورات اگرچہ قبرص سے دستیاب ہوئے تھے مگر بالضرور شام کی ساخت ہونگے ۔

قبطی پارچہجات کے طرز آرائش میں بھی اسی قسم کا ارتقاء نظر آتا ہے جیسا کہ سنگ تراشی اور کندہ کاری میں دیکھا گیا

* Archbishop Maximian in Ravenna.

Marfat.com

یہ بات قبطی پارچہ‌جات کے اس مجموعہ سے بالکل واضح ہو جاتی ہے ، جو میٹروپالیٹن میوزیم میں محفوظ ہے ۔ اس مجموعہ میں مکمل پارچات اور پردوں کے علاوہ قمیصوں اور عباؤں کے ٹکڑے بھی شامل ہیں اور ان کی زیبائش ایسی مشجر کاری سے ہوئی ہے جس کی بافت میں پشم اور کتان استعمال ہوئے ہیں ۔ اس مشجرکاری میں یا تو ایک رنگ ہے جو بالعموم سرخ ہے یا کئی مختلف رنگ ہیں اور ان کا طرز یونانی ہے یا مشرق قبطی ۔ ان کے علاوہ کچھ درمیانی ارتقائی صورتیں بھی ہیں ۔

قدیم ترین قبطی پارچہ‌جات تیسری اور چوتھی صدی کے ہیں اور ان کی زیبائش جانوروں کی تصویروں ، ہندسی شکلوں اور بیل بوٹوں سے کی گئی ہے ۔ تصویریں اور دیگر منظر یونانی اور رومی دیوتاؤں کے قصے کہانیوں سے لئے گئے ہیں اور ان کو یونانی رواج کے مطابق اپنی فطری اور قدرتی صورت میں پیش کیا گیا ہے ۔ مختلف رنگوں کے پارچہ‌جات کے نقش و نگار اور رنگ آمیزی میں بھی یونانی تصویر کشی اور پچی‌کاری کی پیروی کی گئی ہے ۔ تیسری اور چوتھی صدی کے بافندوں نے گلکاری اور ہندسی اشکال کے بنانے میں بھی ایسی ہی مہارت کا ثبوت دیا ہے ۔ اور بہت سے باریک اور پیچیدہ نمونے اختراع کیے ہیں (دیکھیے تصویر ۳) جن میں سے بعض اسلامی آرٹ کی ہندسی اشکال میں پائے جاتے ہیں ۔

پانچویں صدی کے پارچہ‌جات میں مسیحی مناظر اولیاء اور عبادتگزار عورتوں کی تصاویر نے رفتہ رفتہ یونانی موضوعات کی جگہ لے لی ۔ ان میں پرانے دستور اور رسم و رواج کی پابندی کی گئی ہے جیسا کہ اس پردے سے ظاہر ہے جو میٹروپالیٹن میوزیم

Marfat.com

میں محفوظ ہے ۔ چھٹی اور ساتویں صدی کے پارچات میں قبطی اسلوب درجۂ کمال کو پہنچ چکا تھا ۔ ان میں انسانی اور حیوانی صورتیں مشرقی طرز میں دکھلائی گئی ہیں اور ان کے بنانے میں بڑے شوخ رنگ استعمال کیے گئے ہیں جن کی زمین قرمزی ہے ۔ یہ رنگ مختلف اور روشن ہیں اور یہ بات اس عہد کے قبطی پارچات کی خصوصیات میں سے ہے ۔

جب عربوں نے مصر فتح کیا تو قبطی آرٹ اس کے بعد بھی زندہ رہا اور پوری آب و تاب کے ساتھ قائم رہا ۔ چنانچہ بہت سے پارچہ‌جات جن میں مسیحی منظر اور دوسرے موضوعات منقوش ہیں ، اسلامی عہد کے ابتدائی دور کے ہیں (دیکھئے تصویر ۴) ۔ اسلامی زمانے کے بعض قبطی پارچات میں قبطی طرز آرائش اور مسیحی تصاویر کے ساتھ ساتھ عربی عبارتیں بھی موجود ہیں جیسا کہ میٹروپالیٹن میوزیم کے متعدد نمونوں سے عیاں ہے ۔ قبطی لوگ بافندگی کی صنعت میں بڑے ماہر اور چابکدست تھے ۔ اس لیے ان سرکاری طراز خانوں میں بکثرت ملازم تھے جن کو خلفاء نے مصر کے کئی شہروں میں قائم کیا تھا ۔ (دیکھئے باب دوازدہم) ۔ ان کے علاوہ نجی اور ذاتی کار خانے بھی تھے جن میں قبطیوں کے استعمال کے لئے کپڑے تیار ہوتے تھے ۔ گذشتہ سالوں میں مصر میں جو ساز و سامان اور مواد دریافت ہوا ہے ، اس کی مدد سے ہم بعد کے قبطی پارچہ‌جات میں فرق کر کے کئی قسموں میں تقسیم کر سکتے ہیں ۔ پہلی قسم پارچہ‌جات کی ساتویں اور آٹھویں صدی سے تعلق رکھتی ہے (دیکھئے تصویر ۴) ۔ دوسری قسم آٹھویں اور نویں صدی سے اور تیسری نویں اور دسویں صدی سے متعلق ہے ۔ اس تیسری قسم میں انسانی اور حیوانی تصاویر ہندسی اشکال کی

Marfat.com

طرز پر ھیں - اسلامی آرٹ پر قبطی اثر کئی سو سال تک جاری رھا اور یہ اثر گیارھویں اور بارھویں صدی تک نہ صرف پارچہ‌جات میں بلکہ دوسری اسلامی صنعتوں میں بھی کار فرما نظر آتا ھے -

مشرقی قالین بافی کے مطالعہ کرنے والوں کے لئے قالین کے وہ ٹکڑے بڑی اھمیت رکھتے ھیں جو زمانۂ قبل اسلام سے تعلق رکھتے ھیں - گذشتہ سالوں میں صحرائے شام میں دورا* کےمقام پر اور مصر میں کوم اوشیم کے شہر میں جو کھدائی ھوئی ھے ، اس سے ھمیں اس بات کا بڑا قوی ثبوت ملتا ھے کہ ان دونوں صوبوں میں مسیحی عہد کی ابتدا میں قالین بافی کی صنعت موجود تھی - چنانچہ بالائی مصر سے اونی قالین کا ایک اھم ٹکڑا ملا ھے ، جس کی سطح تار بریدہ ھے - (دیکھئے تصویر ۵) - کہتے ھیں کہ یہ ٹکڑا عبادہ سے دستیاب ھوا تھا جو بالائی مصر کا ایک شہر ھے - اس کی سطح چار یا چھ مستطیل شکل کے خانوں سے بنی ھوئی ھے جن کی طرز ھندسی ھے اور رومی دور اور ابتدائی مسیحی زمانے کی پچی‌کاری سے ماخوذ ھے - اس کے حاشیوں کا نمونہ اور اس کی رنگ آمیزی قبطی پارچہ‌جات کی طرح ھے اور اس کے حاشیہ کے اندر مربعے اور گلاب کے چھوٹے چھوٹے پھول ھیں ، جن کے اوپر قبطی طرز کی صلیبیں بنی ھوئی ھیں - بیرونی حاشیہ انگور کی بیل

* دورا (Dura) ایک یونانی نو آبادی تھی جو شمالی شام میں دریائے فرات کے کنارے قائم تھی - ۱۹۲۱ء میں اس مقام میں بڑے بڑے ھیکل دریافت ھوئے ھیں - جن کی دیواریں تصاویر سے مزین ھیں - یہ تصاویر دمشق کے عجائب خانہ میں رکھ دی گئی ھیں - ان سے مسیحی فن کی ابتدا پر روشنی پڑتی ھے (مترجم) -

پر مشتمل ہے جس میں پتے اور انگوروں کے گچھے دکھلائے گئے ہیں ، اور ان کو آرائش کے لئے ایسی طرز پر ترتیب دیا ہے جو پانچویں صدی کی قبطی مشبک کاری کا خاصہ ہے ۔ اس قالین کی ساخت جو سن ۴۰۰ء کے قریب تیار ہوا ہوگا ، ان تمام قالینوں سے مختلف ہے جو آج تک دریافت ہوئے ہیں ۔ وسطی ایشیا میں کوچہ کے نزدیک قزل کے مقام سے پانچویں اور چھٹی صدی کے جو قالین دستیاب ہوئے ہیں ، ان کے دھاگوں کو تار کے اوپر گرہ دی گئی ہے جیسا کہ سپین کے قالینوں کا طریقہ ہے ۔ مگر قبطی قالینوں میں ایک گرہ کی بجائے دو گرہوں کے سروں کو آپس میں باندھا گیا ہے ، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مشرقی قالینوں کی طرح ان میں گرہوں کو الگ الگ نہیں باندھا گیا تھا ۔ مگر یہ بناوٹ قالین بافی کی حقیقی اور اصلی گرہ بندی نہیں ہے ، بلکہ قبطی قبطی طرز کی ایک ترقی یافتہ صورت ہے جس سے ایک ایسی سطح تیار ہوتی ہے جس کے تار کٹے ہوئے نہیں ہیں ، بلکہ وہ بافت کا نتیجہ ہے ۔ اس کے کئی ایک نفیس نمونے میٹروپلیٹن میوزیم میں موجود ہیں ۔

ایرانی آرٹ

جہاں تک ایران قبل از اسلام کے آرٹ کا تعلق ہے ، میٹروپالیٹن میوزیم میں اشکانی اور ساسانی عہد کے صنعتی نمونے موجود ہیں ۔ ایرانی آرٹ کے طرز خاص نے اشکانی خاندان کے عہد حکومت [۲۴۸ ق م - ۲۲۶ء] میں نشو و نمو پائی تھی ۔ اس خاندان کی حکومت خاص ایران کے علاوہ عراق اور شام پر بھی تھی ، اس لئے ان کے آرٹ میں یونانی اور مشرقی عناصر ملے جلے پائے جاتے

Marfat.com

ہیں ۔ اشکانی عہد کی سنگتراشی کے نہایت عمدہ نمونوں میں سے جن
کا ہمیں علم ہے ایک سنگین لوح ہے جو میوزیم کی ملکیت ہے ۔
یہ ایک دروازے کا سردل ہے ، جو الحضرہ کے ایک قلعہ نما محل
سے حاصل ہوا ہے ۔ *الحضرہ الجزیرہ کا ایک قدیم شہر ہے جس کا
زمانہ غالباً دوسری صدی مسیحی کا ہے ۔ اس سنگین سردل پر
خیالی جانوروں کی جو ابھری ہوئی تصویریں بنی ہیں وہ رومی طرز
کی ہیں مگر ان میں مشرق اثر بھی نمایاں ہیں ۔ یہ مشرق اثر
اشکانیوں کے بعد ساسانیوں میں بڑھ گیا تھا ۔ یونانی اور مشرق
خصوصیات کا امتزاج اور اتصال اس شاندار طلائی بازو بند سے بھی
ظاہر ہے جو میوزیم کے مجموعۂ مارگن میں محفوظ ہے ۔
(دیکھیے تصویر ٦) ۔ یہ بازوبند اور اسی کے ساتھ کا ایک اور
بازو بند جو برٹش میوزیم میں ہے ، ایران میں نہاوند کے مقام سے
دستیاب ہوا تھا ۔ ان دونوں میں ایک تمغا ہے جس کے اندر ایک
عقاب ہے ۔ وہ عقاب اپنے چنگل میں ایک ہرن پکڑے ہوئے ہے ۔ یہ
غالباً متھرا کا ہے جو آسمان کی طرف ہما کو اٹھائے ہوئے لے

* دریاے دجلہ اور فرات کے درمیانی علاقے کو عربوں نے الجزیرہ
کہا ہے ۔ یونانی اسے میسوپوٹیمیا کہتے تھے (مترجم) ۔
الحضرہ جسے مغربی مصنفوں نے Hatra لکھا ہے ، الجزیرہ (میسوپوٹیمیا)
کا ایک شہر تھا جسے بعض عربی قبائل نے ظہور اسلام سے کئی سو سال
پہلے آباد کیا تھا ۔ وہ اکثر ایرانیوں کے ساتھ بر سر پیکار رہتے تھے ۔ آخر
شاپور اول (۲۴۳ء تا ۲۷۲ء) نے الحضرہ فتح کر کے اسے تباہ و برباد کردیا
اس کے کھنڈر آج تک شہر تکریت کے قریب موجود ہیں ۔ ان کے دیکھنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ شہر مدور تھا ، اس کی فصیل دھری تھی ۔ بادشاہ
محل شہر کے مرکز میں تھا اور اس کے پاس ہی ایک معبد تھا جہاں سورج
کی پرستش ہوتی تھی (مترجم) ۔

Marfat.com

جا رہا ہے ، جو پانی ور نباتات کا مظہر ہے ۔ عقاب اور ہرن سانچے میں اس طرح ڈھالے گئے ہیں کہ وہ دونوں ابھرے ہوئے ہیں اور ان کے تمام اعضا دائرے کے اندر ہیں ۔ تمام بازوبند فیروزہ کے ٹکڑوں سے مزین ہے ۔ میناکاری اور مختلف رنگوں کے قیمتی جواہرات کا استعمال ہر زمانے میں ایرانیوں کے ہاں بڑا مقبول رہا ہے اور یہ ذوق ساسانی عہد اور اسلامی زمانے کے ابتدائی دور کی صنعتوں پر اثر انداز ہوا ہے ۔

زمانۂ گذشتہ میں چند ایک ماہرین فن اس بات سے آگاہ تھے کہ ساسانی آرٹ کا اسلامی طرز کی نشو و نمو پر اثر پڑا ہے ، لیکن اس اثر کی اہمیت کا پورا احساس محققین کو ابھی حال ہی میں ہوا ہے ۔ ساسانی عہد کے شہروں مثلاً مدائن ، کش (الجزیرہ) اور دامغان (ایران) میں جو کھدائیاں ہوئی ہیں ، ان سے ہمیں بہت سے آثار ہاتھ آئے ہیں ، خصوصاً گچ کی استرکاری جو آرائشی مقصد سے کی گئی ہے ۔ ان آثار میں ہمیں بہت سے ایسے نمونے نظر آتے ہیں ، جن کی قدیم اسلامی زمانے میں نقل کی گئی تھی ۔

ساسانی عہد (۲۲۶ء—۶۳۷ء) سے ایرانی آرٹ کا ایک نہایت درخشاں دور شروع ہوتا ہے ، جب شاہانہ سر پرستی کی بدولت ہر قسم کی صنعت و حرفت درجۂ کمال کو پہنچ چکی تھی ۔ ساسانی طرز کا کامل ترین مظہر وہ تراشی ہوئی منقوش چٹانیں ہیں جن میں ساسانیوں کے جاہ و جلال اور رومیوں پر ان کی فتوحات کو تصاویر کے ذریعے سے دکھایا گیا ہے ۔ ساسانی آرٹ کی ایک فضیلت یہ ہے کہ اس نے ایک سادہ پھول نما طرز آرائش

Marfat.com

پیدا کیا ، جس کی بنیاد اشوری * اور ھخا منشی ** روایات پر تھی - ان فنی روایات کے بڑے بڑے اصول متناسب تکرار اور موزونیت ھیں - قدیم مشرق آرٹ کی طرح ساسانیوں کے سامان آرائش میں بھی کھجور کے درخت نے بڑی اھمیت حاصل کر لی - اس قسم کی طرز آرائش گچ کی تختیوں کی اس مجموعہ میں دیکھی جا سکتی ہے جو المدائن سے حاصل ھوا تھا ، جہاں میٹرو پالیٹن میوزیم اور جرمن سٹیٹ میوزیم نے مل کر کھدائی کی تھی - گچ کے ان ابھرے ھوئے نقوش میں جن کا زمانہ پانچویں یا چھٹی صدی کا ھے مختلف قسم کے کھجور کے درخت اور ان کی مختلف ترکیبیں نظر آتی ھیں ، مثلاً بعض تختیوں میں پورا درخت دکھایا گیا ھے اور بعض میں نصف - بعض کی شکل دل کی سی بنائی گئی ھے اور بعض گوشہ‌دار ھیں - جو گوشہ‌دار ھیں ان کے گوشے بڑے گہرے کھودے گئے ھیں جیسا کہ تصویر ۲ سے ظاھر ھے - اس تصویر میں چیری ھوئی شاخوں کی ایک تختی یا پٹی دکھائی دیتی ھے - جس میں

---

* اشوری (Assyrian) سامی نسل کی ایک قوم ھے جس نے الجزیرہ میں ایک طاقتور سلطنت قائم کی اور آس پاس کے ملکوں پر بے پناہ حملے کیے - ان کا تمدن بابل والوں سے ماخوذ تھا اور صدر مقام نینوی تھا - آخر کارمیڈیا اور بابل والوں نے مل کر ۶۱۳ ق - م - میں ان کی حکومت و سلطنت کا خاتمہ کر دیا - ان کے آثار قدیمہ بیشتر ، لنڈن پیرس، اور برلن کے عجائب خانوں میں موجود ھیں (مترجم) -

** ھخامنشی (Achaemenian) ایران کا ایک قدیم خاندان ھے جس نے ۵۵۸ ق - م- سے ۳۳۰ ق - م- تک حکومت کی - اس خاندان کا آخری بادشاہ دارا تھا جسے اسکندر مقدونی نے شکست دی - اسکندر نے پاے تخت اصطخر (پرس پولس) کو تباہ کر دیا تھا اور شاھی محل کو جلا ڈالا تھا تاھم ان کے باقی ماندہ آثار سے ان کی عظمت اور ان کے آرٹ کی خصوصیات کا بخوبی اندازہ ھو سکتا ھے (مترجم) -

Marfat.com

دو نصف شاخوں کو آپس میں ملا دیا گیا ہے ۔ اس موقع پر اسلامی عربسک طرز آرائش کی ایک اہم خصوصیت نظر آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ چیری ہوئی شاخیں تنے کے ساتھ مل کر اس میں گم ہو جاتی ہیں ۔ اسلامی دور کی قدیم یادگاروں مثلاً مشتی کے محل ، قیروان کے منبر اور شام کے مرمرین سرستونوں کی آرائش ساسانی عہد کی انہی تختیوں اور کھجور کے مختلف نقشوں کے طرز پر ہوئی ہے (دیکھیے تصویر ۱۰) ۔ ساسانی عہد سے اسلامی دور تک آرٹ نے جو ترقی کی ہے اس میں ایک تسلسل پایا جاتا ہے ۔ بعض حالتوں میں مسلمان ہنروروں نے ساسانی طرز آرائش کو بغیر کسی تبدیلی کے اختیار کر لیا ہے اور بعض صورتوں میں انہوں نے نئی شکلوں کو اختراع کیا ہے ، جس سے رفتہ رفتہ اسلامی زیب و زینت کی ایک الگ طرز پیدا ہوگئی ہے ۔ ان نمونوں میں سے جو مسلمان ہنرمندوں نے ساسانی آرٹ سے لیے ہیں ، کھجور کی شاخیں ہیں ۔ یہ نقوش بعض اوقات خاصے دقیق ہیں، جن میں مختلف قسم کے نمونوں کو آپس میں ملا دیا گیا ہے ۔ (دیکھیے تصویر ۸) ۔ ابتدائی اسلامی دور کی زیب و زینت میں بسا اوقات پر بھی استعمال ہوا ہے ، جو ایران قدیم میں بادشاہی کی علامت سمجھا جاتا تھا ۔ اس کے اندر پہلوی عبارت ہوا کرتی تھی جیسے کہ مدائن* کی استرکاری میں دیکھا گیا ہے ۔ کبھی کبھی

* مدائن جسے یونانی مورخین نے ٹیسی فون لکھا ہے ، دجلہ پر واقع تھا ، اور ساسانی عہد میں ایرانی سلطنت کا پائے تخت تھا ۔ قادسیہ کی فتح کے بعد جب عرب لوگ مدائن میں داخل ہوئے تو شاہی محل کے ساز و سامان کو دیکھ کر دنگ رہ گئے ۔ بعد ازاں جب عباسیوں کے عہد میں مدائن کے قریب بغداد آباد ہوا تو مدائن رفتہ رفتہ خود بخود اجڑ گیا ۔ (مترجم)

یہ علامت انسانی مجسموں اور جانوروں کی تصویروں کے نیچے بھی پائی گئی ہے ۔ اور سکوں اور نقرئی رکابیوں میں بھی متعدد ساسانی بادشاہوں کے تاج کے اوپر دکھائی دیتی ہے ۔ ساسانی عہد کی اس شکل نے اسلامی آرٹ میں ایک ایسی صورت اختیار کر لی ہے جس میں اس کی اصل حقیقت اور ماہیت گم ہو گئی ہے اور وہ محض زینت کا ایک ذریعہ بن کر رہ گئی ہے ۔

ساسانی عہد کے نقرئی ظروف مشرق قریب کے دھات کے کام کے بہترین نمونے ہیں ۔ ان کی آرائش میں شکار کے منظروں، حیوانوں اور پرندوں کو خاص مقبولیت حاصل ہے ۔ میٹروپالیٹن میوزیم میں چاندی کی ایک طلائی کام والی تشتری محفوظ ہے (دیکھیے تصویر ۹) جس میں ساسانی شہنشاہ فیروز اول (سن ۴۵۷ء تا ۴۶۳ء) کی تصویر بنائی گئی ہے جو تیر و کمان کے ساتھ سینگ‌دار پہاڑی بکروں کا شکار کر رہا ہے ۔ شہنشاہ لباسِ فاخرہ پہنے ہوئے ہے اور اس کے سر پر کنگرے دار تاج ہے اور تاج پر ہلال اور کرۂ فلکی بنا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ شہنشاہ روے زمین پر خدا کا نمائندہ ہے ۔ چنانچہ مشرقی رسم کے مطابق شہنشاہ کو ایک بڑے شکاری کی صورت میں پیش کیا گیا ہے اور اس طرح سے اس کی عظمت و جلال کا اظہار کیا گیا ہے ۔ اس منظر میں ساسانی آرٹ کی تمام خصوصیات موجود ہیں ۔ اگرچہ ایک حد تک حقیقت پسندی کی کوشش کی گئی ہے، تاہم اس میں بعض مشرقی خصوصیتیں عیاں ہیں ۔ مثلاً ان میں ایسے منظر بھی شامل ہیں جن کو ایک ہی وقت میں مختلف اطراف و جوانب سے دکھایا گیا ہے اور ان میں برجستہ کاری، کندہ کاری اور قلمکاری کو بڑی ہنرمندی اور

چابکدستی کے ساتھ جمع کیا گیا ہے ۔

چین اور مغربی ملکوں کے درمیان جو تجارت تھی وہ ساسانی عہد میں ساری کی ساری ایرانیوں کے ہاتھوں میں تھی ۔ اہل ایران نے خود بھی ریشمی پارچہ‌جات کی بافت کے لئے کھڈیاں لگا رکھی تھیں اور ان کا تیار کردہ مال مشرق قریب کے تمام ملکوں میں جلد ہی مشہور ہو گیا تھا ۔ ساسانی عہد میں ریشم بافی کے اہم مرکز خوزستان کے صوبے میں تھے ۔ جو عراق کی سرحد پر تھا ۔ شوشتر ، سوسہ اور جندیشاپور میں مختلف طرز کے عمدہ اور نفیس کپڑے تیار ہوتے تھے جو ملک کے اندر بھی فروخت ہوتے تھے اور دساور کو بھی بھیجے جاتے تھے ۔ شاپور اول (سن ۲۴۱ء تا سن ۲۷۲ء) کے عہد میں جب انطاکیہ فتح ہوا تو وہاں کے آرامی بافندوں کو خوزستان مین منتقل کر دیا گیا ۔ یورپ کے کلیساؤں میں جو ریشمی کپڑے محفوظ ہیں ان کا مقابلہ ان پارچہ‌جات کے نمونوں سے کیا گیا ہے جو کرمانشاہ کے قریب طاق بوستان کے ابھرے ہوئے نقوش میں دکھائے گئے ہیں اور جو خسرو دوم (سن ۵۹۰ء تا سن ۶۲۹ء) کے زمانے کے ہیں ۔ اس مقابلہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ پارچہ‌جات ساسانی ہیں ۔ بہت سے ریشمی کپڑے سیر و شکار کے منظروں سے مزین ہیں ۔ ان کو بھی چھٹی اور ساتویں صدی کے ایرانی بافندوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے ۔

ساسانی عہد کے ریشمی کپڑے مصر میں خصوصاً شیخ عبادہ اور اخمیم کے قبرستانوں میں پائے گئے ہیں ۔ شیخ عبادہ میں جو کپڑے دستیاب ہوئے ہیں ان کے متعلق ایک مدت تک علماء کا یہ خیال رہا کہ وہ مقامی ساخت کے ہیں مگر جدید تحقیقات سے پتہ چلتا ہے

Marfat.com

کہ وہ ساسانی عہد کے ہیں اور ان کا زمانہ تیسری صدی عیسوی سے لے کر چھٹی صدی تک کا ہے ۔ ان پارچہ‌جات میں جو قدیم تر ہیں ان کی آرائش بادام کی مختلف شکلوں سے ہوئی ہے، جن میں ہندسی اور نباتاتی اشکال بھی شامل ہیں ۔ ساسانی عہد کے دیگر قدیم پارچہ‌جات میں پرندوں، درختوں اور انسانی شکلوں سے مجموعی طور پر ایک نمونہ تیار کیا گیا ہے یا ان اشکال کو مدور یا گوشہ‌دار تمغوں میں دکھایا گیا ہے اور ان تمغوں کو قطاروں میں ترتیب دیا گیا ہے ۔ اس قسم کے کپڑوں کے متعدد ٹکڑے جو پوشش کے کام آتے تھے ، میٹروپالیٹن میوزیم کے مجموعہ میں محفوظ ہیں ۔ بعد کے زمانے کے ریشمی پارچہ‌جات سے جو غالباً چھٹی اور ساتویں صدی کے ہیں ، ساسانی طرز کی ترقی یافتہ صورت ظاہر ہوتی ہے ۔ ان میں گول شکل کے بڑے بڑے تمغے ہیں جن کے اندر پردار گھوڑے ، دریائی گھوڑے اور پرندے دکھائی دیتے ہیں اور نباتات اور دیگر اشکال ان کو ایک دوسرے سے جدا کرتی ہیں ۔ میٹروپالیٹن میوزیم میں اس قسم کا ایک ٹکڑا موجود ہے جس میں ایک تمغے کے اندر ایک مرغابی بنی ہوئی ہے جس کی چونچ سے ایک ہار لٹک رہا ہے ۔ اس کی نقل ایک تصویر میں دیکھی گئی ہے جو مشرق ترکستان قزل کے مقام پر ایک دیوار پر ملی ہے ۔ نیز نویں صدی عیسوی کی ان تصاویر میں بھی دیکھی گئی ہے جو سامرا کی دیواروں پر منقوش ہیں ۔

ان ریشمی پارچہ‌جات کو بھی، جو مصر میں اخمیم کے مقام پر دستیاب ہوئے ہیں ، اکثر اوقات ایران کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ۔ ان کو صرف دو رنگوں میں بنا گیا ہے : ایک تو زرد رنگ

Marfat.com

ھے اور دوسرے اس کے ساتھ سبز ، یا سیاہ یا نارنجی یا ارغوانی رنگ کی زمین ھے ۔ ان کی آرائش میں مختلف پودوں سے کام لیا گیا ھے ۔ ان میں کھجور کے چھوٹے چھوٹے درخت بھی شامل ھیں جن سے بادامی شکل کے پھل لٹک رھے ھیں ، جو زیورات کے مشابہ ھیں ۔ اس قسم کا طرز آرائش عربوں کی فتح کے بعد بھی بہت مقبول رہا (ملاحظہ ھو تصویر ۱۶۸) ۔ اخمیم کے ریشمی پارچہ‌جات ایسی اشکال سے مزین ھیں جن کی خصوصیات سے پتہ چلتا ھے کہ ان کا محل ساخت خاص ایران نہیں بلکہ شام یا عراق ھے ۔ جو کپڑے دورہ اور تدمر کے مقامات سے دریافت ھوئے ھیں اور جن کو فنثر نے شائع کیا ھے ، اس بات کا پتہ دیتے ھیں کہ پارچہ بافی کی تاریخ میں شام کو ایک بلند مقام حاصل ھے ۔

چھٹی اور ساتویں صدی کے ریشمی پارچہ‌جات کا ایک مجموعہ کئی رنگ کی تصویروں سے مزین ھے ۔ فالکہ (Falke) نے اسے اسکندریہ کی طرف منسوب کیا ھے مگر میری رائے میں اسے شام کی ساخت سمجھنا چاھئے ۔ اس ”اسکندری مجموعہ“ کے مشہور ترین پارچہ‌جات حسب ذیل ھیں :

۱ ۔ ایک پارچہ جو رومہ میں قدس الا قداس میں موجود ھے ۔ اس میں حضرت عیسیٰ کی ولادت اور جبرئیل کی بشارت کے مناظر دکھائے گئے ھیں ۔

۲ ۔ ایک پارچہ جو ھالینڈ کے شہر ماسترخت (Maastricht) میں سینٹ سروائیوس کے گرجا میں محفوظ ھے ۔

۳ ۔ ایک ریشمی پارچہ جس میں شکار کے منظر ھیں (تصویر ۱۰) ۔

ان آخری دو کپڑوں کی مثالیں میٹروپالیٹن میوزیم اور دوسرے عجائب خانوں میں پائی جاتی ہیں ، مثلاً ایک ریشمی کپڑے میں شکار کا منظر پیش کیا گیا ہے - اس میں دو شکاری دکھائے گئے ہیں جو گھوڑوں پر سوار ہیں اور ہر ایک شکاری ایک دبکتے ہوئے شیر پر تیر چلا رہا ہے - زخمی شیروں کو پہلے غلطی سے ساسانیوں کی شاہی علامت سمجھا گیا تھا - اس لئے ان ریشمی پارچہ‌جات کی تصویروں کے پیش نظر ان کو ساسانی تصور کیا گیا تھا ، مگر نہ صرف اس واحد پارچہ بلکہ اسکندریہ والے سارے مجموعہ کی طرز ، اس کی تصاویر اور آرائش سے پتہ چلتا ہے کہ وہ غالباً سوریہ (شام) میں تیار ہوئے تھے - اسلامی آرٹ کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے ان ریشمی پارچہ‌جات کی آرائش خاص طور پر دلچسپ ہے جو کہ ساسانی آرٹ سے مأخوذ ہے - شکار والے پارچے میں جو درختِ گول اشرفیوں کے درمیان ہیں ان کے نمونے مختلف ہیں - ان نمونوں میں سے بعض کھجور کے بڑے بڑے پتوں پر مشتمل ہیں - ان درختوں کی متعدد قسمیں بیت‌المقدس میں قبۃ‌الصخرہ کی پچی‌کاری میں دکھائی دیتی ہیں ، جس کی تاریخ تعمیر سن ۷۲ھ (سن ۶۹۱ء) ہے - یہ پچی کاری غالباً شام کے عیسائی کاریگروں نے کی تھی - تصویر ۱۰ کے حاشیہ میں شاخوں اور پھلوں سے لدے ہوئے جو ہار دکھائی دیتے ہیں وہ اسی طرز کے ہیں جو قبۃ‌الصخرہ کی پچی‌کاری میں پائے جاتے ہیں - یہ نقوش شام کے قدیم آرٹ سے لئے گئے ہیں -

اسلامی آرٹ کے ارتقاء پر ایک حد تک ایرانی اور ترک خانہ بدوش بادیہ نشینوں کے آرٹ اور ان کی صنعتوں کا بھی اثر

پڑا ہے جو مشرق ایران اور وسطی ایشیا سے آئے تھے - ان صحرا نوردوں کے میل جول سے اسلامی آرٹ میں بہت سی ایسی خصوصیات اور ایسے اصول فن کا اضافہ ہوا جو ساسانی اور مشرق کے مسیحی آرٹ میں مفقود تھے - مثلاً دولت عباسیہ کے ابتدائی دور میں پتھر، گچ اور لکڑی کی مصنوعات میں جو ڈھال یا ڈھلوان نظر آتی ہے اس کا سراغ ہمیں سائبیریا کی ستھین قوم کی اس طرز آرائش میں ملتا ہے جسے وہ لکڑی، ہڈی، پیتل اور سونے کی اشیاء میں استعمال کرتے تھے - یہ اشیاء مختلف زمانوں سے تعلق رکھتی ہیں اور بعض تو تیسری صدی عیسوی کی پیداوار ہیں -

ایرانی اور ترکی صحرا نوردوں کے نقل مکان سے بھی مشرق قریب کے آرٹ میں زیب و زینت کی نئی نئی صورتیں اور طرزیں داخل ہوئیں، مثلاً گول پتوں والی ہندسی شکل کی تختیاں جو عباسی عہد کی سامرا کی عمارتوں میں گچ کی آرائش میں پائی جاتی ہیں - وسطی ایشیا اور مغرب بعید میں ہندسی شکل کی تختی کا عام رواج تھا - چنانچہ وہ آٹھویں اور نویں صدی کی ان چوبی اشیاء میں اور دیواروں کی تصویروں میں پائی جاتی ہے جو چینی ترکستان میں اویغور قوم کے صدر مقام خوچو میں دریافت ہوئی ہیں - اس امر کا قوی احتمال ہے کہ ان بادیہ پیما قبیلوں کی بنی ہوئی طلائی اشیاء کے ذریعہ سے اس جدید طرز آرائش کا مشرق قریب میں رواج ہوا بلکہ اس سے بھی آگے مغرب کی جانب یورپ میں یعنی البانیہ اور ہنگری کے ملکوں میں بھی اس نے رواج پایا - میٹرو پالیٹن میوزیم کے مجموعۂ مارگن میں البانیہ کی طلائی اشیاء کا جو ذخیرہ ہے، اس

Marfat.com

میں اس ہندسی طرز آرائش کی نہایت اعلیٰ اور عمدہ مثالیں ملتی ہیں جو مسلمانوں کے *عربسک کے ارتقاء پر اثر انداز ہوا -

*(Arabesque) آرائش کی ایک طرز ہے ، جس میں صرف خطوط اور بیل بوٹوں سے کام لیا جاتا ہے ، جن کی شاخیں آپس میں پیچ کھاتی نظر آتی ہیں - ان میں بعض اوقات پھولوں اور پھلوں کا بھی اضافہ کردیا جاتا ہے مگر جانداروں کی تصاویر سے اجتناب کیا جاتا ہے - یہ طرز آرائش بالخصوص عربوں کے ہاں مقبول تھا ، اس لئے اسے یورپ میں (Arabesque) کہا گیا ہے (مترجم) -

باب سوم

مصوری

فصل اول

اموی اور عباسی دور کی مصوری

(آٹھویں سے دسویں صدی تک)

اسلامی مصوری کی ابتدائی تاریخ کے متعلق ہماری معلومات بہت کم ہیں ، مگر چند عمارات سے جو شام ، عراق اور ایران میں دریافت ہوئی ہیں ، ہمیں اس بات کا کسی حد تک اندازہ ہو سکتا ہے کہ اموی اور عباسی دور میں دیواروں پر جو تصویریں بنائی گئی تھیں وہ بہت شاندار اور آبدار تھیں - قدیم ترین تصاویر جو شام میں دریافت ہوئی ہیں ، قصیر عمرہ میں بنائی گئی ہیں - یہ ایک چھوٹا سا صحرائی قلعہ ہے جس کے ساتھ ایک حمام تھا اور جس کو خلیفہ ولید اموی نے سن ۷۱۲ء کے قریب

Marfat.com

بنایا تھا اور *موسل نے ۱۸۹۸ء میں دریافت کیا تھا - اسی طرح ۱۹۳۶ء میں شلمبرگر (Schlumberger) نے شام میں قصرالحائرالغربی کے کھنڈروں میں آٹھویں صدی کا ایک محل دریافت کیا ، جس کی دیواروں پر آبی رنگوں میں دو شاندار اور خوبصورت تصویریں ہیں - ایک طرز کی یونانی ہے اور دوسری کلیۃ ساسانی ہے -

عباسی عہد میں ایرانی اثر بڑھتا گیا - اس کا ثبوت ہمیں سامرا** میں نویں صدی کے ایک محل کی تصویروں سے ملتا ہے - حرم کی تصویریں خاص طور پر دلچسپ ہیں - جن میں ناچنے والی لڑکیاں ، سازندے ، جانور اور پرندے دکھلائے گئے ہیں - ان کے ارد گرد دائرے یا بیل بوٹے ہیں - ان تصویروں کے جانور اور

* موسل (Alois Musil) چیک قوم کا ایک نامور مستشرق (۱۸۶۸ — ۱۹۳۸ء) جس نے شام ، عراق کے علاوہ دیار عرب کی کئی بار سیاحت کی اور ضخیم کتابیں لکھیں جن میں ان ملکوں کے موجودہ حالات کے علاوہ ان کے قدیم تاریخی جغرافیہ کے متعلق نہایت فنی معلومات فراہم کی ہیں (مترجم) -

** عباسی خاندان کے آٹھویں خلیفہ المعتصم نے چاہا کہ اپنی ترک فوجوں کے لئے ایک الگ چھاونی بسائے چنانچہ اس نے سن ۲۲۱ھ (۸۳۶ء) بغداد کے شمال کی طرف ساٹھ میل کے فاصلے پر دریائے دجلہ کے کنارے سامرا کے مقام پر ایک نیا شہر بسایا اور وہاں فوجی بارکوں کے علاوہ شاہی محلات تعمیر کرائے اور دربار خلافت بھی سامرا میں منتقل کر دیا - سن ۲۲۱ھ سے لے کر سن ۲۷۹ھ تک سامرا خلافت عباسیہ کا پائے تخت رہا - معتصم کے بعد اس کے جانشینوں خصوصا خلیفہ متوکل نے سامرا میں بہت سی جدید عمارات کا اضافہ کیا - جس سے اس کی رونق بڑھ گئی اور وہ شان و شوکت میں بغداد کا مقابلہ کرنے لگا - سامرا کی جامع مسجد کی دیواریں اور اس کا ایک مینار اب تک قائم ہیں -

Marfat.com

بیل بوٹے ساسانی مصوری کے اصول کے مطابق بنائے گئے ہیں، مگر اسی محل کی چوبی تختیاں سامرا کی استرکاری کی طرح خالص اسلامی طرز کی مظہر ہیں ۔ ان کے نقش و نگار کے بیرونی خطوط تو سیاہ رنگ کے ہیں مگر ان کے اندر آسمانی ، قرمزی اور زرد رنگ استعمال ہوئے ہیں ۔

چند سال پیشتر تک ابتدائے عہد اسلام کی کوئی تصویر خاص ایران میں دریافت نہیں ہوئی تھی، مگر سن ۱۹۳۶ء، ۱۹۳۷ء اور ۱۹۳۹ء میں میٹروپالیٹن میوزیم کی فرستادہ جماعت نے مشرقی ایران میں نیشاپور* کے مقام میں ابتدائی عباسی دور کی تصویریں دریافت کیں جن سے اسلامی آرٹ کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوا ۔ یہ تصویریں مختلف عمارتوں میں پائی گئی ہیں ۔ ان کی دو قسمیں ہیں ، ایک میں صرف ایک رنگ استعمال ہوا ہے اور دوسری میں متعدد رنگ کام میں لائے گئے ہیں ۔

یک رنگی تصاویر کی بہترین مثال وہ ہے جو اب تہران کے عجائب‌خانہ میں محفوظ ہے اور جس کا خاکہ سیاہ رنگ کا ہے ۔ اس تصویر میں ایک شکاری دکھایا گیا ہے جو گھوڑے پر سوار ہے اور جس نے لباس فاخرہ

*نیشاپور خراسان کا ایک قدیم تاریخی شہر ہے جسے شاپور اول ساسانی (سن ۲۴۱—۲۷۲ء) نے آباد کیا تھا ۔ اسلامی عہد میں بھی یہ شہر مدتوں تک بڑے فروغ پر رہا ، مگر سن ۱۱۴۵ء میں زلزلہ نے اور سن ۱۱۵۳ء میں غز قبائل کے حملہ نے اسے بہت نقصان پہنچایا اور سن ۱۲۲۱ء میں تو چنگیز خان نے اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ۔ پرانے شہروں کے کھنڈرات کے قریب نیا شہر ازسر نو آباد ہوا مگر اسے پہلی سی رونق پھر کبھی نصیب نہ ہو سکی (مترجم) ۔

Marfat.com

پہن رکھا ہے ۔ اس کے پاس دو تلواریں اور ایک گول ڈھال ہے ، سر پر خود ہے ، بائیں کلائی پر ایک باز ہے اور زین کے ساتھ شکار بندھا ہے، جو غالباً ایک خرگوش ہے ۔ گھوڑا سرپٹ دوڑ رہا ہے ۔ گھوڑے اور شکاری کا لباس ہمیں ساسانی آرٹ کی یاد دلاتے ہیں اور دو تلواروں اور خود سے وسطی ایشیا کے اثرات کا پتہ چلتا ہے ۔ یہ تصویر آٹھویں صدی کے اواخر یا نویں صدی کے اوائل سے تعلق رکھتی ہے ۔

مختلف رنگوں والی تصویریں بھی تقریباً اسی زمانے کی ہیں ۔ ان کے متفرق ٹکڑے باقی رہ گئے ہیں جن میں انسانوں اور عفریتوں کی شکلیں ہیں ۔ ان کے علاوہ چوکھٹے ہیں جن کی آرائش گلکاری سے ہوئی ہے اور پلستر شدہ طاق ہیں جن میں گلدان اور بیل بوٹے دکھلائے گئے ہیں ۔ تصویروں کے باقی ماندہ ٹکڑوں میں مردوں اور عورتوں کے سر ، ان کے سینے اور لباس دکھائی دیتے ہیں ۔ ان تصویروں میں اور سامرا کی تصاویر میں جن کا زمانہ قدرے متأخر ہے ، ایرانی اور یونانی عناصر کا امتزاج پایا جاتا ہے اور یونانی عنصر لباس کے معاملہ میں خاص طور پر نمایاں ہے ۔ ان میں سیاہ ، سفید ، آسمانی ، سرخ اور بہت سے درمیانی رنگ استعمال ہوئے ہیں ۔ ہمارے * میوزیم میں ایک عورت کی تصویر کا ایک ٹکڑا ہے جس کے بال سیاہ اور گھنگھروالے ہیں اور اس کے چہرے کے گرد ایک ہالہ ہے ۔ یہ وضع قطع ہمیں

* ہمارے میوزیم سے مراد شہر نیویارک (امریکہ) کا میٹروپالیٹن میوزیم ہے ، جہاں اس کتاب کے مصنف ایم ۔ ایس ۔ ڈیمنڈ مشعبۂ فنونِ مشرقیہ کے منتظم و مہتمم ہیں ۔

اویغور* قوم کی تصویروں کی یاد دلاتی ہے، جو چینی ترکستان میں کوچہ کےمقام میں پائی گئی ہیں ۔

تپہ مدرسہ کے ٹیلے پر ایک محل ہے ۔ اس کے کمرے کی دیوار پر جو تصویریں پائی گئی ہیں وہ خاص طور پر اہم ہیں ۔ یہ تصویریں جن کا تعلق شاید نویں صدی کے اوائل سے ہے، ۱٫۲۰ میٹر بلند حاشیہ کی صورت میں ہیں ۔ یہ حاشیہ مستطیل شکل کے چوکھٹوں میں منقسم ہے اور ان کے ارد گرد ہندسی اشکال بنی ہوئی ہیں ۔ ان کی آرائش بیشتر ایسے چوکھٹوں سے ہے جن میں پودوں کی تصویریں ہیں ۔ ان سے کسی حد تک ان تصاویر کی یاد تازہ ہو جاتی ہے، جو عباسی عہد کے سامرا میں پائی جاتی ہیں ۔ ان بڑے چوکھٹوں کے درمیان مستطیل شکل کی تنگ تختیاں ہیں جن کا رنگ روغن سنگ مرمر کی طرح ہے ۔ جو تختی میٹروپالیٹن میوزیم میں محفوظ ہے (تصویر ۱۱) اس کے دلاویز نقش و نگار میں سرخ، سفید، آسمانی اور سیاہ رنگ استعمال ہوئے ہیں اور ان میں انار، کنول کے پھول اور صنوبر کے پھل** بنائے گئے ہیں اور یہ وہ اشیاء ہیں جو عباسی دور کی آرائش میں اکثر دکھائی دیتی ہیں ۔ ان آنکھوں کی طرح جو پلستر شدہ طاقوں کے اندر بنی

---

* ترکی نسل کا ایک مشہور تاریخی قبیلہ ہے، جو اب تک مشرقی ترکستان میں آباد چلا آ رہا ہے ۔

** بار صنوبر یعنی صنوبر کے پھل کے آرائشی اور زیبائشی پہلو کا فارسی شاعری میں بھی اکثر ذکر آیا ہے، چنانچہ انوری کہتا ہے:

بشاخ نور بر شکل ثریا
چو مروارید گون بار صنوبر

(مترجم)

Marfat.com

ہوئی ہیں ، ان تصویروں کے ذریعے بلا شبہ ایک قسم کی سحر آفرینی مقصود ہے -

مذکورہ بالا تصاویر کی طرح گچ کے رنگ برنگ کے وہ طاقچے بھی بہت دلچسپ ہیں جو نیشاپور میں دریافت ہوئے ہیں اور جن میں سے چار طاقچے میٹرو پالیٹن میوزیم میں محفوظ ہیں - اگرچہ یہ طاقچے حجم میں مختلف ہیں اور ان کے نقش و نگار بھی یکساں نہیں ، مگر اس بات میں کچھ شک نہیں کہ وہ مقرنس کے ایک سلسلہ کے اجزاء ہیں جو بالعموم گنبد کے نیچے پائے جاتے ہیں ، لہذا وہ مقرنس کے قدیم ترین نمونے ہیں جو بعد ازاں اسلامی فن تعمیر کی ایک نمایاں اور امتیازی خصوصیت بن گئی - ان طاقچوں کی آرائش بیل بوٹوں سے ہوئی ہے اور ایسے گلدانوں سے جن میں سے کجھور کی شاخیں پھوٹتی نظر آتی ہیں (تصویر ۱۲) اور یہ وہی طرز آرائش ہے جو عباسی دور کے اوائل میں مروج تھا -

مشرق ایران کے ساسانی اور غزنوی حکمران مصوری اور نقاشی میں بڑی دلچسپی لیتے تھے مثلاً سلطان محمود غزنوی (۹۸۸-۱۰۳۰ء) علوم و فنون کا بڑا سرپرست تھا اور اس نے ابو نصر کی نگرانی میں نقاشی کی ایک اکیڈیمی قائم کر رکھی تھی - چنانچہ غزنی کے شاہی محل کے بہت سے کمروں کی دیواریں تصاویر سے مزین تھیں - اور دربار عام مین چوالیس بہادروں کے مجسمے کھڑے تھے جو ریشمی خفتانوں میں ملبوس تھے - یہ مجسمے سلطان کے ترکی باڈی گارڈ کی نمائندگی کرتے تھے - مگر غزنوی دور کی تصویریں عملی طور پر دستیاب ہوئی ہیں ، وہ ہیں جو شلمبر

Marfat.com

نے جنوبی افغانستان مین لشکر بازار کے ایک محل میں دریافت
کی ہیں ۔

چند سال ہوئے گاستون ویت (Gaston Wiet) نے قاہرہ کے
مضافات سے گچ کی نقاشی کے چند قطعات دریافت کئے تھے جن کا
تعلق دسویں صدی سے ہے اور جن سے ثابت ہوتا ہے کہ فاطمی
دور میں اسلامی نقشی کا ایک اور دبستان مصر میں موجود تھا ۔
یہ قطعات اب قاہرہ کے عرب میوزیم میں محفوظ ہیں ۔ ان طاقچوں
کی آرائش میں ہندسی اشکال استعمال ہوئی ہیں ۔ بیل بوٹوں میں
پرندے دکھائی دیتے ہیں ۔ اور چند اشخاص بیٹھے ہیں جن کے
ہاتھوں میں جام ہیں ۔

مصوری کے قدیم ترین نمونے جو تا حال دستیاب ہوئے ہیں
وہ قطعات ہیں جو مصر میں پائے گئے ہیں اور جن کا تعلق نویں ،
دسویں اور گیارھویں صدی سے ہے ۔ ان میں سے اکثر قطعات اب
ویانا کی نیشنل لائبریری میں آرچ ڈیوک رائنر (Archduke Rainer)
کے مجموعہ میں محفوظ ہیں ۔ فاطمی دور میں مصر میں کتابوں کو
مصور کرنے والے کاریگر موجود تھے ۔ اس امر کا ثبوت ہمیں
مقریزی* کے بیان سے ملتا ہے جو پندرھویں صدی کا ایک مشہور

---

* تقی‌الدین مقریزی (سن ۷۶۶—۸۴۵ھ) مصر کا ایک نامور مؤرخ
جس نے مصر کے تاریخی آثار اور متفرق واقعات کے متعلق ایک جامع کتاب
الخطط والآثار کے نام سے لکھی ۔ اس کے علاوہ اس نے مصر کے ہر دور
کے متعلق ایک ایک مستقل کتاب تالیف کی ہے ۔ اور عہد رسالت اور
عہد خلافت کی تاریخیں بھی لکھی ہیں ۔ لہذا مقریزی کا شمار عربوں کے
اکابر مؤرخین میں ہوتا ہے (مترجم) ۔

مؤرخ ہو گذرا ہے ۔ اس نے لکھا ہے کہ فاطمی خلفاء کے کتب‌خانہ میں بہت سی مصور کتابیں موجود تھیں ۔

اگرچہ شام اور عراق کے دبستانوں کی کتابی تصویروں کے نمونے جن کا تعلق تیرھویں صدی عیسوی سے پیشتر کے زمانے سے ہو باقی نہیں رہے ، ادبی مصادر سے معلوم ہوتا ہے کہ نویں اور دسویں صدی عیسوی میں تصویردار کتابیں موجود تھیں ۔ اس زمانے کے مسلمان کتابت اور مصوری کے لئے شام کے نسطوری اور یعقوبی فرقوں کے عیسائیوں سے کام لیتے تھے جو کتابوں کو آراستہ کرنے میں خاص شہرت رکھتے تھے ۔

یہ بات قطعی ہے کہ عراقی دبستان مانوی فرقے کی مصور کتابوں سے ضرور متاثر ہوا ہوگا ۔ یہ لوگ ایسے مذہب کے پیرو تھے جس کو مانی* نے زرتشتی اور عیسائی مذاہب کے اصولوں سے ترکیب دیا تھا ۔ مانی کے مذہب کو ایران میں دبا دیا گیا مگر وسط ایشیا کے ایک ترکی قبیلے اویغور نے اسے قبول کر لیا ۔ اور اپنا سرکاری مذہب بنا لیا ۔ آٹھویں صدی میں مانوی عراق کی طرف ہجرت کر گئے اور نویں صدی میں اتنے مستحکم ہوگئے

---

* مانی (۲۱۵ء—۲۷۶ء) بابل کا رہنے والا ایک شخص تھا جس نے ایران کی سر زمین میں مختلف عناصر کو باہم ترتیب دے کر ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی۔ مگر زردشتیوں نے اس کی سخت مخالفت کی اور بالآخر اس کی کھال کھینچ لی گئی ۔ مگر اس کے عقاید اس کے بعد بھی دیر تک زندہ رہے ۔ مانوی فرقہ کے لوگ اپنی مقدس کتابوں کے مصور اور مطلا کرنے میں بڑا اہتمام کرتے تھے ۔ اس سے عوام میں یہ غلط خیال پھیل گیا کہ مانی ایک بڑا نقاش تھا (مترجم) ۔

Marfat.com

که خلیفه المامون (۸۱۳ء—۸۳۳ء) کے مقرب بن گئے - مگر دسویں صدی میں مسلمانوں نے ان کا احتساب شروع کر دیا - اس زمانے کے مؤرخوں نے لکھا ہے کہ جب بغداد میں ۹۲۳ء میں مانوی لوگوں کی کتابوں کے چودہ بورے جلائے گئے ، تو ان میں سے سونے اور چاندی کے قطرات بہ نکلے - اویغور کے صدر مقام کوچہ میں لی کوک (Le Coq) اور گرین ویڈل (Grunwedel) نے جو کھدائی کی ہے ، اس سے دیواروں کی تصویریں دریافت ہوئی ہیں جن کا تعلق آٹھویں اور نویں صدی سے ہے اور مصور کتابیں بھی دستیاب ہوئی ہیں -

کتابوں کی تصویریں ایرانی طرز پر کھینچی گئی ہیں اور مصوری کے مانوی دبستان کے اثرات اور بقایا ان تصاویر میں عیاں ہیں جو عراق کے ہنروروں نے تیرھویں صدی میں اور مغولی دور کے مصوروں نے چودھویں صدی میں تیار کی تھیں -

فصل دوم

عراق کا دبستان مصوری

(تیرھویں صدی عیسوی)

تیرھویں صدی کی متعدد مصور کتابیں اور متفرق اوراق اب تک محفوظ ہیں جو بالعموم عباسی یعنی عراق دبستان کی طرف منسوب ہیں - مصوری کے اس دبستان کا مرکز بغداد ہوگا ، جس نے اپنی ثقافتی اہمیت کو اسلامی دنیا میں حملہ' تتار (۱۲۵۸ء) تک

Marfat.com

پر قرار رکھا ۔ تیرھویں صدی کے یہ قلمی نسخے حکایات بیدپا* کے تراجم ھیں یا ان یونانی کتابوں کے ترجمے ھیں جن کا موضوع نباتات ، حیوانات ، طبیعیات اور طب تھا ۔ عراقی دبستان کے قدیم ترین قلمی نسخوں میں سے ایک کتاب علم بیطرہ یعنی حیوانات کے علاج معالجہ پر ھے ، جو بغداد میں ۶۰۵ھ (۱۲۰۹ء) میں لکھی گئی تھی اور اب قاھرہ کے قومی کتب خانہ میں محفوظ ھے ۔ اسی قسم کی چند تصویریں دیسقوریدس** کی مفردات طبیہ کے عربی ترجمہ کی ھیں جو اس وقت دنیا کے مختلف مقامات میں منتشر ھیں ۔ ان کو عام طور پر عبداللہ بن الفضل کی طرف منسوب کیا جاتا ھے جس نے اس کا ایک نسخہ سن ۶۱۹ھ (۱۲۲۲ء) میں لکھا تھا لیکن یہ بات زیادہ قرین قیاس ھے کہ یہ اوراق اس نسخے کے ھیں جو ۶۲۱ھ میں لکھا گیا تھا اور اب استانبول میں طوپ قپوسرائے کے کتبخانہ میں موجود ھے ۔ ان تصویروں میں جن میں طبیب دوائیں تیار کرتے یا جراح عمل جراحی کرتے دکھائے گئے ھیں (دیکھئے تصویر ۱۳) مصوروں نے اس سادہ اسلوب کو اختیار کیا ھے جس کی بنیاد مسیحی اور ساسانی

---

* حکایات بیدپا سبق آموز اور دلچسپ حکایات کا ایک مجموعہ ھے جو اپنے مؤلف بیدپا کے نام سے موسوم ھے ۔ یہ کتاب قدیم ھند میں سنسکرت زبان میں لکھی گئی تھی نوشیروان کے زمانے (۵۳۱ء—۵۷۹ء) میں برزویہ طبیب کے ذریعے ایران لائی گئی اور پہلوی میں منتقل ھوئی ۔ بعد ازاں عباسی عہد میں ابن المقفع (م ۷۵۷ء) نے اسے پہلوی سے کلیلہ و دمنہ کے نام سے عربی میں ترجمہ کیا (مترجم) ۔

** دیسقوریدس (Dioscorides) پہلی صدی عیسوی کا ایک یونانی حکیم ھے جس کی تالیف مفردات طبیہ کو بزنطینی قیصر نے قرطبہ کے اموی خلفاء کے پاس بطور تحفہ بھیجا تھا ۔ وھاں اس کا عربی زبان میں ترجمہ ھوا ۔ مسلمانان اندلس کے ھاں مفردات کی تحقیقات کی ابتداء اسی ترجمہ سے ھوئی اور ان کے ھاں ابن البیطار جیسے محقق پیدا ھوئے (مترجم) ۔

Marfat.com

روایات پر تھی - چنانچہ طبعی پس منظر میں ایک یا دو درخت دکھائے گئے ہیں اور لباس اور پردے محض آرائشی قسم کے ہیں، جن کی شکنوں اور تہوں سے زیب و زینت پیدا کی گئی ہے - یا ان کے اوپر گلاب اور کھجور کے پتے بنائے گئے ہیں - اور سنہرے رنگ کے علاوہ زرد ، قرمزی ، سبز اور ارغوانی شوخ رنگوں کے استعمال سے بھی زیب و زینت میں اور شان پیدا کی گئی ہے -

ایک مقبول عام کتاب جسے عراق کے مصوروں نے باتصویر بنایا ہے ، '' مقاماتِ حریری* '' ہے ، جس میں حارث بن ہمام اور ابو زید سروجی کے کارنامے بصورت حکایات مذکور ہیں- اس کتاب کے متعدد مصور نسخے ہمارے علم میں ہیں - اس کا قدیم ترین نسخہ پیرس کے قومی کتبخانہ میں ہے ، جس کا سنہ کتابت ۶۱۹ھ (۱۲۲۲ء) ہے - اس کی بعض تصاویر سے زبردست شامی اثر کا پتہ چلتا ہے ، چنانچہ بعض میں مسیحی اولیاء کی تصویروں کی براہ راست تقلید کی گئی ہے - مقامات حریری کا اہم ترین نسخہ وہ ہے جسے یحییٰ بن محمود واسطی نے ۶۳۴ھ میں لکھ کر باتصویر بنایا تھا اور جو پیرس کے قومی کتبخانہ میں محفوظ ہے - اس کی شاندار تصاویر جن میں انسانوں کی بڑی بڑی شکلیں دکھائی گئی ہیں ، لوگوں کی روزانہ زندگی کو بڑی خوبی سے پیش کرتی ہیں - ان

* مقامات حریری عربی ادب کا ایک بلند پایہ شاہکار ہے ، جسے ابو محمد القاسم الحریری (متوفی ۱۱۲۲ء) نے اول سے آخر تک مسجع اور مقفی عبارت میں لکھا ہے اور اپنی قادر الکلامی کا ناقابل انکار ثبوت دیا ہے - اپنی ادبی جزالت کی بناء پر یہ کتاب اکثر مدارس میں شامل نصاب ہے اور اس کا بہت سی مشرقی اور مغربی زبانوں میں ترجمہ کیا جا چکا ہے (مترجم) -

Marfat.com

تصاویر کے ذریعے ہم تیرھویں صدی کے عربوں کو مسجد میں نماز پڑھتے، کھیتوں میں کام کرتے، صحرا میں سفر کرتے، کتبخانوں میں کتابیں پڑھتے اور تہواروں کے موقع پر جشن مناتے دیکھ سکتے ھیں - بہت سے چہروں سے لوگوں کے اندرونی خیالات اور جذبات کا پورا پورا اظہار ھوتا ھے، مگر ھنرمندوں کی اس حقیقت نگاری کے ساتھ ساتھ ان تصویروں کی زیب و زینت میں کچھ کمی نہیں آئی، خصوصاً ان مرقعوں میں جن میں عراق دبستان کے اصولوں کی پیروی کی گئی ھے - بعد ازاں تاتاری اور مغولی زمانوں میں ایرانی مصوری کے جو دستور اور اسلوب قرار پائے، ان کا ابتدائی سراغ بھی ھمیں ان مرقعوں میں ملتا ھے - اور مذکورہ بالا مرقع کی تصاویر کے مقابلہ میں ان مرقعوں میں زیادہ رنگ کام میں لائے گئے ھیں - واسطی بلا شبہ ایک بڑا بلند پایہ مصور تھا جس نے مشرقی ملکوں کے مسیحی اور ایرانی اسالیب کو یکجا کیا اور ایک جدید اسلامی طرز آرائش ایجاد کیا - لینن گراد کے ایشیاٹک میوزیم میں مقامات حریری کا ایک اور نسخہ ھے - اس کا زمانہ بھی ۱۲۳۷ء والے نسخے کے قریب ھے اور اس کی تصاویر کا طرز بھی ویسا ھی ھے -

تیرھویں صدی میں کتابی مصوری کا ایک دلپسند موضوع کتاب "کلیلہ و دمنہ" رھی جو ھندی کہانیوں کا مجموعہ ھے اور بیدپا کی تصنیف ھے اور جسے ابن المقفع نے عربی میں ترجمہ کیا تھا - اس کتاب کا ایک نفیس نسخہ کتابخانۂ ملی پیرس میں محفوظ ھے، جس کی تاریخ کتابت ۱۲۳۰ء کے لگ بھگ متعین کی جاسکتی ھے - اس میں حیوانی اشکال ساسانی اسلوب کی مظہر ھیں، لیکن ان سے گہرے مشاھدۂ فطرت کا بھی پتہ چلتا ھے اور مختلف حیوانی مناظر، درختوں اور پودوں کی تجریدی اشکال کے ساتھ مل کر اعلیٰ درجے کے آرائشی مرقعے پیش کرتے ھیں -

Marfat.com

قیاس کہتا ہے کہ شمالی عراق میں سلجوق اتابکوں کے درباروں میں مصوری کے بعض مقامی دبستان موجود تھے - ۱۱۸۱ء میں دیار بکر کے ارتقی سلطان نورالدین محمد نے اپنی ایجادات پر جن میں آبی گھڑیاں اور کئی دوسرے خود کار آلات شامل تھے ، الجزری* سے ایک رسالہ لکھنے کی فرمائش کی ، جو ۱۲۰۶ء میں مکمل ہوا - اس کا نام کتاب فی معرفۃ الحیل الھندسیۃ ہے اور اس کا ایک باتصویر نسخہ جو ۶۵۲ھ (۱۲۵۴ء) میں موصل یا شمالی عراق کے کسی اور مرکزی مقام میں لکھا گیا تھا استنبول میں کتبخانۂ طوپ قپو سرائے میں موجود ہے - استنبول کے ایک قلمی نسخہ سے ، جس میں درباری مناظر کی چار تصاویر شامل ہیں ، بدرالدین لؤلؤ کے عہد (۱۲۳۳ تا ۱۲۵۹ھ) میں شمالی عراق کے دبستان مصوری کا وجود ثابت ہوتا ہے - الحیل الھندسیۃ کے چودھویں صدی کے دو نسخے اور ملتے ہیں ، جن کا تعلق مملوکی دبستان سے ہے - ان میں سے ایک نسخہ جس کی تاریخ کتابت رمضان سن ۷۱۵ھ (دسمبر ۱۳۱۵ء) ہے ، آجکل ”امریکی مجموعہ“ میں شامل ہے اور اس کی چند کتابی تصاویر فریئر گیلری واشنگٹن ، عجائب خانۂ بوسٹن اور میٹروپالیٹن میوزیم نیویارک میں محفوظ ہیں - دوسرا نسخہ ۷۵۵ھ (۱۳۵۴ء) میں مملوک سلطان صلاح‌الدین صالح کے ایک امیر کے لیے لکھا گیا تھا - اب اس کے صرف چند ایک اوراق ہی باقی رہ

* الجزری کا پورا نام بدیع‌الزمان اسماعیل بن رزاز ہے - اس کی وفات ۱۲۰۶ء میں ہوئی - مزید حالات کے لئے دیکھیے سارٹن کی تاریخ سائنس (انگریزی) جلد دوم ، ص ۶۳۲ (مترجم) -

Marfat.com

گئے ہیں ، اور کتابخانۂ ایا صوفیا میں محفوظ ہیں - باقی کتابی تصاویر یورپ اور امریکہ کے مختلف عجائب‌خانوں اور مجموعوں میں پائی جاتی ہیں -

فصل سوم

سلجوقی عہد کی ایرانی مصوری

(بارھویں اور تیرھویں صدی)

ایرانی کتابی مصوری کے جو نمونے محفوظ ہیں ، ان میں سے کسی کے بارے میں بھی وثوق کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ دور مغول سے پہلے کا ہے - تاہم بعض لوگوں نے چند ایک تصاویر کو سلجوقی دور کے اواخر سے منسوب کرنے کی کوشش کی ہے - قبل از مغول دور کی ایرانی مصوری کی جو واحد مثال ہمارے سامنے آئی ہے وہ جداری تصاویر کے چند ٹکڑے ہیں جن میں سے کئی ایک پر شبیہیں موجود ہیں یا ایسے سفالی ظروف جو یک تصویری ہیں یا ان پر پرانی قصہ کہانیوں یا شاہی درباروں کے مناظر دیئے گئے ہیں - ان ظروف کو بالعموم رے یا کاشان سے منسوب کیا جاتا ہے - اور وہ بارھویں اور تیرھویں صدی کی کتابی مصوری کے سلجوقی اسلوب کی غمازی کرتے ہیں اگرچہ ان نمونوں کا تعلق دبستان بغداد کی مصوری سے ہے ، ان میں بعض ایسی خصوصیات ملتی ہیں جو خالصۃً ایرانی ہیں ان کی اشکال عراقی تصاویر کے مقابلہ میں زیادہ رسمی انداز میں اور بعض صورتیں تو بین طور پر ترکی ہیں - اسی طرح

Marfat.com

رنگوں کا استعمال بھی دبستان بغداد کے زیر اثر ہے ۔ گلابی ، سبز انگوری ، نیلا سوسنی ، بنفشی ، بادامی ، سیاہ اور سرخ رنگوں کو سفید یا فیروزی پس منظر میں بڑے ہی مؤثر انداز میں استعمال کیا گیا ہے ۔

فصل چہارم

مغولی دور کی مصوری ایران و عراق میں

(تیرھویں اور چودھویں صدی)

ایران اور عراق میں مغول کی فتوحات ۱۲۵۸ء میں سقوط بغداد کے بعد جسے ایلخانوں نے اپنا سرمائی صدر مقام بنا رکھا تھا ، پایۂ تکمیل کو پہنچ گئیں اور تمام صوبوں ، خصوصاً عراق و ایران کے مصور بغداد اور مغول کے صدر مقامات یعنی تبریز مراغہ اور سلیمانیہ میں پہنچ گئے ۔

ایلخانی* فرمانروا چینی تہذیب اور فنون لطیفہ کے بیحد مداح تھے ۔ چنانچہ ایرانی ہنرور چینی مصوروں کے مناظر کی حقیقت پسندی

*ایران کے ایلخانی فرمانروا ہلاگو خان ملقب بہ ایلخان کی اولاد تھے ۔ جس زمانے میں تاتاریوں نے دنیائے اسلام پر حملہ کیا اسی زمانے میں وہ چین پر بھی حملہ آور ہوئے اور وہاں اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب رہے ۔ چین اور ایران چونکہ بیک وقت تاتاری حکمرانوں کے زیر نگیں تھے ، اس لئے باھمی تعلقات اور مواصلات کی آسانی کی وجہ سے اس دور میں چینی مذاق اور طرز آرائش ایران کے فنون لطیفہ پر بشدت اثر انداز ہوا (مترجم) ۔

Marfat.com

ہی سے نہیں بلکہ ان کی مصوری کے طریقوں سے بھی متاثر ہوئے۔
ہمارے علم میں تاتاری دور کا قدیم ترین مخطوطہ ابن بخت یشوع
کی کتاب منافع الحیوان کا ایرانی نسخہ ہے، جو اب نیویارک کی
مورگن لائبریری میں محفوظ ہے۔ ایک روایت کی رو سے اسے
ایلخانی فرمانروا غازان خان (۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء) کے حکم
سے مراغہ میں نقل کیا گیا تھا۔ اس کے آخری صفحے پر دو تاریخیں
درج ہیں ۔ سن ٦٩؟ھ (۱۲۹؟ء) اور ٦٩٠ھ (۱۲۹۱ء)۔
چونکہ غازان خان کی حکومت کا آغاز ۱۲۹۵ء تک نہیں ہوا
تھا اس لئے دوسری تاریخ کسی اورنسخے کی ہوگی۔ صل تاریخ
کا جو عدد پڑھا نہیں جاتا وہ ۷ یا ۹ ہوگا۔ اسی طرح
اس نسخے کی تاریخ ۱۲۹۷ء یا ۱۲۹۹ء قرار پائیگی۔ اس کی
۹۴ تصویروں میں کئی مصوروں کا ہاتھ نظر آتا ہے۔ چند ایک
کتابی تصاویر دبستان عراق کے قدیم انداز کی مظہر ہیں جو دور
مغول میں بھی کچھ عرصے تک جاری رہا تھا۔ اکثر تصاویر کے
اسلوب میں بالخصوص جن میں قدرتی مناظر دکھائے گئے ہیں بہت
تاثر پایا جاتا ہے۔ ان میں رنگ کا استعمال کم ہے اور ان چینی
یک رنگی تصاویر کی پیروی کی گئی ہے جن کا تعلق سونگ اور
یوان خاندانوں سے تھا۔

میٹرو پالیٹن عجائب خانے میں منافع الحیوان کے ایک اور
نسخے کا ایک ورق محفوظ ہے۔ اس کی ایک تصویر میں دو عقاب
نظر آتے ہیں (تصویر ۱۴)۔ دوسرے اوراق جن پر اسی اسلوب
کی تصویریں ہیں کئی نجی کتب خانوں میں موجود ہیں۔ ان
کتابی تصاویر میں بادل، پودے اور مخصوص چینی بادل
دکھائے گئے ہیں۔ ان کے رنگ مدھم ہیں مگر خطوط

Marfat.com

مارگن لائبریری کے نسخے کے مقابلہ میں جلی ہیں ۔ اس سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ یہ مارگن کے نسخے منافع الحیوان سے بعد کے زمانے میں بنائی گئی ہیں اور غالباً چودھویں صدی کے اوائل کی قرار دی جا سکتی ہیں ۔

اس زمانے میں مغولی مصوری کے ارتقاء پر مشہور مؤرخ رشیدالدین نے بہت اثر ڈالا جو ایلخانی حکمرانوں غازان خان اور الجایتو کا وزیر تھا ۔ اس کی اہم ترین تصنیف جامع التواریخ ہے جس میں اس نے مغول کی تاریخ قلمبند کی ہے اور باقی ماندہ دنیا کے ساتھ ان کے تعلقات پر روشنی ڈالی ہے ۔ اس نے اس کی پہلی جلد ۱۴ اپریل ۱۳۰۶ء کو الجایتو کی خدمت میں پیش کی ۔ رشیدالدین کو اس تالیف کی اہمیت کا احساس تھا چنانچہ اس نے اپنے احباب اور معاصر علماء کے لئے عربی اور فارسی میں اس کی نقول تیار کرنے کا حکم دیا ۔ اس نے تبریز کے مضافات میں ایک نئی آبادی ربع رشیدی کے نام سے بسائی ۔ اس میں مکانات تھے ، دوکانیں تھیں ، کاغذ بنانے کے کارخانے تھے ، کاروان سرائیں تھیں ، شفاخانے تھے اور ایک کتب خانہ بھی تھا ، جس میں مختلف زبانوں میں ہر علم و فن کی ساٹھ ہزار کتابیں جمع تھیں ۔ مختلف قوموں کے پیشہ وروں اور اہل کمال کو

*چین کا ایک حکمران خاندان جس نے ۹۶۰ء سے لے کر ۱۲۷۹ء تک سلطنت کی ۔ ان کے عہد میں ہندوستان اور ایران کے ساتھ تجارتی تعلقات بڑھے ۔ ادب خصوصاً ناول اور ڈرامے نے بڑی ترقی کی ۔ مصوری نے خوب فروغ پایا ۔ آخرکار تاتاریوں نے حملہ کر کے ان کی بساط حکومت الٹ دی اور یوان خاندان کی بنیاد ڈالی ۔

Marfat.com

ربع رشیدی میں لا کر آباد کیا تھا ۔ ساٹھ ستر ہزار طلبه اور کثیرالتعداد اساتذہ اس بستی میں جمع تھے ۔ رشیدالدین نے ان فنون کی خاص طور پر سرپرستی کی جن کا تعلق کتابوں کی تیاری اور ان کی آرائش سے تھا ۔ چنانچه اس نے بہت سی کتابوں کو جن میں اس کی اپنی تالیف بھی شامل تھی ، باکمال خوشنویسوں سے لکھوایا اور ان کے اندر مصوروں سے تصویریں بنوائیں ۔

جامع‌التواریخ کے جو نسخے اس کی اپنی زندگی میں تیار ہوئے تھے، ان میں سے صرف چار اجزاء ھی ھم تک پہنچے ھیں ۔ اس کا اہم ترین نسخه دو حصوں میں ھے ۔ ایک حصے کی تاریخ کتابت ۷۰۷ھ [۱۳۰۷ء] ھے اور ایڈنبرا یونیورسٹی کے کتبخانه میں محفوظ ھے ۔ دوسرے کی تاریخ ۷۱۴ھ [۱۳۱۴ء] ھے اور رائل ایشیاٹک سوسائٹی لندن کے پاس ھے ۔ اس نسخے کی تصویروں کی ایک امتیازی خصوصیت یه ھے که وہ افراد جن کی اشکال کھینچی گئی ھیں ، بہت لاغر ھیں ۔ یوں معلوم ھوتا ھے که انہوں نے ساری زندگی زھد و ریاضت میں بسر کی ھے ۔ ان اشکال کی ایرانی مصوری میں اور کہیں نظر نہیں آتی ۔ ان کتابی تصویروں میں سیدھی لکیروں والا یه اسلوب جن میں رنگوں کے استعمال کو کم اھمیت دی گئی ھے ، چینی مصوری سے لیا گیا ھے ۔

جامع‌التواریخ کے دو اور نسخے استنبول کے کتاب خانه طوپ قپو سرائے میں موجود ھیں ، جو رشیدالدین کے عہد میں لکھے گئے تھے ۔ ایک کی تاریخ کتابت ۷۱۴ھ [۱۳۱۴ء] ھے اور دوسرے کی ۷۱۷ھ [۱۳۱۷ء] لیکن ان کی تصاویر میں سے صرف چند ھی چودھویں صدی کے اوائل کی ھیں ۔ باقی سب چودھویں صدی

Marfat.com

کے اواخر اور پندرھویں صدی کے اوائل میں تیار ہوئی تھیں۔ سنہ ۱۳۱۴ء کے نسخے کا پہلا حصہ جس میں انچاس تصویریں ھیں، ۱۴۲۵ء میں شاھرخ کے عہد میں مکمل ھوا ۔ میٹروپالیٹن میوزیم میں ایک نسبةً بڑی تصویر ھے جس میں مصوری کے مختلف اسلوبوں کا امتزاج نظر آتا ھے (تصویر ۱۵) ۔ کہا جاتا ھے کہ یہ استنبول کے ایک نسخہ سے حاصل کی گئی ھے ۔ اس میں شوخ رنگوں کا استعمال دور تیموری کی یاد دلاتا ھے ۔ ممکن ھے کہ اس کا تعلق چودھویں صدی کے اواخر کے دبستان تبریز سے ھو ۔ اس میں ایرانی اور چینی عناصر کا دلچسپ امتزاج پایا جاتا ھے ۔ شکلوں ، رنگوں اور پانی کے بہاؤ میں ان ایرانی روایات کی تقلید کی گئی ھے جو ساسانی دور میں قائم ہوئی تھیں ۔ قدرتی منظر اور سیم ماھی کی تصویر (جو کہ وھیل مچھلی کی جگہ دی گئی ھے) چینی طرز کی ھے ۔

جامع التواریخ کا ایک اور نسخہ جو ۱۳۱۸ء میں لکھا گیا تھا ، ۱۹۲۶ء تک مکمل صورت میں موجود تھا ، لیکن اب اس کے اوراق منتشر ھو چکے ھیں ۔ اور اس کی تصاویر مختلف ذخیروں میں بکھر کر رہ گئی ھیں ۔ یہ تصویریں بہت سے مصوروں کی بنائی ہوئی ھیں اور بیشتر اس نسخے کی کتابت کے زمانے کی نہیں ھیں ، بلکہ بعض تو زمانۂ حال کی ھیں ۔ ان میں سے دو تصویریں اب میٹروپالیٹن میوزیم میں ھیں ۔ ان میں سے ایک تصویر اس باب کے آخر میں ھے جو قبیلہ اوغز کے بارے میں ھے ۔ اس تصویر میں ایک چینی کو پودوں سے گھری ہوئی شہ نشین میں دکھایا گیا ھے ۔ اور چین کے مغولی اسلوب کا نمونہ ھے، جس کا زمانہ چودھویں

صدی کا آخر قرار دیا جا سکتا ہے ۔ دوسری تصویر کو بھی اسی زمانے سے متعلق کہا جا سکتا ہے ۔ اس میں محمود غزنوی کو ایک مفتوحہ شہر کے سامنے دکھایا گیا ہے ۔ رنگ بیحد شوخ ہیں ، چنانچہ رنگوں کی شوخی آئندہ چل کر تیموری دور کی تصاویر کی ممتاز خصوصیت بن گئی ۔

جامع التواریخ کا ایک معروف نسخہ جس پر کوئی تاریخ درج نہیں پیرس کے قومی کتاب خانہ میں ہے ۔ اس کے بارے میں مدت تک علماء کی یہ رائے رہی کہ وہ چودھویں صدی سے متعلق ہے ۔ بہر حال اس کی تصویروں شکلوں اور رنگوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ چودھویں صدی کے اواخر سے قبل کا نہیں ہو سکتا ، کیونکہ یہ اس دور کے دبستان تبریز کا نمونہ ہے جو جلائر خاندان کی سرپرستی میں قائم ہوا تھا ۔

اگرچہ ایلخانی فرمانروأ نسلاً ایرانی نہ تھے* تاہم ایران میں قومی فن کی ترقی کے لئے وہ محرک ثابت ہوئے ، چنانچہ ان کی فرمائش پر ان کے درباری مصوروں نے شاہنامہ کے نسخوں کو مصور کیا ۔ فردوسی کی یہ رزمیہ نظم ۴۰۰ھ (۱۰۱۰ء) میں پایۂ تکمیل کو پہنچی تھی ، چنانچہ اس کا یہ شاہکار صدیوں تک ایرانی ہنرمندوں کے لئے سر چشمۂ الہام ثابت ہوتا رہا ۔ یہ نظ

---

* چونکہ ہولاگو کا لقب ایلخان تھا ۔ اس لئے اس کے جانشین ایلخان کہلائے ۔ یہ لوگ نسلاً تاتاری تھے اور ایران میں آ کر رفتہ رفتہ مسلمان ہوگئے ۔ انہوں نے ایران پر ۱۲۵٦ء سے ۱۳۴۹ء تک حکومت کی ۔ دیگر علوم و فنون کے علاوہ انہوں نے مصوری کی سرپرستی کی ۔ ان کے عہد مصوری میں چینی اثرات نمایاں رہے (مترجم) ۔

Marfat.com

کچھ تو تاریخی واقعات پر مبنی ہے اور کچھ ایران کے قدیم قصے کہانیوں پر ۔ اس کا ایک قدیم ترین نسخہ ، جو شاہنامۂ دیموت (Demotte) کے نام سے مشہور ہے ، غالباً سن ۱۳۲۰ء کے قریب تبریز میں لکھا گیا تھا ۔ اس کی تصاویر متعدد مصوروں نے تیار کی تھیں ، جن کو دیکھ کر یہ گمان ہوتا ہے کہ ہر کتابی تصویر دو مصوروں کی مشترکہ کوشش کا نتیجہ ہے ۔ اس نسخہ کی کل تصاویر تقریباً پچپن ہیں اور ان میں سے اکثر بڑی بڑی ہیں اور انہیں دنیا کے شہ پاروں کی صف میں جگہ دی جا سکتی ہے ۔ اب یہ تصاویر یورپ اور امریکہ کے مختلف عجائب گھروں اور نجی مجموعوں میں منتشر ہو چکی ہیں ۔

ان میں سے نفیس ترین تصویریں عجائب خانہ فنون لطیفہ بوسٹن ، فریئر گیلری واشنگٹن اور مسٹر جان ۔ ڈی ۔ راک فیلر جونیر، ایڈورڈ فوربس ، ہنری ویور ، جین پوری اور چارلس گاٹ کے مجموعوں میں محفوظ ہیں ۔ شاہنامۂ دیموت میں چینی اور ایرانی عناصر دوش بدوش نظر آتے ہیں ۔ صورتیں ، لباس اور عمارتیں جو شوخ رنگوں میں پیش کی گئی ہیں ، ایرانی ہیں ۔ متعدد تصاویر کا اسلوب بالخصوص جن میں مناظر جنگ دکھائے گئے ہیں اویغور ترکوں کی ان تصویروں کی یاد دلاتا ہے جو دیواروں پر بنی ہیں اور جو مقام کوچہ (چینی ترکستان) کی کھدائی سے برآمد ہوئی ہیں ۔ مصور جنگ کی اس گرمی اور شدت کا نقشہ پیش کرنے میں جو مغول سے مخصوص رہی ہے ، خوب کامیاب رہے ہیں ۔ بعض تصاویر مثلاً ” تدفین اسفند یار ،، میں جو میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ہے (تصویر ۱۶) چینی مغول کا اسلوب دوسری تصویروں کے مقابلہ میں زیادہ واضح نظر آتا ہے ۔ اس میں کئی عزا دار

Marfat.com

مختلف حرکتیں کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور ایسی ڈرامائی حقیقت پسندی کا اظہار کرتے ہیں جس کی مثال بعد کے ایرانی مصوروں میں شاذ ہے - یہ عزا دار اس زمانے کے مختلف ایرانی اور مغل افراد کی بہترین تصویریں پیش کرتے ہیں -

شاہنامہ کے دیگر بڑی تقطیع کے متعدد نسخوں کی تصاویر دبستان تبریز سے مختلف اسلوب کی ہیں - اس دبستان کا ایک نمونہ شاہنامۂ دیموت ہے - شاہنامہ کے دو مکمل قلمی نسخے اور متعدد منتشر اوراق کتبخانوں اور نجی ذخیروں میں محفوظ ہیں - ایک مکمل نسخہ جو ۷۳۱ھ (۱۳۳۰ء) کا ہے ، کتاب خانہ طوپ قپو سرائے استنبول میں ہے اور دوسرا (۱۳۳۳ء) لینن گراڈ میں ہے - ایک تیسرے نسخے کے اوراق مختلف مجموعوں میں بکھرے پڑے ہیں - ایک ایسا ورق پیرس میں ہنری ویور کے ذخیرے میں ہے - اس کی ایک تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نسخہ ۷۴۱ھ (۱۳۴۰ء) میں قوام الدین حسن وزیر فارس کے کتب خانہ کے لئے غالباً شیراز میں نقل کیا گیا تھا - اس کے پانچ اور اوراق میٹروپالیٹن میوزیم میں ہیں ، جن میں سے دو ہوریس ہیومیئر کا عطیہ ہیں - ان تمام تصاویر کا اسلوب دبستان شیراز کے طرز پر ہے ، جس میں اس کے ہمعصر دبستان تبریز کی بہ نسبت جزئیات پر کم زور دیا جاتا ہے - یہ تصویریں بالعموم سرخ یا زرد زمین پر سیاہ خطوط سے بنائی جاتی ہے - اضافی رنگ بہت کم استعمال ہوتے ہیں اور زیادہ تر محض نیلے ، سرخ ، زیتونی ، سبز ، زرد ، بنفشی اور طلائی رنگوں سے کام لیا جاتا ہے - یہاں ایرانی خصوصیات غالب نظر آتی ہیں اور چینی اثر جو اس دور کی دیگر تمام کتابی تصاویر میں بہت گہرا ہے ، یہاں محض ثانوی حیثیت

Marfat.com

رکھتا ہے ۔

مغول کے ابتدائی دور کے چند مخطوطے ایسے ہیں ، جو بیشتر شاھناموں پر مشتمل ہیں ۔ ان کی تقطیع چھوٹی ہے اور ان کی تصاویر کا اسلوب خالص ایرانی ہے ۔ اس سلسلہ کا معروف ترین نسخہ وہ ہے جو اب یکجا نہیں رہا ، مگر اس کی اکثر تصاویر لنڈن میں مسٹر چسٹر بیٹی کے مجموعہ میں محفوظ ہیں ۔ میٹروپالیٹن میوزیم میں ایک تصویر اس نسخے کی اور چھ تصاویر اسی قسم کے ایک اور مخطوطے کی موجود ہیں (دیکھیے تصویر ۱۷) ۔ یہ کتابی تصاویر اس ایرانی اسلوب پر کھینچی گئی ہیں، جو سلاجقہ کے زمانے میں فروغ پر تھا اور جس سے ہم رے سے برآمد شدہ مٹی کے رنگدار برتنوں کے ذریعے واقف ہوئے ہیں ۔ ان کی شکلیں مغولی ہیں اور چینی اثر بیشتر قدرتی مناظر میں نظر آتا ہے لیکن شاھنامۂ دیموت کے مقابلہ میں کم نمایاں ہے ۔ رنگوں کے انتخاب میں نفاست سے کام لیا گیا ہے اور ان میں فیروزی رنگ نمایاں ہے جو طلائی زمین پر بہت مؤثر نظر آتا ہے ۔ شاھنامہ کے ایک اور نسخہ کی متعدد تصاویر اسلوب کے اعتبار سے ان سے مشابہ ہیں ، لیکن ان میں اکثر فیروزی یا زمردی رنگ استعمال ہوا ہے ۔ یہ تصویریں واشنگٹن کی فریئر گیلری میں موجود ہیں ۔

مذکورہ بالا سلسلے کا ایک چھوٹا شاھنامہ بھی ہے، جو پہلے مجموعۂ شولز میں تھا اور اب نیویارک کے ایک نجی ذخیرے میں موجود ہے ۔ اس کی تصاویر میں جن میں سے تین میٹروپالیٹن میوزیم کے پاس مستعار ہیں ، مندرجہ بالا تصویروں کی بہ نسبت زیادہ شوخ رنگ استعمال کئے گئے ہیں ۔ بیشتر تصویروں کی زمین سرخ ہے ۔ یہ ایک ایسی خصوصیت

Marfat.com

ہے جو ایرانی مصوری کے ابتدائی دور میں پیدا ہوئی تھی - اسی طرز کی تصویریں فارسی اشعار کے ایک مجموعہ مونس الاحرار کے ایک نسخے میں ملتی ہیں جو رمضان ۷۴۱ھ (فروری ۱۳۴۱ء) میں لکھا گیا تھا اور اس کا ایک ورق میٹروپالیٹن میوزیم میں ہے (تصویر ۱۸) - ورق کے دونوں جانب انسانی اور حیوانی اشکال کی قطاریں ہیں جن کا تعلق علم ہیئت سے ہے - ھلال بدست اشکال قمر کو ظاہر کرتی ہیں اور ان کے ساتھ حیوانات کی جو اشکال ہیں وہ دیگر بروج فلکی کی علامات ہیں - یہ تصاویر سرخ زمین پر نیلے، سبز، ارغوانی، زرد اور کہیں طلائی رنگوں سے بنائی گئی ہیں -

پانچویں فصل

ایران کے تیموری دور کی مصوری

(پندرھویں صدی)

تیمور نے جو ایلخانی فرمانرواؤں کا جانشین تھا، ۱۳۸۶ء میں تبریز اور ۱۴۰۱ء میں بغداد فتح کیا - ادبی مصادر سے پتہ چلتا ہے کہ تیمور مقامی ماہرین فن کو بغداد سے اپنے دارالحکومت سمرقند میں لے گیا تھا، لیکن ہمارے پاس ایسا کوئی قلمی نسخہ نہیں جسے اس دور کے دبستان سمرقند سے منسوب کیا جا سکے تاہم اس زمانے میں کئی اور نسخے دوسرے سیاسی اور تمدنی مرکزوں مثلاً شیراز اور بغداد میں لکھے گئے تھے - اول الذکر دبستان کے ضمن میں شاھنامہ کے تین نسخے آتے ہیں - پہلا نسخہ

Marfat.com

۷۷۲ھ (۱۳۷۰ء) کا کتاب خانهٔ طوپ قپو سرائے (استنبول) میں ھے ۔ دوسرا ۷۹۶ھ (۱۳۹۳ء) کا قاھرہ کے قومی کتاب خانه میں اور تیسرا ۸۰۰ھ (۱۳۹۷ء) کا ھے جس کا ایک حصه برٹش میوزیم میں اور ایک مجموعهٔ چیسٹر بیٹی لنڈن میں موجود ھے ۔ چونکه ان نسخوں کی تصاویر سے تیموری اسلوب کی ایسی کئی خصوصیات جھلکتی ھیں جو آئنده چل کر ھرات میں ظاھر ھوئیں اس لئے بعض لوگ شیراز کو تیموری دبستان گا گھوارہ قرار دیتے ھیں ۔ یه اسلوب تیموری عہد کے ایک نسخے سے بھی عیاں ھے ۔ یه خواجو کرمانی (۱۲۸۱ء—۱۳۵۰ء) کا دیوان ھے جو بغداد میں ۷۹۹ھ (۱۳۹۶ء) میں لکھا گیا اور اب برٹش میوزیم میں محفوظ ھے ۔ اس کی ایک کتابی تصویر پر ایرانی مصور جنید نقاش السلطانی کے دستخط ھیں جو بغداد کے جلائری ترکمان بادشاہ سلطان احمد (۱۳۸۲—۱۴۱۰ء) کا ملازم تھا ۔

تیمور کے محبوب بیٹے اور جانشین شاھرخ (۱۴۰۴—۱۴۴۷ء) نے اپنے دارالحکومت کے لیے خراسان کا شہر ھرات منتخب کیا ، اور اپنے مشہور کتاب خانه کے لیے کتابیں تیار کرنے کے لیے کئی مصوروں کو ملازم رکھا ۔ ان میں خلیل نقاش بھی شامل تھا ، جسے اس زمانے میں ”عجائب اربعهٔ عصر“ میں شمار کیا جاتا تھا اور اس کا درجه صرف مانی کے بعد سمجھا جاتا تھا٭

شاھرخ کے بیٹے بائسنغر میرزا (متوفی ۱۴۳۳ء) نے جس

—۲۷۶ء) کے پیرو اپنے مذھب کی مقدس کتابوں کو مطلا کرنے اور ان کو تصاویر سے مزین کرنے میں بڑا اھتمام کرتے تھے ۔ اس سے عوام میں یه غلط خیال پھیل گیا که مانی ایک بے مثال مصور تھا (مترجم) ۔

کتاب خانے اور فنون کتابت کے مدرسہ کی بنیاد رکھی تھی ، اس میں چالیس نقاش ، صحاف ، خوشنویس اور جلد ساز جعفر بائسنقری کی نگرانی میں کام کرتے تھے ۔ نقاشوں میں امیر شاہی سبزواری اور غیاث‌الدین تھے ۔ غیاث‌الدین اس سفارت کا ایک رکن تھا جو شاہرخ نے چین بھیجی تھی ۔ اگرچہ درباری مصور شاہنامے کی تصویریں بنانے میں مصروف تھے تاہم انہوں نے اپنی زیادہ توجہ مشہور ایرانی شعراء نظامی اور سعدی کی عشقیہ اور متصوفانہ تصنیفات پر صرف کی ۔ نظامی (۱۱۴۰—۱۲۰۳ء) نے پانچ مثنویاں لکھی تھیں جو خمسہ‌ٔ نظامی کے نام سے مشہور ہیں یعنی مخزن الاسرار ، خسرو شیرین ، لیلیٰ و مجنون ، ہفت پیکر اور سکندر نامہ ۔ سعدی (۱۱۸۲—۱۲۹۲ء) کی دو مقبول عام تصانیف گلستان اور بوستان ہیں ۔ ان کو مصور کرتے ہوئے دبستان ہرات نے ایسا اسلوب پیدا کیا جو ان کے عاشقانہ اور غنائی مفہوم کو ادا کرنے کے لیے موزوں تھا ۔ اشکال عام طور پر بڑی نفاست سے بنائی گئی ہیں اور ان کے قدرتی مناظر خالص ایرانی طرز کے ہیں ۔ یعنی افق بلند ہے اور پہاڑ اسفنجی ، رنگ آمیزی روشن ہے اور ہم آہنگ اور ان میں ابتدائی مغولی دور کے مقابلے میں کئی نئے رنگوں کا اضافہ دکھائی دیتا ہے ۔ مصوری کا ایک قومی ایرانی اسلوب جس میں بتدریج خارجی عناصر سرایت کر گئے ، در اصل دبستان ہرات ہی کا مرہون منت ہے ۔

تیموری دبستان کی ایک شاخ نے شیراز میں فروغ پایا ۔ شاہرخ کے بیٹے سلطان ابراہیم کا دارالحکومت تھا ۔ اس کے ... فارسی کے منتخب اشعار کا ایک بہترین مصور نسخہ ۱۴۱۰ء میں تیار کیا گیا تھا جو مجموعہ‌ٔ گل بنکیان* میں محفوظ ...

* Gulbenkian Collection.

Marfat.com

ہے - اس کا ایک ملخص برٹش میوزیم میں ہے - دبستان شیراز کا ایک اور نسخہ برلن میں ہے - یہ ایک مجموعۂ اشعار ہے جو ۱۴۲۰ء میں لکھا گیا - اسی طرح شاھنامہ کا ایک نسخہ کتابخانۂ بوڈلین میں ہے - جیسا کہ پروفیسر کینل نے بتایا ہے دبستان ھرات کی بہ نسبت دبستان شیراز میں ھلکے اور مدھم رنگ استعمال کئے جاتے تھے -

دبستان ھرات کے کئی عمدہ نسخے شاھرخ کے عہد میں تیار ھوئے - خمسۂ نظامی کا ایک شاندار نسخہ پیرس کے مجموعہ لوئی کارتیہ میں محفوظ ہے - اس پر شاھرخ کی مہر بھی ثبت ہے - مسٹر چسٹر بیٹی کے مجموعہ میں ایک ”گلستان“ ہے جو ۸۳۰ھ (۱۴۲۶ء) میں جعفر بائسنقری نے لکھی تھی - اس پر بائسنقر مرزا کے قائم کردہ کتابخانہ کا نشان موجود ہے - موزۂ گلستان تہران میں ایک شاھنامہ ہے، جسے جعفر بائسنقر نے ۸۳۳ھ (۱۴۲۹ء) میں لکھا تھا - اھل مغرب تیموری دور کی کتابی مصوری کے اس شاھکار سے آگاہ نہ تھے تا آنکہ ۱۹۳۱ء میں یہ لنڈن میں ایرانی فنون کی ایک بین الاقوامی نمائش* میں دکھایا گیا - اس کی بائیس تصویروں سے ھرات کے دبستان مصوری کا کمال ظاھر ھوتا ہے - اس کی ممتاز خصوصیات رنگوں کی درخشانی اور

---

* اس موقع پر جن اشیاء کی نمائش ھوئی ان کی ایک مکمل فہرست شائع ھوئی تھی اور مختلف نوادر کی تصاویر کا ایک مرقع بھی مرتب ھوا تھا - نمائش کے ساتھ ایک کانگرس بھی منعقد ھوئی تھی جس میں بہت سے نامور علماء نے مقالات پڑھے تھے (مترجم) -

جزئیات کی تفصیل ہیں جو اس زمانے کی مصوری کے ساتھ مخصوص نہیں ۔ اسی طرح موزۂ گلستان کا ایک نسخہ کلیلہ و دمنہ کا ہے جو پہلی بار لنڈن کی نمائش میں منظر عام پر آیا ۔ اس کی تصاویر بھی خوبصورتی میں بے نظیر ہیں ۔

میٹروپالیٹن میوزیم میں دس کتابی تصاویر کا ایک اور اہم مجموعہ ہے جس سے تیموری اسلوب کی ایک صورت ظاہر ہوتی ہے ۔ یہ تصاویر ایک شاہنامہ کی ہیں اور انہیں اسی دبستان اور اسی زمانے سے متعلق قرار دیا جا سکتا ہے ، جس کی ایک مثال پیرس کے کتابخانۂ ملی کا معراج نامہ ہے جو ہرات میں ۸۴۰ھ (۱۴۳۶ء) میں لکھا گیا تھا ۔ تصویر ۱۹ میں شاہنامے کا وہ واقعہ پیش کیا گیا ہے جب رستم نے اپنا گھوڑا رخش پکڑا تھا ۔ رستم اور اس کے رفیق کے خوبصورت اور رنگا رنگ لباس سے تصویر کی مجموعی ترکیب اور زیبائی میں اضافہ ہو گیا ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ پر شکوہ قدرتی منظر جس میں چینی طرز کے درخت اور اڑتی ہوئی مرغابیاں دکھائی گئی ہیں، اشکال کی بہ نسبت کچھ کم اہم نہیں ہے ۔ چینی اثرات ایک اور کتابی تصویر سے بھی عیاں ہیں ۔ اس میں دکھایا گیا ہے کہ کیکاؤس اپنے تخت کے ساتھ عقابوں کو باندھ کر آسمان کی طرف اڑنے کی کوشش کر رہا ہے ۔ اس میں چینی طرز کے بڑے بڑے بادل خاص توجہ کے لائق ہیں ۔ ان کا اسلوب یہاں مغولی دور کی کتابی تصاویر کے مقابلہ میں پختہ نظر آتا ہے ۔

تکمیل یافتہ تیموری اسلوب کی ایک عمدہ مثال میٹروپالیٹن میوزیم کے ۸۵۱ھ (۱۴۴۷ء) کے ایک نسخہ کی اس تصویر میں

Marfat.com

ملتی ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ شیریں ایک تالاب میں غسل کر رہی ہے* اور خسرو اسے دیکھ رہا ہے (تصویر ۲۰) ۔ فنی لطافت ، منظر کی جزئیات اور چھوٹی چھوٹی اشکال پندرھویں صدی کے نصف اول دبستان ہرات سے مخصوص ہیں ۔

۸۸۳ھ (۱۴۸۰ء) کے ایک خمسۂ نظامی کی کتابی تصاویر کا اسلوب مختلف ہے ۔ اس کی ایک مثال (تصویر ۲۱) میں ملتی ہے اس میں یہ واقعہ دکھایا گیا ہے کہ شیریں اور اس کے گھوڑے کو اس کے عاشق فرہاد سنگتراش نے اپنے کندھوں پر اٹھا لیا ہے ۔ تصویر کا انداز اور اس کی رنگ آمیزی شیراز کے تیموری دبستان کی طرز پر ہے ۔ ہرات کے دبستان کے مقابلہ میں ان تصاویر میں نسبتاً کم لطافت پائی جاتی ہے اور مناظر اور اشکال کی تفصیلات پر زیادہ زور نہیں دیا گیا ۔

جامی (۱۴۱۴–۱۴۹۲ء) کا دیوان بھی جو عاشقانہ اور متصوفانہ اشعار پر مشتمل ہے ، تیموری دور کے مصوروں کے لئے

* ایران کے ساسانی بادشاہ خسرو پرویز اور ارمنی شہزادی شیرین کی داستان عشق ایران قدیم کی ہر دلعزیز داستانوں میں سے ہے جسے فردوسی نے شاہنامہ میں بیان کیا ہے اور نظامی گنجوی نے بھی اسے اپنی مثنوی ''خسرو و شیرین،، میں مزید برگ و بار کے ساتھ منظوم کیا ہے (مترجم) ۔

**ترکمان قبائل دوگروہوں میں منقسم تھے : قرہ قویونلو (سیاہ بھیڑ والے) اور آق قؤیونلو (سفید بھیڑ والے) ۔ یہ نام محض امتیاز کرنے کے لئے رکھے گئے تھے جس طرح ترکستان میں دو دریاؤں میں امتیاز کرنے کے لئے ایک کا نام قرہ صو اور دوسرے کا آق صو رکھ دیتے ہیں (مترجم) ۔

Marfat.com

سرچشمۂالہام ثابت ہوا ۔ میٹروپالیٹن میوزیم میں اس کا ایک نسخہ ہے جو ۱۴۶۳ اور ۱۴۷۹ء کے درمیان یعنی ملا جامی کی زندگی ہی میں لکھا گیا تھا ۔ اور جس کی کتابت مشہور خطاط عبدالکریم خوارزمی نے کی تھی ۔ چونکہ یہ صاحب کمال تبریز کے قرہ قویونلو ترکمان سلطان جہان شاہ کے دربار سے وابستہ تھا ، اس لئے عین ممکن ہے کہ یہ نسخہ تبریز ہی میں لکھا گیا ہو ۔ اس کا اسلوب اس دیوان سے بہت مشابہ ہے جو عبدالکریم کے بھائی عبدالرحیم نے ۱۴۶۳ء میں لکھا تھا اور اب برٹش میوزیم میں محفوظ ہے ۔ عبدالکریم اور عبدالرحیم مشہور خطاط عبدالرحمان کے بیٹے تھے جس نے خط نستعلیق کو بدل کر رکھ دیا تھا ۔ میٹروپالیٹن میوزیم کے مذکورہ بالا نسخہ کی سولہ تصاویر اتنے شوخ رنگوں میں بنائی گئی ہیں کہ ان پر میناکاری کا گمان ہوتا ہے ۔ ان کے درخشان رنگ ، روایتی مناظر اور اشکال کے عمامے مغربی ایران کے تیموری دبستان کی مصوری کی خصوصیات کے مظہر ہیں ۔ تصویر ۲۲ میں جس کتابی تصویر کا عکس دیا گیا ہے وہ شکاری منظر کی ایک عمدہ مثال ہے ۔ یہ مناظر سولھویں صدی میں صفوی دبستان کی کتابی تصویر کا دلپسند موضوع بن گئے تھے ۔

پیرس کے قومی کتبخانے میں علم ہیئت پر ایک رسالہ ہے ، جو پندرھویں صدی کے نصف اول میں لکھا گیا ہوگا اور جو دبستان سمرقند کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے ۔ یہ رسالہ شاہرخ کے بیٹے الغ بیگ کے لئے لکھا گیا تھا جو ۱۴۰۹ء سے ۱۴۴۶ء تک ماوراءالنہر کا حاکم رہا اور جس نے سمرقند میں ایک مشہور

رصد گاہ کی بنیاد رکھی تھی - میٹروپالیٹن میوزیم میں علم ہیئت کے بارے میں ایک اور نسخہ ہے ، جس میں ستاروں اور اجرام فلکی کی پچاس تصویریں ہیں - ان تصویروں کے انداز اور لباس کی تفصیلات میں تیموری دور کی جھلک ملتی ہے - عین ممکن ہے کہ یہ نسخہ بھی سمرقند میں الغ بیگ ھی کے عہد میں لکھا گیا ہو -

فصل ششم

بہزاد اور اس کا دبستان

سلطان حسین میرزا (۱۴۶۸—۱۵۰۶ء) اور اس کے وزیر میر علی شیر نوائی کی سر پرستی میں ہرات میں ایرانی مصوری کا ایک جدید اور زریں دور شروع ہوا - اس دور کا مشہور ترین ایرانی مصور کمال الدین بہزاد ہراتی تھا - وہ ۱۴۴۰ء کے قریب پیدا ہوا تھا اور نادرۂ روزگار کے لقب سے مشہور تھا - اس ماہر فن کے بارے میں مشہور ایرانی مؤرخ خواند میر* (۱۴۷۵—۱۵۳۵ء) لکھتا ہے ''کہ اس نے حیرت انگیز تصاویر اور فن کے نوادرات دنیا کے سامنے پیش کئے - اس کی مہارت فن کے سامنے جو مانی کے موئے قلم کی یاد تازہ کرتی ہے تمام مصوران

* خواند میر (۸۸۰ھ—۹۴۱ھ) کی دو تاریخی کتابیں زیادہ مشہور ہیں حبیب السیر اور خلاصۃ الاخبار ، جو اس کے دادا میر خواند کی تالیف روضۃ الصفاء کی تلخیص ہے (مترجم) -

Marfat.com

عالم کے شاہکار گرد ہو کر رہ گئے ۔ اس کی معجز نما انگلیوں کی جنبش نے ان تمام ہنروروں کی تصاویر جو بنی آدم میں ہو گذرے ہیں ، ماند کر دیا ۔ اس کے کمال فن کی بدولت اس کے مو قلم کی ایک حرکت بیجان اشکال میں زندگی کی روح پھونک دیتی تھی،، ۔

جب ۱۵۰۷ء میں تیموریوں نے شیبانیوں سے شکست کھائی تو بہزاد ہرات ہی میں رہا اور ازبکی سلطان شیبان خان کے ساتھ وابستہ ہو گیا ۔ ۱۵۱۰ء کے قریب جب شاہ اسماعیل صفوی (۱۵۰۲—۱۵۲۴ء) نے ہرات فتح کیا تو بہزاد تبریز چلا گیا اور مغربی ایران میں ایک ایسے دبستان کی بنیاد رکھی جس نے ایرانی مصوری کے ارتقاء میں بڑا حصہ لیا ۔ مؤرخ علی کا بیان ہے کہ ۱۵۱۴ء میں ترکوں کے خلاف جب جنگ ہوئی تو شاہ اسمٰعیل کو اپنے دربار کے ہنروروں کی حفاظت کا اس قدر خیال تھا کہ اس نے بہزاد اور شاہ محمود نیشاپوری خطاط کو ایک غار میں چھپا دیا اور جب جنگ ختم ہوئی تو اس نے خداوند کریم کا شکر ادا کیا کہ ان کی جانیں بچ گئی ہیں ۔ ۱۵۲۲ء میں شاہ اسماعیل نے بہزاد کو شاہی کتب خانے کا مہتمم مقرر کیا جس کے ساتھ ان فنون کی ایک کارگاہ بھی تھی جن کا تعلق کتابوں کی تیاری کے ساتھ تھا ۔

اس وقت صرف چند ایسی مستند تصاویر محفوظ ہیں ، جن پر بہزاد کے دستخط ثبت ہیں یا جن میں اس کے اسلوب کی خصوصیات پائی جاتی ہیں ۔ بعض تصاویر جن پر اس کا نام درج ہے محض نقلی ہیں ، اور بعض اگرچہ بنائی تو اسی کے زمانے میں

Marfat.com

لیکن ان پر اس کے دستخطوں کا اضافہ بعد میں ہوا ۔ بہزاد کے اسلوب کی بہترین مثال دو بڑے اہم نسخوں کی تصاویر میں ملتی ہے ۔ ان میں سے ایک تو خمسہ ہے جس کا سنہ کتابت ۸۴۶ھ ہے اور برٹش میوزیم میں محفوظ ہے ۔ اس کی تین تصویریں اس کی کتابت کے بعد ۸۹۸ھ (۱۴۹۳ء) میں بنائی گئی تھیں ۔ دوسرا نسخہ بوستان کا ہے جو قاہرہ کے سرکاری کتب خانے میں ہے ۔ اس کی کتابت ۸۹۳ھ (۱۴۸۸ء) ہے ۔ ان تصاویر میں مصور نے فطرت کے گہرے مشاہدہ کا ثبوت دیا ہے ۔ اسے رنگوں کے استعمال میں بیحد مہارت حاصل ہے ۔ اس نے کئی نئے رنگ پہلی بار استعمال کئے اور رنگوں کے بالکل جدید امتزاج پیش کئے ۔ خمسہ کی تصاویر میں رنگ زیادہ تر نیلے ، خاکستری اور سبز ہیں ، قاہرہ والے بوستان کے نسخہ کی تصاویر میں بہزاد کا اسلوب اوج کمال پر نظر آتا ہے ۔ ترکیب کے اعتبار سے وہ شاہکار کا درجہ رکھتی ہیں ۔ ان میں حرکت کا احساس ملتا ہے اور حقیقت پسندی کا دامن کہیں ہاتھ سے نہیں چھوٹتا ، چنانچہ اشکال سے انفرادی حرکات اور جذبات کا اظہار ہوتا ہے ۔

شہنشاہ جہانگیر کے لکھے ہوئے ایک حاشیہ کی رو سے ظفرنامہ یعنی تاریخ تیموری کے ایک نسخے کی چھ دو صفحی تصاویر بہزاد سے منسوب کی جاتی ہیں ۔ یہ نسخہ بالٹی مور میں رابرٹ گیرٹ کے مجموعہ میں موجود ہے ۔ اس کی کتابت شیر علی خطاط نے ۸۷۲ھ (۱۴۶۷ء) میں سلطان حسین میرزا کی فرمائش پر کی تھی اور قرین قیاس یہی ہے کہ تصاویر اس کے اندر بعد میں لگائی گئی تھیں ۔ اگرچہ اس کے رنگ بہزاد کی عام تصاویر کے مقابلے

Marfat.com

میں زیادہ شوخ ہیں لیکن اسلوب یقیناً اسی کا ہے اور بہت سی اشکال اور ان کے چہرے اس کی اور اس کے شاگرد قاسم علی کی بنائی ہوئی تصاویر کے مشابہ نظر آتے ہیں ۔

میٹروپالیٹن میوزیم میں دیوان جامی کے ایک قلمی نسخہ کی ایک عمدہ تصویر نمائش کے لئے رکھی ہوئی ہے (تصویر ۲۳) ۔ اس میں درویشوں کو رقص کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے اور یہ بہزاد یا اس کے دبستان سے منسوب کی جا سکتی ہے ۔ یہ تصویر اتنی نفیس ہے کہ اسے بہزاد کے موقلم کی نگارش قرار دینے میں تأمل نہیں ہو سکتا ، کیونکہ اس میں استاد موصوف کی مستند تصاویر کی تمام خصوصیات موجود ہیں ۔ درویشوں کو ایک حلقہ میں ناچتے ہوئے دکھایا گیا ہے ۔ یہ حلقہ اس منظر جنگ کی یاد دلاتا ہے جس کی تصویر برٹش میوزیم کے نسخۂ نظامی میں محفوظ ہے اور جو ۱۴۹۳ء میں بنائی گئی تھی ۔ اس میں بہزاد کے اسلوب کی تمام خصوصیات یعنی فنکاری کی نزاکت ، جیتے جاگتے انسانوں کی سی حرکات اور ہر چہرے کی انفرادیت پائی جاتی ہے ۔ علاوہ ازیں چہروں کے رنگ کا تنوع ، رنگوں کی غیر معمولی آمیزش یعنی گلابی ، قرمزی ، سرخ ، زرد ، سبز اور نیلے رنگوں کی تدریجی کیفیتیں قابل دید ہیں ۔ اس پر مستزاد یہ کہ ان رنگوں کو گھاس کے سیاہی مائل سبز رنگ کی زمین پر پیش کیا گیا ہے ۔

بہزاد کے اسلوب کی بہت سی کتابی تصاویر یقیناً اس کے شاگردوں کی بنائی ہوئی ہیں جن میں سے متعدد معروف ہیں ۔ اس کا قریب ترین معاون اور شاگرد قاسم علی تھا ۔ اسے چہرہ کشی میں بہت شہرت حاصل تھی ۔ بہت سے نسخوں میں اس کی کتابی

تصاویر ملتی ہیں جن پر اس کے دستخط ثبت ہیں ۔ سات تصویریں تو خمسۂ نظامی کے ایک اور نسخہ میں ہیں جو برٹش میوزیم میں موجود ہے ۔ یہ نسخہ ۸۹۹ھ (۱۴۹۴ء) میں لکھا گیا تھا اور اس پر قاسم علی کے دستخط ہیں ۔ اس کی باقی تصاویر خود بہزاد یا اس کے دوسرے شاگردوں سے منسوب کی جا سکتی ہیں ۔ دوسری تصاویر جو قاسم علی سے منسوب ہیں میر علی شیرنوائی کے دو نسخوں میں ملتی ہیں جو ۸۹۰ھ (۱۴۸۵ء) میں لکھے گئے تھے اور اب بوڈلین لائبریری میں محفوظ ہیں ۔ ان کی دو تصویروں پر اس مصور کے دستخط بھی ملتے ہیں ۔ ان تصویروں سے پتہ چلتا ہے کہ قاسم علی کو بھی رنگوں کے استعمال میں اتنا ہی کمال حاصل تھا جتنا کہ بہزاد کو ، مگر ترتیب و ترکیب اور دلکشی کے اعتبار سے اس کا پایہ اپنے استاد سے کمتر ہے ۔ میٹروپالیٹن میوزیم میں میر علی شیرنوائی کے ایک نسخہ میں ایک تصویر ہے جس میں قاسم علی کے اسلوب کی کئی خصوصیتیں پائی جاتی ہیں ، مثلاً سنہری مرغزار ، چنار کے بڑے بڑے درخت اور موسم خزاں کے پتوں کی تصویر کشی میں حقیقت پسندی ۔ اس قسم کے درختوں کو سب سے پہلے بہزاد کے دبستان نے پیش کیا تھا ۔ پھر سولھویں صدی میں صفوی دور کے مصوروں نے اکثر ان کی تقلید کی ۔ ایسی مؤثر رنگ آمیزی جس میں نیلے ، خاکستری اور سبز رنگ نمایاں ہوں ، بہزد اور قاسم علی کی بہت سی تصویروں میں بھی نظر آتی ہے ۔

۷ ۔ صفوی دور کی مصوری
(سولھویں صدی)

سولھویں صدی کے آغاز میں نئے شاہی خاندان یعنی صفویہ

Marfat.com

کا دور شروع ہوتے ہی ایرانی مصوری کا مرکز خراسان سے شمال مغربی ایران کے شہر تبریز میں منتقل ہو گیا ۔ تا ہم ایک صوبے کا دارالحکومت ہونے کی وجہ سے کچھ عرصہ تک ہرات کو بھی ایک فنی مرکز کی حیثیت حاصل رہی ۔ سولھویں صدی کے اوائل کے کئی نسخے جن کی کتابت ہرات اور خراسان کے دیگر شہروں میں ہوئی تھی ، غالباً وہیں تصاویر سے بھی مزین ہوئے اور ہرات اور تبریز دونوں مقامات میں بہزاد کا اثر بدستور غالب رہا ۔ ہرات میں بہزاد کے شاگرد اپنے جلیل القدر استاد کی روایات پر چلتے رہے جو ۱۵۱۰ء سے تبریز میں سکونت پذیر رہا ۔ لہذا اسی کو صفوی دور کے دبستان مصوری کا بانی تصور کرنا چاہیے ۔ بہت سی کتابی تصویریں بہزاد کے اس دور سے منسوب کی جاتی ہیں جب وہ تبریز میں مقیم تھا ، لیکن جو تصویر سب سے زیادہ مستند معلوم ہوتی ہے وہ ۱۵۲۴ء کے خطاطی کے نمونوں کے ایک مجموعہ میں موجود ہے ۔ یہ تصویر جس میں دو شخص دکھائے گئے ہیں ، آج کل نیویارک کے ایک نجی مجموعہ میں محفوظ ہے ۔

شاہ اسماعیل کے عہد کے کئی مخطوطات اور کتابی تصاویر کو دبستان ہرات سے منسوب کیا جا سکتا ہے ۔ تین تصویریں میٹروپالیٹن میوزیم میں ، دو لوور میں اور دو اور پیرس کے کتابخانۂ ملی میں ایسی ہیں جو خمسۂ امیر خسرو کے ایک قلمی نسخہ سے حاصل کی گئی ہیں جو ۹۰۹ھ (۱۵۰۳ء) میں بلخ میں لکھا گیا تھا ۔ یہ تصویریں جو غالباً ۱۵۱۰ء میں صفویوں کی

فتح خراسان کے بعد ہرات میں بنائی گئی تھیں اور جن میں بہزاد کے اسلوب کی کئی خصوصیتیں پائی جاتی ہیں ، بلاشبہ اس کے کسی شاگرد کی تخلیق ہیں - عارفی کی گوے و چوگان کا ایک نسخہ جو ۹۲۹ھ (۱۵۲۲ء) میں مشہور خطاط علی حسینی نے ہرات میں لکھا تھا ، اب پیرس میں لوئی کارتیہ کے مجموعہ میں محفوظ ہے - اس کا سر ورق اور دو کتابی تصویریں دبستان ہرات کے ابتدائی صفوی اسلوب کا نمونہ پیش کرتی ہیں - ان تمام کتابی تصویروں میں اشخاص نے نوکدار کلاہ پر عمامہ باندھا ہوا ہے ، جس کی ابتداء صفویوں سے ہوئی تھی اور صفوی مصوری کی ایک نمایاں خصوصیت ہے - سولھویں صدی کے اوائل کا دلچسپ قلمی نسخہ دیوان حافظ کا ہے ، جو مجموعۂ کارتیہ میں موجود ہے - اس کی پانچ تصاویر بے حد اہم ہیں - ان میں سے ایک پر شیخ زادہ کے دستخط ثبت ہیں اور دو پر سلطان محمد کے - شیخ زادہ خراسانی بہزاد کا شاگرد تھا - چنانچہ وہ اپنے استاد کی اکثر خصوصیات کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتا رہا - سلطان محمد کی تصویریں جن پر سطور زیریں میں بحث کی گئی ہے شیخ زادہ سے بالکل مختلف طرز کی ہیں -

کارتیہ کے نسخۂ حافظ کی تصاویر کے سلسلہ میں ان تصاویر کا ذکر بھی ضروری ہے جو خمسۂ نظامی کے ایک شاندار نسخے میں ملتی ہیں - یہ نسخہ آج کل میٹروپالیٹن میوزیم میں محفوظ ہے اور اسے ۹۳۱ھ (۱۵۲۴ء) میں مشہور شاعر اور خطاط سلطان محمد نور نے لکھا تھا ، جو سلطان علی مشہدی کا بیٹا اور شاگرد تھا -

Marfat.com

اس نسخے میں جو ۱۹۰۸ء تک شاہان ایران کے قبضے میں رہا ، پچاس نہایت اعلیٰ درجے کی تصویریں ہیں ایک تصویر پر جس میں خسرو اور شیریں کی شادی کا منظر دکھایا گیا ہے رجب ۹۳۱ء (اپریل ۱۵۲۵ء) کی تاریخ درج ہے - جس تصویر میں خسرو کو اپنے درباریوں کے مجمع میں پیش کیا گیا ہے (تصویر ۲۴) وہ اس ابتدائی صفوی اسلوب کی ایک خاص مثال ہے جس نے ہرات میں نشو و نمو پائی - ان کی شکل و شباہت شیخ زادہ کی ان تصاویر سے ملتی ہے جو کارتیہ کے نسخۂ حافظ میں محفوظ ہیں اور جیسا کہ حال ہی میں کینل (Kuhnel) نے اپنا خیال ظاہر کیا ہے ان تصاویر کو اس استاد فن سے منسوب کیا جا سکتا ہے اور ان سے اس کے فن کی مزید تکمیل کا اظہار ہوتا ہے - ان میں عمارات اور لباس کی آرائش کی تمام جزئیات کو پیش کرنے پر زور دیا گیا ہے - ان میں رنگ آمیزی کی جدید ترکیبیں بھی نظر آتی ہیں ، جس کی ایک مثال وہ تصویر ہے جس میں لیلیٰ و مجنوں مکتب میں دکھائے گئے ہیں (لوحہ ۱) - اس نسخہ میں ایک تصویر باقی تصاویر سے بالکل مختلف ہے اور دبستان تبریز کے کسی اور مصور کی بنائی ہوئی ہے (تصویر ۲۵) - اس میں خاقان سکندر کا استقبال کر رہا ہے - اشکال کی صورتیں اور کلاہ کے گرد جس طرح عمامے کس کر باندھے ہوئے ہیں ان سے ہم شاہ طہماسپ کے درباری مصوروں کی تصویروں کے ذریعے سے خوب مانوس ہو چکے ہیں - ہلکے رنگوں کا استعمال ، خطوط کی بجائے نقطوں سے گھاس بنانا اور چہروں کی خصوصیات ، یہ سب باتیں سلطان محمد کے ابتدائی ایام کی تصویروں کی یاد دلاتی ہیں -

Marfat.com

اگر ہم میٹروپالیٹن میوزیم کے نسخۂ نظامی کا جس کا سنہ کتابت ۱۵۲۵ء ہے کتابخانۂ ملی پیرس کے دیوان میر علی شیر نوائی سے جو ہرات میں ۹۳۳ھ (۱۵۲۶ء) میں لکھا گیا تھا ، مقابلہ کریں تو دونوں کی تصویروں میں بڑی قریبی مشابہت نظر آئے گی ۔ دیوان کی اکثر تصاویر کا اسلوب وہی ہے جو نسخۂ نظامی کی تصویروں کا ہے ۔ اور انہیں بھی شیخ زادہ سے منسوب کیا جا سکتا ہے ۔ نسخۂ نظامی کی طرح ۱۵۲۶ء والے دیوان کی ایک تصویر غالباً سلطان محمد کی بنائی ہوئی ہے ۔ ان دونوں نسخوں کی تصویریں نیز کارتیہ کے دیوان کی تصویریں بھی غالباً ہرات میں تیار ہوئی تھیں ۔ اور پھر نامکمل صورت میں شاہ طہماسپ کے کتبخانہ کے لئے تبریز میں لائی گئیں اور یہیں سلطان محمد نے انہیں مکمل کیا ۔ سلطان محمد میرک کا شاگرد تھا اور درباری مصوروں کا رئیس اور مکتب نقشی کا ناظم ۔ یہ دونوں شاہ طہماسپ کے ندیموں میں شمار ہوتے تھے اور شاہ طہماسپ خود سلطان محمد سے مصوری سیکھا کرتا تھا ۔ شاہ طہماسپ کی فرمائش سے تبریز میں جو نسخے لکھے ہوئے اور تصویروں سے مزین کئے گئے انہیں شاہکار کا درجہ حاصل ہے ۔ اس کے درباری مصوروں کے اسلوب کی تکمیل یافتہ صورت خمسۂ نظامی کے ایک نسخہ میں محفوظ ہے ۔ یہ نسخہ برٹش میوزیم میں ہے اور ۱۵۳۹ء اور ۱۵۴۳ء کے درمیان لکھا گیا تھا ۔ پیرس میں بیرن روٹ شلٹ کے مجموعہ میں ۱۵۳۷ء کا لکھا ہوا شاہنامے کا جو نہایت نفیس نسخہ موجود ہے اس کی بعض تصویریں بھی شاید سلطان محمد کی بنائی ہوئی ہیں ۔ ان کی دو تصویروں پر سلطان محمد کے دستخط ہیں اور باقی پر میرک ، مظفر علی ، میر سید علی اور میرزا علی کے دستخط ثبت ہیں ۔ ان تمام تصویروں کی بہت

Marfat.com

سی خصوصیات مشترک ہیں جنہیں شاید میرک اور سلطان محمد نے بہزاد کی نگرانی میں پایۂ تکمیل تک پہنچایا تھا ۔ بہزاد میرک کا استاد تھا ۔ ان تصویروں کی خصوصیات ڈیزائن کی نفاست، اعلیٰ درجہ کی آرائش اور طریق کار کی لطافت ہے ۔ اشکال غیر معمولی طور پر تکلف اور شاہ طہماسپ کے دربار کی شان و شکوہ کی مظہر ہیں ۔

قلمی نسخوں کو مصور کرنے کے علاوہ سلطان محمد اور دوسرے مصوروں نے علیحدہ تصویریں بھی تیار کیں ۔ یہ تصاویر بیشتر جوانان رعنا، خواتین دربار اور شہزادگن عالی تبار کی ہیں ۔ چند ایک میں غالباً خود شاہ طہماسپ بھی جاوہ گر ہے ۔ مثال کے طور پر ہم موزۂ بوسٹن کی وہ تصویر پیش کر سکتے ہیں جس پر شاہ محمد کے دستخط موجود ہیں ۔ شخصی تصاویر کے بنانے میں میر نقاش نے بھی کمال حاصل کیا جو تبریز میں سلطان محمد کے ساتھ مل کر کام کرتا تھا ۔ سلطان محمد سے مجموعۂ کارتیہ کی وہ تصویر بھی منسوب کی جا سکتی ہے جس میں ایک شہزاد[ہ] گھوڑے پر سوار اپنے ملازم کے ساتھ دکھایا گیا ہے ۔ اس کا شما[ر] دور صفوی کی بہترین مفرد تصاویر میں ہوتا ہے ۔

شاہ طہماسپ کے درباری مصوروں کے اسلوب کی مث[ال] میٹروپالیٹن میوزیم کی کئی نفیس تصویروں میں نظر آتی ہے ۔ ای[ک] تصویر باغ کے ایک منظر کی ہے اور اس کا تعلق غالباً سولھو[یں] صدی کے نصف اول کے کسی نسخۂ نظامی سے ہے ۔ دو اور تصوی[ریں] شاہنامہ سے ہیں ۔ ان میں رستم کے باپ زال کی زندگی کے واق[عات] مصور کئے گئے ہیں ۔ ان دونوں تصویروں کی تاریخ سولھویں ص[دی]

کے نصف آخر میں متعین کی جا سکتی ہے ۔

سولھویں صدی کا ایک اور عظیم لیکن کم معروف مصور استاد مُحمدی تھا جو غالباً سلطان محمد کا بیٹا اور شاگرد تھا ۔ بہت سی تصویروں اور خاکوں پر اس استاد کے دستخط موجود ہیں جن میں سے بعض مستند نظر آتی ہیں ۔ اس کا مشہور ترین خاکہ ایک قدرتی منظر کا ہے جو لوور میں محفوظ ہے اور جس پر اس کے دستخط اور ۹۹۶ھ (۱۵۷۸ء) کی تاریخ مندرج ہے ۔ اس کی دوسری اہم دستخطی تصویریں کتابخانہ ملی پیرس ، مجموعہ ہوفر کیمبرج اور بوسٹن کے عجائب خانہ فنون لطیفہ میں ملتی ہیں ۔ میٹروپالیٹن میوزیم میں دو خاکے اور ایک تصویر استاد مُحمدی کے اسلوب پر ہے ۔ (تصویر نمبر ۲۶) غالباً کسی مرقع سے نکالی گئی ہے اور اس میں شکار کا منظر پیش کیا گیا ہے ۔ بالکل اسی قسم کی ایک تصویر عجائب خانہ بوسٹن میں ہے ۔ جو ۱۵۸۳ء میں بنائی گئی تھی ۔ ان تصویروں اور خاکوں میں استاد مُحمدی کے اسلوب کی خصوصیات نمایاں ہیں ۔ یعنی ان میں بلند قامت اور چھوٹے گول چہرے والے لوگ ، قدرتی مناظر میں حقیقت پسندی اور دیہات کی روزمرہ کی زندگی کے نظارے پیش کئے گئے ہیں ۔ جارج پراٹ (George Pratt) کے مجموعہ کی کئی تصاویر سے بھی اس کا اسلوب عیاں ہے ۔

سولھویں صدی کے نصف آخر میں تبریز، شیراز اور مغربی و جنوبی ایران کے دوسرے شہروں کے مصور شاہ طہماسپ کے دربار کی روایات کی پیروی کرتے رہے مگر ان کی تصاویر سے فن کا انحطاط اور جدت کا فقدان ظاہر ہے ۔ ان میں بہت سی شکلیں

Marfat.com

نظر آتی ھیں مگر نقاشی میں بے پروائی برتی گئی ھے ۔ میٹروپالیٹن میوزیم میں اس دور کے کئی مخطوطات اور مفرد تصاویر محفوظ ھیں ۔ جامی کی یوسف زلیخا کے ایک نسخے میں جسے محمد قوام شیرازی نے لکھا تھا ، چار کتابی تصویریں ھیں جو غالباً کسی شیرازی مصنف نے ۱۵۸۰ء کے قریب بنائی تھیں ۔

۸ ۔ دبستان بخارا

(سترھویں صدی)

مصوری کا ایک دبستان شہر بخارا میں فروغ پا رھا تھا جو ۱۵۰۰ء سے ازبک خاندان کے شیبانی سلاطین کے قبضہ میں تھا ۔ ۱۵۳۵ء کے قریب ھرات کے کئی مصور اور خطاط بخارا چلے آئے یا وھاں جلاوطن کر دیئے گئے اور یہاں وہ دبستان ھرات اور بالخصوص دبستان بہزاد کی روایات پر عمل پیرا رھے ۔ جو مصور اس سے پہلے بخارا آئے ان میں محمود مذھب مشہور ھے جو مشہور خطاط میر علی کا شاگرد تھا ۔ محمود کی کئی دستخطی تصاویر موجود ھیں جن میں سے بعض اس کے دور ھرات سے منسوب کی جاتی ھیں مثلاً عشقیہ مناظر کی وہ تصاویر جو کتابخانہ حضرت رضا مشہد کے ایک البم میں محفوظ ھیں ۔ اس البم میں اس کے شاگرد عبداللہ کی کھینچی ھوئی تصاویر بھی ملتی ھیں ، جو سب کی سب دبستان بخارا کی طرز پر ھیں ۔ محمود کا بخاری طرز ایک دوھری کتابی تصویر سے بھی عیاں ھے جو ۹۵۳ھ (۱۵۴۶ء) کی ھے ۔ یہ تصویر کتابخانہ ملی پیرس میں نظامی کے مخزن الاسرار

Marfat.com

کے ایک نسخہ میں ملتی ھے جسے ۹۴۴ھ (۱۵۳۷ء) میں میر علی نے بخارا میں لکھا تھا ۔

میٹروپالیٹن میوزیم میں دبستان بخارا کے تین نسخے ھیں اور متعدد کتابی تصاویر ۔ ان میں سے ایک نسخہ جامی کی یوسف زلیخا کا ھے جسے میر علی حسینی نے ۹۳۰ھ (۱۵۲۳ء) میں لکھا تھا ۔ اس میں جو تصویریں شامل ھیں وہ بعد میں غالباً ۱۵۴۰ء کے قریب بنائی گئی تھیں ۔ دبستان بہزاد کا اثر قدرتی مناظر کے علاوہ ان اشکال سے بھی صاف ظاھر ھے جنھوں نے بخاری طرز کی پگڑیاں باندھی ھوئی ھیں ۔ اس قسم کی تصویریں دوسرے نسخے میں بھی ھیں جو بوستان سعدی کا ھے ۔ (تصویر نمبر ۲۷) میں سلطان شام کو ایک باغ میں دو درویشوں سے ملاقات کرتے ھوئے دکھایا گیا ھے ۔ یہ تصویر نہایت شفاف ، مینا آسا رنگوں میں بنائی گئی ھے جن میں قرمزی رنگ نمایاں ھے ۔ یہ سولھویں صدی کے دبستان بخارا کی خصوصیت تھی ۔ تیسرا نسخہ محیی‌لاری کی تصنیف فتوح الحرمین کا ھے جس میں سولہ تصویریں ھیں ۔

۹ ۔ عہد شاہ عباس اور دور مابعد کی صفوی مصوری

(سترھویں اور اٹھارویں صدی)

جہاں تک عمدہ کتابوں کے منظر عام پر آنے کا تعلق ھے ، سولھویں صدی کے ختم ھوتے ھوتے ایک دور انحطاط شروع ھو گیا ۔ مخطوطات بالخصوص شاھنامۂ فردوسی کو اب بھی مصور

کیا جاتا تھا لیکن عام مناظر اور درویشوں اور شہزادوں کی مفرد تصویریں اور اکثر وہ بھی استاد محمدی کے اسلوب میں زیادہ مقبول تھیں ۔ ایران کے مغربی اور مشرقی دونوں حصوں میں مصوروں کا ایک دلپسند موضوع یہ تھا کہ امیر زادوں کو لباس فاخرہ میں ملبوس دکھایا جائے ۔ شاہ عباس کے زمانے میں جو خود فنون لطیفہ کا بڑا سرپرست تھا ، بڑے بڑے عماموں کا رواج ہو گیا جن میں پر یا پھول ٹکے ہوتے تھے ۔

شاہ عباس نے اصفہان کو اپنا پایہ تخت بنایا اور وہاں کئی عالیشان محلات اور مساجد تعمیر کیں اور مصوری کے ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی جہاں ایرانی مصور گذشتہ استادان فن کی تصاویر کی نقل اتارتے تھے ۔ چنانچہ چہل ستون اور باغ شاھی کے کوشک اعلی قپو کی دیواروں کو رضا عباسی کے اسلوب پر تصاویر سے مزین کیا گیا ۔ جن میں فرنگیوں کی شکلوں کو پہلی مرتبہ پیش کیا گیا ۔

میٹروپالیٹن میوزیم میں شاہ عباس کے زمانے کے شاھنامہ کے دو نسخے ھیں جنہیں متعدد تصاویر سے مزین کیا گیا ھے ۔ ایک کی تاریخ کتابت ۹۹۶ھ (۱۵۸۷ء) ھے اور اس میں پورے صفحہ کی چالیس بہت عمدہ تصویریں ھیں ۔ دوسرا نسخہ ۱۰۱۴ھ (۱۶۰۷ء) کا ھے ۔ اس میں پچاسی بڑی تصویریں ھیں جن میں شاہ طہماسپ (۱۵۸۷—۱۶۲۸ء) اور شاہ صفی (۱۶۲۹—۱۶۴۲ء) کے دربار کے ممتاز مصور اور خطاط رضا عباسی کی بہت سی خصوصیات پائی جاتی ھیں ۔ رضا عباسی نے اپنے بعد کئی دستخطی تصویریں اور خاکے چھوڑے ھیں جن کی تاریخیں ۱۵۹۸ء اور

Marfat.com

۱۶۴۳ء کے مابین معین کی جا سکتی ہیں - اس کے تمام منظر اور شخصی تصاویر اس کے گہرے مشاہدۂ زندگی پر دلالت کرتی ہیں - اس کے خاکوں پر خطاطی کا انداز غالب ہے یعنی دائرے اور قوسیں صاف اور واضح ہیں اور خطوط چھوٹے چھوٹے ہیں - اس انداز کا آغاز غالباً آقائے رضا نے کیا تھا جو عہد شاہ طہماسپ کے اواخر اور عہد شاہ عباس کے اوائل میں سر گرم عمل تھا - اس کے کام کے نمونے موزۂ بوستان ، عجائب خانہ لوور اور کتابخانہ ملی پیرس میں موجود ہیں - میٹروپالیٹن میوزیم میں بھی رضائے عباسی اور اس کے مقلدین کے کئی خاکے محفوظ ہیں - ایک تصویر میں جو خاکوں کی کسی کتاب سے لی گئی ہے ، ایک خیاط کو سیتے دکھایا گیا ہے (تصویر ۲۸) - دوسری دو تصویروں میں کہیں کہیں رنگ کا استعمال کیا گیا ہے - ان میں ایک نوجوان کو جام و مینا اٹھائے ہوئے اور ایک بوڑھے کو عصا سے ٹیک لگائے دکھایا گیا ہے - (تصویر ۲۹) اور دونوں اشکال پر ''رقم کمینہ رضا عباسی'' لکھا ہے -

سترھویں صدی کے نصف آخر میں اور پوری آٹھارویں صدی کے دوران میں ایرانی مصوری پر رضا عباسی کا اثر غالب رہا اور اس کے اسلوب اور انداز ترسیم کی تقلید بہت سے مصوروں نے کی جن میں معین ، یوسف اور محمد قاسم کے نام لیے جا سکتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی اس استاد فن کے پایہ کو نہ پہنچ سکا - میٹروپالیٹن میوزیم میں محمد قاسم کے ہاتھ کا ایک خاکہ ہے (اس پر ۱۱۴ھ درج ہے جو بظاہر ۱۱۱۴ھ ہوگا) اس میں ایک شاگرد کو سزا پاتے دکھایا گیا ہے -

اٹھارویں صدی میں ایرانی مصوری کی سطح بہت گر گئی - اس انحطاط میں دیواری نقاشی اور کتابی مصوری دونوں شامل ھیں۔ کسی حد تک یورپی اثرات کو اس کا باعث ٹھہرایا جا سکتا ھے لیکن اس کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ ملک میں تخلیقی صلاحیت باقی نہیں رھی تھی -

۱۰ - ترکی کی کتابی مصوری

ترکی کی کتابی مصوری کی تاریخ کے بارے میں ھماری معلومات بہت کم ھیں - اس کی وجہ یہ ھے کہ استنبول کے عظیم‌الشان کتب خانوں کا ابھی تک پورے طور پر جائزہ نہیں لیا گیا - بہر حال ادبی مصادر سے پتہ چلتا ھے کہ ترکی سلاطین نے ایرانی اور یورپی مصوروں کو اپنے ھاں ملازم رکھا ھوا تھا - ژاں‌تیل بلینی (Gentile Bellini) کو جس کا شمار یورپ کے مشہور مصوروں میں ھوتا ھے ، سلطان محمد فاتح (۱۴۵۱–۱۴۸۱ء) نے ۱۴۸۰ء میں قسطنطنیہ میں طلب کیا اور اسے اپنی تصویر بنانے پر مامور کیا - یہ تصویر اب لنڈن کی نیشنل گیلری میں آویزاں ھے - قسطنطنیہ میں کام کرنے والے ایرانی مصوروں میں شاہ قلی سلطان اعظم (۱۵۲۰–۱۵۶۶ء) کے دربار کا بہترین مصور تھا - اسی طرح ولی جان تبریزی یہاں ۱۵۸۷ء میں پہنچا اور وہ بھی دربار سلطانی سے وابستہ ھوگیا - ولی جان سیاوش کا شاگرد تھا - مورخ علی نے اس کے جادو نگار موقلم اور لطافت فن کی بہت توصیف کی ھے- ان دونوں مصوروں کا مرغوب موضوع حوران بہشتی تھا - ان کے فن کے نمونے امریکا اور یورپ کے مجموعوں بالخصوص کتابخانہ

Marfat.com

ملی پیرس اور فریئر گیلری واشنگٹن میں محفوظ ہیں ۔ ایرانی مصوروں نے جو دربار عثمانی سے منسلک تھے تاریخ آل عثمان اور سلیمان نامہ کے بعض نسخوں کو مصور کیا ۔ سلیمان نامہ حکایات کا ایک مجموعہ ہے جسے فردوسی بروصوی نے سلطان بایزید اول (۱۴۸۱–۱۵۱۲ء) کے لئے تحریر کیا تھا ۔

ایک نفیس ترکی تصویر (جو دیوان باقی کے ایک نسخہ سے لی گئی ہے) میٹروپالیٹن میوزیم میں محفوظ ہے اور کتاب ھذا کی تصویر ۳۰ میں دکھلائی گئی ہے ۔ اس کا انداز ایرانی ہے لیکن لباس اور بڑے بڑے عمامے اور کلاھیں ترکی طرز کی ھیں اور بعض رنگ بالخصوص شوخ نمدد رنگ ترکی کے ساتھ مخصوص ھیں ۔ خالص ترکی طرز کی تصویریں لنڈن کے مجموعہ چسٹر بیٹی میں دیکھی جا سکتی ھیں* جو سلمیان نامہ کے ایک بہت بڑے قلمی نسخے سے لی گئی ھیں جو ۹۸۷ھ (۱۵۷۹ء) میں لکھا گیا تھا ۔ پندرھویں سے اٹھارویں صدی تک کئی مشہور ترک مصوروں کے نام ملتے ھیں ، مثلاً عثمان جس نے ہنر نامہ مصور کیا اور نگاری (۱۴۹۴–۱۵۷۲ء) اور لونی (۱۷۰۳–۱۷۳۰ء) ۔

۱۱ ۔ ھندوستان کی مصوری : دبستان مغلیہ

جب دودمان تیموری کے ایک فرزند بابر بادشاہ نے ھندوستان فتح کیا تو اس سر زمین میں اسلامی تہذیب نے اور ترقی پائی ۔ اگرچہ

* مسٹر چسٹر بیٹی (Chester Beatty) نے اپنا مجموعہ نوادر اب لنڈن سے ڈبلن (آئر لینڈ) میں منتقل کر دیا ہے (مترجم) ۔

Marfat.com

مغلیہ دربار میں ایک ملا جلا ہندی ایرانی اسلوب وجود میں آیا تاہم اس کے ساتھ ساتھ ایک مقامی دبستان مصوری بھی بالخصوص راجپوتانہ میں فروغ پاتا رہا۔

(الف) عہد بابر (۱۵۲۶–۱۵۳۰ء)
(ب) ہمایون (۱۵۳۰–۱۵۵۶ء)
(ج) و اکبر (۱۵۵۶–۱۶۰۵ء)

بابر بادشاہ کے دربار میں جو تصویریں بنائی گئیں ان کے بارے میں ہماری معلومات زیادہ نہیں ہیں، حالانکہ عربی مصادر سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بادشاہ ایک عالم فلسفی، سیاح جہانگشت، ماہر شکاری اور فطرت کا دلدادہ ہونے کے علاوہ فنون لطیفہ کا سر پرست بھی تھا۔ تاہم اس کے عہد حکومت سے بہت کم تصاویر منسوب کی جا سکتی ہیں۔ کینل (Kuhnel) نے بحری جنگ کی ایک تصویر اس دور سے منسوب کی ہے۔ یہ تصویر ایک البم میں ہے جو کسی زمانے میں شہنشاہ جہانگیر کی ملکیت میں تھا اور اب برلن کے سرکاری کتابخانہ میں محفوظ ہے* اس میں بہزاد اور اس کے دبستان کا اثر صاف نظر آتا ہے۔

* دوسری عالمگیر جنگ (۱۹۳۹—۱۹۴۵ء) میں جب جرمنی نے شکست کھائی تو روسیوں نے برلن پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے بہت سے نوادرات اپنے ملک میں لے گئے۔ بعض قیمتی اشیاء ایسی تھیں جن کو خود جرمنوں نے حفاظت کے خیال سے مغربی صوبوں مثلا بواریا میں منتقل کر دیا تھا۔ اس لئے قطعی طور پر یہ کہنا مشکل ہے کہ کون سے آثار اب برلن میں موجود ہیں اور کون سے غائب ہو چکے ہیں (مترجم)۔

همایون اپنے باپ بابر کا جانشین بنا مگر اسے ایک افغان بادشاہ شیر شاہ نے شکست دے کر ملک سے نکال دیا ۔ همایون نے اپنی جلاوطنی کے ایام ایران میں بسر کئے جہاں شاہ طہماسپ نے اس کی پذیرائی کی ۔ همایون شاہ ایران کے دربار میں وهاں کے بڑے بڑے مصوروں کی تخلیقات سے آشنا هوا ۔ چنانچہ تبریز میں اس نے خواجہ عبدالصمد شیرازی اور میر سید علی سے ملاقات کی ۔ اور بعد ازاں ۱۵۴۹ء میں اس نے ان دونوں استادوں کو اپنے دربار میں آنے کی دعوت دی ، تاکہ اس کے لئے داستان امیر حمزہ کو مصور کریں ، جس میں بہادری اور جوانمردی کے فرضی کارناموں کا ذکر ہے ۔ اس طرح وہ مصوری کے مغلیہ دبستان کے اصل بانی قرار پائے ۔ داستان امیر حمزہ کی کل تصاویر کی اصلی تعداد چودہ سو تھی اور کپڑے کے خاصے بڑے بڑے قطعوں پر بنائی گئی تھیں ۔ ان میں سے جو تصویریں باقی بچی هیں وہ مختلف مجموعوں میں بکھری پڑی هیں ۔ سب سے زیادہ تعداد ویانا کے صنعتی عجائب خانہ اور وکٹوریہ اینڈ البرٹ میوزیم لنڈن میں محفوظ هیں ۔ ریاست هائے متحدہ میں اس نسخہ کی تقریباً پندرہ تصویریں هیں جن میں سے پانچ میٹروپالیٹن میوزیم میں هیں ۔ ان میں سے بیشتر همایون کے جانشین اکبر کے عہد میں میر سید علی اور عبدالصمد نے هندو مصوروں کی اعانت سے بنائی تھیں ۔

اپنے باپ کی طرح اکبر بھی فنون لطیفہ بالخصوص مصوری کا بڑا دلدادہ اور سرپرست تھا ۔ اپنی سکونت کے لئے اس نے ۱۵۶۹ء میں ایک نیا شہر فتح پور سیکری بسایا ۔ یہاں اور دوسرے شہروں میں بھی اس کے محلات کی دیواریں ایرانی اور هندی مصوروں

کی بنائی ہوئی تصویروں سے آراستہ تھیں - اکبر نے مصوری کے ایک سرکاری دبستان کی بنیاد رکھی جس کے ساتھ تقریباً ایک سو مصور منسلک تھے - ان میں سے بیشتر ہندو تھے جو ایرانی مصوروں کی رہنمائی میں کام کرتے تھے - ابوالفضل کی آئین اکبری سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مصوروں نے فارسی نظم و نثر کی کتابوں کے لئے تصویریں بنائی تھی - مقامی مصوروں نے یہ فن صرف ان ہنروروں ہی سے نہیں سیکھا جو دربار شاہی کے ساتھ وابستہ تھے بلکہ شاہی کتبخانے میں بھی ایسے شاندار قلمی نسخے موجود تھے جنہیں بہزاد ، میرک اور سلطان محمد نے مصور کیا تھا - اکبر کے درباری مصوروں نے ان میں سے بعض بہترین تصویروں کی نقلیں تیار کیں جن کا ایک نمونہ میٹروپالیٹن میوزیم کے مجموعہ میں بھی موجود ہے - یہ ھفت پیکر کا ایک نسخہ ہے جسے شہنشاہ اکبر کے لئے تیار کیا گیا تھا - اس پر ۹۸۸ھ (۱۵۸۰ء) کی تاریخ درج ہے - اور اس کی پانچ تصؤیروں پر بہزاد کے دستخط موجود ہیں مگر ان کو مستند نہیں کہا جا سکتا کیونکہ ان تصویروں کا انداز بہزاد کا نہیں بلکہ بین طور پر تیموری دور کے اوائل کا ہے - ان کی رنگ آمیزی اور دیگر خصوصیات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ عہد اکبری میں پندرھویں صدی کے کسی نسخے سے نقل ہوئی تھیں -

داستان امیر حمزہ غالباً ۱۵۵۶ء اور ۱۵۵۷ء کے درمیان مصور ، ہوئی چنانچہ ان تصویروں کے ذریعہ سے ہم مغل عمارتوں اور اس عہد کے رسم و رواج کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں - مناظر اور بعض مردوں اور عورتوں کی شکلیں ہندی ہیں لیکن

Marfat.com

حسب توقع ان کے رنگ اور ان کی ترسیم و آرائش ایرانی خصائص کی غمازی کرتی ہے ۔ اس کا ایک اعلیٰ نمونہ جس میں جنگ کا منظر پیش کیا گیا ہے تصویر ۳۱ میں ملاحظہ فرمائیے ۔

کشمیر ، گجرات اور پنجاب کے ہندی مصوروں کی روایات کے اثر سے سولھویں صدی کے خاتمہ کے قریب مغل مصوری میں قومی طرز غالب آتا گیا ۔ درباری مصوروں کی بعض تصویریں تیمور ، بابر اور اکبر کی زندگی کے تاریخی واقعات پر مبنی تھیں ۔ اکبر نامہ کا ایک نفیس مگر نا مکمل نسخہ چسٹر بیٹی کے مجموعہ میں محفوظ ہے ۔ اس میں دھرم داس ، سانولا شنکر لال سور داس ، نر سنگھ ، فرخ بیگ مکند اور گور دھن کی بنائی ہوئی تصویریں شامل ہیں ۔ ان میں سے بعض مصوروں کے فن کے نمونے ان کتابی تصاویر میں بھی دیکھے جا سکتے ہیں جو میٹروپالیٹن میوزیم کے وسیع ذخیرہ میں موجود ہیں ۔ عہد اکبری کی مصوری کی ایک خاص مثال تیمور نامہ کے ایک نسخہ میں دیکھی جا سکتی ہے جس میں طبقہ امرا کے دو ترک قیدیوں کو تیمور کے دربار میں باریاب ہوتے دکھایا گیا ہے ۔ (تصویر ۳۲) ۔ کہا جاتا ہے کہ اسے دھرم داس نے بنایا تھا ۔ اس میں مغلوں کے اسلوب کی تمام خصوصیات ہیں یعنی ایرانی ہندی اور یورپی عناصر امتزاج پایا جاتا ہے ۔ ایرانی انداز ابھی تک موجود تھا ، مگر شکلیں اور منظر اس طرز سے پیش کئے جاتے تھے جس سے ایرانی مصور نا آشنا تھے ۔ یورپی مصوری کے اثر سے مغل مصوروں نے پہلی بار فضائی مناظر کو پیش کیا اور اس کے ساتھ ھی چہروں اور لباسوں کو اس طرح بنانا شروع کیا جس سے گولائی کا تاثر پیدا

Marfat.com

ہونے لگا ۔ اکبر یورپی تصاویر کا بیحد مداح تھا چنانچہ اس نے بہت سی تصویریں یسوعی مبلغین* سے حاصل کیں ۔ مارچ ۱۵۸۰ء میں ان مبلغوں کی ایک جماعت فتحپور سیکری پہنچی اور اکبر کی خدمت میں انجیل کا ایک نسخہ پیش کیا جسے فلانڈرز کے مصوروں نے مصور کیا تھا ۔ اس کے علاوہ انہوں نے حضرت مسیح(ع) اور حضرت مریم(ع) کی دو نہایت خوبصورت تصویریں پیش کیں ۔

دربار اکبری میں بساون لال اور دسونت کا شمار ہندو مصوروں کی صف اول میں ہوتا تھا ۔ بساون عبدالصمد کا شاگرد تھا لیکن اس کا انداز تمام ایرانی روایات سے آزاد تھا ۔ ابوالفضل اس کے بارے میں لکھتا ہے کہ ''پس منظر ، چہرے کے خط و خال کی ترسیم ، رنگوں کی تقسیم ، شبیہ سازی اور کئی دوسری اصناف میں مصوروں کی بزم کا صدر نشین نظر آتا ہے ، یہاں تک کہ بعض نقاد اسے دسونت سے بہتر قرار دیتے ہیں'' ۔ میٹروپالیٹن میوزیم میں بساون کی ایک دلکش کتابی تصویر محفوظ ہے (تصویر ۳۳) ۔ جو رنگین چاک اور ہلکے خطوط سے بنائی گئی ہے اور جس کے فضائی مناظر اور اشکال کی گولائی سے بلاشبہ یورپی اثر ظاہر ہوتا ہے ۔

میٹروپالیٹن میوزیم میں عہد اکبری کی بنی ہوئی کئی او

* یسوعی عیسائیوں کا ایک مذہبی طریقہ یا سلسلہ جسے ۱۵۳۹ء میں Loyola نے قائم کیا تھا ۔ اس جماعت کے جو مبلغ اکبر بادشاہ کے دربار میں آئے ، ان کے متعلق ذیل کی کتاب ملاحظہ کریں ۔
Ed. maclagan, Jesuit Fathers at the Court of Akbar.

Marfat.com

کتابی تصویریں محفوظ ہیں ۔ ان میں فرخ بیگ ، نرسنگھ ، منوہر اور کھیم کرن کی دستخطی تصویریں بھی ہیں ۔ اس سلسلہ میں مہابھارت کے فارسی ترجمہ ”رزم نامہ“ کے ایک قلمی نسخے کی تین تصاویر بالخصوص قابل ذکر ہیں ۔ ان میں بہترین تصویر وہ ہے جس میں سری کرشن گوردھن پربت اٹھائے ہوئے نظر آتے ہیں ۔

(ب) عہد جہانگیری (۱۶۰۵-۱۶۲۸ء)

اکبر کا بیٹا اور جانشین جہانگیر بھی فنون لطیفہ کا بڑا سرپرست تھا ۔ اس کے زمانے کی تصویریں مجموعی طور پر مغل طرز کی ہیں ۔ لیکن ان میں ابھی تک ایرانی اثرات نظر آتے ہیں ۔ جہانگیر کا ذاتی میلان کتابی مصوری کی بہ نسبت ایسی تصاویر کی طرف زیادہ تھا جن میں اس کے واقعات زندگی اور نباتات اور حیوانات کی نقاشی کی جائے ، کیونکہ فطرت پرست ہونے کی وجہ سے ان چیزوں میں اس کی دلچسپی بہت بڑھی ہوئی تھی ۔ وہ سفر میں دو تین درباری مصوروں کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا تھا تا کہ وہ اہم واقعات کو تصویر کشی کے ذریعے محفوظ کر لیں ۔ منصور ، مراد اور منوہر پرندوں اور جانوروں کی تصویر کشی میں خاص مہارت رکھتے تھے ۔ منصور پھولوں کی تصویریں بھی بناتا تھا چنانچہ اس کی اس مہارت کا ذکر توزک جہانگیری میں کئی جگہ ملتا ہے ”استاد منصور نادر العصر ہو چکا ہے اور نقاشی میں اس زمانے کا کوئی شخص اس کا ہمپایہ نہیں ۔ نواح

کشمیر میں جو پھول دیکھنے میں آتے ہیں ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔ استاد منصور نے ایک سو سے زیادہ پھولوں کی تصویریں بنائی ہیں ،،۔ منصور کی اس قسم کی واحد دستخطی تصویر کتاب خانہ حبیب گنج ، علی گڑھ کی ایک بیاض میں محفوظ ہے۔ میٹروپالیٹن میوزیم میں تیتر کی نہایت عمدہ تصویر موجود ہے جس کے پس منظر میں ایک خوبصورت قدرتی نظارہ اور پھولوں کی مختلف اقسام دیکھنے میں آتی ہیں ۔ اس تصویر کو استاد موصوف کے کسی باکمال شاگرد سے منسوب کیا جا سکتا ہے ۔ یہ شاھجہان کی ایک تصویر کی پشت پر چسپاں ہے ۔

جہانگیر کے عہد میں شبیہ سازی بیحد مقبول ہو گئی تھی - چنانچہ خود شہنشاہ کی علیحدہ اور درباریوں کے جھرمٹ میں تصویریں بنائی گئیں اور اس کے درباری امراء نے بھی اس بات میں اس کی پیروی کی ۔ دربار سے وابستہ شبیہ سازوں میں بشن داس ، منوھر ، محمد نادر ابوالحسن اور گوردھن کے نام ھمیں معلوم ھیں - جہانگیر کا دلپسند شبیہ ساز ایک ایرانی ابوالحسن تھا جو آقا رضا کا بیٹا تھا ۔ جہانگیر نے اسے '' نادر الزمان ،، کا خطاب دیا تھا - میٹروپالیٹن میوزیم میں عہد جہانگیری کی جو تصویریں محفوظ ھیں ان میں ایک نفیس کتابی تصویر بھی ہے جس میں شہنشاہ دو ھاتھیوں کی لڑائی کا تماشا دیکھ رہا ہے (تصویر ۳۴) - خصوصاً شہنشاہ کی تصویروں میں چہرے انتہائی احتیاط سے بنائے گئے ھیں ان تصاویر کو عہد مغلیہ کے پختہ اسلوب مصوری کی بہترین مثالوں کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے ۔

دربار مغلیہ کے مصوروں کا ایک مرغوب طبع موضوع یہ تھا کہ شہزادوں اور امیروں کو کسی ھندو سادھو یا جوگی سے با

چیت کرتے ہوئے دکھائیں ۔ اس قسم کی ایک ممتاز تصویر میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ہے جس پر منوہر داس کے دستخط ثبت ہیں ۔ ایک اور تصویر میں جو ہونہار کی بنائی ہوئی ہے ، جہانگیر کو ایک جوگی کے ہاں جاتے ہوئے دکھایا گیا ہے ۔

ج - عہد شاہجہان (۱۶۲۸ - ۱۶۵۸ء)
اور
عہد اورنگ زیب (۱۶۵۸ - ۱۷۰۷ء)

شاہجہان کے عہد میں مغلوں کا فن شبیہ سازی اوج کمال پر پہنچ گیا ۔ اکیلی شبیہوں اور دربار کی مجموعی تصویروں سے شاہانہ شان و شوکت عیاں ہے ۔ میٹروپالیٹن میوزیم میں شاہجہان کی دو مشہور شبیہیں ہیں ۔ ایک میں شہنشاہ شاہانہ لباس زیب تن کئے تخت طاؤس پر بیٹھا ہے ۔ (تصویر ۳۵) ۔ دوسری میں وہ پورے شاہان تجمل کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہے ۔ رنگ چمکدار ہیں ۔ چہرے نہایت نفاست سے بنائے گئے ہیں اور بعض مقامات پر انتہائی باریک جزئیات بھی آشکارا ہیں ۔ اس دور کے مشہور ترین مصور محمد فاخراللہ خان ، میر ہاشم ، ہونہار ، بچتر اور انوپ چھتر تھے ۔ انوپ چھتر کی بنائی ہوئی سید امیر خان کی ایک شبیہ میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ہے ۔

شاہجہان کا فرزند دارا شکوہ بھی فنون لطیفہ کا سرپرست اور تصاویر جمع کرنے کا شائق تھا ۔ اس شہزادے کی کئی تصاویر ملتی ہیں لیکن اسے تخت حکومت پر بیٹھنے کا موقع نہ

Marfat.com

مل سکا اور اس کا چھوٹا بھائی اورنگ زیب ہندوستان کا شہنشاہ بنا ۔ میٹروپالیٹن میوزیم کی ایک تصویر میں دارا شکوہ گھوڑے پر سوار ہے اور اس کے ملازمین اس کے گرد کھڑے ہیں ۔

اورنگ‌زیب کے عہد میں بہت کم مصور شاہی دربار کے ساتھ وابستہ تھے لیکن امیر اور منصب دار نجی طور پر مصوروں کو اپنے ہاں ملازم رکھنے لگے ۔ میٹروپالیٹن میوزیم کی کئی تصویریں اس دور سے منسوب کی جا سکتی ہیں ۔ شاہی سرپرستی سے محروم ہونے اور چند دیگر اسباب سے مغل مصوری اٹھارویں صدی میں زوال پذیر ہو گئی ۔

۱۴ ۔ ہندی مصوری راجپوتی دبستان

مصوری کے دبستان مغلیہ کے ساتھ ساتھ کئی مقامی دبستانوں نے بھی شمالی ہند یعنی راجپوتانہ ، بندھیل کھنڈ اور پنجاب میں فروغ پایا ۔ کمار سوامی نے راجپوت مصوری کو دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے یعنی راجستھانی اور پہاڑی ۔ موخر الذکر کی ذیلی تقسیم کانگڑا , گولر اور جموں میں کی جا سکتی ہے ۔

راجپوت مصوری کے قدیم ترین نمونے سولھویں صدی کے اواخر اور سترھویں صدی کے اوائل میں ملتے ہیں اور باعتبار اسلوب مغلیہ مصوری سے مختلف ہیں ۔ اس کے اسلوب کی بنیاد مقامی دبستانوں کی ان تصاویر پر ہے جو دیواروں پر بنائی گئی تھیں ۔ اس میں ایجنٹا اور باغ کی قدیم نقاشی کا اثر بھی کارفرما نظر آتا ہے ۔ اور اس میں عوامی فن کی بھی کئی خصوصیات

پائی جاتی ھیں - تصویروں کا موضوع بھی دبستان مغلیہ سے مختلف نظر آتا ھے - مغلیہ دور کے مصوروں کی توجہ بیشتر شبیہ سازی یا تاریخی واقعات کی مصوری پر مرکوز تھی - اس کے برعکس راجپوتی مصوری کے موضوعات زیادہ تر عوامی روایات اور ھند کی قدیم تاریخی جنگوں سے منتخب کئے جاتے تھے -

راجستھانی دبستان کی بہترین مثال راگ مالا کی تصاویر میں ملتی ھے جس میں ۳۶ راگ راگنیوں کو مصور کیا گیا ھے - کمار سوامی کی رائے ھے کہ یہ تصاویر سولھویں صدی کے اواخر میں بنائی گئی تھیں - اس قسم کی دو تصویریں میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ھیں ، ان میں سے ایک تصویر ۳۶ میں ملاحظہ فرمائیے - یہاں شدھ ملھار راگنی پیش کی گئی ھے - مصوری کی طرز اور رنگ آمیزی مغلیہ تصاویر سے قطعاً مختلف ھے - راجپوت مصوری کی ایک اور طرز میٹروپالیٹن میوزیم کی ایک کتابی تصویر میں ملتی ھے جس میں کرشن اور رادھا کی ملاقات دکھلائی گئی ھے -

جیپور کے محل کے کتبخانے کی دیواروں پر جو تصویریں بنی ھیں ان میں سے کئی کارٹون اٹھارویں صدی کے راجپوتی دبستان سے منسوب کئے جاتے ھیں - اس قسم کے دو کارٹون میٹروپالیٹن میوزیم میں محفوظ ھیں - ایک میں چند مطربوں کو پیش کیا گیا ھے اور دوسری میں سری کرشن کا نہایت خوبصورت چہرہ ھے -

پہاڑی دبستان کی جموں کی شاخ سے کئی بڑی بڑی تصویریں منسوب ھیں جو بوسٹن کے عجائب خانہ میں محفوظ ھیں - ان میں

Marfat.com

لنکا کا محاصرہ دکھایا گیا ہے جو رامائن کا ایک اہم واقعہ ہے ۔ ان کا
طرز وہی ہے جو دیواروں کی تصاویر کا ہے ۔

دبستان کانگڑا کی اکثر تصاویر اٹھارویں صدی میں بنائی گئی
تھیں ۔ یہاں ”کرشن لیلا“ اور ”نل دمینتی“ ایسی عشقیہ
مثنویوں کے واقعات بہت مقبول تھے ۔ اس کا ایک خوبصورت نمونہ
میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ہے ۔ اس میں سری کرشن کا
کو مطیع کر رہے ہیں اور اس کی بیویاں اس کے لئے جان کی اما
طلب کر رہی ہیں ۔

Marfat.com

باب چہارم

خطاطی

مسلمانوں میں ابتدائی دور ھی سے خطاطی یعنی خوش نویسی کی صنعت مصوری سے بھی زیادہ مقبول اور مورد توجه رھی ھے - عربی خط کے دو بڑے اسلوب ھیں ایک رسمی اسلوب ھے جس میں زاویه دار حروف ھوتے ھیں اور دوسرا خط رواں ھے جس کے حروف گول اور دائرے دار ھوتے ھیں - پہلا طرز تحریر خط کوفی کے نام سے مشہور ھے جو شاید سب سے پہلی بار رسمی طور پر کوفه (عراق) میں رائج ھوا اور دوسرا خط نسخ کہلاتا ھے - یہ دونوں خط ابتدائے دور اسلامی یعنی ساتویں صدی عیسوی سے مروج و متداول تھے -

خط کوفی :

خط کوفی پانچ سو سال تک کتبات اور قرآن نویسی کے لئے

Marfat.com

مستعمل رہا ۔ قرآن کا قدیم ترین نسخہ جو آٹھویں صدی عیسوی سے تعلق رکھتا ہے ، اور جس کی تاریخ وقف ۱۶۸ ھ مطابق ۷۸۴ء ہے ، قاھرہ کے کتب خانے میں محفوظ ہے ۔ عباسی دور کے اکثر مصحف نویں صدی سے تعلق رکھتے ہیں ۔ جو جھلی پر لکھے ہوئے ہیں ان جھلیوں کا رنگ یا تو فطری اور قدرتی ہے یا آسمانی ، بنفشی یا قرمزی ہے اور وہ سیاہی یا طلائی روشنائی سے خط کوفی میں لکھے ہوئے ہیں ۔ جس کے حروف موٹے اور مدور شکل کے ہیں ، عمودی خطوط چھوٹے اور افقی خطوط لمبے ہیں ۔ اس قسم کا کوفی خط مصر ، شام اور عراق میں نویں صدی عیسوی اور دسویں صدی کے کچھ حصے میں رائج رہا ۔ میٹروپالیٹن میوزیم میں عباسی عہد کے ایک چھوٹی تقطیع والے کلام پاک کا کچھ حصہ اور بڑی تقطیع کے قرآن پاک کے چند متفرق اوراق موجود ہیں پہلا نسخہ سورۂ بقرہ کے ایک بڑے حصے پر مشتمل ہے ۔ اس کے چار زرین ورق خاص طور پر قابل دید ہیں ، جن پر پیچیدہ نقوش پھول پتے اور پودے بنے ہوئے ہیں ۔ ان نقوش کا خاکہ بادامی روشنائی میں ہے مگر اس کے اندر سونے کا پانی پھیرا گیا ہے ، اور کہیں کہیں سرخ ، سبز ، آسمانی اور زرد رنگوں کی آمیزش ہے ، بسا اوقات یہ رنگ آمیزی کتاب کے متن تک پہنچ گئی ہے ، جیسا کہ میٹروپالیٹن میوزیم کے ایک بڑی تقطیع والے مصحف کے ایک عمدہ اور نفیس ورق سے ظاہر ہے ۔ (دیکھئے تصویر ۳۷) سورت کے مزین عنوان کی ترتیب بالعموم یوں ہوتی ہے کہ سورت کا نام ایک مستطیل چوکھٹے کے اندر مرقوم ہوتا ہے اور اس چوکھٹے سے ایک درخت نمودار ہوتا ہے ۔ نویں صدی کے قرآنوں کی آرائش اور عنوان سورت کے یہ نقش و نگار عباسی

اسلوب کے ساتھ مخصوص ہیں ، جن میں ساسانی آرٹ کی بہت سی خصوصیات موجود ہیں ، مثلاً چوکھٹے کی ایک جانب سے چھوٹے چھوٹے درخت پھوٹتے دکھائی دیتے ہیں ۔

گیارھویں صدی مین قرآن نویسی کے لئے خط کوفی کا استعمال کم ہو گیا ، اور خط نسخ نے آہستہ آہستہ اس کی جگہ لے لی۔ اس کے باوجود سورتوں کے عنوان عرصۂ دراز تک خط کوفی ہی میں لکھے جاتے رہے ۔ بارھویں صدی کے نصف اول میں یعنی دولت فاطمیہ کے آخری دور میں خط نسخ اوج کمال کو پہنچ گیا تھا ۔

عہد* ممالیک کے قرآنی نسخوں کے نہایت اعلیٰ نمونے قاہرہ کے شاہی کتب خانے میں محفوظ ہیں ، جو انتہائی احتیاط اور زیب و زینت کے ساتھ مختلف قسم کے خط مدور میں لکھے گئے ہیں۔ بڑی تقطیع کے قرآن پاک خط طومار میں لکھے گئے ہیں ، جو خط نسخ کی ایک جلی صورت ہے ۔ میٹروپالیٹن میوزیم میں قرآن مجید کا ایک بہت نفیس نسخہ موجود ہے ، جو تیرھویں صدی یا چودھویں صدی کے اوائل سے تعلق رکھتا ہے ، یہ مصحف سنہری روشنائی سے لکھا گیا ہے ۔ اور اس پر قرمزی اور آسمانی رنگ سے اعراب لگائے گئے ہیں ۔ جیسا کہ تصویر ۳۸ سے ظاہر ہے اس کے بعد صفحات کے زیبائشی نقوش بہت خوبصورت ہیں ۔ خط نسخی ہے اور نقش و نگار سنہری اور آسمانی رنگ کے ہیں اور سورتوں کے عنوان خط کوفی میں لکھے گئے ہیں ۔

---

* مملوک سلسلہ کے فرمانروا مصر میں ۱۲۵۰ء سے ۱۵۱۶ تک حکمران رہے (مترجم) ۔

Marfat.com

اندلس اور شمالی افریقہ میں قرآن کریم کے جو نسخے لکھے گئے ہیں ان کا ایک خاص خط ہے ، جسے خط مغربی کہتے ہیں - اسے بعض اوقات خط اندلسی یا قرطبی بھی کہا گیا ہے - اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے حروف بہت گول ہوتے ہیں (دیکھیے تصویر ۳۹) یہ خط اندلس میں اس وقت مروج ہوا جب المغرب کا مرکز حکومت قیروان (شمالی افریقہ) ، سے اندلس میں منتقل ہوا - قرآن پاک کے چند اوراق جو خط مغربی میں لکھے ہوئے ہیں ، میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ہیں - یہ اوراق تقریباً بارھویں یا تیرھویں صدی سے تعلق رکھتے ہیں - قرآن کے جو نسخے چودھویں اور پندرھویں صدی میں مغربی خط میں غرناطہ اور فاس* میں لکھے گئے تھے ، ان کی کتابت میں کم احتیاط برتی گئی ہے مگر ان کے رنگین نقش و نگار بہت شاندار ہیں -

مسلمانان ایران نے رسم الخط عربوں سے لیا** اور کتابوں کی

---

* فاس مغرب اقصیٰ کا ایک مشہور تاریخی شہر ہے جسے یورپ والے Fez لکھتے ہیں - اور جو کئی مسلمان خاندانوں کا دارالحکومت رہا ہے - اس میں ایک سو کے قریب مساجد ہیں، جن میں سے جامع القرویین ایک یونیورسٹی کا درجہ رکھتی ہے - یہ شہر چند ایک صنعتوں کا مرکز بھی رہا ہے ، چنانچہ (FEZ CAP) اسی شہر کے نام سے موسوم ہے (مترجم) -

** عربوں کی آمد سے پہلے ایران میں پہلوی خط رائج تھا مگر فتوحات اسلامی کے بعد ایرانیوں نے اس خط کو چھوڑ دیا اور قبول اسلام کے ساتھ ساتھ اپنی قومی زبان کے لئے عربی رسم الخط اختیار کر لیا اور اپنی خداداد ذہانت اور شستہ ذوق کی بدولت اس میں جدتیں پیدا کیں اور اس کو ایسا آراستہ و پیراستہ کیا کہ اسے ایک فن لطیف (فائن آرٹ) کے درجے پر پہنچا دیا (مترجم)

Marfat.com

زیب و زینت کے طریقے بھی انہی سے سیکھے - مگر ایرانی خطاطوں نے عباسی عہد کے خط کوفی کی ایک ایسی صورت اختیار کی ، جس کے حروف کے عمودی حصوں پر افقی حصوں کی بہ نسبت زیادہ زور دیا گیا ہے - دسویں صدی کے ایک چھوٹی تقطیع کے چرمی قرآن پاک کے چند اوراق مختلف مجموعوں میں محفوظ ہیں - جو ورق میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ہے ، اس میں سورت کے عنوان کی گلکاری دور عباسی کے مصحفوں کے نقش و نگار کے مشابہ ہے - اس طرز کے کوفی خط سے ایک اور خط نکلا ہے - جس کے حروف زیادہ زاویہ دار ہیں - عہد سلجوق کے مصحفوں میں جو گیارھویں اور بارھویں صدی سے تعلق رکھتے ہیں ، ایرانی طرز کا خط کوفی درجۂ کمال کو پہنچ گیا ہے - اور ان کے نقش و نگار بھی زیادہ شاندار ہیں - برٹش میوزیم میں قرآن پاک کا ایک ایسا نسخہ موجود ہے جس کے چند اوراق بہت آراستہ ہیں اور جس کے نقش و نگار خاص سلجوقی طرز کے ہیں - اسے ابوالقاسم بن ابراہیم نے لکھ کر آراستہ کیا تھا اور اس پر جمادی الاولیٰ ۴۲۷ھ (مطابق مارچ ۱۰۳۶ء) کی تاریخ مرقوم ہے -

سلجوق دور کے ایک قرآن پاک مرقومہ ۱۰۵۴ء کے دو ورق میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ہیں - جو ایرانی طرز کے خط کوفی میں لکھے ہوئے ہیں اور سلجوقی طرز کے نقش و نگار سے آراستہ ہیں - ایک ورق پر سورت کا عنوان ہے جو سنہری روشنائی اور متعدد رنگوں سے لکھا ہوا ہے ، مگر دوسرے ورق کا سر سورت صرف سنہری روشنائی سے لکھا گیا ہے - بعض آیات (تصویر ۴۰)

Marfat.com

اعلیٰ درجے کے زیبائشی خط کوفی میں لکھی گئی ھیں جس کے عمودی خطوط کے سر گلکاری سے آراستہ ھیں - اور اس عبارت کی زمیں میں سنہری روشنائی سے بیل بوٹے بنے ھوئے ھیں - اس قسم کا زیبائشی کوفی خط سلجوقی عمارات میں پایا جاتا ھے اور ان تصویروں میں بھی دیکھا گیا ھے جو دامغان (ایران) میں پیر علمدار کے برج کی اندرونی دیواروں پر منقوش ھیں - یہ برج ۱۰۲۶ء میں مکمل ھوا تھا -

بارھویں صدی عیسوی کے متعدد مصحفوں میں بھی ان کی تاریخ کتابت مرقوم ھے: مثلاً پیرس کے قومی کتبخانہ میں ایک نسخہ ھے جو سیستان میں ۵۰۵ھ (مطابق ۱۱۱۱ء) میں لکھا گیا تھا - ایک اور نسخہ شہر فلاڈلفیا (امریکہ) کے یونیورسٹی میوزیم میں ھے جس کی تاریخ کتابت ۵۵۹ھ (۱۱۶۴ء) ھے - تیسرا نسخہ چسٹر بیٹی کے مجموعہ میں ھے - جس کی تاریخ جمادی‌الاولیٰ (مطابق جولائی ۱۱۸۸ء) ھے - سلجوقی دور کے دیگر اعلیٰ قرآنی نسخوں کے متفرق اجزاء چسٹر بیٹی کے مجموعہ اور تہران کے قومی میوزیم اور مشہد میں روضۂ امام رضا * اور میٹرو پالیٹن میوزیم میں محفوظ ھیں - تین اوراق جو میٹرو پالیٹن میوزیم میں ھیں، ان میں خوشنویسی اور نقاشی کی بہترین آمیزش ھے اور ان کے بیل بوٹے بادامی رنگ کی روشنائی سے بنائے گئے ھیں - (دیکھئے تصویر ۴۱) خط کوفی کی ایک اور قسم ھے - جسے کوفی گلزار کہتے ھیں - اس میں

* مشہد (ایران) میں آٹھویں امام علی‌الرضا بن موسیٰ کے روضہ کے ساتھ ایک وسیع کتبخانہ بھی ھے، جس میں عربی اور فارسی کی ھزاروں نادر قلمی کتابیں جمع ھیں -

Marfat.com

حروف کو بیل بوٹوں کے ساتھ مزین کیا گیا ہے ۔ اس طرز کا خط گیارھویں اور بارھویں صدی میں سلاجقہ کے عہد حکومت میں ایران کے اندر رائج تھا اور مصر میں بھی فاطمی دور میں (۹۶۹–۱۱۷۱ء) مقبول عام تھا ۔

تیرھویں صدی عیسوی میں ایک خط جسے خط تعلیق کہتے ہیں ، ایران میں رواج پذیر ہوا ۔ اس کے حروف داھنے سے بائیں جانب ، نیچے کی طرف جھکاؤ رکھتے ہیں ، مگر اس کے باوجود دینی کتابوں میں خط نسخ ھی رائج رھا ۔ ایلخانیوں کے دور میں خطاطی اور رنگ آمیزی کو نیا عروج حاصل ھوا ، چنانچہ اس دور کے متعدد نفیس اور عمدہ مصحف مختلف عجائب خانوں اور پرائویٹ مجموعوں میں محفوظ ہیں ۔ ان میں سے بعض الجائتو* خدا بندہ محمد کی فرمائش پر لکھے گئے تھے ۔ ان میں سے سب سے زیادہ مشہور دو مصحف ہیں ۔ ایک تو وہ نسخہ ہے جو ۷۰۶ھ (۱۳۰۶ء) میں بغداد میں لکھا گیا تھا اور آجکل شہر لائپزگ (جرمنی) میں ہے ۔ دوسرا مصحف قاہرہ کے قومی کتبخانہ میں ہے جسے عبداللہ بن محمد نے ھمدان میں ۷۱۳ھ (مطابق ۱۳۱۳ء) میں لکھا تھا ۔ اس کے چند اوراق سارے کے سارے منقش ھیں اور زیب و زینت کے لحاظ سے اپنے فن کے شاھکار ہیں ۔ اکثر اوقات

* غازان خان جو ھلاگو خان کی نسل سے تھا ، پہلا تاتاری فرمانروا ہے جو اپنے دس ھزار لشکریوں کے ساتھ مشرف باسلام ھوا ۔ الجائتو خدا بندہ اس کا بھائی تھا جو ۱۳۰۴ء میں اس کا جانشین بنا ۔ قبول اسلام کے بعد تاتاری حکمرانوں نے اسلامی علوم و فنون کی سرپرستی شروع کر دی ۔ (مترجم)

Marfat.com

زمین کو چند حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے اور پھر ہر حصے میں سنہری اور آسمانی رنگ کی گلاب کی پتیاں بنائی گئی ہیں اور کہیں کہیں سبز رنگ کا بھی اضافہ کر دیا گیا ہے - ہندسی اشکال کے پس منظر میں ان کے متضاد رنگ مثلاً طلائی اور آسمانی رنگ کام میں لائے گئے ہیں جن سے وہ اشکال اور نمایاں ہو گئی ہیں - طلائی اور آسمانی رنگوں کی آمیزش ایرانی نقاشوں کے ہاں ہر زمانے میں بڑی مقبول رہی ہے - مسٹر بیٹی کے مجموعہ میں عبداللہ الصیرفی کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مجید کا ایک نفیس نسخہ ہے ، جس کی تاریخ کتابت محرم ۷۲۸ھ (مطابق نومبر ۱۳۲۷ء) ہے - اس میں سورتوں کے عنوان کوفی خط میں ہیں ، جو شوخ طرز کے قرمزی ، فیروزی اور سبز رنگوں میں لکھے گئے ہیں اور جن کی زمین طلائی ہے - چودھویں صدی میں مختلف رنگوں کے استعمال کی طرف جو رجحان پیدا ہو گیا تھا اس کا ایران کی آئندہ مصوری پر بڑا اثر پڑا - قرآن مجید کا ایک اور عمدہ نسخہ عبداللہ بن احمد نے مراغہ (آذر بائجان)* میں لکھا تھا جس کی تاریخ کتابت شوال ۷۳۸ھ (اپریل ۱۳۳۸ء) ہے - اس کا ایک حصہ مسٹر بیٹی کے مجموعہ میں ہے اور دوسرا شہر بوسٹن کے فنون لطیفہ کے عجائب خانہ میں محفوظ ہے - ان کے صفحے

---

* مراغہ آذر بائجان کا ایک قدیم تاریخی شہر ہے جو ایک شاداب علاقہ میں ایک نہر کے کنارے واقع ہے ، اسی لئے بقول ابن بطوطہ وہ دمشق الصغیر کے نام سے مشہور تھا - ہولاگو نے بغداد کی تباہی (۶۵۶ھ) کے بعد مراغہ میں سکونت اختیار کی اور وہاں ایک رصد گاہ نصیرالدین طوسی کے نقشہ کے مطابق تعمیر کرائی (مترجم) -

Marfat.com

دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایرانی ہنرور خطاطی اور مصوری کے باہمی امتزاج سے زیبائشی نقش و نگار بنانے میں کمال رکھتے تھے ۔

چودھویں صدی میں نقاشی اور رنگ آمیزی صرف قرآن مجید کے نسخوں تک محدود نہ تھی ۔ بلکہ رفتہ رفتہ اس کا استعمال دیگر قلمی کتابوں میں بھی ہونے لگا ۔ ان کی آرائش و زیبائش کے لئے کبھی تو کتاب کے آخر میں بیل بوٹے بناتے تھے اور کبھی تصویروں کے ارد گرد چوکھٹوں کی شکل میں گلکاری کرتے تھے ۔ اس طرز کی آرائش مقامات حریری* کے اس نسخہ میں دیکھی جا سکتی ہے جس کی تاریخ کتابت ۷۳۴ھ (۱۳۳۴ء) ہے اور جو ویانا (آسٹریا) کے قومی کتبخانہ میں محفوظ ہے ۔

تیموری دور :

پندرھویں صدی میں تیموریوں کے عہد میں کتابوں کی تسوید اور ان کی ترصیع کے متعلق جملہ فنون درجۂ کمال کو پہنچ گئے اور خوش نویسی کو ایک بڑے اہم فن کا درجہ حاصل ہو گیا جیسا کہ اس زمانے کے نامور خطاطوں کے کام سے ثابت ہوتا ہے ۔ پندرھویں صدی کا ایک مشہور خوش نویس میر علی تبریزی تھا

* مقامات حریری عربی ادب کی شہرہ آفاق کتاب ہے جو اول سے آخر تک مقفیٰ اور مسجع عبارت میں لکھی گئی ہے ۔ یہ کتاب در اصل حکایات کا مجموعہ ہے جس کی تحریر میں اس کے فاضل مصنف ابو محمد القاسم الحریری البصری (۱۰۵۰—۱۱۲۲ء) نے اپنی قادر الکلامی کا پورا پورا ثبوت دیا ہے (مترجم) ۔

Marfat.com

جسے نستعلیق کا موجد سمجھا جاتا ہے ۔ نستعلیق خط مدور کی ایک شاندار اور ترقی یافتہ صورت ہے جس میں نسخ اور تعلیق دونوں کی امتیازی خصوصیات جمع ہیں ۔ اس خط نے پندرھویں صدی میں رواج عام پایا ، چنانچہ اس کا ایک خوبصورت نمونہ خواجو کرمانی کی عشقیہ نظم '' ہما و ہمایوں '' کا ایک قلمی نسخہ ہے جس کی تاریخ کتابت ۷۹۹ھ (۱۳۹۶ء) ہے اور جو برٹش میوزیم میں موجود ہے ۔

پندرھویں صدی کا ایک اور مشہور خطاط سلطان علی مشہدی ہے ، جو شہر ہرات میں حسین میرزا کے دربار کے ساتھ وابستہ تھا ۔ میر علی شیر نوائی کے دیوان کا ایک نسخہ جسے اس نے ۹۰۵ھ (۱۵۰۰ء) میں لکھا تھا ، میٹروپالیٹن میوزیم میں محفوظ ہے ۔ اس دور کے دوسرے مشہور خطاط جعفر بائسنقری تبریزی ، عبدالکریم خوارزمی اور ابراہیم سلطان پسر شاہرخ ہیں ۔ عبدالکریم مشہور خطاط عبدالرحمن خوارزمی کے دو بیٹوں میں سے تھا ۔ اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیوان جامی کا ایک نسخہ میٹرو پالیٹن میوزیم میں موجود ہے ۔ باپ اور بیٹا دونوں تبریز میں کام کرتے تھے اور کہا جاتا ہے کہ انہوں نے نستعلیق* کے طرز تحریر میں بہت سی نئی باتیں اختراع کی تھیں ۔ ابراہیم سلطان علوم و فنون کا بڑا سرپرست تھا اور اس کے متعلق یہ بات مشہور تھی کہ وہ چھ مختلف طرزوں میں لکھ سکتا ہے ۔

* خط کی مختلف اقسام حسب ذیل ہیں :
کوفی ، نسخ ، تعلیق ، نستعلیق ، ثلث ، شکستہ ، ریحان ، شفیعہ ، دیوانی اور طغرا وغیرہ (مترجم) ۔

کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک عمدہ مصحف جس کی تاریخ کتابت ۸۲۷ھ (۱۴۲۴ء) ہے ، مشہد میں امام رضا کے روضہ میں موجود ہے ۔ ایک اور مصحف جس پر ۴ رمضان ۸۳۰ھ (۲۹ جون ۱۴۲۷ء) کی تاریخ مرقوم ہے میٹرو پالیٹن میوزیم میں محفوظ ہے ۔

تیموری دور میں کتابوں کی آرائش اور رنگ آمیزی نے ایک خاص امتیازی صورت اختیار کرلی تھی ۔ اس میں پودوں کی فطری شکلیں ہیں اور بسا اوقات ان میں پرندوں اور جانوروں کا اضافہ ہے جن کی تصویریں چینی طرز پر بنائی گئی ہیں ۔ تیموری دور کی رنگ آمیزی کی چند قسمیں ہیں ۔ ایک میں نقش و نگار کے اردگرد کے خطوط تو سیاہ ہیں مگر ان کے اندر طلائی رنگ بھرا ہے ۔ دوسری میں نقش و نگار تو خالص طلائی ہیں مگر زمین گہری آسمانی ہے ۔ یہ دونوں قسم کی رنگ آمیزی غالباً شیراز کے ہنروروں کی ایجاد ہے ۔ اس دبستان کے بہترین نمونے شیراز کے دو قلمی نسخے ہیں ۔ ان میں سے ایک دیوان ہے ، جو گلبن کیان کی ملک ہے اور دوسرا برٹش میوزیم کا نسخہ ہے جس کی تاریخ کتابت ۸۱۳ھ (۱۴۱۰ء) ہے ۔ تیموری دور کی شیرازی طرز کی رنگ آمیزی کا ایک نفیس نمونہ میٹرو پالیٹن میوزیم میں ہے ۔ (تصویر ۲۴) یہ قزوینی * کی ''عجائب المخلوقات،، کا دوھرا سر ورق ہے ، جس میں فرشتے ایرانی طرز میں اور اژد ہے اور جانور چینی طرز

* ابویحییٰ زکریا بن محمد قزوینی (۶۰۰—۶۸۲ھ) عربی نسل کا ایک مصنف تھا ، جس کی دو کتابیں مشہور ہیں (۱) عجائب المخلوقات جس کا مضمون اس کے عنوان سے ظاہر ہے اور (۲) آثار البلاد جس میں اقالیم سبعہ کا جغرافیائی بیان ہے ۔ (مترجم)

Marfat.com

میں بنائے گئے ہیں - ان کی تصویروں کا خاکہ سیاہ خطوط میں ہے مگر ان، کے اندر طلائی، سرخ اور سبز رنگ کام میں لائے گئے ہیں - ان اوراق کے حواشی میں آسمانی رنگ کے بیل بوٹوں کے اندر عجیب و غریب شکل کے جانوروں کی تصویریں ملتی ہیں اور ان حواشی کے نقش و نگار سے پتہ چلتا ہے کہ شیرازی ہنرور اپنے فن میں مہارت تامہ رکھنے کے علاوہ زیب و زینت کا بھی لطیف احساس اور ذوق رکھتے تھے - جیسا کہ سرورق کی تختیوں اور اس کی پچھلی طرف سے ظاہر ہے بیل بوٹوں کا خاکہ طلائی ہے مگر زمین آسمانی رنگ کی ہے -

تیموری دور کے چند قلمی نسخوں کے منقش سرورق خصوصاً وہ جو شاہرخ * اور بائسنقر مرزا کے لئے لکھے گئے تھے دبستان ہرات کی طرز آرائش کے مظہر ہیں اور اپنے فن کے نہایت اعلیٰ اور شاندار نمونوں میں شمار ہوتے ہیں - دبستان ہرات کے نفیس ترین قلمی نسخوں میں سے ۱۴۲۹ء کا ایک شاہنامہ ہے جس کی آرائش میں درباری ہنروروں نے متعدد رنگ استعمال کئے ہیں ان کے پیچیدہ نقش و نگار اور گلکاری کی باریکی حیرت انگیز ہے ان کے رنگ ایسے شوخ اور چمکدار ہیں جن کی نظیر صرف مینا کاری میں مل سکتی ہے -

* شاہرخ میرزا امیر تیمور کا بیٹا تھا جو اپنے باپ کے بعد (۱۴۰۵ء) تخت و تاج کا وارث بنا - وہ ایک صلح پسند اور علمدوست فرمانروا تھا جس کی شاہانہ قدردانی کی بدولت اطراف و اکناف کے علماء و فضلاء اس کے دارالحکومت ہرات میں جمع ہوگئے تھے - ہرات میں اس نے ایک بڑا کتب خانہ بھی قایم کیا تھا، مولانا جامی اس کے ہمعصر تھے (مترجم) -

Marfat.com

فن خطاطی اور فن نقاشی جنہیں تیموری ہنروروں نے ترقی دی تھی سولھویں صدی میں صفوی* دور میں بھی فروغ پر رہے۔ میر علی ہراتی جو کہ غالباً زین الدین محمود کا شاگرد تھا ، اس دور کا ایک مشہور خوشنویس تھا ۔ ۱۵۳۴ء میں وہ ہرات چھوڑ کر بخارا کے (از بک) حکمرانوں کے دربار میں چلا گیا اور اس نے وہاں ہرات کے خطاطوں کے طرز کو رواج دیا ۔ مولانا جامی کی مثنوی " یوسف زلیخا "، کا ایک نسخہ اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا موجود ہے جس کی تاریخ کتابت ۹۳۰ھ (مطابق ۱۵۲۳ء) ہے ۔ یہ نسخہ بلا شبہ ہرات میں لکھا گیا تھا اگرچہ اس کی نقاشی اور آراستگی بخارا میں ہوئی تھی ۔

تبریز کے صفوی دربار کا ایک بڑا خطاط سلطان محمد نور ہو گزرا ہے ، جو سلطان علی مشہدی کا فرزند اور شاگرد تھا ۔ ہمارے مجوعہ میں ۱۵۲۴ء کا لکھا ہوا خمسہ نظامی جو خوبصورت نسخہ ہے وہ اسی کے قلم سے ہے ۔ شاہ محمود نیشاپوری ، شاہ اسماعیل اور شاہ طہماسپ کے عہد کا ایک مشہور خطاط تھا ۔ اس نے ۱۵۳۹ء اور ۱۵۴۳ء کے درمیان خمسہ کا ایک مشہور نسخہ لکھا جو برٹش میوزیم میں محفوظ ہے ۔ شاہ اسماعیل کو اس کی خطاطی بہت پسند خاطر تھی ۔

* شاہان صفویہ کا عہد (۱۵۰۲ء—۱۷۳۶ء) تاریخ ایران کا ایک درخشاں دور ہے ، جو نہ صرف سیاسی لحاظ سے بلکہ علوم و فنون کی ترقی کے اعتبار سے بھی بہت اہم ہے ۔ اسماعیل شاہ، شاہ طہماسپ اور شاہ عباس اس دور کے بڑے جاہ و جلال والے بادشاہ ہو گذرے ہیں جو صاحب السیف ہونے کے علاوہ علم و ہنر کے بڑے قدردان تھے (مترجم) ۔

Marfat.com

میر عماد جس کا نام آج بھی اھل ایران کے ھاں خوش نویسی کا مترادف سمجھا جاتا ھے ، شاہ عباس کے عہد کا ایک نامور خطاط تھا ۔ اس نے ۱۰۰۸ھ میں اصفہان میں سکونت اختیار کر لی تھی، جہاں اس نے شاہ عباس کے لئے بہت سی کتابیں نقل کیں ۔ اس کا حریف علی رضا عباسی تھا جسے بعض اوقات رضائے عباسی مصور کے ساتھ خلط ملط کر دیا جاتا ھے* ۔

سولھویں صدی کے صفوی نسخوں کے نقش و نگار ایسے ھی خوبصورت اور شاندار ھیں جیسے کہ تیموری دور کے ھیں ۔ دبستان ھرات کی گلکاری اور رنگ آمیزی جس کا تعلق سولھویں صدی کے اوائل سے ھے ، پندرھویں صدی کی زیبائش سے بہت کم مختلف ھے ۔ یہ بات ۱۵۲۴ء والے خمسۂ نظامی کے سرورق سے عیاں ھے ، (ملاحظہ ھو تصویر ۴۳) ۔ زمین عام طور پر آسمانی ھوتی ھے ، اگرچہ بعض اوقات بعض حصوں کا رنگ طلائی یا سیاہ ھے اور نقش و نگار میں زرد ، گلابی ، شنگرفی، سرخ ، آسمانی اور سبز رنگ برتے گئے ھیں ۔ اس کی ایک دلچسپ خصوصیت اس کا طلائی کام ھے ۔ صفوی عہد کے مصوروں کی ایک اھم اختراع یہ تھی کہ انہوں نے تصویروں کے اندر پیچیدہ نقش و نگار بنائے جن سے ان کی

---

* افسوس کہ میر عماد حسنی اپنے دشمنوں کے حسد کے باعث آخرکار قتل ھو گیا ۔ اس کے قتل (۱۰۲۴ھ) کے بعد اس کے خواھر زادہ اور شاگرد عبدالرشید دیلمی نے ھندوستان کا رخ کیا ، جہاں شاھجہان نے اس کی بڑی قدر و منزلت کی اور اسے شاھزادہ دارا شکوہ کا استاد مقرر کر دیا ۔ اس کا طرز نستعلیق ایسا مقبول ھوا کہ ھندوستان کے اکثر خطاطوں نے اس کی تقلید کی (مترجم) ۔

Marfat.com

زیبائش اور بڑھ گئی ۔

صفوی عہد کے ہنروروں نے طلائی گلکاری کو بھی مزید ترقی دی ۔ چنانچہ ہمیں اس عہد کے چند کاریگروں کے نام معلوم ہیں جو مذھب یعنی سنہرے کام کے ماہر تھے ۔ بخارا کا مشہور مصور محمود اپنے دستخط کے ساتھ مذھب کا لفظ بڑھا دیا کرتا تھا ۔ اسکندر منشی جس نے صفوی عہد کے مصوروں کے حالات لکھے ہیں ، بیان کرتا ہے کہ ’’ مولانا حسن بغدادی اپنے زمانے میں تذہیب یعنی سونا پھیرنے کے کام میں منفرد اور بے نظیر تھا ۔ الغرض اس نے طلائی کام کو معجزے کی حد تک پہنچا دیا تھا ۔ اور اس فن کے تمام ماہر اس کے کمال کے معترف تھے ۔ حتیٰ کہ مولانا یاری بھی جسے اس فن میں درجۂ کمال حاصل تھا ، کام کی باریکی اور نفاست میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا ،، ۔

اس عہد کے بہت سے نسخوں میں صفحوں کے ارد گرد حاشیے ہیں ، جن میں سنہری روشنائی میں بیل بوٹے بنے ہوئے ہیں ۔ قدرتی مناظر ہیں اور انسانوں اور حیوانوں کی تصویریں ہیں اور یہ سب کام سونے کے پانی سے بنایا گیا ہے اور اندرونی تصویروں کی مانند نفیس اور خوبصورت ہے ۔ میٹروپالیٹن میوزیم میں سعدی اور حافظ کی غزلیات کے ایک مجموعہ کے چند اوراق ہیں جن کی زیب و زینت طلائی ہے ۔ مگر بعض اوقات تضاد پیدا کرنے کے لئے چاندی کا بھی اضافہ کر دیا گیا ہے (ملاحظہ ہو تصویر ۴۴) ۔ شاہ طہماسپ کے دربار میں نقش و نگار کا جو طرز تھا ، وہ سولھویں اور سترھویں صدی میں بھی جاری رہا ۔ سترھویں صدی میں رنگ زیادہ شوخ ہوگئے اور نقش و نگار میں بسا اوقات بڑے

Marfat.com

بڑے بیل بوٹوں اور لمبوترے پتوں کا استعمال ہونے لگا ۔

نقش و نگار کے چند اور طریقے ہیں جو صفوی عہد کے ہنرور کام میں لاتے تھے مگر وہ تیموری دور میں بھی معروف تھے ۔ بہر حال ان کو بھی زیبائش اور رنگ آمیزی کے ذیل میں رکھنا ہو گا ۔ ان میں ایک سے سٹینسل کا استعمال* ہے ۔ جس کے ذریعہ سے مطلوبہ خاکہ یا نقش سفید زمین پر ہلکے یا سیاہ خطوط سے بنایا جاتا ہے ۔ دوسرا طریق قطع کاری** ہے ۔ اس میں نقش کو کاٹ کر کسی دوسری رنگین زمین پر چسپاں کر دیا جاتا ہے ۔ جو بالعموم نیلی ہوتی ہے ۔ یہ طریق کار پندرھویں اور سولھویں صدی کے خطاطوں نے بھی اختیار کیا ۔ اس کا ایک نمونہ ہمارے مجموعہ میں موجود ہے اور وہ خمسۂ نظامی *** کا ایک نامکمل نسخہ ہے ، جس کا تعلق سولھویں صدی عیسوی سے ہے ۔

ترکی خطاطی اور رنگ آمیزی کے نمونے بھی میٹروپالیٹن

* Stencilling.

** Decoupe work.

*** ,, خمسہ نظامی ،، سے مراد نظامی گنجوی (۵۳۵—۵۹۹ھ) کی حسب ذیل پانچ مثنویوں کا مجموعہ ہے جسے پنج گنج بھی کہتے ہیں :
(۱) مخزن الاسرار (۲) خسرو شیریں (۳) لیلی و مجنوں
(۴) ہفت پیکر (۵) اسکندر نامہ ۔
نظامی گنجوی کا پورا نام حکیم الیاس بن یوسف بن زکی بن موید تھا جو شہر گنجہ (آذر بائیجان) میں پیدا ہوا اور اسی مناسبت سے گنجوی کہلایا اس کا شمار ایران کے بزرگ ترین اور مشہور ترین شعراء میں ہوتا ہے (مترجم)

Marfat.com

میوزیم میں موجود ہیں ۔ یہ دو طغرے ہیں (تصویر ۴۵) جو سلطان سلیمان اعظم (۱۵۲۰–۱۵۶۶ء) کے شاہی فرمانوں کے شروع میں بنائے جاتے تھے ۔ ان کی رنگ آمیزی میں دیگر رنگوں کے علاوہ طلائی ، آسمانی اور سیاہ رنگ استعمال ہوئے ہیں ۔ اور یہ بات سولھویں صدی کے ترکی آرٹ کی خصوصیت ہے ، جو ان کے ظروف اور پاچہ‌جات میں بھی پائی جاتی ہے ۔

Marfat.com

باب پنجم

جلد سازی

کتابوں کی تیاری کے معاملہ میں خطاط اور نقاش کا کام جلد سازی سے پایۂ تکمیل کو پہنچتا تھا کیونکہ کتاب کے اوراق کی حفاظت کی ذمہ داری جلدساز پر عائد ہوتی تھی اور اس کے بیرونی حصے کو کتاب کی قدر و قیمت کے مطابق بنانے کا بھی وہی ذمہ دار تھا ۔ یہ زیب و زینت بیرونی غلاف اور اس کی پٹی تک محدود نہ تھی جو کتاب کی پیشانی یعنی سامنے کے کنارے کو ڈھانپتی تھی ، بلکہ غلاف کے اندرونی حصے پر بھی بڑی محنت سے نقش و نگار کئے جاتے تھے ۔ جلد سازی کے لئے چمڑا بہترین چیز تھی ۔ مگر اسلامی آرٹ کے آخری دور میں چمڑے کی جگہ کاغذی مقوے نے لے لی جس پر چپڑا لاکھ کا روغن یا وارنش ہوتا تھا ۔ مگر پہلے زمانے کے جلد ساز صرف چمڑا استعمال کرتے تھے جو جلد سازی کے لئے کبھی متروک نہیں ہوا ۔ جلدوں

Marfat.com

آرائش میں مختلف طریقوں سے کام لیا جاتا تھا مثلاً یہ کہ کتابوں کی جلد پر طلائی ورق کے ساتھ یا اس کے بغیر نقش و نگار کئے جاتے تھے - تراشے ہوئے مطلی اور منقش کاغذ یا چمڑے کو رنگدار زمین پر پیوست کرنا بھی ایک بڑی لطیف اور محنت طلب صنعت تھی جو عام طور پر غلاف کے اندرونی حصے پر کی جاتی تھی -

اسلامی دور کی قدیم ترین کتابی جلدیں جو اب تک ہمارے علم میں آئی ہیں ، مصر سے دستیاب ہوئی ہیں - جس کا زمانہ آٹھویں سے گیارھویں صدی تک ہو گا - ان جلدوں کے ہندسی نقش و نگار ہمیں ان قبطی جلدوں کی یاد دلاتے ہیں ، جو آٹھویں اور نویں صدی سے تعلق رکھتی ہیں - جن مصری عربی کتابوں کی جلد سازی مملوکوں کے دور میں یعنی تیرھویں اور پندرھویں صدی کے درمیان ہوئی ، ان کا ایک عمدہ نمونہ میٹروپالیٹن میوزیم میں محفوظ ہے (ملاحظہ ہو تصویر ۴۶) - اس کے پورے غلاف پر ہندسی نقش و نگار ہیں اور دباؤ کے ذریعہ سے سنہرے نقطے ڈالے گئے ہیں - اس میوزیم میں مملوکی عہد کی دیگر دو جلدیں محفوظ ہیں جن کے درمیانی خالی مقامات میں مہر کے ذریعہ سے گلاب کے پھول بنائے گئے ہیں - اور اس طرح سے ان کی آرائش میں اضافہ کیا گیا ہے - اس دور کی دیگر جلدوں کے وسط میں تمغے بنے ہوئے ہیں جن کو چمڑے کے باریک تراشیدہ مشجر ٹکڑوں سے مزین کیا گیا ہے - ان تراشوں کی زمین رنگدار ہے - مملوکی دور کی جلدوں میں سرورق کے اندرونی حصے میں بالعموم عربی طرز کے نقش و نگار پائے جاتے ہیں جن کو دباؤ کے ذریعے سے بنایا گیا

Marfat.com

ہے ۔ ان میں بعض اوقات گلکاری کا اضافہ کیا گیا ہے ، جس کا رواج چودھویں صدی کی ابتداء سے ہوا ۔ اسی زمانے میں جو جلدیں المغرب* یا شمالی افریقہ میں تیار ہوئیں وہ بھی مہندسانہ نقش و نگار اور طلائی ٹھپوں سے آراستہ ہیں ۔

تیموری دور کی ایرانی جلدوں کا شمار اپنے فن کے اعلیٰ نمونوں میں ہوتا ہے ، خصوصاً ہرات میں چمڑے کے باریک کٹاؤ کا کام درجۂ کمال کو پہنچ گیا تھا ، اور جو جلدیں وہاں تیار ہوئیں وہ فنی مہارت اور نقش و نگار کی خوبصورتی کے لحاظ سے بہت ممتاز تھیں ۔ جلدوں کے بیرونی حصے پر ٹھپے کے ذریعہ سے نقش و نگار کئے جاتے تھے اور اندرونی حصے میں نیلی زمین پر کٹاؤ کا کام چسپاں کیا جاتا تھا ۔ پندرھویں صدی کی جلد سازی کے دو نمونے خاص طور پر قابل ذکر ہیں جن کے بیرونی حصے پر تیموری مناظر اور چینی نقش و نگار پائے جاتے ہیں ۔ یہ قلمی نسخے ۸۴۱ھ اور ۸۴۹ھ (۱۴۳۸ء اور ۱۴۴۵ء) کے ہیں ۔ یہ دونوں جلدیں طوپ قپو سرائے کے کتب خانہ میں محفوظ ہیں ۔ ۸۵۰ھ والے قلمی نسخے کی جلد پر چمڑے کا کٹاؤ کام ہے جو خمسۂ نظامی کے ایک نسخہ مرقومہ ۸۵۳ھ (۱۴۴۹ء) کی جلد کی آرائش سے بہت مشابہ ہے ۔ یہ نسخہ میٹرو پالیٹن میوزیم میں موجود ہے ۔ اس میں چینی طرز کے دو عنقاء آپس میں لڑتے ہوئے دکھائے گئے ہیں (تصویر ۴۷) اور اس کے پس منظر میں تیموری طرز کی

---

* عربوں کی اصطلاح میں ,, المغرب ،، سے مراد تونس ، الجزائر اور مراکو کے ممالک ہیں ، جو مرکز خلافت سے مغرب کی جانب واقع تھے ۔ (مترجم)

پھول پتیوں والی زمین ہے ۔ اس میں نقش و نگار کی وہ باریکی پائی جاتی ہے جو تیموری دور کی جلدوں کا خاصہ ہے ۔

سولھویں صدی میں صفوی خاندان کے عہد حکومت میں جلدوں کی زیب و زینت میں بڑا اہتمام کیا جاتا تھا اور پندرھویں صدی کی بہ نسبت سونے کا استعمال بہت عام ہو گیا تھا ۔ بعض جلدوں کی تمام سطح مزین ہوتی تھی ۔ اور بعض جلدوں کے نقش و نگار تمغوں یا چوکھٹوں کے اندر محصور ہوتے تھے ۔ اس عہد کی ایرانی جلد سازی کا ایک عمدہ نمونہ بوستان کا وہ قلمی نسخہ ہے جو ہمارے میوزیم * میں محفوظ ہے (تصویر ۴۸) ۔ اس کی بیرونی جانب عربی طرز کے طلائی نقش و نگر ہیں ، اور ان کے ساتھ باریک پھول پتے اور چینی طرز کے بادل ہیں ۔ اور اندرونی جانب (تصویر ۴۹) باریک چمڑے پر پھول بوٹے بنائے گئے ہیں جن کی زمین نیلی ، گلابی اور سبز ہے ۔

سولھویں صدی کی ایرانی جلد سازی کا ایک اور شاندار نمونہ وہ ہے جو تصویر ۵۰ میں دکھلایا گیا ہے ۔ اس کے مطلا نقش و نگار ٹھپے کے ذریعے بنائے گئے ہیں اور اس کی زمین میں پرندوں اور جانوروں کی تصویریں ہیں ، جو صفوی دور کے اسلوب مصوری کی مظہر ہیں ۔ صفوی دور میں جلدوں کو آراستہ کرنے کا جو طریقہ اختیار کیا گیا ، وہ تیموری دور کے طریقے سے مختلف ہے کیونکہ صفوی عہد میں نقش و نگار ہاتھ سے بناتے تھے بلکہ اس

---

* ہمارے میوزیم سے مراد نیویارک (امریکہ) کا میٹرو پالیٹن میوزیم ہے ، جہاں اس کتاب کے مصنف مشرقی شعبہ کے محافظ و نگران ہیں (مترجم) ۔

Marfat.com

مقصد کے لئے تانبے یا لوھے کے قالب کام میں لاتے تھے - طلاکاری اور داب دونوں عمل ایک ساتھ کئے جاتے تھے ، لیکن بعض اوقات چمڑے کو گرم قالب کے نیچے رکھنے سے پہلے آسے طلا کار کر لیتے تھے - مذکورہ بالا کتاب کی جلد کا اندرونی حصہ طلائی ورق سے مزین ھے جس نے تیموری دور کے تراشیدہ چمڑے کی جگہ لے لی تھی - اس قسم کے طلائی نقش و نگار کی زمین سرخ ، نیلی ، سبز ، یا سیاہ رنگ کی ھوا کرتی تھی -

شاہ طہماسپ کے عہد میں اس بات کا رواج شروع ھوا کہ جلد پر پہلے نقاشی کرتے تھے اور پھر اس پر لاکھ پھرتے تھے - جلد کے لئے پہلے چمڑا مستعمل تھا پھر پاپیئے ماشے * یعنی کچلے ھوئے کاغذ کے مقوے کام میں لانے لگے - پہلے ان پر باریک پلستر کرتے تھے اور پھر اس پر لاکھ کی ھلکی سی تہ چڑھاتے تھے - اس کے بعد آبی رنگوں سے تصویریں بناتے تھے - اور ان کی حفاظت کے لئے ان پر لاکھ کی کئی تہیں چڑھائی جاتی تھیں - یہ تصاویر اس دور کے اصول مصوری کے مطابق بنائی جاتی تھیں - کسی تصویر میں قدرتی مناظر اور باغات دکھائے گئے ھیں ، کسی میں سیر و شکار کا نقشہ ھے اور کسی میں گلدستے پیش کئے گئے ھیں - ترک مؤرخ عالی لکھتا ھے ** کہ مشہور و معروف استاد مھدی آن

---

* Papier-mache ایک فرانسیسی اصطلاح ھے ، جس کے لفظی معنی کچلا ھوا کاغذ ھے (مترجم) -

** مصطفی بن احمد چلبی عالی (۱۵۴۱-۱۶۰۰ء) ایک نامور ترک مؤرخ جس نے دیگر کتابوں کے علاوہ ۱۵۸۶ء میں ,, مناقب ھنروران ،، تالیف (مطبوعہ استنبول ۱۹۲۶ء) (مترجم) -

Marfat.com

ماہرین فن میں سے تھا جو کتابوں کی جلدوں پر نقاشی کیا کرتے تھے ۔ اس قسم کی بعض تصویر دار جلدوں کا ہمیں علم ہے ۔ چنانچہ اس فن کے بہترین نمونے وہ ہیں جو پیرس کے آرائشی فنون کے عجائب گھر میں اور "مجموعہ کارتیہ" میں محفوظ ہیں ۔ اور کچھ برلن میں "مجموعہ زارے" * میں اور کچھ لنڈن کی ایشیاٹک سوسائٹی کے پاس موجود ہیں اور ایک لنڈن کے ایک ذاتی اور شخصی مجموعہ میں ہے جو اس سے پہلے شہر ڈسلڈورف (Dusseldorf) کے عجائب خانہ کی ملکیت تھا ۔

سترھویں اور اٹھارویں صدی کی جلدوں کی آرائش میں سولھویں صدی کے صفوی اسلوب کی پیروی کی گئی ہے مگر ان میں لاکھ کا زیادہ استعمال ہوا ہے اور قدرتی بیل بوٹوں سے بکثرت کام لیا گیا ہے جن کے لئے ہلکے رنگ استعمال کئے گئے ہیں ۔

ترکیہ میں بھی خوبصورت جلدیں تیار ہوئیں اور جلد سازی کے فن نے وہاں بھی ترقی کے وہی مدارج طے کئے جو ایران میں طے کئے تھے ۔

اس بات کا ذکر کرنا موجب دلچسپی ہوگا کہ اسلامی ملکوں کی جلد سازی کی صنعت اور اس کی طرز خاص کی اٹلی میں بھی سولھویں صدی میں پیروی کی گئی ، اور وینس میں خاص طور پر اس کی تقلید ہوئی ۔ اور اس طرح سے مشرقی طرز کے بہت سے آرائشی نقش و نگار یورپ میں رواج پذیر ہوئے ۔ اٹلی والوں کی

* Sarre Collection—زارے فنون لطیفہ کا مشہور جرمن ماہر تھا ۔ (مترجم)

Marfat.com

مشرق کے ساتھ جو تجارت تھی ، اس کے ذریعے بھی جلد سازی میں مراکو کا استعمال اور مطلا آرائش کا رواج شروع ہوا ۔ *

* اٹلی والوں کی مشرقی ملکوں یعنی مصر ، شام اور ترکی کے ساتھ جو تجارت جاری تھی ، اس کے ذریعے سے نہ صرف علوم فنون و کا باھمی مبادلہ ہوا بلکہ اشیاء تجارتی کے ساتھ ساتھ ان کے متعلقہ الفاظ بھی ایک زبان سے دوسری زبان میں بکثرت منتقل ہوئے (مترجم) ۔

باب ششم

سنگ تراشی اور گچ کاری

۱ - اموی اور عباسی دور کی سنگتراشی، شام، عراق مصر اور ایران میں

(آٹھویں صدی سے دسویں صدی تک)

اسلام کے ابتدائی دور کی سنگتراشی کے نمونے شام ، عراق ، ایران اور مصر کے محلات ، سکونتی مکانات اور مساجد میں ملتے ہیں - ان کا تعلق خلفاء بنی امیہ اور بنی عباس کے عہد کی تعمیرات سے ہے - یہ یادگاریں اور دیگر عمارتی آثار مثلاً ستونوں کے ''بھرنوں،، اور مسجدوں کی محرابوں سے قدیم اسلامی عہد کی شاندار آرائش عیاں ہے - جو سنگتراشی اور گچکاری کی صورت میں رونما ہوئی - اس سلسلہ کے اہم ترین آثار میں بنی امیہ کے زمستانی قصر داو

Marfat.com

المشتی کا نام لیا جا سکتا ھے * جو دریاے اردن کے پار صحراء شام
میں واقع ھے ۔ اس قصر کی سنگی روکار جس پر اعلیٰ درجہ کی
منبت کاری ھے ، برلن کے سرکاری عجائب خانہ میں محفوظ ھے
اس آرائش کی کندہ کاری بڑی گہری ھے اور اسے دو قسموں میں
تقسیم کیا جا سکتا ھے ۔ دروازے کے بائیں جانب والی تکونوں
میں حیوانوں ، پرندوں اور انسانوں کی شکلیں انگور کی بیلوں کے
درمیان کندہ ھیں ۔ یہ طرز دراصل شام کے نصاریٰ کے اسلوب سے
ماخوذ ھے ۔ دائیں جانب کی تکونوں میں کسی زندہ مخلوق کی شکل
نہیں بلکہ تجریدی اشکال بنائی گئی ھیں اور یہ بات بلاد مشرق
کے قدیم اصول فن کے مطابق ھے ۔ سنگ تراش نے یہاں بڑی بڑی
سلیں استعمال کرنے سے اجتناب کیا ھے اور بیشتر توجہ
آرائش پر صرف کی ھے جس سے دھوپ چھاؤں کا تصور پیدا ہو
اس آرائش کا تجزیہ کرنے سے پتہ چلتا ھے کہ صرف قدیم شامی
اور ساسانی طرز کی پیروی نہیں کی گئی بلکہ اس سے ایک نیا
جدید مشرقی اسلوب وجود میں آگیا ھے ، جسے اموی اسلوب
جا سکتا ھے ۔جیسا کہ ھرسفیلٹ (Herzfeld) نے خیال ظاھر کیا ھے
مشتی لازمی طور پر خلیفہ ولید ثانی اموی کے عہد (۷۴۳–۷۴۴ء)
تعمیر ھوا اور ناتمام چھوڑ دیا گیا ھوگا ۔ بنی امیہ کے دور کے
آثار جن کی سنگتراشی کے ذریعے آرائش کی گئی ھے قصر طوبہ

*المشتی ۱۸۷۲ء میں دریافت ھوا تھا ۔ بعد ازاں سلطان عبدالحمید
نے اس کے روکار کا ایک حصہ جو فن آرائش کے لحاظ سے بہت دلچسپ
اھم تھا ، قیصر ولیم ثانی کو اس کے سفرِ روم کے موقع پر بطور تحفہ
کر دیا اور قیصر مذکور نے اسے برلن کے سرکاری عجائب خانہ میں رکھوا
(مترجم)

Marfat.com

رباط عمان شام میں ہیں اور خلیفہ ہشام (۷۲۴–۷۴۳ء) کا قصر وادی اردن کے مقام خربة المضجر میں ہے۔

پتھر، گچ اور لکڑی میں منبت کاری کرنے کا اموی طریقہ آٹھویں صدی کے نصف آخر تک خلفاء بنی عباس کے عہد میں بھی جاری رہا۔ عہد عباسی کے ابتدائی دور کی سنگتراشی، گچ کاری اور چوب کاری کے بہت سے نمونوں میں اسلامی طرز آرائش کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے بیحد دلچسپی کا سامان موجود ہے، کیونکہ ان سے عربی طرز کے نقوش (Arabesque) کی ابتداء کا پتہ چلتا ہے جو اپنی مکمل صورت میں گیارھویں صدی میں منظر عام پر آئے۔ رقہ نیز آصافہ اور دیر الزور کے درمیانی علاقے میں جو سر ستون ملے ہیں، وہ خاص طور پر اہم ہیں۔ ان میں تین سر ستون میٹروپالیٹن میوزیم میں ہیں اور باقی برلن اور استنبول کے عجائب خانوں میں موجود ہیں۔ ان سر ستونوں کو کئی گروہوں میں اس طور پر تقسیم کیا جا سکتا ہے جس سے اسلامی فن کے ارتقاء کے تدریجی مراحل واضح ہو جاتے ہیں۔ بعض سرستونوں میں دور قبل از اسلام کے اسلوب کی پیروی نظر آتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانے میں وہ شامی طرز آرائش زوال پذیر تھا جسے شوکة الیہود* کے نام یاد کیا جاتا ہے۔ دوسرے سر ستونوں میں شوکة الیہود کا کوئی نشان نہیں ملتا، مثلاً ان دو سر ستون میں جو میٹرو پالیٹن میوزیم میں محفوظ ہیں (تصویر ۵۱، ۵۲)۔ ان اعلیٰ درجے کے منبت شدہ سر ستونوں میں سے بیشتر کی آرائش

* شوکة الیہود (Acanthus) ایک خاردار پودا ہے، جس کے پتے آرائش کے کام آتے تھے (مترجم)۔

Marfat.com

کھجور کے پتوں سے ہے اور ان پتوں نے باہم مل کر ایک لمبی
تختی یا بعض دوسری آرائشی شکلیں اختیار کر لی ہیں ۔ اصلی
آرائش منبت کاری کے ایک ایسے نمونے پر مشتمل ہے جو کھجور
کے نصف پتوں، شگاف دار پتوں اور پورے پتوں والی تختی پر مبنی
ہے ، جیسا کہ تصویر ۵۱ سے ظاہر ہوتا ہے ۔ نصف پتوں سے
کوئی مکمل شکل نہیں بنتی بلکہ یہ تختی میں مدغم ہو جاتے ہیں ۔
اور ان کے سرے دوسرے پتوں میں مل جل جاتے ہیں ۔ پورے
اور نصف پتوں کی کٹی لوئیں نکلی ہوئی نظر آتی ہیں ۔ یہ
گوشے شگاف دار اور خانہ دار ہیں اور ان کو بالعموم گول بنا دیا
گیا ہے ۔ سب سے نچلی لوئیں مرغولوں کی صورت میں کندہ ہیں ۔
بلاد مشرق کے نصاریٰ کا فن اس طرز کے کھجور کے پتوں سے
نا آشنا تھا ۔ انہیں ساسانی فن سے لیا گیا ہے ۔ اس قسم کی ساسانی
آرائش سے مسلمان ہنروروں نے نئے نئے نمونے اختراع کئے جو
عباسی فن کی ممتاز خصوصیت قرار پائے ۔ تصویر ۵۱ کے سر ستون
کا تعلق اس طرز سے ہے جسے خلیفہ ہارون الرشید کے عہد
(۷۸۶—۸۰۹ء) سے منسوب کیا جا سکتا ہے ۔

عباسی عہد کی بے انتہا فنی سرگرمیوں کا بغداد کے عروج
اور سامرا میں خلفاء کے عارضی قیام کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے ۔
زارے (Sarre) اور ہرسفیلٹ کی نگرانی میں جرمن ماہرین نے
جو کھدائی کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ایک شاندار
شہر آباد تھا جس کی بنیاد ۸۳۶ء میں خلیفہ معتصم نے رکھی

تھی* - ۴۷ سال کی مختصر مدت میں (۸۳۶—۸۸۳ء) یہ شہر تعمیر ہوا، خوب پھیلا اور پھر ویران بھی ہو گیا - اس عرصہ میں آٹھ خلفاء نے اسے اپنی اقامت سے مشرف کیا - یہاں کشادہ سڑکیں تھیں - شاندار مسجدیں، محلات، بازار اور کھیل کے میدان تھے - ارکان حکومت، ترک فوجیوں اور شہریوں کے اپنے اپنے خاص محلے تھے - محلات اور سکونتی مکانات سلیقہ کے ساتھ آراستہ تھے - ان کے اندر حمام تھے، فوارے تھے اور بڑے کمروں کی دیواریں تصاویر سے آراستہ تھیں - دیواریں تقریباً ۴۰ انچ کی بلندی پر گچکاری سے مزین کی جاتی تھیں - برلن کے عجائب خانہ میں گچ کاری کے جو نمونے رکھے ہوئے ہیں ان میں سے صرف چند اصلی ہیں - باقی سب نقلیں ہیں جن کو سامرا کی کھدائی کرنے والے ماہرین نے اصلی نقوش کے سانچوں کے ذریعہ سے تیار کیا ہے - اس قسم کی چار نقلیں بولن کے عجائب خانہ سے حاصل کر کے میٹروپالیٹن میوزیم میں رکھی گئی ہیں -

سامرا میں گچ کاری سے جو آرائش کی گئی ہے اس سے تین اسالیب کا پتہ چلتا ہے - اسلوب دوم و سوم کے مطابق آرائشی نقوش یا تو دیوار ہی میں کھودے جاتے تھے یا انہیں الگ قطعات پر بنا کر دیوار میں نصب کر دیا جاتا تھا - اسلوب اول کے نقوش سانچے کے ذریعے تیار کئے جاتے تھے جن کی مثال

*خلیفہ معتصم نے تقریباً پچاس ہزار ترکوں کی ایک نئی فوج تیار کی تھی مگر جب اس کے جاہ و جلال اور خدم و چشم کے لئے بغداد کے در و دیوار کے اندر گنجائش باقی نہ رہی تو اس نے دارالخلافہ کے شمال میں ساٹھ میل کے فاصلہ پر سامرا کے مقام پر ایک نیا شہر آباد کیا مگر ۴۷ سال کے بعد عباسی خلفاء نے اسے ترک کر دیا (مترجم) -

Marfat.com

تصویر ۳) میں ملتی ہے۔ اسلوب سوم جسے قدیم ترین اسلوب کہنا چاہئے، آرائشی نقوش، انگور کے پتوں، صنوبر کے مخروطی پھلوں، کھجور کے پتوں، گلدانی شکلوں اور اقلیدسی خانوں اور شش پہلوشکلوں پر مشتمل ہوتے تھے۔ یہ آرائش اگرچہ اموی طرز پر مبنی ہے تاہم عباسی عہد کے کاریگروں نے اس میں نئے اور بیحد خوبصورت نمونے ایجاد کئے۔ بنیادی نقش کو اس کی تمام جزئیات کے ساتھ اجاگر کرنا اور منبت کاری میں تنوع پیدا کرنا عباسی اسلوب کی خصوصیت ہے۔ یہ بات مسجد قیروان کے چوبی منبر اور تکریت کی لوح میں بھی نظر آتی ہے، جو میٹروپالیٹن میوزیم میں محفوظ ہے (دیکھئے تصویر ۶۱)۔

سامرا کا دوسرا اسلوب مجرد اشکال پر مبنی ہے۔ اس میں گلدانی اور اقلیدسی شکلیں بنائی جاتی ہیں جن میں مدور اور کھجور کے مختلف قسم کے پتے شامل ہوتے ہیں۔ یہ شکلیں ہموار سطح پر کھودی جاتی ہیں اور خالی جگہ کو متعدد قرص نما شکلوں سے پر کر دیا جاتا ہے۔ اس کی بہت سی شکلیں ایرانی فلزکاری کی یاد دلاتی ہیں جہاں دھات کے ظروف میں پتھر کی جڑائی کی جاتی تھی۔ اقلیدسی تختیاں اور گول پتے تو وہ وسط ایشیا سے لئے گئے تھے۔ خالی جگہ کے ایک ایک انچ کو پر کر دینے کا اسلامی اصول آرائش سامرا کے اسلوب اول میں بخوبی دیکھا جا سکتا ہے۔ اس اسلوب میں زمین بالکل پر ہو جاتی ہے یا ایک جدید طرز سے کام لے کر اسے باریک خط کی صورت میں اس جگہ باقی رہنے دیا جاتا ہے جہاں اصل نقوش کی ڈھلوان سطحیں اس کے ساتھ زاویہ منفرجہ بناتے ہوئے آ ملتی ہیں (دیکھئے تصویر ۶۲)۔ یہ طرز

Marfat.com

پتھر اور لکڑی کی منبت کاری میں مستعمل ہے اور گچ تراشی کے نام سے موسوم ہے - مجرد اشکال کے نقوش مختلف نمونوں کے ہیں جن میں ایسی اشکال سے کام لیا جاتا ہے جن میں عربی طرز کے نقوش اور کھجور کے پتے بنائے گئے ہیں - پھر ان نمونوں کو دندانوں ، باریک خطوط اور نقطوں کے اضافہ سے مکمل کر دیا جاتا ہے - اس طرز آرائش میں متعدد قدیم اسلامی نمونوں کی پیروی کی گئی ہے اور انہیں جدید طرز کے مطابق بنا لیا گیا ہے ، ہاں جزئیات نظر انداز کر دی گئی ہیں - منبت کاری کا یہ اسلوب عباسی دور میں عام ہو چکا تھا بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ہارون الرشید کے عہد ہی میں منظر عام پر آ گیا تھا - اس کا ایک نمونہ سنگ جراحت کے سر ستون کی صورت میں میٹروپالیٹن میوزیم میں محفوظ ہے (دیکھئے تصویر ۲ے) - مغربی ایشیا میں اس اسلوب کا رواج غالباً ان ایرانی یا ترکی کاریگروں کی بدولت ہوا جو عباسی دربار کے ساتھ وابستہ تھے - اور اس کے سر چشمہ کا سراغ وسطی ایشیا میں لگایا جا سکتا ہے ، جہاں بالکل اسی قسم کے آرائشی نقوش لکڑی ، ہڈی اور کانسی اور سونے کے برتنوں پر کندہ ملتے ہیں ، جو ستھیو سائبیرین* قسم کی حیوانی اشکال سے مشابہ ہیں -

مسلمان فرمانرواؤں کا دستور تھا کہ اپنے شہروں ، محلوں اور مسجدوں کی تعمیر میں مختلف علاقوں اور صوبوں کے بہترین

* Scytho-Siberian.

Marfat.com

ہنروروں اور کاریگروں سے کام لیتے تھے چنانچہ جب بغداد کی بنیاد رکھی گئی تو شام ، ایران ، موصل، کوفہ، واسط اور بصرہ سے کاریگر بلوائے گئے ۔ سامرا کی تعمیر میں بھی اسی دستور پر عمل کیا گیا ہو گا ۔ کیونکہ اس کی آرائش میں بھی کئی اسالیب نمایاں ہیں اور طرز آرائش کے ان مختلف رجحانات کا پتہ چلتا ہے جو عباسی دور میں مقبول تھے ۔

سنگتراشی اور گچ کاری کا عباسی طرز آرائش مشرق کے تمام اسلامی ملکوں میں اختیار کر لیا گیا ۔ طولونی خاندان کے ترک فرمانرواؤں کے زمانے میں یہ اسلوب عراق سے مصر پہنچا چنانچہ ابن طولون کی مسجد (۸۷۶ء) کی گچ کاری میں سامرا کے اسلوب دوم و سوم کی جھلک صاف نظر آتی ہے ۔ عباسی آرائش کی گچ تراشی بھی مصر میں بہت مقبول ہوئی ۔ ایران میں عباسی طرز کا بہترین نمونہ یزد کے قریب نائین کی مسجد کی گچ کاری میں ملتا ہے ۔ اس کی تختیوں میں سامرا کا اسلوب سوم نظر آتا ہے ۔ بہر حال نائیں میں کھجور کے پتوں والے نقوش سے ایک نئے رجحان کا پتہ چلتا ہے جس کی وجہ سے سطح پر بے حد پرکاری کی جاتی تھی ۔ ان شواهد سے معلوم ہوتا ہے کہ نائین کی آرائش غالباً سامرا کے بعد کے زمانے کی یادگار ہے چنانچہ اس کی تاریخ دسویں صدی کے آغاز میں متعین کی جائے گی ۔ اس قسم کی گچ کاری کا ایک نمونہ مصر کی ایک قبطی خانقاہ دیرالسریانی میں بھی ملا ہے جو دسویں صدی کے اوائل سے تعلق رکھتا ہے ۔

Marfat.com

میٹروپالیٹن میوزیم (نیویارک) کی طرف سے نیشا پور* (خراسان) میں حال ہی میں جو کھدائی ہوئی ہے اس سے نویں اور دسویں صدی کی اسلامی گچ کاری کی تاریخ کے بارے میں بہت سی نئی اور اہم معلومات حاصل ہوئی ہیں ۔ نیشاپور میں گچ کاری کے جو آرائشی نمونے ملے ہیں وہ تپہ مدرسہ اور سبز پوشان نام کے ٹیلوں کی عمارات سے دستیاب ہوئے ہیں ۔ سبز پوشان کی ایک عمارت سے جو مکمل ترین قطعہ برآمد ہوا ہے وہ ایک ایوان کی طاق ہے جو صحن کی جنوب مغربی جانب ایک گنبد دادر کمرے کے ساتھ واقع تھا ۔ ان قطعات پر (دیکھئے تصویر ۵۴) دراصل سفید ، زرد ، نیلے اور سرخ رنگوں میں نقوش بنائے گئے تھے جن میں کھجور کے پتے ہیں ۔ ان کے گرد اسی قسم کے چوکور یا شش پہلو چوکھٹے بنے ہوئے ہیں جیسے کہ سامرا میں پائے گئے ہیں ۔ یہ خالص تجریدی قسم کے ہیں ۔ ان میں سے چار یا چھ شاخیں نکلتی ہیں جو مرکزی نقش کے گرد لپٹی ہوئی یا دائرے بناتی نظر آتی ہیں ۔ یہ شاخیں کھجور کے پتوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں ، جن کی مختلف قسمیں قرار دی جا سکتی ہیں ، مثلاً ان میں ساسانی طرز کے نصف پتے ہیں ، سادہ نصف پتے ہیں جن میں

* نیشاپور خراسان یعنی مشرقی ایران کا ایک قدیم تاریخی شہر ہے جسے ساسانیوں کے عہد میں بڑی اہمیت حاصل تھی ۔ اس شہر نے زمانے کے بہت سے نشیب و فراز دیکھے ہیں ، کئی مرتبہ آباد ہوا اور کئی مرتبہ زلزلوں اور حملہ آوروں کے ہاتھوں تباہ ہوا ۔ تاتاریوں نے بالخصوص اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی ۔ آجکل مشہد کے مغرب میں پچاس میل کے فاصلہ پر ایک معمولی سی بستی ہے ۔ جس کے باہر عمر خیام کا مقبرہ ہے اور اس کے پاس ہی فریدالدین عطار مدفون ہیں (مترجم) ۔

کوئی شگاف نہیں - یہ نسبتاً بڑے پتوں پر قائم ہیں جن کی سطح رگ دار ہے - اسی طرح سر شگفتہ اور مرکب پتے بھی ہیں جن میں سے پانچ پتے تصویر ۴۰ میں دیکھے جا سکتے ہیں -

نیشاپور کی گچ کاری سے ایک نئی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ حیوانات کی شکلیں بنانے کا ایرانی دستور اسلامی عہد کے فن میں بھی جاری رہا - بعض شاخیں (مثلاً تصویر ۴۰ کے دونوں بیرونی چوکھٹوں میں) پرندوں کے سروں اور نصف پتوں پر ختم ہو جاتی ہیں - یہ گویا برگ در منقار پرندوں کی ان تصویروں کی مختصر صورت ہے جو ہمیں ساسانی عہد کے متعدد نقرئی ظروف میں نظر آتی ہیں - عباسی عہد کی دیگر آرائشی شکلیں جو قدیم ایرانی اسلوب سے ماخوذ ہیں ان میں ساسانی فیتوں کا ذکر بھی کیا جا سکتا ہے جو سامرا اور نیشاپور میں کنول کے تکونے پھولوں ایسی شکلیں اختیار کر کے پرندوں اور کھجور کے پتوں کے ساتھ منسلک نظر آتی ہیں -

نیشاپوری گچ کاری اپنے اسلوب کے لحاظ سے سامرا اور نائین کی گچ کاری کے مشابہ ہے - لیکن اس میں ایسی شکلیں اور آرائشی نقوش بھی ملتے ہیں جن کو ما بعد کی اسلامی طرز آرائش کی ممتاز خصوصیت قرار دیا جا سکتا ہے - سطح کی پرکاری جو نائین میں بالخصوص مرکز توجہ ہے ، نیشا پور میں پایۂ تکمیل کو پہنچی - نیشا پوری گچ کاری کے یہ نمونے غالباً شہر کی تعمیر نو کے آخری دور یعنی ۹۶۱ء اور ۹۸۱ء کے درمیانی عرصہ کی یادگار ہیں ، جب ساسانی خاندان کے منصور اول اور نوح ثانی کے عہد حکومت میں محمد بن سیمجور نیشاپور کا والی تھا - اس بنا پر انہیں

ایرانی گچ کاری کے عباسی اور سلجوق اسالیب کی درمیانی کڑی کہا جا سکتا ہے ۔

۲ ۔ سلاجقہ ایران کے عہد کی سنگ تراشی

(گیارھویں سے تیرھویں صدی تک)

عہد سلاجقہ کی بیرونی اور اندرونی آرائش میں سنگتراشی اور گچکاری سے بڑا کام لیا گیا ۔ اگرچہ مختلف صوبوں کے سلجوقی فرمانرواؤں کی سرپرستی میں کام کرنے والے کاریگروں نے اشکال اور آرائشی نقوش کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں مختلف اسالیب اختیار کئے ، تاھم ان سب میں چند مشترک خصوصیات نظر آتی ھیں ۔ عربی طرز کے نقوش یعنی حقیقی اسلامی طرز آرائش اور خط کوفی یا نسخ میں لکھے ھوئے یادگاری کتبات زیب و زینت کے لئے لازمی ھوگئے تھے ۔ عہد سلاجقہ کی سنگی یا گچی آرائش میں جو نئے نئے نمونے دیکھنے میں آتے ھیں وہ غالباً مشرقی صوبجات میں غزنوی عمارات کی اس آرائش کے زیر اثر ظہور پذیر ھوئے جس کا اظہار اینٹوں کی صورت میں ھوچکا تھا ۔ مثلاً غزنیں میں سلطان محمود (۹۹۸—۱۰۳۰ء) کا برج اور قلعہ بست (افغانستان) کی مسجد ۔ کوفی حروف کا عربی طرز کی اشکال میں ختم ھونا ایک ایسا آرائشی اسلوب ھے جو غزنیں میں مسعود سوم (۱۰۹۹—۱۱۱۴ء) کے برج میں اوج کمال پر نظر آتا ھے ۔ نیشاپور اور مرو کے کھنڈروں سے پتہ چلتا ھے کہ یہ طرز خراسان میں بھی رائج تھا ۔ سلاجقہ کے دار الحکومت مرو میں سلطان سنجر (۱۱۱۸—۱۱۵۷ء)

کے مقبرے کے کھنڈر آج بھی موجود ہیں - اس کی دیواروں کی اندرونی آرائش عربی طرز کے نقوش اور خط کوفی اور خط نسخ میں لکھے ہوئے کتبات سے کی گئی ہے - یہ نقوش الواح کی صورت میں سرخی مائل بادامی رنگ کی پکائی ہوئی مٹی کو کاٹ کر بنائے گئے ہیں - سلجوقی عہد کا ایک نہایت خوبصورت کوفی کتبہ خراسان میں خرگرد کے ایک مدرسہ سے دستیاب ہوا ہے - اس پر نظام الملک طوسی کا نام درج ہے لہذا یہ کتبہ ۱۰۶۳ء اور ۱۰۹۳ء کے درمیان لکھا گیا ہوگا - یہاں دو یا دو سے زیادہ مختلف سطحوں پر جو آرائش نظر آتی ہے وہ سلجوقی منبت کاری کی ممتاز خصوصیت تھی اور بعد میں تاتاری اور تیموری دور میں بھی جاری رہی (دیکھئے قرآن مجید کی رحل ، تصویر ۶۶) -

سنگتراشی اور گچ کاری کے سلجوقی اسلوب کے ارتقاء کا ہمیں و بارھویں صدی کے متعدد آثار سے پتہ چلتا ہے جن میں قزوین کی جامع مسجد (۵۰۹ھ) اور بوزون کی محراب امام زادہ کرار (۵۲۸ھ) شامل ہیں - اردستان کی جامع مسجد کی تین محرابیں ہیں جن کی آرائش گچکاری سے ہوئی ہے اور جو خوبصورتی میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں - عربی طرز کے کئی نقوش ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے ہیں یا ایک دوسرے کے اوپر کندہ ہیں - ابھری ہوئی شکلیں ان کے لئے زمین کا کام دیتی ہیں - اسی قسم کے نمونے جو تیرھویں صدی میں مملوکی عہد کی چوب کاری میں ملتے ہیں ، از سلجوقی محرابوں میں زیادہ پیچیدہ صورت میں نظر آتے ہیں -

سلجوقی دور میں گچکاری کا استعمال بڑے وسیع پیمانہ پر ہو رہا - نہ صرف مساجد میں بلکہ شاہی محلات اور امراء کے مکانا

Marfat.com

کی آرائش میں بھی اس سے کام لیا جاتا تھا ۔ تصویریں بالعموم واضح اور روشن ہوتی تھیں جن میں شکار و دربار کے مناظر پیش کئے جاتے تھے اور جن میں بادشاہ اور شہزادے اپنے مصاحبوں ندیموں اور گویوں میں گھرے ہوئے نظر آتے تھے ۔ بعض اشکال اتنی ابھری ہوئی ہیں گویا ان پر مجسمہ کی تعریف صادق آتی ہے ، چنانچہ برلن اور ڈی ٹرائٹ کے عجائب خانوں کی بعض مکمل اشکال میں یہ خصوصیت دیکھی جا سکتی ہے ۔ اس کا ایک نہایت عمدہ نمونہ کسی شہزادے کے سر کا مجسمہ ہے جو غیر معمولی طور پر نہایت اچھی حالت میں محفوظ ہے ۔ اور میٹرو پالیٹن میوزیم میں موجود ہے (تصویر ۵۵) ۔ اس میں چہرے کے صرف بنیادی خط و خال بنائے گئے ہیں مگر اس میں فنی مہارت کا ثبوت ملتا ہے اور بالوں کے حلقے خالص مشرقی انداز کے ہیں ۔ مجسمہ کی ٹوپی قیمتی پتھروں سے آراستہ ہے اور اس کے بنانے میں مختلف رنگ کام میں لائے گئے ہیں ۔ یہ بات سلجوقی گچکاری میں اکثر دکھائی دیتی ہے ۔ بارھویں اور تیرھویں صدی کے دوسرے مجسموں کی طرح س کے چہرے کے خط و خال بھی ترکی اور تاتاری نسل کا پتہ یتے ہیں ۔ میٹرو پالیٹن میوزیم کے دو سلجوقی چوکھٹے بھی باتصویر ہیں ۔ ایک میں دربار کا منظر ہے اور دوسرے میں ایک سوار اتھ میں باز لئے نظر آتا ہے ۔ قیاس ہے کہ اس قسم کے چوکھٹے گ الگ بنائے جاتے تھے اور پھر ایک قطار میں دیوار کے اندر سی تصویروں کے ساتھ ساتھ جڑ دے جاتے تھے ، جن میں یکساں سم کے رنگ مستعمل ہوں ۔ سلجوقی عہد کے گچکاری کے اور ونے ایران میں زیادہ تر رے اور ساوہ سے دستیاب ہوئے ہیں ۔ کو حیوانوں اور پرندوں کی شکلوں نیز عربی طرز کے نقوش

Marfat.com

سے آراستہ کیا گیا ہے ۔ چنانچہ مثال کے طور پر ایک کارنس پیش کی جا سکتی ہے جو میٹرو پالیٹن میوزیم میں موجود ہے ۔ تصویر ۶۷ میں جو لوح نظر آتی ہے، اس میں نہایت خوبصورت شیر پشت سے پشت اور دم سے دم ملائے ہوئے عربی طرز کے نقوش کے درمیان سلجوقی اسلوب کے مطابق بنائے گئے ہیں ۔

معماری میں سلجوقی عہد کا جو طرز آرائش تھا وہ گورستانوں کے سنگ ہائے مزار سے بھی ظاہر ہوتا ہے ۔ یہ قبرستان زیادہ تر نہاوند اور یزد میں واقع ہیں ۔ اور بیشتر بارھویں صدی کے ہیں اور ان پر صاحب مزار کا نام اور آیات قرآنی کندہ ہیں ۔ ان پر اکثر اوقات تاریخ وفات اور چند ایک پر معمار کا نام بھی درج ہے ۔ میٹرو پالیٹن میوزیم میں ایسے تین سنگ مزار محفوظ ہیں ۔ ان میں سے ایک تو چھوٹے تابوت کی شکل کا ہے اور باقی دو معمولی تعویذ ہیں جو عموماً اسلامی قبرستانوں میں دیکھنے میں آتے ہیں ۔ ابو سعید بن محمد کے تعویذ پر محرم ۵۷۵ھ (مئی ۱۱۸۰ء) کی تاریخ مندرج ہے ۔ اور معمار کا نام احمد بن محمد ہے ۔ اور اس کو ایک محراب اور خط کوفی اور خط نسخ کی چند سطور سے آراستہ کیا گیا ہے ۔ محراب کے بالائی جانب جو تکونیں بن گئی ہیں انہیں عربی طرز کے نقوش سے پر کیا گیا ہے اور کھجور کے پتوں کے نقوش سے کتبہ کی زمین تیار کی گئی ہے جو فن کتابت کا اعلیٰ نمونہ ہے ۔ سلجوقی فن میں اسے بہت اہمیت دی جاتی تھی ۔

۳ - سلجوقی سنگ تراشی

عراق ، شام ، اور ایشیائے کوچک میں

(گیارھویں سے تیرھویں صدی عیسوی تک)

سلجوقی ترکوں نے جب عراق ، شام اور ایشیائے کوچک کو فتح کر لیا تو ان ملکوں کی سنگ تراشی کے اسلوب میں جو عباسی عہد میں بیشتر تجریدی اشکال کی آرائش پر مبنی تھا ، ایک بنیادی تبدیلی رونما ہوئی - سلجوقی مملکت کے مختلف شہروں مثلاً دیار بکر (آمد) موصل ، بغداد اور قونیہ میں جو عمارتیں ، پل اور دروازے تعمیر ہوئے ، ان پر انسانی اور حیوانی شکلیں بیش از بیش تعداد میں کھودی جانے لگیں - سلجوقی طرز کی سنگ تراشی کی بعض دلچسپ مثالیں دیار بکر میں پائی جاتی ہیں جہاں ۹۹۰ء سے ۱۰۸۵ء تک آل مروان اور ان کے سلاجقہ حکمران رہے - جن آثار پر تاریخ تعمیر درج ہے ان کے دیکھنے سے پتا چلتا ہے کہ سلاجقہ کے دور حکومت میں اسلامی سنگ تراشی اور دوسرے آرائشی فنون نے کس قدر فروغ پایا تھا - جو کتبے خالص عباسی طرز کے کوفی خط میں لکھے ہوئے ہیں ان کی زمین سادہ اور ہر طرح کی آرائش سے خالی ہے - ان کے برعکس دیار بکر کے مروانی کتبات میں جو ۴۲۶ھ ، ۴۳۷ھ ، ۴۵۷ھ ، ۴۶۰ھ ، ۴۷۶ھ کے ہیں ، تمام حروف عربی طرز کے نقوش پر ختم ہوتے ہیں - سلطان ملک شاہ (متوفی ۴۸۴ھ ۱۰۹۱ء) کے شاندار کتبہ کی سطور جو دیار بکر کی جامع مسجد کی شمالی روکار

Marfat.com

میں نصب ہے ، نہایت پاکیزہ برگ دار کوفی خط میں کندہ ہیں اور ان کی زمین عربی طرز کے باریک خطوط والے نقوش ہیں -

دیار بکر کے اکثر کتبات میں حیوانوں اور پرندوں کی شکلیں بھی ملتی ہیں - ان کے استعمال کی غرض و غایت آرائشی نہیں بلکہ سلجوقی شہزادے ان کو اپنے ذاتی یا خاندانی طغرا کے طور پر بھی کندہ کرواتے تھے - جیسا کہ سلجوقی عہد کے فن کی عام خصوصیت ہے - دیار بکر میں حیوانوں اور پرندوں کو بڑی اہمیت حاصل تھی - کسی حد تک ترکی اثرات کو بھی اس کا سبب ٹھہرایا جا سکتا ہے - -

سلاجقہ کے دور میں عراق میں علوم و فنون کا ایک بڑا مرکز موصل بھی تھا ، جو زنگی خاندان کے اتابکی فرمانرواؤں کا دارالحکومت تھا ، وہاں کی مساجد ، محلات اور کلیساؤں میں سنگتراشی اور گچ کاری کی نہایت نفیس آرائش ملتی ہے جو سلجوقی اسلوب کی غماز ہے - جامع مسجد میں جو نورالدین زنگی * کے نام سے منسوب ہے ، دو بہت خوبصورت اور خالص پتھر کی بنی ہوئی محرابوں پر عربی طرز کے نقوش نظر آتے ہیں - پرانی محراب جسے مصطفیٰ بغدادی نے ستمبر یا اکتوبر ۱۱۴۸ء میں بنایا تھا کتبے اور پیچیدہ طرز کے عربی نقوش کندہ ہیں - نئی محراب ...

---

* نورالدین زنگی اپنے نامور باپ عمادالدین زنگی کی طرح عمر بھر عیسائی کروسیڈروں کے خلاف اسلامی ملکوں کی حفاظت میں مصروف رہا - رفاہ عامہ کے لئے بہت سے شفا خانے اور مدارس جاری کئے - وہ ایک پرہیزگار اور عادل حکمران تھا جس کی نیک سیرت اور عدل و انصاف کی یاد مدت تک لوگوں کے دلوں میں باقی رہی (مترجم) -

Marfat.com

کے صحن میں ھے جو اتابک بدرالدین لؤلؤ کے عہد (۱۲۳۳-۱۲۵۹ء) میں تعمیر ھوئی تھی جو فنون لطیفه کا بہت بڑا سرپرست تھا ۔ اس پر کئی قسم کے عربی طرز کے نقوش موجود ھیں جو بیشتر مختلف سطحوں پر کنده ھیں ۔

موصل میں بدرالدین لؤلؤ کے عہد کی دوسری اھم عمارات قره سرائے اور امام یحیئی اور امام عون الدین کے مقبرے ھیں ۔ محل کی اندرونی دیواروں کی گچ کاری سے کئی قابل ذکر خصوصیات کا پته چلتا ھے ، مثلاً انسانوں ، حیوانوں اور پرندوں کی شکلوں کو جو موصل کے کاریگروں میں بہت مقبول تھیں بڑی اھمیت دی گئی ھے ۔ بعض قطعات میں نیز ایک ستون کی آرائشی پٹی میں پرندے عربی طرز کے نقوش کا ایک حصه نظر آتے ھیں ۔ ایک کتبے کی زمین میں حیوانات کے سر کھدے ھوئے ھیں ۔ یه چیز غالباً وسطی ایشیا سے لی گئی تھی ۔ عربی طرز کے نقوش موصل اور سنجار میں تیرھویں صدی کی دوسری اسلامی عمارات نیز نصاریٰ کے کلیساؤں میں بھی ملتے ھیں ۔ اسلامی اور مسیحی عمارات میں ایک ھی طرز کی آرائش کو دیکھ کر گمان گزرتا ھے که سلجوقی سلاطین نے عیسائی سنگتراشوں سے کام لیا ھوگا ۔ موصل کے کلیسا مارھوداما (Mar Ahudamma) کی سنگی آرائش میں خالص اسلامی طرز کی اشکال کنده ھیں ، مثلاً ایک سلطان جو تخت پر بیٹھا ھے ، ایک شکاری جس کے ھاتھ میں باز ھے اور مخصوص سلجوقی شیر جن کی دموں کے سروں پر اژدھاؤں کے سر بنے ھوئے ھیں ۔

سنگ تراشی کا سلجوقی اسلوب عراق کے تمام حصوں کے

Marfat.com

علاوہ شام اور ایشیائے کوچک تک پھیل گیا تھا ۔ بغداد کے باب طلسم پر جو اب برباد ہو چکا ہے ، عباسی خلیفہ الناصر کا نام اور اس کی تاریخ تعمیر ۶۱۸ھ (۱۲۲۱ء) درج تھی ۔ اس کی ایک قوس پر ایسی منبت کاری تھی جسے سلجوقی سنگ تراشی کا بہترین نمونہ کہا جا سکتا ہے ۔ اس میں دکھایا گیا ہے کہ خلیفہ مسند پر بیٹھا ہے اور اس کے دونوں طرف دو اژدھا بل کھائے ہوئے ہیں اور اس کی زمین پر عربی طرز کے باریک نقوش بنے ہوئے ہیں ۔

جب سلاجقہ ایران ، عراق اور شام کے بعض حصے فتح کر چکے تو ان کی ایک شاخ نے بلاد روم یعنی ایشیائے کوچک میں اپنی حکومت قائم کر لی اور قونیہ کو اپنا دارالحکومت بنایا ۔ اور اسے بہت سی نفیس مساجد ، محلات اور دروازوں سے آراستہ کیا اور عمارات کی اندرونی اور بیرونی آرائش میں سنگ تراشی سے خوب کام لیا گیا ۔ عمارات ، فصیل شہر ، دروازوں میناروں اور پلوں پر حیوانات کی شکلیں کندہ کی گئیں جو غالباً دشمنوں اور نحس اثرات کو دور کرنے کے لئے طلسم کا کام دیتی تھیں ۔ ۱۲۲۰ء اور ۱۲۷۰ء کے درمیان قونیہ میں جو مساجد تعمیر ہوئیں وہ سلجوقی کتبات اور طرز آرائش کی بہت اچھی مثالیں ہیں ۔ اس سلسلہ میں قدیم ترین مسجد سلطان (۶۲۶ھ) کی ہے جس کا سنگ مرمر کی بنی ہوئی روکار سلجوقی طرز آرائش کا نہایت اعلیٰ نمونہ ہے ۔ مدرسۂ صرچہلی* (۶۴۰ھ) کا شمار قونیہ کی خوبصورت ترین عمارات

* صرچہ ترکی لفظ ہے بہ معنی شیشہ ، صرچہلی مدرسہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں شیشہ بکثرت استعمال ہوا تھا (مترجم) ۔

Marfat.com

میں کیا جا سکتا ہے - اس کی آرائش اقلیدسی شکلوں سے کی گئی ہے جسے ہم ایشیائے کوچک کی قدیم سلجوقی عمارتوں کی ایک نمایاں خصوصیت قرار دے سکتے ہیں - تیرھویں صدی کے نصف آخر میں کھجور کے پتوں والے عربی طرز کے نقوش نے بڑی مقبولیت حاصل کی جو بعض اوقات قالین اور پارچہ جات کے نمونوں سے مشابہ نظر آتے ہیں - غالباً ارمنی اور مغربی اثرات سے جو ایشیائے کوچک میں نفوذ کر آئے تھے ، کہیں کہیں فطرت پسندانہ رجحانات بھی رونما ہونے لگے -

اس سلسلہ میں گچ کی منبت کاری کے بعض نمونے خاص طور پر جاذب توجہ ہیں جو قونیہ میں سلطان علاء الدین کیقباد (۱۲۱۹—۱۲۳۰ء) کے ایک محل کی کوشک سے حاصل ہوئے ہیں - اگرچہ ان کی آرائش غالباً بعد میں سلطان قلچ ارسلان چہارم (۱۲۵۷—۱۲۶۷ء) کے زمانے میں ہوئی - اس دومنزلہ کوشک کے کھنڈر ۱۹۰۷ء تک موجود تھے لیکن رفتہ رفتہ نابود ہوتے جا رہے تھے - دیواروں کی آرائش کاشی کاری سے کی گئی تھی اور ٹائلوں کے اوپر گچ کاری کی خوبصورت تختیاں جڑ دی گئی تھیں - ان میں بڑی بڑی تصویریں بھی بنی ہوئی تھیں ، چنانچہ اس قسم کی گچ کاری کا ایک قطعہ استنبول کے چنبیلی کوشک میں محفوظ ہے - اس میں دو گھڑ سواروں کو اس طرح دکھایا گیا ہے کہ ایک سوار تو اژدھے پر حملہ کر رہا ہے اور دوسرا شیر پر - ان کے بنانے میں جس حقیقت پسندی اور فنی مہارت کا ثبوت دیا گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلاجقہ روم باکمال مجسمہ ساز تھے -

Marfat.com

۴ ۔ بلاد قفقاز کی سنگ تراشی

نہایت قدیم زمانے ھی سے قفقاز کا ملک بلاد مشرق سے گہرے اثرات قبول کرتا رہا ہے ۔ کیونکہ اس پر کئی بار ایرانی اور تورانی قبائل نے لشکر کشی کی تھی ۔ عربوں نے قفقاز کو تدریجی طور پر فتح کیا ، خصوصاً داغستان* میں ان کی رفتار بہت ھی سست رہی ۔ دسویں صدی تک اس کے صرف ایک اہم شہر در بند اور اس کے نزدیکی قلعوں پر قبضہ ہو سکا تھا ۔ ۱۰۴۹ء میں سلاجقہ نے ارمنستان گرجستان اور قفقاز کے دوسرے حصوں پر حملہ کیا اور بہت جلد ان کے اثرات تمام علاقوں میں ظاہر ہونے لگے ۔ شاہان گرجستان کے سکوں میں ابتداء میں بزنطینی سکوں کی تقلید کی جاتی تھی مگر اب عربی عبارت اور عربی نقوش کندہ ہونے لگے ۔ اور سلجوقی فن کے اثرات مختلف صنعتوں میں پھیلنے لگے ۔ بارھویں اور تیرھویں صدی میں جو سنگ تراشی داغستان میں ہوئی اس کا ایشیائے کوچک کی سلجوقی سنگ تراشی سے بڑا گہرا تعلق نظر آتا ہے ۔ اموسگہ ، ایتزاری ، قلعہ قریش اور قباچہ کے مقامات سے سنگی منبت کاری کے کئی نمونے ملے ھیں جو کسانوں نے حکمرانوں کے محلات کے کھنڈروں سے لے کر اپنے مکانات کی تعمیر میں استعمال کر لئے تھے ۔

منبت کاری کے یہ نمونے محرابی تکونوں یا مستطیل اور مدور

* داغستان بلاد قفقاز کا مشرقی حصہ ہے جو بیشتر پہاڑی ہے اسی لئے اسے ترکی نسل کے لوگ داغستان کہتے ھیں جس کا لفظی معنیٰ کوھستان ہے (مترجم) ۔

سلوں کی صورت میں ھیں - ان کی آرائش انسانی ، حیوانی یا خیالی شکلوں اور عربی عبارات سے کی گئی ھے - ان میں سے بیشتر مکانات اب برباد ھو چکے ھیں یا گرائے جا چکے ھیں اور سنگ تراشی کے یہ نمونے اب روسی عجائب خانوں میں پہنچا دئے گئے ھیں ، امریکہ میں ان محرابی تکونوں کے دو نفیس قطعے محفوظ ھیں ، ایک فرئیر گیلری واشنگٹن میں ھے اور دوسرا میٹروپالیٹن میوزیم میں - یہ دونوں قطعے قباچہ میں احمد اور ابراھیم کے مکان سے حاصل کئے گئے تھے جو ۱۹۲۴ء میں برباد کر دیا گیا تھا - فرئیر گیلری والے قطعہ پر دو شیروں کی باھم متنامت تصویریں کندہ ھیں ، جن کے چاروں طرف عربی طرز کے نقوش کے اوپر حیوانی شکلوں سے حاشیہ بنایا گیا ھے - میٹروپالیٹن میوزیم والے تکون قطعہ (تصویر ۷۵) کی مرکزی آرائش ایک جنگجو سوار سے ھے جس نے تنگ لباس پہن رکھا ھے - لباس کے اوپر کمر بند لپٹا ھے اور کمر بند سے ترکش اور کلائی بند لٹک رھے ھیں - محراب کی قوس میں دائروں کی ایک قطار ھے جن کے اندر کھجور کے پتوں سے شکلیں بنی ھیں - سنگتراشی کے بہت سے نمونے جن پر حیوانی اور انسانی شکلیں کندہ ھیں ، واضح طور پر بارھویں اور تیرھویں صدی کے سلجوقی فن سے تعلق رکھتے ھیں - مجموعی اعتبار سے داغستانی سنگتراشی کا اسلوب جداگانہ ظاھر ھوتا ھے جس میں ترکی اور مختلف مقامی عناصر کی آمیزش ھے - اسی قسم کے ملتے جلتے نمونے ھمیں قفقاز کی فلز کاری خصوصاً کانسی کے برتنوں میں بھی ملتے ھیں -

۵ - مغولی عہد کی سنگ تراشی و گچ کاری ایران میں

(تیرھویں صدی کے وسط سے چودھویں صدی تک)

جب ۱۲۵۶ء میں ایران میں ایلخانیوں کی حکومت قائم ھوئی

Marfat.com

تو سلجوقی طرز آرائش دیگر فنون کی طرح سنگتراشی کے فن میں
بھی کار فرما رہا ۔ بارھویں صدی میں گچ کاری کا جو طرز آرائش
نمودار ہوا تھا وہ ارتقاء کے مرحلے طے کرتا ہوا پیچیدہ بنتا گیا
یہاں تک کہ اس نے ایک بالکل انوکھی صورت اختیار کر لی
ایسے کئی آثار موجود ہیں جن سے یہ اسلوب اپنے پورے حسن
کے ساتھ عیاں ہے ۔ یہ آثار زیادہ تر آذر بائجان میں پائے جا
ہیں ۔ مغولی گچ کاری کا ایک نمونہ مسجد حیدریہ قزوین میں
موجود ہے جس کا تعلق تیرھویں صدی کے نصف آخر سے ہے
اس کی زمین پر کھجور کے پتے بہت گہرے کھدے ہیں اور
پر ایک لیس سی نظر آتی ہے جو ابھرے ہوئے عربی طرز
نقوش ، ستاروں ، مدور خانوں اور گتھے ہوئے فیتوں سے مل
بنی ہے ۔ مسجد حیدریہ ہی کے زمانے کی ایک اور مغولی
ہمدان میں مقبرہ گنبد علویان ہے جس میں مخصوص مغولی گچ
اپنے اوج کمال پر نظر آتی ہے ۔ چودھویں صدی میں مغولی گچ
کی ایک عمدہ مثال اصفہان کی جامع مسجد کی محراب ہے جو
میں الجایتو کے کسی وزیر اعظم نے تعمیر کرائی تھی ۔ اس میں
فن کی کئی خصوصیات کا سراغ ملتا ہے ۔ خط نسخ کی عبارات
عربی طرز کے خوشنما نقوش سے فن اسلامی کی بہترین روایت
ثبوت ملتا ہے ۔

جہاں تک چودھویں صدی کی مغولی سنگ تراشی کا
ہے ، میٹروپالیٹن میوزیم میں سنگی منبت کاری کے تین نمونے
محفوظ ہیں ۔ ان میں سے دو تو غالباً کسی کٹھرے کے
ہیں (دیکھئے تصویر ۴۸) جو ہمدان میں ملے تھے ۔ ان پر

Marfat.com

طرز کے نقوش کی گہری منبت کاری ہے ۔ پتھر پر عمارت کے مالک حاجی حسن اور سنگ تراش شرف ابن محمود کے نام اور تاریخ تعمیر ۷۰۳ھ کندہ ہے ۔ تصویر ۷۸ میں پتھر کی ایک رخ دو اقلیدسی شکلوں والی لیس (Lace) اور عربی طرز کے نقوش سے آراستہ ہے اور دوسرے رخ ایک شیر بارہ سنگے پر حملہ کرتا ہوا نظر آتا ہے ۔ دوسرے ٹکڑے پر اس قسم کے عربی طرز کے نقوش ہیں جو چودھویں صدی کی مغولی آرائش بالخصوص قرآن مجید کے نسخوں میں عام طور پر ملتے ہیں ۔ یورپ اور امریکہ کے مجموعوں میں ایسے کئی پتھر موجود ہیں ، جن کو بارھویں اور تیرھویں صدی سے منسوب کیا جاتا ہے ۔ بہر حال ان میں سے اکثر پتھر تیرھویں صدی سے پیشتر کے نہیں ہیں ۔

میٹروپالیٹن میوزیم کے ذخیرے میں مغولی سنگتراشی کا ایک اور دلچسپ نمونہ چودھویں صدی کا ایک سنگ مزار ہے جو محراب مسجد کی شکل میں کندہ کیا گیا ہے ۔ وسط میں اصل محراب ہے جس کے اوپر ایک نیم مدور گنبد دو ستونوں پر قائم ہے ۔ بالائی حصہ میں جو مستطیل قطعہ ہے اس پر خط کوفی میں عبارات کندہ ہیں ۔ محراب کے تین اطراف میں عبارات کے حاشیے ہیں اور ہر حاشیہ مختلف قسم کے خط میں لکھا گیا ہے ۔ دو حاشیے کوفی خط میں ہیں اور ایک مربع شکل کے حروف میں ہے ، جو مغولی دور میں بہت مقبول ہو گیا تھا ۔ وسطی حاشیہ نسخ میں ہے جس پر صاحب مرقد شیخ محمود بن محمد یزدی کا نام اور اس کی تاریخ وفات ۷۴۳ھ مندرج ہے ۔ محراب کی دھلیز پر سنگتراش نظامی بن شہاب کا نام کھدا ہے ۔ یہ سنگ مزار چودھویں صدی کے وسط کی

Marfat.com

مغولی محرابوں کا بہترین نمونہ ھے ۔

۶ ۔ فاطمی دور کی سنگتراشی مصر میں

(دسویں سے بارھویں صدی تک)

دسویں ، گیارھویں اور بارھویں صدی کے جو آثار قاھرہ میں ملتے ھیں ان میں سنگی اور گچی آرائش کے اعلیٰ نمونے نظر آتے ھیں ۔ ان کی بعض خصوصیات ایسی ھیں جو فاطمی دور سے مخصوص ھیں ۔ قدیم ترین گچی آرائش قاھرہ کی مسجد الازھر میں ھے جس کی تعمیر ۹۷۰ء میں شروع ھو کر ۹۷۲ء میں پایۂ تکمیل کو پہنچی تھی ۔ مقصورہ اور قبلہ کی سمت کی دیوار کھجور کے پتوں کے ایک گنجان نمونے سے آراستہ ھے ۔ اور طولونی آرائش کی طرح اس میں بھی زمین صرف اس قدر چھوڑی گئی ھے ، جس سے مختلف نمونے آپس میں خلط ملط نہیں ھوئے ۔ الازھر کی آرائش اگرچہ نویں صدی کی عباسی اور طولانی طرز سے ماخوذ ھے تاھم اس میں اسلوب کا ایک نمایاں تغیر نظر آتا ھے ۔ اھم ترین جدت یہ کی گئی ھے کہ مختلف تختیوں کو آپس میں ملانے والے حصوں کو بہت خوب ابھارا گیا ھے ۔

نئے نمونوں خصوصاً عربی طرز کے نقوش کے ارتقاء کا قاھ کی مسجدالحاکم (۹۹۰—۱۰۱۲ء) کی سنگی اور گچی آرائشوں پتہ چلتا ھے ۔ اس مسجد میں پتھر اور گچ دونوں پر برگدار کو خط میں عبارتیں کندہ ھیں ۔ مسجد کے دریچوں ، محرابوں

Marfat.com

میناروں پر عربی طرز کے ترقی یافتہ نقوش نظر آتے ہیں ۔ قدیم نمونوں کی جگہ آرائشی خطوط نے لے لی ہے ، جو مختلف اطراف کی طرف بڑھتے اور ایک دوسرے کو قطع کرتے دکھائی دیتے ہیں ۔ عین ممکن ہے کہ اس قسم کے عربی نقوش اور برگدار کوفی خط کا سر چشمہ مشرقی ایران ہو ۔

فاطمی دور میں* گیارھویں صدی کی گچ کاری کے نمونے قاھرہ کی کئی مساجد کی محرابوں میں ملتے ھیں ۔ مسجد الجیوشی (۱۰۸۵ء) کی محراب کی آرائش الحاکم کی مسجد سے بالکل الگ ہے ۔ محراب کی پوری سطح پر عربی طرز کے جلی نقوش اور کھجور کے پتے مختلف اقلیدسی شکلوں میں کندہ ھیں ۔ اور تفصیلات کو ظاھر کرنے میں بڑی باریکی سے کام لیا گیا ہے ۔ یہ خصوصیت اس سے پہلے نیشاپور اور نائین کی دسویں صدی کی آرائش میں بھی موجود ہے ۔ چونکہ اس قسم کی زیب و زینت کا کوئی نمونہ مصر میں نہیں ملتا اس لئے گمان ہے کہ یہ اسلوب ایران سے آیا ھو گا اور سلاجقہ کے ذریعے ایشیا کے مغربی ملکوں میں پھیلا ھو گا ۔ بارھویں صدی میں سلجوقی اسلوب بھی مصر میں مقبول تھا ۔ اس کا ثبوت ھمیں الازھر کے قبہ مقصورہ اور مقبرہ برادران یوسف (۱۱۰۰ء) کی محراب میں ملتا ہے ۔ مقبرہ سید رقیہ کی گچی محرابوں میں ایک نئی

* فاطمی خاندان کی ابتداء المغرب (شمالی افریقہ) میں ھوئی تھی ، مگر جب ان کے سپہ‌سالار جوھر نے ۳۵۶ھ (۹۶۹ء) میں مصر فتح کیا تو بنو فاطمہ نے مصر ھی کو اپنا مستقر بنا لیا ۔ اپنی صنعت و تجارت ، دولت و حشمت اور علوم و فنون کی سر پرستی کی وجہ سے فاطمی دور مصر کی تاریخ میں ایک خاص شان رکھتا ہے (مترجم) ۔

Marfat.com

بات یہ نظر آتی ہے کہ ان میں مقرنسوں کی دو تین قطاریں لٹک رہی ہیں ۔ جن کا ان دنوں مصر میں بہت رواج تھا ۔ فاطمیوں کے آخری دور کی ایک عمارت مسجد الصالح (۱۱۶۱ء) ہے جس کے دریچہ میں مشبک گچ کاری کا ایک خوبصورت نمونہ ملتا ہے ۔ ان تمام عمارتوں میں گچی آرائش کی منبت کاری پتھر کی سطح کے برابر ہے ۔ فاطمی سنگتراشوں نے ابھری ہوئی منبت کاری سے کام نہیں لیا جو ایران کی اکثر سلجوقی عمارات کی خصوصیت ہے ۔

۷ ۔ ایوبی اور مملوکی عہد کی سنگ تراشی مصر اور شام میں

(بارھویں صدی کے اواخر سے پندرھویں صدی تک)

ایوبی خاندان کی حکومت کے دوران میں جس کی بنیاد صلاح الدین اعظم نے ۱۱۶۹ء میں مصر میں اور ۱۱۷۶ء میں شام میں رکھی تھی ، سنگ تراشی اور دوسرے فنون فاطمی اسلوب کے زیر اثر نشو و نما پاتے رہے ۔ فسطاط کے قدیم شہر کی فصیل اور قلعہ کے علاوہ صلاح الدین کی کوئی عمارت اب قاھرہ میں موجود نہیں ۔ ایوبی دور کے اواخر کی جو چند عمارتیں محفوظ رہ گئی ہیں ان میں مقبرۂ امام شافعی (۱۲۱۱ء) مقبرۂ امیر ابو منصور اسماعیل (۱۲۱۶ء) ، الصالح نجم الدین ایوب کا مدرسہ (۱۲۴۲ء) او[ر] مقبرہ (۱۲۵۰ء) اور مقبرہ بنی عباس (تقریباً ۱۲۴۲ء) شام[ل] ہیں ۔ مختلف مثالوں کے سبب سے ان تمام عمارات کے طرز مختلف ہیں ، مثلاً مقبرہ ابو منصور کا دروازہ دیکھئے جس پر خط نس[خ]

Marfat.com

کی عبارات سے آرائش کی گئی ہے - اس پر اقلیدسی اشکال اور عربی طرز کے نقوش اوپر تلے کندہ ہیں - منبت کاری اعلیٰ درجہ کی ہے اور اس زمانے کی چوب کاری کے مشابہ ہے -

شام اور فلسطین خصوصاً حلب میں ایوبی دور کی کئی عمارات موجود ہیں ، لیکن کچھ زیادہ مشہور نہیں - اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے بارے میں ابھی تک معلومات شائع نہیں ہو سکیں - حلب کی اہم عمارتوں میں مدرسہ المعروف (۱۱۹۳ء) ، قلعہ کی بڑی مسجد (۱۲۱۴ء) اور مدرسہ سلطانیہ کا نام لیا جا سکتا ہے - دمشق میں جہاں صلاح الدین نے ۱۱۸۲ء کے بعد اقامت اختیار کر لی تھی ، ایوبی عہد کی بہت کم عمارتیں باقی ہیں - دمشق کے ایک گمنام مقبرے کی گچ کاری عربی نما اشکال کے اس سلجوق نمونہ سے بہت ملتی جلتی ہیں جس کی مثالیں موصل اور قونیہ کے آثار میں خاص طور پر نظر آتی ہیں -

۱۲۶۰ء میں مملوکوں کے عروج کے ساتھ مصر اور شام میں اسلامی فنون کا ایک نیا اور زریں دور شروع ہوا - قاہرہ کا شمار مملوکی فن کے اہم مرکزوں میں ہوتا ہے ، چنانچہ اسے کئی عالی شان مسجدوں ، مقبروں اور مدرسوں سے آراستہ کیا گیا - ان عمارتوں کی اندرونی اور بیرونی آرائش بہت نظر فریب تھی - یہ مملوکی دور کے معماروں کے ایک انوکھے نمونے پر مبنی تھی جس میں تاثیر پیدا کرنے کے لئے مختلف رنگوں کے پتھر مثلاً سرخ اور سفید یا خاکستری اور سفید بکثرت استعمال کئے جاتے تھے - دیگر عناصر میں مقرنسوں اور طرح طرح کی سنگی اشکال کا ذکر کیا جا سکتا ہے جن سے آرائش کا کام لیا گیا - مساجد اور دوسری عمارتوں کی

Marfat.com

اندرونی آرائش میں سنگ مرمر کی سلوں، پچی کاری اور سنگی اور گچی منبت کاری سے کام لیا جاتا تھا - اور منبت کاری زیادہ ابھری ہوئی ہوتی تھی - یہ منبت کاری زیادہ تر الواح تک محدود رکھی جاتی تھی اور پوری عمارت کے اسلوب کے مطابق اور متناسب ہوا کرتی تھی -

ممالیک کے ابتدائی دور کی جن مساجد میں سنگی اور گچی آرائش کو بہت اہمیت حاصل رہی، بیبرس اول کی مسجد قابل ذکر ہے جو ۱۲۶۶ء اور ۱۲۶۹ء کے درمیان تعمیر ہوئی تھی - اس کی اندرونی گچ کاری کا ایک حصہ ابھی تک محفوظ ہے - یہ گچکاری کٹہرے والی کھڑکیوں پر مشتمل ہے جس پر کوفی خط کے کتبات اور عربی طرز کے نقوش بنے ہوئے ہیں - بعض کٹہروں پر اقلیدسی اشکال کے حاشیے یا عربی طرز کے نقوش کندہ ہیں اور انہیں دو قطعوں میں ترتیب دیا گیا ہے - دوسری عمارات جن میں اعلیٰ درجہ کی گچکاری نظر آتی ہے، قلاوون کا مقبرہ (۱۲۸۵ء) اور اس کے بیٹے الناصر محمد (۱۲۹۵—۱۳۰۳ء) کا مدرسہ ہے - ان عمارتوں میں عربی نقوش کی آرائش پورے کمال پر پہنچی ہوئی ہے اور اس کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ سطح کی آرائش کھجور کے پتوں سے کی گئی ہے جن کے متصل حاشیوں میں رگوں کا ایک سلسلہ ہے - ان نقوش کو اکثر اوقات مختلف سطحوں پر ترتیب دیا گیا ہے جس سے بہت خوبصورت نمونے پیدا ہو گئے ہیں، ان کی ایک مثال مدرسہ الناصر کی محراب میں دیکھی جا سکتی ہے - چودھویں صدی کے اوائل میں مملوکی دور کی سنگی منبت کاری گچکاری سے کچھ کمتر نہ تھی، چنانچہ اس کا ثبوت مدرسۂ سالار و سنجرالجولی (۱۳۰۳ء) کی سنگی...

Marfat.com

کی شاندار جالیوں سے ملتا ہے جن کو عربی نقوش کے مشبک نمونوں سے مزین کیا گیا ہے ۔

سلطان حسن کے عہد کی اہم عمارت اس کا بنایا ہوا مدرسہ ہے جو ۱۳۵۶ء اور ۱۳۶۲ء کے درمیان تعمیر ہوا تھا ۔ اس کا دروازہ اسلامی فن تعمیر کے بہترین شاہکاروں میں شمار ہوتا ہے ۔ وہ ۶۶ فٹ بلند ہے اور اس پر سنگی منبت کاری قطعوں اور عمودی پٹیوں کی صورت میں کی گئی ہے ۔

برجی یا چرکسی مملوکوں کے عہد (۱۳۸۲—۱۶۱۷ء) میں سلاطین اور امراء دربار کے خوبصورت گنبدوں اور میناروں والے مقبرے اور مسجدیں تعمیر ہوئیں جو قرافہ کے گورستان میں واقع ہیں اور مقابر خلفاء کے نام سے مشہور ہیں ۔ اس خاندان کے دور حکومت میں اگرچہ گچکاری کو یکسر ترک نہیں کیا گیا تاہم سنگتراشی سے پہلے کی بہ نسبت کہیں زیادہ کام لیا گیا تھا ۔ مملوک دور کے سنگتراشی کے کئی نمونے اور پتھر کے ظروف قاہرہ کی مساجد اور عجائب خانوں میں محفوظ ہیں ۔ ان میں سے بیشتر سنگ مرمر کے بنے ہوئے ہیں اور ان میں منبر ، فوارے ، ظروف ، حوض ، مرتبان اور گھرونجیاں شامل ہیں ۔ عہد ممالیک کی سنگی منبت کاری کا ایک شاندار نمونہ سنگ مرمر کا ایک برتن وکٹوریا اینڈ البرٹ میوزیم*

*یہ عجائب خانہ ۱۸۵۷ء میں ملکہ وکٹوریا اور اس کے شوہر نامدار پرنس البرٹ کے نام پر لنڈن میں قائم ہوا تھا ۔ بعد ازاں ''انڈیا میوزیم'' کے نوادر بھی اس میں داخل کر دئیے گئے ۔ دستکاریوں کے عمدہ نمونوں کے علاوہ اس میں مصوری اور سنگتراشی کے بھی اعلیٰ نمونے موجود ہیں (مترجم) ۔

Marfat.com

میں محفوظ ہے ۔ اس پر عربی طرز کی شکلیں کھدی ہوئی ہیں جن کی زمین پر گنجان نقوش نظر آتے ہیں ۔ اس پر حماۃ کے ایوبی سلطان المنصور کا نام اور ۶۷۶ھ کندہ ہے ۔ قاہرہ کے عربی عجائب خانہ میں چودھویں اور پندرھویں صدی کے کئی اہم ظروف اور مساجد سے حاصل کئے ہوئے منبت کاری کے نمونے موجود ہیں ۔ میٹرو پالیٹن میوزیم میں ایک مرتبان ہے (تصویر ۷۹) جس پر ایک کتبہ منقوش ہے جس میں مملوک سلاطین کے القاب ہیں ۔ ایسے مرتبانوں کو چھوٹے چھوٹے حوضوں میں رکھا جاتا تھا ۔ اس قسم کا ایک حوض میوزیم میں بھی ہے ۔ اکثر اوقات اس قسم کے حوض نما ظروف مرتبانوں کی بہ نسبت پرانے ہوا کرتے تھے ۔ چنانچہ چند ایک تو عہد ایوبی کے اوائل کے بلکہ فاطمی دور کی یادگار ہیں ۔ سنگ مرمر پر منبت کاری کے کئی عمدہ نمونے قاہرہ کے عربی عجائب خانہ میں بھی محفوظ ہیں ۔ مملوکی دور کی سنگی منبت کاری کی ایک اہم مثال مسجد برقوق کا منبر ہے جو سلطان قایت بک کے عہد میں ۱۴۸۳ء میں بنایا گیا تھا ۔

۸ ۔ اندلس اور شمالی افریقہ کی عربی سنگتراشی

۷۱۰ء میں فتح اندلس کے ساتھ اسلامی تہذیب مغربی یورپ میں پھیلنے لگی ۔ قرطبہ جسے اندلس کے بنی امیہ نے اپنا پایہ تخت قرار دیا تھا ایک خالص مشرقی شہر بن گیا ۔ ۷۸۶ء میں امیر عبدالرحمان نے یہاں کی عظیم الشان مسجد کی تعمیر کا آغاز کیا اور اس کے جانشین اس کی وسعت اور شان و شوکت میں بتدریج اضافہ کرتے چلے گئے ۔ اندلس میں اموی فن کا اہم د

Marfat.com

دسویں صدی میں عبدالرحمان ثالث کے عہد (۹۱۲–۹۶۱ء) سے شروع ہوتا ہے۔ اسی نے قرطبہ کے قریب مدینة الزہراء کے نام سے ایک رفیع الشان محل تعمیر کرایا تھا۔ *

مدینة الزہرا میں سنگی منبت کاری والی جو آرائش نظر آتی ہے اس میں زیادہ ترگلکاری سے کام لیا گیا ہے جو اس زمانہ میں بلادمشرق کے مروجہ عباسی اسلوب سے قطعاً مختلف ہے۔ گل شوکة الیہود اقلیدسی شکلوں کے ساتھ اس طرح مل جل گئے ہیں، جس بزنطینی اور مقامی وزیقوطی اثرات عیاں ہیں۔ ** اس محل کی آرائشوں کے مماثل نمونے تلاش کرنے کے لئے ہمیں ساتویں اور آٹھویں صدی کے شامی فن کی طرف رجوع کرنا ہوگا جس کے سنگی اور چوبی منبت کاری کے نمونے ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ یہ طرز آرائش یہاں شام سے نہیں بلکہ شمالی افریقہ کے راستے سے پہنچا تھا۔ مسجد قیروان (تونس) میں نویں صدی کی سنگتراشی اس قسم کے نمونوں کی مظہر ہے۔ یہ امر کہ یہاں بزنطینی اثرات بلا واسطہ کار فرما رہے، خود اسلامی ماخذ سے ثابت ہے، ان سے پتہ چلتا

* افسوس کہ مدینہ الزہرا جس کی تعمیر اور آراستگی میں مملکت کے خزانوں کے منہ کھول دئے گئے تھے، تعمیر کے تقریباً پچاس سال بعد بربری فوجوں کی یورش میں جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ چند سال سے اس کی کھدائی جاری ہے۔ اور اس کے آثار اندلس مرحوم کے فن تعمیر اور طرز آرائش پر روشنی ڈالتے ہیں مگر اس سے اس حسرت و یاس کی تلافی نہیں ہوتی جو تماشائی کے غمناک دل میں زمانے کی بے بندہ دست برد کے خیال سے پیدا ہوتی ہے (مترجم)۔

** وزیقوطی (Visigoths) سے قوطی قوم کے وہ جرمن نژاد قبائل مراد ہیں جو چوتھی صدی عیسوی میں مغربی یورپ پر چھا گئے تھے (مترجم)۔

ہے کہ اس محل کی آرائش میں بزنطینی فرمانروا نے عبدالرحمان کی
مدد دی تھی -

دسویں صدی کے اموی اسلوب کے نمونے کئی عجائب خانوں میں موجود
ہیں - یہ نمونے سنگ مرمر کے سرستونوں اور پایوں کی صورت میں ہیں
جن میں سے بعض اسی قدیم محل سے تعلق رکھتے ہیں - میٹرو پالیٹن میوزیم
میں ایک ستون کا پایہ ہے اور چار سرستون (تصویر ۶۰) - یہ مرکب
ستونوں کے اجزاء ہیں - ان میں گل شوکۃ الیہود نازک ٹہنیوں
میں تبدیل ہوگئے ہیں - آرائش اکثر گہری کھدی ہوئی ہے جس
سے دھوپ چھاؤں کا سماں پیدا ہو گیا ہے - اندلسی عربوں کی
آرائش کی یہ ایک مقبول عام خصوصیت تھی -

الحکم اموی (۹۶۱-۹۷۶ء) نے مسجد قرطبہ میں اضافے کئے
چنانچہ اس کے اندرونی اور بیرونی دونوں حصوں کی بہترین آرائش اسی
فرمانروا کی مرہون منت ہے - محراب کے دونوں طرف سنگ مرمر
کی جو خوبصورت الواح ہیں وہ کھجور کے پتوں اور شجر حیات سے
مزین ہیں - یہ اندلسی عربوں کی سنگ تراشی کے شاہکار ہیں
اس مرمریں منبت کاری کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں
ٹھوس سطحیں مفقود ہیں - شام کے نمونے چھوٹے چھوٹے نازک
قطعوں کی صورت میں منقسم ہیں جس سے ایک فیتہ سا بن گیا -
دسویں صدی کے اواخر کی قرطبی سنگتراشی کے دو اہم نمونے
تک محفوظ ہیں - یہ سنگ مرمر سے بنے ہوئے وضو کے لئے مستطیل
شکل کے چھوٹے چھوٹے حوض ہیں - ان میں ایک تو میڈرڈ
عجائب خانہ آثار قدیمہ میں ہے اور اس پر المنصور کا نام
سنہ ۳۷۷ھ کندہ ہے - دوسرا مراکش میں مدرسۂ ابن

Marfat.com

...ہیں ہے -

گیارھویں صدی عیسوی میں اندلس کی اسلامی مملکت چھوٹی
چھوٹی ریاستوں میں منقسم ہوگئی جن کو ملوک الطوائف کہتے
ہیں - اگرچہ اس دور میں بھی علوم و فنون کا سب سے بڑا مرکز
...رطبہ ھی رھا ، تاھم عربی فنون کے ارتقاء میں دوسرے شہروں نے
...ھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا - سرقسطہ * کا قصر الجعفریہ گیارھویں
...ہدی کی ایک اھم عمارت ہے جسے وھاں کے فرمانروا ابو جعفرالمقتدر
...۱۰۴٦—۱۰۸٦ء) نے تعمیر کرایا تھا - اس محل کے بعض ٹکڑے
...سپانیہ کے مختلف عجائب خانوں میں محفوظ ھیں جن پر اعلیٰ درجے
... گچ کاری اور سنگ تراشی نظر آتی ہے - اگرچہ یہ آرائش دسویں
...ہدی کے قرطبی طرز کی ہے ، تاھم اس کے بعض پہلو ایسے ھیں
...ن کو اس نئے اسلوب سے متعلق کہا جا سکتا ہے ، جو مسلمانوں
...کے عہد حکومت میں اندلس میں پھلا پھولا تھا - کھجور کے پتوں
... شکلیں کسی حد تک دسویں صدی میں بھی بنائی جاتی رھیں لیکن
... ان کی جگہ مکمل طور پر شوکۃ الیہود نے لے لی تھی - لیکن
... کا اسلوب ایسا تھا جو اندلسی عربوں کے فن کے ساتھ مخصوص
... - اگرچہ یہ نمونے کھجور کے نصف پتوں والی عربی شکلوں سے
...خوذ ھیں تاھم یہ اکثر جگہ منحنی خطوط میں کھینچے گئے ھیں
... ان میں اتنی گنجان اور باریک رگیں بنائی گئی ھیں کہ بعض
...قات یہ پتے بالکل قدرتی معلوم ھوتے ھیں - یہ منبت کاری دسویں

* سرقسطہ جسے سپین والے Zaragoza لکھتے ھیں ، سپین کا ایک
...ہور تاریخی شہر ہے جو اسلامی عہد میں اپنے علاقے کا صدر مقام تھا اور
...ایت باریک اور نفیس کپڑے کی ساخت کے لئے مشہور تھا (مترجم) -

صدی کے مقابلہ میں زیادہ گہری ہے اور دھوپ چھاؤں کے ساتھ اس کی مشابہت زیادہ واضح ہے۔

مرابطین کے بربری خاندان نے ۱۰۹۰ء میں اندلس اور مراکش دونوں کو ایک سلطنت میں متحد کر دیا۔ ان کی آمد سے اندلسی عربوں کے فن میں ایک نئے باب کا آغاز ہوا۔ بارھویں صدی میں اندلسی تہذیب اور فنون نے المغرب میں راہ پائی جہاں مراکش، فاس اور تلمستان جیسے شہروں میں نہایت اعلیٰ درجہ کی آرائش سے مزین عمارتیں وجود میں آئیں۔ تلمستان کی مسجد کی گچی آرائش میں جو گلکاری نظر آتی ہے وہ یقیناً کسی اندلسی سنگتراش کی ہنر مندی کا نتیجہ ہے۔ بارھویں صدی کے نصف آخر میں موحدین * نے ایک سادہ اسلوب پسند کیا اور اندلس کی گنجان گلکاری پر مشرق کی عربی طرز کی آرائش کو ترجیح دی۔

۱۲۳۵ء کے قریب اندلس میں عیسائیوں کی تدریجی فتوحات کے ساتھ ساتھ یورپ میں اسلام کا سیاسی زوال شروع ہوگیا۔ غرناطہ کا نصریہ خاندان واحد حکمران خانوادہ ہے، جس نے عیسائیوں کا مقابلہ کیا اور اسلامی اندلس کی قدیم عظمت کو دوبارہ زندہ کیا۔ ان کا تعمیر کردہ محل الحمراء اندلس میں چودھویں صدی کے اسلامی فن تعمیر کا بہترین نمونہ ہے۔ اس محل کی دیواریں، کمروں کی محرابیں اور طاق اور صحن اعلیٰ درجہ کی گچی آرائش

* موحدین شمالی افریقہ کا ایک بربری نسل کا حکمران خاندان ہے، جسے ہسپانوی مورخین نے Almohades لکھا ہے۔ یہ خاندان ۵۲۴ھ (۱۱۳۰ء) میں مرابطین کا جانشین ہوا۔ اس نے کچھ عرصہ اندلس پر بھی حکومت کی تھی (مترجم)۔

Marfat.com

سے مزین ہیں ۔ یہ آرائش بیشتر اقلیدسی مشبک اشکال اور عربی طرز کے نقوش پر مشتمل ہے اور اندلسی اور عربی دونوں اسلوبوں کی مظہر ہے ۔ اس کی زیبائش میں مختلف رنگوں مثلاً نیلے ، سرخ ، اور سنہری رنگ کے استعمال سے اور بھی اضافہ ہوگیا ہے ۔ یہ بات اندلسی عربوں کے فن کی خصوصیت ہے ۔ اس قسم کی رنگین گچ کاری اندلس کے دوسرے حصوں میں بھی رائج ہو گئی ، چنانچہ یہ اشبیلیہ کے القصر او طلیطلہ کی متعدد عمارات میں ملتی ہے ۔ اس دور کی سنگ تراشی کا ایک نمونہ میٹروپالیٹن میوزیم میں محفوظ ہے ۔ یہ سنگ مرمر کا ایک سر ستون ہے ۔ الحمراء میں اس قسم کے کئی سر ستون نظر آتے ہیں مگر اسلوب کے اعتبار سے یہ سر ستون ابتدائی دور کے قدیم نمونوں سے مختلف ہے* ۔

---

* قصر الحمراء کو خاندان نصریہ کے بانی امیر محمد بن یوسف بن نصر نے ساتویں صدی ہجری میں شہر غرناطہ میں ایک پہاڑی پر تعمیر کیا تھا ۔ اس کے جانشینوں نے بعد ازاں اس میں نئی عمارتوں کا اضافہ کیا اور ان کی آرائش و زیبائش میں طرح طرح کے تکلفات سے کام لیا ۔ اس کی دیواریں ایسے مسالہ سے تیار ہوئی ہیں ، جن کا رنگ سرخی مائل ہے اس لئے اسے القصرالحمراء یعنی لال محل کہتے ہیں ۔ یہ قصر مسلمانان اندلس کے فن تعمیر کا ایک نہایت اعلیٰ نمونہ ہے ۔ اس کا دلفریب منظر ، اس کے دلکشا ایوان ، اس کے نازک اور خوبصورت ستون ، اس کی دیواروں کی گلکاریاں ، اس کے رنگین نقش و نگار ، غرض اس کی ہر چیز حیرت انگیز ہے ۔ الحمراء کا اکثر حصہ اب تک موجود ہے اور عجائبات عالم میں شمار ہوتا ہے ، جسے دیکھنے کے لئے دور دور سے سیاح آتے ہیں (مترجم) ۔

Marfat.com

باب ہفتم

لکڑی کی کندہ کاری

۱ ۔ اموی اور عباسی دور کی چوبی کندہ کاری

اسلامی عہد کے اوائل میں چوبی کندہ کاری میں یونانی اور ساسانی اسالیب کی پیروی جاری رہی مگر ان سے بتدریج ایک بالکل جدید اسلوب پیدا ہوا ۔ اس تبدیلی کا ہمیں متعدد نمونوں سے پتہ چلتا ہے جو مصر میں اور خصوصاً فسطاط اور عین شمس میں دستیاب ہوئے ہیں ۔ بیت‌المقدس کی مسجد اقصیٰ میں لکڑی کے جو تختے ہیں ان کی آرائش میں یونانی اثرات بدستور کار فرما ہیں ۔ اس میں شوکة‌الیہود اور انگور کی بیل کے پتے اسی طرح اکھٹے نظر آتے ہیں ، جس طرح بیت المقدس کے قبةالصخرہ (۶۹۱) اور

Marfat.com

دمشق* کی جامع مسجد کی آرائش میں دکھائی دیتے ہیں - یہ جدید اسلامی اسلوب جس کی بہترین مثال قصر مشتیٰ کا روکار ہے ، مصر اور عراق کی چوب کاری کے متعدد نمونوں میں بھی نظر آتا ہے - ممکن ہے کہ بعض اموی دور کے ہوں مثلاً وہ نفیس دروازہ جو شہر ایتھنز کے مجموعۂ بناکی میں محفوظ ہے ، باقی عباسی عہد کے اوائل سے متعلق ہیں یعنی آٹھویں صدی کے نصف ثانی سے تعلق رکھتے ہیں -

عباسی عہد کے اوائل کی چوبی کندہ کاری کا مشہور ترین نمونہ مسجد قیروان کا منبر ہے - تاریخی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ اغلبی خاندان کے ایک فرمانروا نے اسے روغنی اینٹوں سمیت نویں صدی کی ابتداء میں بغداد سے منگوایا تھا - اس منبر میں تختوں کی ایک قطار ہے جو مستطیل قطعات میں منقسم ہیں اور جن کی آرائش میں اقلیدسی اشکال پھول پتوں اور انگور کی بیلوں سے کام لیا گیا ہے - غیر فطری میلانات اموی عہد میں خصوصاً قصر مشتیٰ کے روکار میں ظاہر ہو چکے تھے ، عباسی عہد میں یہ رجحانات اور بھی نمایاں ہوگئے - مثلاً ایک جگہ کھجور کا ایک چھوٹا سا درخت دکھایا گیا ہے جو مشرق کے شجرۃ الحیٰت سے ماخوذ ہے ، مگر اس کی چوٹی پر دو سینگ بنا دئے گئے ہیں ،

* دمشق کی جامع مسجد خلیفہ ولید اموی (۸۶ھ—۹۶ھ) نے صرف کثیر سے بنوائی تھی اور اس کی تعمیر کے لئے روم ، ایران اور ہند سے عمارتی سامان اور کاریگر منگوائے تھے - پوری عمارت جو مختلف قسم کے خوبصورت پتھروں سے آراستہ تھی آٹھ سال کی مدت میں پایۂ تکمیل کو پہنچی - یہ مسجد جس میں بیس ہزار آدمی بیک وقت نماز ادا کر سکتے ہیں، دنیائے اسلام کی مشہور ترین مساجد میں شمار ہوتی ہے (مترجم) -

جن کے ارد گرد انگور کے خوشوں کی بجائے صنوبر کے پھل دکھائی دیتے ھیں ۔ ان میں سے بعض کی شکل و صورت قدرتی ھے ، اور بعض کے سروں پر کھجور کے پتے بنا دئے گئے ھیں ، جن کی ایک قطار نظر آتی ھے ۔ دوسری جگہوں کو محض تجریدی شکلوں سے پر کر دیا گیا ھے ، اور یہ اشکال اپنی آرائش کے لحاظ سے گویا سامرا کی گچ کاری کے دوسرے اور تیسرے دور کے اسلوب کا پیش خیمہ ھیں ۔ مسجد قیروان* کا منبر جو غالباً خلیفہ ھارون الرشید کے عہد (۷۸۶ء–۸۰۹ء) کا ھے ، بغداد کی چوبی کندہ کاری کا ایک اعلیٰ نمونہ ھے سامرا کی گچ کاری کی طرح اس کی آرائش میں تنوع بھی ھے اور جزئیات کی تفصیل بھی ھے ۔

خلیفہ ھارون الرشید کے زمانے کی چوبی کندہ کاری کے اور کئی نمونے جو بغداد کے شمال میں تکریت کے شہر سے یا مصر سے دستیاب ھوئے ھیں ، میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ھیں ۔ ان میں سے سب سے نفیس لکڑی کا ایک لمبا تختہ ھے جو تکریت سے ملا تھا (تصویر ۶۱) ۔ یہ غالباً کسی منبر کا ٹکڑا ھے ، جس کی آرائش میں انگور کی بیل سے کام لیا گیا ھے مگر انگور کے پتوں کی بجائے کھجور کے پتے کندہ کئے گئے ھیں اور یہ بات ساسانی آرٹ سے لی گئی ھے ۔ اور قصر مشتیٰ کے روکار اور قیروان

*قیروان شمالی افریقہ کا ایک مشہور تاریخی شہر ھے جسے عقبہ بن نافع نے ۵۰ھ (۶۷۰ء) میں امیر معاویہ کے عہد خلافت میں آباد کیا اور اسے شمالی افریقہ کی اسلامی حکومت کا صدر مقام بنایا ۔ قیروان مدت دراز تک افریقہ کے مسلمان فرمانرواؤں کا دارالحکومت رھا ۔ عقبہ کی بنائی ھوئی جامع مسجد وھاں آج تک موجود ھے (مترجم) ۔

Marfat.com

کے منبر کی طرح انگور کی بیل کی شاخوں میں صنوبر کے پھل بنائے گئے ہیں - صنوبر کے پھل اموی عہد میں مقبول عام ہو گئے تھے اور عہد قدیم کی اسلامی آرائش میں ان کا استعمال جاری رہا ، چنانچہ یہ بیت المقدس کی پچی کاری ، مشتی اور قصر الطوبیٰ کے ابھروان کام ، قیروان کے منبر اور سامرا کی نویں صدی کی گچ کاری سب میں موجود ہیں -

میٹرو پالیٹن میوزیم میں تکریت کا ایک اور چوبی تختہ ہے جس پر انگور کی گنجان بیل کندہ ہے - اس کی پیچیدہ شاخوں سے متعدد خانے بن گئے ہیں جن کے درمیان ایک بڑا مرکزی دائرہ ہے اور اس کے علاوہ چند چھوٹے دائرے بھی ہیں - بیل کے پتے بیشتر سہ گوشہ ہیں اور ان کی رگیں بھی دکھائی دیتی ہیں - تکریت کا ایک تیسرا تختہ بھی ہے ، جو تین مستطیل خانوں میں منقسم ہے - درمیانی خانے میں پر بنے ہوئے ہیں جن کے ساتھ لہردار فیتے ہیں جو ساسانی آرٹ کی یادگار ہیں - دو چھوٹے خانوں میں محرابیں ہیں جن کے اندر انگور کی بیلیں ہیں - اسی طرح کا اس سے بڑا تختہ قاہرہ کے عرب میوزیم میں موجود ہے ، جو عین شمس کے قبرستان سے حاصل ہوا تھا - اسے بھی بغداد کی طرف منسوب کرنا چاہئے -

سنگتراشی اور گچ کاری پر جو باب ہے ، اس میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ آٹھویں صدی کے خاتمہ پر مسلمان ہنروروں نے آرائش کا ایک نیا طرز ایجاد کیا جو ترچھی سطح کے لئے موزوں تھا ، اور جس کی ابتداء غالباً لکڑی کے کام سے ہوئی - عباسی عہد میں اس طرز کے چند نمونے میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ہیں -

Marfat.com

ایک تو مکمل دروازہ ہے (تصویر ۶۲) اور دو قطعے ہیں ، جو دروازوں یا کسی چھت سے ملے ہوں گے - چونکہ وہ تکریت سے دستیاب ہوئے تھے اس لئے گمان غالب یہی ہے کہ وہ قریب کے شہر سامرا سے آئے ہوں گے - بہر حال وہ اس مقام کی چوبی کندہ کاری کے مکمل ترین نمونے ہیں - دروازوں کی آرائش اس قدیم طریقے پر ہوئی ہے کہ ان کو مستطیل یا مربع خانوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے اور ان کے اندر زینت کے لئے عربی طرز کے نقوش اور گلدان کندہ کر دئیے گئے ہیں - یہ طرز آرائش مصر میں بھی رواج پذیر ہوا جہاں طولونی عہد میں (۸۶۸ء تا ۹۰۴ء) اس نے بڑی مقبولیت حاصل کر لی - چنانچہ عربی میوزیم میں طولونی عہد کی چوبی کندہ کاری کے بہت سے نمونے محفوظ ہیں ، جن میں دروازے چھت کے ٹکڑے اور دیگر ساز و سامان شامل ہیں جن پر شوخ رنگ کی نقاشی ہے - اس طرز کے چند عمدہ نمونے میٹروپالیٹن میوزیم میں بھی موجود ہیں -

مصری کاریگروں نے دسویں صدی کی ابتداء میں عباسی طرز میں قدرے تبدیلی پیدا کی ، مثلاً لکڑی کی کھدائی زیادہ گہری ہونے لگی اور نقش و نگار میں گولائی کی طرف میلان بڑھ گیا - اس مقامی مصری طرز کے دو نمونے ہمارے میوزیم میں موجود ہیں -

۳ - فاطمی عہد کی کندہ کاری مصر اور شام میں

(دسویں سے بارھویں صدی عیسوی تک)

وہ نئے رحجانات جنھوں نے سنگتراشی اور گچ کاری کے

کو بدل دیا ، فاطمی عہد میں لکڑی کی کندہ کاری پر بھی اثر انداز ہوئے۔ طولونی عہد کا قدیم طرز آرائش اور ترچھی کندہ کاری کچھ مدت اور جاری رہی جیسا کہ الحاکم کی مسجد کے شہتیروں اور جامع الازہر* کے دروازے سے ظاہر ہوتا ہے ۔ کتبہ کی عبارت کے مطابق یہ دروازہ الحاکم کے حکم سے بنایا گیا تھا جس نے ۱۰۱۰ء میں الازہر کی مرمت کی تھی ۔ اس کی آرائش مستطیل چوکٹوں کے ذریعے ہوئی ہے ، جن میں عربی طرز کے نقش و نگار بنے ہوئے ہیں ۔ قدیم طرز کے نمونے بنانے میں فاطمی عہد کے کاریگروں نے ان اصولوں کی پیروی کی ہے جو جامع الازہر کی گچ کاری میں نظر آتے ہیں ۔ مگر الحاکم کے دروازے میں آرائشی بیل بوٹے زیادہ نمایاں ہیں ۔

الحاکم کے زمانے میں طولونی عہد کے نمونوں اور کندہ کاری کے طرز طریق کی جگہ فاطمی اسلوب لینے لگا ۔ اس کی مثال دروازے کا ایک شاندار مستطیل چوکھٹا ہے جو میٹروپالیٹن میوزیم میں محفوظ ہے ۔ (دیکھئے تصویر ۶۳) ۔ اس کے نقش و نگار کو خوب گہرا کھودا گیا ہے ، اور اس میں عربی طرز کی آرائش کے ساتھ ساتھ گھوڑوں کے خوبصورت سر بنے ہوئے ہیں ۔ اس چوکھٹے کی

---

* فاطمی حکمرانوں کے سپہ‌سالار ابوالحسن جوہر نے مصر فتح کر کے فسطاط کے قریب ایک نیا شہر بسایا اور اس کا نام قاہرہ رکھ کر اسے اپنا دارالحکومت بنایا ۔ جوہر نے قاہرہ میں ایک عالیشان مسجد بھی تعمیر کی اور اس کا نام الازہر رکھا ۔ ایک ہزار سال سے زیادہ ہونے کو آیا ہے کہ یہ مسجد عبادت‌گاہ کے علاوہ دارالعلوم کا کام بھی دے رہی ہے اور اس وقت عالم‌اسلام میں اسلامی علوم کی سب سے پرانی اور بڑی درسگاہ ہے ۔ (مترجم) ۔

Marfat.com

ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ اس کے بیل بوٹوں کی جزئیات میں بڑی نفاست پائی جاتی ہے ، اور گھوڑوں کی لگام تک دکھائی گئی ہے ۔ فاطمی عہد کی لکڑی کی کندہ کاری کی ایک نہایت عمدہ مثال وہ چوبی جالی ہے جو پہلے فسطاط کے کلیسا ست باربرا میں تھی مگر اب قبطی میوزیم میں محفوظ ہے ۔ اگرچہ اسے بے شبہ قبطی کاریگروں نے بنایا تھا ، مگر اس کے مستطیل چوکھٹوں میں جو طرح طرح کی آرائش نظر آتی ہے وہ فاطمی آرٹ کے ساتھ مخصوص ہے ۔ ان چوکٹھوں کی آرائش عربی طرز کے بیل بوٹوں سے ہوئی ہے ۔ جو ان کی بنیاد سے نکلتے ہیں اور اوپر جا کر پرندوں ، حیوانوں اور دیگر شکلوں کے ساتھ مل جاتے ہیں ۔ ان میں شکار اور دربار کے منظر دکھائے گئے ہیں جن کو نہایت شاندار طرز پر کھودا گیا ہے ۔ ان کے علاوہ پرندوں اور حیوانات کی تصویریں ہیں ، جو ایک دوسرے کے مقابل اور باہم متوازن ہیں ۔ ان تصویروں اور بیل بوٹوں کی باھمی آمیزش سے ایک مکمل آرائشی قطعہ بن گیا ہے ، اور یہ امر فاطمی طرز آرائش کی خصوصیات سے ہے ۔ اگرچہ ان آرائشی تصویروں میں قدرے قبطی اثر موجود ہے مگر ان کی طرز ساخت میں دنیائے اسلام کے دوسرے حصوں کے رجحانات بھی پائے جاتے ہیں ۔

فاطمی عہد کی کندہ کاری میں آرائش کے لئے حیوانات کی تصویروں کا استعمال گیارھویں صدی میں بہت مقبول رہا ۔ اس طرز کے نہایت عمدہ نمونے وہ دروازے اور لکڑی کے تخ[illegible] ہیں جو کندہ کار ہیں اور اس شفا خانے اور مسجد سے حا[illegible] ہوئے ہیں جن کو قلاؤن اور اس کے بیٹے الناصر محمد نے بنایا تھا

Marfat.com

اصل میں وہ بنو فاطمہ کے اس مغربی محل کی زیب و زینت تھے جسے خلیفہ العزیز (۹۷۵ء تا ۹۹۶ء) نے شروع کیا اور المستنصر نے ۱۰۵۸ء اور ۱۰۶۵ء کے درمیان مکمل کیا ۔ یہ محل جس کا ایک حصہ سلطان صلاح الدین کے زمانے میں تباہ ہو گیا تھا اسی جگہ واقع تھا جہاں کسی زمانے میں قلاؤن کی مذکورہ بالا عمارات کھڑی تھیں ۔ فاطمی عہد کے بعض تختوں کی پشت پر مملوکی عہد کے کاریگروں نے دوبارہ کندہ کاری کی اور ان کو قلاؤن کے شفا خانے کی دیواروں میں استعمال کیا ۔ ان کی آرائش کے لئے کئی قسم کی تصویریں بنائی گئی ہیں ، مثلاً ان میں جانوروں اور پرندوں کے علاوہ شکاری ، سازندے اور ناچنے والے بھی دکھائے گئے ہیں ۔ ان کے علاوہ سوداگر ہیں جن کے ساتھ اونٹ ہیں ، یہ تمام شکلیں خانوں کے اندر بنی ہوئی ہیں ، جن کے پس منظر میں بیل بوٹے ہیں ، مگر یہ بیل بوٹے اتنے ابھرے ہوئے نہیں ہیں ۔ ان مناظر سے فاطمی عہد کی معاشرت اور رسوم و عادات پر بڑی دلچسپ روشنی پڑتی ہے ۔ زمانہ پیشیں کی بہ نسبت یہ کندہ کاری سادہ ہے ، مگر تصویروں میں ایک قسم کی حقیقت پسندی پائی جاتی ہے ، جو شاید قبطی اثر کی وجہ سے ہے ۔ باریک جزئیات ناپید ہیں ، کیونکہ ان تختوں پر ابتداء میں رنگ و روغن تھا ۔ متعدد چوکھٹے جن میں جانوروں کی تصویریں کندہ ہیں ، میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ہیں ، ان کی ساخت غالباً گیارھویں صدی کی ہے ۔ ان کی ایک مثال تصویر ٦٣ میں دکھائی گئی ہے ۔

لکڑی کی کندہ کاری کا فاطمی طرز و طریق بارھویں صدی میں بھی جاری رھا مگر اس میں تکلف آگیا اور تفصیلات میں اضافہ ہو گیا ۔ بارھویں صدی کے عمدہ کام کی مثال مسجد سیدہ نفیسہ کی

Marfat.com

ایک محراب ہے جو ۱۱۳۸ء اور ۱۱۴۷ء کے درمیان تعمیر ہوئی تھی ۔ اس کے طاق کی آرائش عربی طرز کے خوبصورت نقش و نگار سے ہوئی ہے ، اور انگور کی بیلوں سے جو کثیر الاضلاع ہندسی اشکال کے ساتھ لپٹی ہوئی ہیں ۔ اس کی شکل مستطیل ہے جو مختلف خانوں میں منقسم ہے جن کے اندر عربی طرز کے نقش و نگار اور انگور کی بیلیں کندہ ہیں ۔ لکڑی کی کندہ کاری کی آرائش کا یہ طریقہ رفتہ رفتہ بہت مقبول ہو گیا اور مملوکوں کے عہد میں درجۂ کمال کو پہنچ گیا ۔ اس طرز کی زیب و زینت مسلسل نہیں ہے ، بلکہ مختلف ٹکڑوں میں منقسم ہے ۔ بعض ٹکڑے ہشت پہلو ہیں اور بعض ستاروں کی شکل میں ہیں اور ان کے اندرونی آرائشی نمونے الگ الگ طرز کے ہیں ۔ اس کی ایک عمدہ مثال وہ محراب ہے جس کی کندہ کاری بہت خوبصورت ہے اور جو مسجد سیدہ رقیہ سے ملی تھی ۔ اس مسجد کی تعمیر ۱۱۵۴ء اور ۱۱۶۰ء کے درمیان ہوئی تھی ۔ یہ محراب اب عربی میوزیم (قاہرہ) میں محفوظ ہے ۔ اس محراب کی اگلی جانب میں کثیر الاضلاع اشکال ہیں جن میں عربی طرز کے بیل بوٹے بنے ہوئے ہیں ۔ اس کے اطراف میں اور پشت پر بھی دلچسپ نقوش ہیں اور انگور کی بیلیں گلدانوں سے نکلتی دکھائی دیتی ہیں ۔ اگرچہ فاطمی عہد میں عربی طرز کے نقش و نگار کا بکثرت رواج رہا ، مگر ان کے ساتھ کبھی کبھی انگور اور انگور کے پتے بھی نظر آتے ہیں مثلاً شہر قوص * کی جامع العمری کے منبر میں جس کا

* قوص مصر صعید یعنی بالائی مصر کا ایک شہر ہے جو دریائے نیل کے کنارے واقع ہے اور گذشتہ زمانے میں تجارتی گرم بازاری اور علمی فروغ دونوں اعتبار سے بہت اہم تھا ۔ مسلمانوں کے اعلاوہ وہاں عیسائیوں کی بھی خاص آبادی ہے ۔

تاریخ ۵۵۰ھ (مطابق ۱۱۵۵ء) ہے ۔

گیارھویں صدی میں لکڑی کی کندہ کاری میں آرائش کے لئے جانوروں کی شکلوں کا استعمال بہت مقبول تھا ، یہ رواج بارھویں صدی میں بھی جاری رہا ۔ مگر کاریگری میں فرق آ گیا ، کیونکہ پرندوں اور جانوروں کی تصویروں کے محض خاکے سے رہ گئے ہیں ، جو تفصیل سے خالی ہیں ۔ اس قسم کے متعدد تختے میٹروپالیٹن میوزیم میں محفوظ ہیں ۔ بارھویں صدی کی صنعت کی ایک عمدہ مثال ایک جالی ہے جو قاہرہ میں ابوالسیفین کے گرجا سے ملی ہے ، اس کی ساخت ۱۰۹۴ء اور ۱۱۲۱ء کے درمیان ہوئی ہو گی ۔ اس کی آرائش مستطیل تختوں سے ہوئی ہے ،ان کے اندر جانوروں کی شکلیں ہیں ۔ اور اولیاء کی تصویریں بھی ہیں جن کے ہاتھوں میں صلیبیں دکھائی دیتی ہیں ۔

فاطمی عہد میں شام کے کاریگر لکڑی کی کندہ کاری میں فنی مہارت کے لحاظ سے مصری کاریگروں سے پیچھے نہ تھے ۔ شام اور فلسطین میں ان کی صنعت کی متعدد اہم یادگاریں باقی ہیں ، مثلاً جرون کی جامع مسجد کا منبر جو دراصل عسقلان کی جامع الحسین کے لئے ۱۱۹۱ء میں بنایا گیا تھا ۔ اس میں عربی طرز کے باریک نقش و نگار بہت عمدگی کے ساتھ کندہ ہیں ۔ دمشق میں بھی شام کی کندہ کاری کے متعدد عمدہ نمونے موجود ہیں ، ان میں باب المصلیٰ کی مسجد (۱۱۰۳ء) کے مقصورہ کی جالی ہے ، جو اب عربی میوزیم میں محفوظ ہے ۔

Marfat.com

۳ - ایوبی اور مملوکی عہد کی کندہ کاری شام اور مصر میں

(بارھویں سے پندرھویں صدی تک)

ایوبی عہد میں جس کی ابتداء ۱۱٦۸ء میں ہوئی ، لکڑی کی کندہ کاری کی صنعت میں فاطمی عہد کی روایات بدستور جاری رہیں - مگر عربی طرز کے نقش و نگار زیادہ پر تکلف ہوگئے اور کتبوں میں خط کوفی کی جگہ نسخ نے لے لی - ایوبی عہد کی کندہ کاری کی ایک شاندار مثال امام شافعی کے مقبرہ (۱۲۱۱ء) میں ملتی ہے ، اور اس فن کی چند عمدہ مثالیں قاہرہ کے عرب میوزیم میں بھی ہیں - ان میں ایک قبر کا تعویذ ہے جو امام شافعی کی ضریح سے ملا تھا اور جس پر ۵۷۴ھ (۱۱۷۸ء) مرقوم ہے - اس کے علاوہ ایک تعویذ کے چار اطراف ہیں جو امیر ثعلب کے مقبرہ سے ملا تھا اور جس کی تاریخ ٦۱۳ھ (۱۲۱٦ء) ہے - اس تعویذ کا ایک قطعہ لنڈن کے وکٹوریا اینڈ البرٹ میوزیم میں محفوظ ہے - ایوبی عہد کی کندہ کاری کے چند قدیم نمونوں میں خصوصاً ان میں جو شام سے دستیاب ہوئے ہیں ، سلجوق طرز آرائش کا اثر دکھائی دیتا ہے - اس کی ایک مثال میٹرو پالیٹن میوزیم میں موجود ہے - یہ دروازے کا ایک مستطیل تختہ ہے جو دمشق میں ملا تھا -

تیرھویں صدی کے نصف ثانی میں ممالیک کے عہد حکومت میں ایوبی عہد کی بہ نسبت لکڑی کی کندہ کاری میں اور بھی

Marfat.com

زیادہ محنت اور دیدہ ریزی ہونے لگی - چنانچہ مملوکی عہد کے ہنروروں نے بیل بوٹوں کی نئی قسمیں ایجاد کیں اور عربی طرز کے نقش و نگار کو جدید طریقوں سے ترکیب دیا جن میں تفصیلات کی باریکی نمایاں ہے ، اسی طرح اقلیدسی شکلوں والے چھوٹے چھوٹے تختے اب بیحد مقبول ہو گئے - ان تختوں میں بالعموم ہشت پہلو اشکال ملتی ہیں جن کے اندر ستارے ہیں - اور ان میں عربی طرز کے نقش و نگار ہیں جو خاصے پیچیدہ ہیں - (دیکھئے تصویر ۶۷) اس مقصد کے لئے مختلف رنگ کی لکڑیاں مثلاً آبنوس وغیرہ استعمال ہوتی تھیں اور بعض اوقات ہاتھی دانت اور ہڈی کو بھی کام میں لاتے تھے - تیرھویں اور چودھویں صدی کے مملوکی عہد کے مکمل منبر قاہرہ کی مساجد میں اب بھی موجود ہیں ، مثلاً الصالح ، طلائع اور ابن طولون کی مسجدوں میں - سلطان لاجین نے مسجد ابن طولون میں ۱۲۹۶ء میں ایک منبر نصب کیا تھا ، اس منبر کے تختے اب لنڈن کے وکٹوریا اینڈ البرٹ میوزیم میں ہیں - ہمارے میوزیم میں مملوکی عہد کی کندہ کاری کے اور عمدہ نمونے بھی موجود ہیں - ان میں وہ چند تختے بھی شامل ہیں ، جو مسجد ماردانی کے منبر سے لئے گئے تھے - لاجین کے منبر کی طرح ان تختوں کے نقش و نگار بھی دو سطحوں پر ہیں ، مگر نسبتاً زیادہ باریک ہیں - اسی عجائب خانہ میں اور تختے بھی ہیں جو غالباً قوصون کی مسجد کے منبر سے حاصل ہوئے تھے جو ۱۳۴۷ء میں تعمیر ہوئی تھی -

پندرھویں صدی میں کندہ کاری کی صنعت کو زوال آنے

Marfat.com

لگا ۔ اس زمانے میں کچھ عمدہ کام بھی ہوا مگر اس زمانے کا جو بہترین کام ہے وہ گذشتہ عہد کے کام سے کمتر درجے کا ہے ۔ قایت بک (١٤٦٨ء–١٤٩٦ء) کی مسجد کا ایک مکمل منبر لنڈن کے وکٹوریا اینڈ البرٹ میوزیم میں موجود ہے ۔ لکڑی کی کندہ کاری کی ایک مقبول عام طرز نے مصر میں جالی یا مشربیہ کی صورت اختیار کرلی ، جو چودھویں اور پندرھویں صدی میں درجۂ کمال کو پہنچ گئی ۔ لکڑی کی جالیاں مساجد میں بھی نصب ہونے لگیں اور انہیں گھروں میں مستورات کے کمروں کو پردہ کی خاطر الگ کرنے کے لئے استعمال کرنے لگے ۔ وہ برآمدوں کے لئے بھی کام آتی تھیں جہاں پانی ٹھنڈا کرنے کے لئے مٹکے رکھے جاتے تھے ۔ ان جالیوں کے بہت سے مختلف قسم کے نمونے ہیں ۔ اٹھارھویں اور انیسویں صدی کی جالیاں قاہرہ کے بعض گھروں میں اب بھی دیکھی جا سکتی ہیں اور بعض عجائب خانوں مثلاً وکٹوریا اینڈ البرٹ میوزیم اور میٹروپالیٹن میوزیم میں بھی محفوظ ہیں ۔

۴ ۔ ایران اور ترکستان کی قدیم کندہ کاری

(دسویں اور گیارھویں صدی)

سلاجقہ کی آمد سے پہلے کے اسلامی کندہ کاری کے بہت اہم نمونے ہمارے علم میں آئے ہیں ۔ ایران کی چند چوبی جالیاں جن میں دسویں صدی کے کوفی کتبے ہیں ، عجائب گھروں میں اور نجی مجموعوں میں موجود ہیں ۔ ان کے علاوہ مغربی ترکستان

Marfat.com

کی صنعت کے نمونے جو دسویں اور گیارھویں صدی کی ساخت ہیں تاشقند اور سمرقند کے عجائب گھروں میں محفوظ ہیں ، باقی ابھی تک اپنے اصلی مقامات میں ہیں ، مثلاً خیوا کی جامع مسجد کے چند ستون ۔ اس صنعت کے قدیم نمونوں کا طرز آرائش اور کندہ کاری کا طریقہ مصر کے فاطمی دور کی آرائش سے مختلف نہیں ہے ۔

مسلمانوں کی چوبی کندہ کاری کی تاریخ میں محمود غزنوی (۹۹۸ء تا ۱۰۳۰ء) کے مقبرے کا وہ دروازہ بھی خاص اہمیت رکھتا ہے جو اب آگرہ کے عجائب گھر میں ہے* ۔ یہ دروازہ چار عمودی تختوں پر مشتمل ہے اور اس کی آرائش ستاروں کی سات قطاروں اور عربی طرز کے اقلیدسی شکلوں کے نقش و نگار سے ہوئی ہے ۔ بیل بوٹے دو مختلف جگہ سے پھوٹتے ہیں مگر ان کی شاخیں اور پتے اوپر جا کر آپس میں مل جاتے ہیں اور اس امر میں وہ فاطمی دور کی کندہ کاری سے مشابہ ہیں (دیکھئے تصویر ۶۳) ۔ اس دروازہ کی کندہ کاری مختلف سطحوں پر کی گئی ہے اور یہ وہ خصوصیت ہے جس کی اصل شاید ایرانی

* گذشتہ صدی میں جب انگریزوں نے افغانستان پر چڑھائی کی اور ان کی فوج غزنی پہنچی تو انگریز کمانڈر سلطان محمود کے مقبرے کا دروازہ اس احمقانہ خیال سے اکھاڑ لایا کہ سلطان محمود یہ دروازہ سومناتھ کے مندر سے لوٹ لایا تھا اور اسے سومناتھ میں واپس نصب کر کے سرکار انگلشیہ کو ہندوؤں کو ممنون کرنے کا بڑا اچھا موقع ہاتھ آئیگا ۔ مگر جب یہ دروازہ ہندوستان پہنچا اور ماہرین فن نے اسے قطعی طور پر خالص اسلامی آرٹ کا نمونہ قرار دیا تو اسے بیکار سمجھ کر آگرہ کے قلعہ میں رکھوا دیا گیا ۔ (مترجم)

Marfat.com

ہے ۔ اس دروازے اور فاطمی دور کی چوبی کندہ کاری کے درمیان جو تعلق ہے وہ اس بات سے عیاں ہے کہ اس کی پشت پر مربع شکلوں کی قطاریں ہیں ۔ اور اس کی آرائش میں قدیم عباسی روایات کے ساتھ ان رجحانات کا امتزاج پایا جاتا ہے جو الحاکم کے زمانے کی کندہ کاری کے ساتھ مخصوص ہیں ۔ تاریخی اور فنی شواہد سے اس رائے کی تائید ہوتی ہے کہ یہ جدید اختراعات وسط ایشیا اور ایران سے آئی تھیں اور جب ترک آئے اور انہوں نے مغربی ایشیا کے اسلامی ملک فتح کئے تو یہ خصائص رفتہ رفتہ اور راسخ ہو گئے ۔

۵ ۔ سلجوقی دور کی چوبی کندہ کاری ایران اور ایشیائے کوچک میں

(گیارھویں سے تیرھویں صدی تک)

سلجوقی دور کی چوبی کندہ کاری کے صرف چند نمونے ایران میں باقی رہ گئے ہیں مگر ہو سکتا ہے کہ بعض نمونے غیر مشہور مساجد میں ابھی تک پوشیدہ ہوں ۔ میٹرو پالیٹن میوزیم خوش قسمت ہے کہ اس میں بارھویں صدی کے ایک منبر کے دو ٹکڑے موجود ہیں ۔ ایک تو بڑا قطعہ ہے ، جس میں کوفی خط کی کئی سطریں ہیں ، اور اطراف میں عربی طرز کے نقش و نگار ہیں ۔ دوسرا ٹکڑا منبر کے چوکھٹے کا ایک قطعہ ہے ، جس کی آرائش میں شش پہلو تختیاں اور کھجور کی ٹہنیاں کام میں لائی گئی ہیں ، اور یہ چیزیں اسی زمانے کی ایرانی قبروں کے پتھروں پر بھی پائی گئی ہیں ۔ اس قطعہ کی عبارت بڑی دلچسپ

ہے کیونکہ اس میں منبر دینے والے کا نام اور حاکم وقت یعنی علاء الدولہ ابو کالیجار گرشاسپ والی یزد کا نام بھی لکھا ہے . جو سلاجقہ کی ملازمت میں تھا - اس کی تاریخ ساخت (۴۳۶ھ) بھی اس میں مذکور ہے -

بارھویں اور تیرھویں صدی میں ایشیائے کوچک میں لکڑی کی کندہ کاری کا جو کام تیار ہوا وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا تھا اور خوبصورتی میں مصر اور شام کے بہترین کام کا مقابلہ کرتا تھا - چنانچہ اس کے کئی نمونے مثلاً دروازے ، منبر ، قبروں کے تعویذ اور قرآن مجید کی رحلیں جو ہندسی شکلوں اور عربی طرز کے نقش و نگار سے مزین ہیں ، قونیہ* اور استانبول کے عجائب خانوں میں محفوظ ہیں - سلجوقی دور کی کندہ کاری کے ان نمونوں کے جو نقش و نگار ہیں ، ان کی خصوصیات پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی اصل ایشیائے کوچک سے ہے - اس فن کی سب سے قدیم اور سب سے شاندار یادگار وہ منبر ہے جس کی تاریخ ۵۵۰ھ ہے اور جو قونیہ میں علاء الدین کی مسجد میں نصب ہے - وہ عربی طرز کے بیل بوٹوں سے آراستہ ہے جس کے کول پتوں کی نوکوں پر بٹن سے دکھائی دیتے ہیں - ان کا سراغ ہمیں وسط ایشیا کے اویغور ترکوں کی چوبی کندہ کاری میں ملتا

* قونیہ ایشیائے کوچک کا ایک مشہور تاریخی شہر ہے جسے یونانی مورخین نے (Iconium) لکھا ہے - جب سلاجقہ نے بزنطینی حکمرانوں کو بیدخل کر کے ایشیائے کوچک کو فتح کیا تو انھوں نے قونیہ کو اپنا دارالحکومت بنایا اور اسے محلات ، مدارس اور مساجد سے خوب آراستہ کیا - علاوہ اور مشاہیر کے مولانا جلال الدین رومی بھی قونیہ ہی میں مدفون ہیں (مترجم) -

اس قسم کے پتے هے ، جس کا زمانہ آٹھویں صدی عیسوی ہے ۔ اور کھجور کی شاخیں قرآن مجید کی اس رحل میں خاص طور پر نمایاں هیں جس کی تاریخ ۶۷۸ھ (۱۲۸۰ء) هے اور جو قونیہ کے عجائب خانہ میں محفوظ هے ، اسی طرز کی ایک اور رحل استانبول کے چنیلی کوشک میں موجود هے ۔ وہ تین دروازے بھی بہت خوبصورت هیں جو استانبول کے عجائب خانہ میں هیں اور جو نہ صرف عام قسم کے مروجہ عربی نقش و نگار سے مزین هیں بلکہ ان کی آراستگی میں شیروں ، موروں اور انسانی شکلوں سے بھی کام لیا گیا هے ۔ اور یہ وهی طرز آرائش هے جو اس زمانے میں بغداد اور موصل میں رائج تھا ۔ تیرھویں صدی کی سلجوقی کندہ کاری کی مثالیں وہ تابوت هیں جو آق شہر میں سید محمود حیرانی کے مقبرے میں پائے جاتے هیں ۔ ان کے علاوہ اسی طرز کے چند دروازے عجائب خانہ استانبول میں اور برلن میوزیم کے اسلامی مجموعہ میں پائے جاتے هیں ۔ ان سب پر عبارتوں کے علاوہ عربی طرز کے نقش و نگار کندہ هیں ۔

۶ ۔ مغولی اور تیموری دور کی چوبی کندہ کاری ایران اور ترکستان میں

(چودھویں اور پندرھویں صدی)

ابتدائی مغولی دور یعنی تیرھویں صدی کے نصف ثانی کندہ کاری کے نمونے نسبتاً کمیاب هیں ۔ شہر بستطام میں بایزید کی مسجد میں نہایت عمدہ دروازے هیں جو تقریباً ۱۳۰۷ء

۱۳۰۹ء میں بنائے گئے تھے اور جن پر عربی طرز کے نقش و نگار کے علاوہ اسی قسم کے کوفی کتبے اور اقلیدسی اشکال پائی جاتی ہیں، جو اس عہد کی ایرانی سنگتراشی اور گچ کاری میں بھی دکھائی دیتی ہیں - اس کے بعد بلحاظ زمانہ اس منبر کا ذکر کرنا ضروری ہے جس کی تاریخ ۷۱۱ھ (۱۳۱۱ء) ہے اور جو نائن کی مسجد میں موجود ہے - اس کے مستطیل تختے بیل بوٹوں سے آراستہ ہیں، جن کے پتے مدور ہیں - اس کی کندہ کاری معمولی قسم کی ہے اور اس کی آرائش بھی جس میں سلجوقی نمونوں کی تقلید کی گئی ہے، کمتر درجے کی ہے -

چودھویں صدی کے نصف ثانی میں ایرانی کندہ کاری خصوصاً مغربی ترکستان میں آرٹ اور صنعت کے اعتبار سے نہایت اعلیٰ درجے پر پہنچ گئی تھی - میٹروپالیٹن میوزیم میں قرآن مجید کی ایک چوبی کندہ کار رحل ہے (تصویر ۶۶) جسے بالعموم مغولی دور کی ایرانی کندہ کاری کا ایک شاہکار سمجھا جاتا ہے، اس کی آراستگی میں عربی طرز کے نقوش، عبارتوں، بیل بوٹوں کے علاوہ نیم فطری پودوں سے کام لیا گیا ہے جن کی شاخیں اور شگوفے چینی آرٹ سے ماخوذ ہیں - جو عبارت اس پر کندہ ہے: اس میں بارہ اماموں کے علاوہ اس کے بنانے والے کا نام حسن بن سلیمان اصفہانی اور اس کی تاریخ ساخت یعنی ذوالحجہ ۷۶۱ھ (مطابق اکتوبر ۱۳۶۰ء) بھی مندرج ہے - کاریگر کے وطن اصفہان*

* ساسانی عہد میں اصفہان کے مقام پر ایک بڑی بھاری چھاؤنی تھی جسے اسپاہان کہتے تھے- عربوں نے اسے اصفہان بنا لیا - اصفہان ایک مدت تک ایران کا دارالحکومت رہ چکا ہے - چنانچہ اس کی رونق اور شان و شوکت کے پیش نظر یہ مثل مشہور ہے کہ " اصفہان نصف جہان " (مترجم) -

Marfat.com

سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ رحل خاص ایران میں بنائی گئی ہو گی ، مگر اس کے فنی خصوصیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی اصل مغربی ترکستان سے ہے ۔ کیونکہ اس کے بنانے والے نے اس کی محرابوں اور خانوں میں مغولی طرز آرائش کے تمام عناصر جمع کر دئے ہیں ۔ اور دو تین مختلف نمونوں کو اوپر تلے ترتیب دے دیا ہے ۔

ترکستانی طرز کے متعدد دروازے عہد تیموری کی طرف منسوب ہیں ۔ ان میں سے دو خواجہ احمد یسوی کی مسجد میں ہیں ۔ بڑے دروازے پر ۷۹۹ھ مرقوم ہے اور اندرونی دروازے پر ۷۹۷ھ لکھا ہے ۔ اس کے درمیانی قطعوں کے نقش و نگار اور بیل بوٹے قرآنی رحل کی آرائش کے مشابہ ہیں جو ۱۳۶۰ء میں بنایا گیا تھا ۔ جو چیز ان کے درمیان مشترک ہے وہ ان کی آرائش کی پرکاری ہے ، جو مختلف سطحوں پر کی گئی ہے ۔ ان کے علاوہ سمرقند میں گور امیر اور مسجد شاہ زندہ کے دروازے قابل ذکر ہیں ۔

تیموری فرمانرواؤں کے عہد میں چوبی کندہ کاری کے معاملے میں مغولی دور کا اسلوب جاری رہا ۔ پندرھویں صدی کے ہنر کی مثال وہ دروازہ ہے جو سمرقند میں آلغ بیگ کے مدرسہ (۱۴۱۷ء) میں پایا جاتا ہے ۔ اسی عہد کی ایک جوڑی میٹروپالیٹن میوزیم میں بھی محفوظ ہے ۔ اس میں چند مربعے بنے ہیں جو چھوٹے چھوٹے خانوں میں منقسم ہیں ، جن پر الگ الگ تختوں کا شبہ گزرتا ہے ۔ ان کی آرائش میں اقلیدسی اشکال عربی طرز کے نقش و نگار نازک بیل بوٹوں کو کام میں لایا گیا ہے ، جو تیموری دور مصوری میں بھی اکثر اوقات دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی کندہ

Marfat.com

اتنی گہری نہیں ہے اور مغربی ترکستان کے کام کی نسبت کم سادہ ہے ۔ اس کے چوکور قطعوں میں جو عبارت کندہ ہے اس کی رو سے واقف کا نام داؤد بن علی اور کاریگر کا نام محمد بن حسین ہے اور اس کی تاریخ ۲۰ رمضان ۷۸۰ھ (مطابق ۷ سئی ۱۳۶۶ء) ہے ۔ اسی طرز آرائش کا ایک تابوت روڈ آئلینڈ سکول آف ڈیزائن* میں ہے ، جو بقول ویٹ (Wiet) غالباً مازندران میں شہزادہ محتشم کی فرمائش پر تیار ہوا تھا ۔ مغربی ترکستان کی کندہ کاری کا ایک نمونہ ہمارے مجموعہ میں بھی ہے ۔ یہ ایک شاندار دروازہ ہے جو کوکند سے آیا ہے (تصویر ۱۶۷) ۔ اس کے درمیانی قطعہ کی کندہ کاری خاصی ابھری ہوئی ہے اور اس کے عربی طرز کے نقش و نگار بڑے خوبصورت ہیں ، جن کے ساتھ بیل بوٹے ملے جلے ہیں اور اس کے حاشیہ میں بڑی باریک گلکاری ہے ۔ ابتداء میں اس دروازے پر رنگ روغن تھا جیسا کہ مغربی ترکستان میں عام دستور تھا ۔ رنگ روغن کے بعض نشانات اب تک باقی ہیں ، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی زمین نیلی تھی ، اور اوپر کے نقش و نگار سرخ ، سبز ، زرد اور طلائی رنگ کے تھے ۔ سمرقند میں امیر تیمور کے مقبرے کے جو دروازے اور کھڑکیاں ہیں ، ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ دروازہ پندرھویں صدی کی ساخت ہے ، اور اس کی آرائش کی کئی خصوصیات ایسی ہیں جو سولھویں صدی میں صفوی دور میں نمودار ہوئیں ۔

۷ ۔ صفوی دور کی کندہ کاری ایران میں

صفوی دور کی چوبی کندہ کاری کا اندازہ ہمیں ان دروازوں

* Rhode Island School of Design in Providence.

Marfat.com

سے بخوبی ہو سکتا ہے ، جو ایران اور مغربی ترکستان کی مساجد میں پائے جاتے ہیں یا تہران اور برلن کے عجائب خانوں میں محفوظ ہیں ، ان کی آرائش میں عربی طرز کے نقش و نگار سے کام لیا گیا ہے یا بیل بوٹوں سے اور بعض اوقات اس آرائش میں جانوروں کا اضافہ کر دیا گیا ہے ۔ صفوی دور کے چوبی کام کی ایک عمدہ مثال دروازے کی وہ جوڑی ہے جو تہران میں ۱۷۹۰ء میں علی بن صوفی کے لئے تیار ہوئی تھی ۔ اس صنعت کا ایک اور نمونہ ایک دروازہ ہے جو حبیب اللہ کے لئے ۱۷۹۰ء میں بنایا گیا تھا اور اب برلن میں موجود ہے ۔

سترھویں صدی اور اٹھارویں صدی میں چوبی کندہ کاری کے فن کو زوال آ گیا ، چنانچہ اس دور میں دروازوں کو کندہ کرنے کی بجائے لاکھ رنگ کے روغن سے مزین کر دیا گیا ، چنانچہ اسی قسم کی ایک جوڑی میٹروپالیٹن میوزیم میں محفوظ ہے (دیکھئے تصویر ۶۸) اور دوسری لنڈن کے وکٹوریا اینڈ البرٹ میوزیم میں موجود ہے ۔ یہ دروازے اصفہان کے محل چہل ستون سے حاصل ہوئے ہیں اور غالباً سترھویں صدی کے نصف اول کی ساخت ہیں ۔ ان میں باغ کا منظر دکھایا گیا ہے اور حاشیہ میں بیل بوٹوں کی قطاریں ہیں ۔

۸ ۔ اندلس اور شمالی افریقہ کی چوبی کندہ کاری

اندلس کی قدیم چوبی کندہ کاری کے متعلق ہماری معلومات بہت کم ہیں ، کیونکہ اس صنعت کے اکثر نمونے کلیۃً نابود

ہو گئے ہیں ، مثلاً خلیفہ الحکم نے مسجد قرطبہ میں جو منبر اور مقصورہ کی جالی بنوائی تھی وہ دونوں چیزیں غائب ہو چکی ہیں۔ مگر گیارھویں اور بارھویں صدی کے بعض اہم منبر ابھی تک شمالی افریقہ میں محفوظ ہیں ۔ ان میں سے قدیم ترین منبر الجزائر کی جامع مسجد کا ہے جسے المرابطین نے ۱۰۸۲ء میں تعمیر کیا تھا ۔ اس منبر کی آرائش چوکور قطعوں سے کی گئی ہے جن کے اندر اقلیدسی شکلیں اور کجھور کی شاخیں کھودی گئی ہیں ۔ ان کے علاوہ عربی طرز کے نقش و نگار ہیں ، جن کو اندلسی کاریگروں نے شمالی افریقہ میں رائج کیا تھا ، چنانچہ جامع تلمسان کی چھت اور جالی میں اندلس کا عربی طرز آرائش ابھی تک موجود ہے ۔ اس میں وہ بیل بوٹے کام میں لائے گئے ہیں ، جو اس زمانے کی گچ کاری میں بھی دکھائی دیتے ہیں ۔ شہر فاس میں جامع قرویین کا جو منبر ہے ، وہ بھی مرابطی عہد کی چوبی کندہ کاری کی ایک اچھی مثال ہے ۔

موحدین کے زمانے کی عربی کندہ کاری کا اندازہ ہمیں دو شاندار منبروں سے ہو سکتا ہے ۔ ایک تو مراکش کی مسجد قطبیہ میں ہے جو ۱۱۵۰ء اور ۱۱۶۰ء کے درمیان تعمیر ہوئی تھی ۔ اور دوسرا قصبہ کی مسجد میں ہے ۔ ان منبروں کے پہلوؤں میں کثیر الاضلاع اشکال ہیں جن کے ملنے سے ایسے اقلیدسی نمونے پیدا ہو گئے ہیں جو منبر کی ساخت اور شکل و صورت کے عین موافق ہیں ۔ قطعوں کے اندر عربی طرز کے بیل بوٹے ہیں جن کو بڑی احتیاط اور خوبی کے ساتھ کندہ کیا گیا ہے ۔ اس کی باریکی اور نفاست ہمیں دسویں اور گیارھویں صدی کے ہاتھی دانت کے کام کی یاد دلاتی ہے ۔ منبر کی خوبصورتی میں اس بات سے اور اضافہ

Marfat.com

ہو گیا ہے کہ اس میں ہڈی اور قیمتی لکڑی کی جڑت ہے ۔ اس لحاظ سے قصبہ کی مسجد کی محراب خاص طور پر خوبصورت ہے کیونکہ اس کی ہندسی اشکال مصر کے قدیم عربی نمونوں پر مبنی ہے ۔

متأخر زمانوں کی اندلسی کندہ کاری میں ، خصوصاً چودھویں صدی کی صنعت میں مراکشی نمونوں کی پیروی کی گئی ہے ، یا ان کی آرائش مصر کے مملوکی طرز پر ہوئی ہے ۔ پہلی قسم میں شہر فاس کی مسجد بو عنانیہ کا منبر شامل ہے اور دوسری قسم میں الحمراء اور قصر اشبیلیہ* کے دروازے داخل ہیں ۔

---

* اشبیلیہ (Sevilla) سپین کا ایک مشہور تاریخی شہر ہے جو قرطبہ کی طرح وادی الکبیر پر واقع ہے ۔ خلافت قرطبہ کے زوال کے بعد بنو عباد کے زمانے میں یہ شہر ان کا دارالحکومت رہا ۔ اندلس کے باقی اکثر شہر اس کی رونق اور خوش حالی پر رشک کھاتے تھے ۔ عبادی عہد کا قصر جسے سپین والے (Alcazar) لکھتے ہیں ، اب تک باقی ہے اور اپنی بے مثال خوبصورتی سے دیکھنے والوں کو محو حیرت بناتا ہے (مترجم) ۔

باب ہشتم

ھاتھی دانت اور ھڈی کا کام

۱ - ھاتھی دانت اور ھڈی کا کام اموی اور عباسی عہد میں

(ساتویں سے دسویں صدی تک)

اوائل عہد اسلام کے ھڈی کی حکاکی کے نمونے مصر کے مختلف مقامات میں ملتے ھیں جن میں فسطاط بھی شامل ھے - چوب کاری کی طرح ان میں بھی قطبی اسلوب نظر آتے ھیں - ان نمونوں میں جو انگور کی بیل پر مبنی ھیں ، یہ اسلوب بالخصوص نمایاں ھے - ابھی کچھ عرصہ پہلے تک جن جن الواح پر انگور کی بیلیں کندہ کی ھوئی نظر آتی تھیں ، انہیں بلا تکلف زمانہ قبل از اسلام سے منسوب کردیا جاتا تھا - بہر حال ان کا تعلق دور

Marfat.com

اسلامی کے اوائل سے ہے اور یہ بات صرف ابھرواں منبت کاری ہی سے نہیں بلکہ پتوں کی تراش خراش سے بھی ظاہر ہو جاتی ہے ۔ عین ممکن ہے کہ یہ ان قبطیوں کی صناعی کا نتیجہ ہو جو صاحب کمال ہونے کی وجہ سے اسلامی دور میں بھی بدستور سرگرم عمل رہے ۔ میٹرو پالیٹن میوزیم میں قبطی اور عربی نمونے کی ایک مدور لوح ہے ، جس پر انگور کی بیل کی آرائش ہے اور آٹھ مثلث لوحیں ہیں ۔ یہ چوبی تابوت کے ایک تختے میں جڑی ہوئی تھیں جس کی آرائش پچی کاری اور منبت کاری سے کی گئی تھی (تصویر ۶۹) ۔ اسے آٹھویں صدی کے نصف آخر یعنی اوائل دور عباسی سے منسوب کیا جا سکتا ہے ۔ بنی طولون کے دور میں ہڈی کے کام میں اس اسلوب کی تقلید کی جانے لگی جو چوب کاری سے مخصوص تھا ۔ چنانچہ اس کا ثبوت قاہرہ کے عرب میوزیم کے ایک نمونے سے ملتا ہے جو فسطاط میں دستیاب ہوا تھا ۔

۴ ۔ ہاتھی دانت اور ہڈی کا کام
مصر کے فاطمی دور میں

(دسویں سے بارھویں صدی تک)

فسطاط * میں کئی لوحیں مختلف شکلوں کی ملتی ہیں جن پر

* فسطاط مصر کے اسلامی دور کا سب سے پہلا دارالحکومت ہے جسے حضرت عمرو بن العاص نے مصر کی فتح کے بعد آباد کیا تھا ۔ بعد ازاں چوتھی صدی میں اس کے قریب جب قاہرہ کی بنیاد ڈالی گئی تو اس کی رونق کے سامنے فسطاط ماند پڑ گیا (مترجم) ۔

Marfat.com

انسانی شکلیں کندہ ھیں ۔ ان لوحوں کے مناظر اور ان کی حکاکی کے اسلوب دیکھ کر بنی فاطمہ کے عہد میں گیارھویں صدی کے چوب کاری کے نمونوں کی یاد تازہ ھوتی ھے جو قلاؤن کے شفاخانے سے ملے ھیں ۔ میٹرو پالیٹن میوزیم میں ایک لوح کا ٹکڑا محفوظ ھے جس پر ایک شکاری اور ایک غزال کی شکل کندہ ھے اور اس کی زمین میں عربی طرز کے نقوش ھیں (تصویر ۷۰) ۔

فاطمی عہد کی چوب کاری سے مشابہ ھونے کی وجہ سے متعدد صندوقوں کے ٹکڑوں کو جن پر ھاتھی دانت کا کام کیا ہوا ھے ، فاطمی دور سے منسوب کیا جاتا ھے جو صحیح ھے ۔ ان میں سے چھ ٹکڑے فلورنس کے برژیلو (Bargello) میوزیم میں ھیں ، دو لوور (پیرس) میں اور باقی ماندہ ویانا کے مجموعۂ فیگڈور (Figdor) میں محفوظ تھے ۔ ان قطعات پر موسیقاروں ، رقاصوں ، اور شکاریوں اور بعض حیوانوں کی شکلیں بہت خوبی سے کندہ ھیں ۔ ان اشکال میں بڑی تفصیل سے کام لیا گیا ھے خصوصاً لباس کے بارے میں ساری جزئیات کو پیش کرنے کی کوشش کی گئی ھے ۔ ھاتھی دانت کی یہ لوحیں فاطمی دور کی حکاکی کا بہترین نمونہ ھیں ۔ اور غالباً خلیفہ مستنصر باللہ (۱۰۳۶ء تا ۱۰۹۴ء) کے عہد کی یادگار ھیں ۔

۳ - ھاتھی دانت اور ھڈی کا کام مصر کے ایوبی اور مملوکی دور میں

(تیرھویں سے چودھویں صدی تک)

ایوبی اور مملوکی دور میں ھاتھی دانت اور ھڈی کی حکاکی میں فاطمی

اسالیب کی پیروی جاری رہی مگر اس زمانے کی آرائش بیشتر اقلیدسی اشکال اور عربی طرز کے نقوش سے ہے۔ تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں صدی میں دروازوں اور منبروں کی آرائش کے لئے ہاتھی دانت کے قطعوں کو لکڑی میں جڑنے کا رواج تھا۔ مملوکی عہد سے تعلق رکھنے والے ہاتھی دانت کے کام کے نمونے یورپ کے اکثر بڑے بڑے عجائب خانوں نیز قاہرہ میں موجود ہیں۔ میٹرو پالیٹن میوزیم میں کئی مفرد قطعوں کے علاوہ ایک مکمل اور نفیس جوڑی دروازے کی محفوظ ہے (تصویر ۱۷)۔ غالباً یہ کسی منبر میں نصب ہوگی۔ اسے تیرھویں صدی کے اواخر اور چودھویں صدی کے اوائل سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ اس دروازے میں ہاتھی دانت کی لوحیں جڑی ہیں جن کی سطح پر بڑی محنت سے حکاکی کی گئی ہے۔ اور اس کے پیچیدہ نقوش مملوکی طرز کے ساتھ مخصوص تھے۔

۴ ـ اندلسی عربوں کا ہاتھی دانت کا کام

اندلس کے اموی فرمانرواؤں کے عہد میں ہاتھی دانت کے گول اور مستطیل ڈبے اور صندوقچے بہت مقبول تھے، چنانچہ ان میں سے کئی ایک پر تاریخ کے ساتھ فرمانرواؤں یا امیروں کے نام کندہ ہیں۔ قدیم ترین نمونے دسویں صدی کے ہیں، جب ہاتھی دانت کی حکاکی کا اموی اسلوب اپنے کمال کو پہنچ چکا تھا۔ ان پر عبدالرحمان ثالث (۹۱۲ء تا ۹۶۱ء) کا نام کندہ ہے اور وہ وکٹوریہ اینڈ البرٹ میوزیم (لنڈن) میں محفوظ ہیں۔ دسویں صدی کا ایک اہم صندوقچہ جو شہر زمورا (سپین) ...

کلیسا سے ملا ہے ، میڈرڈ کے سرکاری عجائب خانہ میں موجود ہے ۔ اس پر ۳۵۳ھ اور خلیفہ الحکم ثانی کا نام کندہ ہے ۔ ہسپانوی مجموعہ میں دو مستطیل صندوقچے ہیں اور دونوں پر ۳۵۵ھ درج ہے ۔ یہ مدینۃ الزھرا * میں بنائے گئے تھے جو قرطبہ کے قریب اپنے عالیشان قصر کی بناء پر شہرہ آفاق تھا ۔ ان صندوقچوں کی بنیادی آرائش کھجور کے پتوں سے ہے ۔ جن میں کہیں کہیں جانوروں اور پرندوں کی شکلیں بھی کندہ ہیں ۔ کھجور کے پتے نہایت نفاست سے کھودے گئے ہیں یہاں تک کہ ان کی باریک رگیں بھی ابھری ہوئی نظر آتی ہیں ۔ اور یہ پتے بالکل قدرتی معلوم ہوتے ہیں ۔ اور یہ بات اندلس کے عربی طرز کی ممتاز خصوصیت ہے ۔ ان کے علاوہ دو گول صندوقچے محفوظ ہیں جن میں سے ایک پر ۳۵۷ھ درج ہے اور لوور (Louvre) کے عجائب خانہ میں موجود ہے ۔ دوسرے پر ۳۵۹ھ کندہ ہے اور یہ وکٹوریہ اینڈ البرٹ میوزیم میں ہے ۔ یہ صندوقچے اس لحاظ سے بہت دلچسپ ہیں کہ ان کی آرائش میں درباری مناظر پیش کئے گئے ہیں جن میں مطربوں اور شکاریوں کو دکھایا گیا ہے ۔ یہ آرائش مصر اور عراق کے معاصرانہ اسلامی فن سے ماخوذ ہے ۔ گیارھویں صدی کے اموی اسلوب میں تفصیلات پر اور بھی زیادہ زور دیا جانے لگا ۔ کھجور کے پتوں کے نقوش میں بہتر ترتیب پیدا ہو گئی اور مختلف شکلیں بہت گنجان اور

* عبدالرحمان الثالث نے جس کا لقب الناصر الدین اللہ تھا ، قرطبہ کے قریب ایک اور شہر آباد کیا اور اس کا نام اپنی ملکہ کے نام پر مدینۃ الزھرا رکھا ۔ مگر خلیفہ الناصر کی وفات کے بعد یہ نیا شہر عربوں اور بربروں کی خانہ جنگی میں جل کر خاک سیاہ ہو گیا (مترجم) ۔

Marfat.com

کثیر تعداد میں کھودی جانے لگیں ۔ گیارھویں صدی کے مشہو
نمونوں میں سے حسب ذیل اشیاء قابل ذکر ھیں : جواھرات رکھ
کی ایک صندوقچی جو پامپلونا (Pampalona) کے گرجا میں م
تھی ۔ اس پر ۳۹۵ھ درج ہے ۔ بورگوس (Burgos) میں ایک
صندوقچہ ہے جس پر ۴۱۷ھ مندرج ہے ۔ اسی طرح میڈرڈ م
ایک صندوقچہ ہے جس پر ۴۴۱ھ کندہ ہے ۔ یہ ش
کونکہ (Cuench) میں بنایا گیا تھا ، جو ھاتھی دانت کے
کا ایک اور مرکز تھا ۔

میٹروپالیٹن میوزیم کے مجموعہ میں ھاتھی دانت کے دو قا
ذکر نمونے نظر آتے ھیں ۔ ایک تو گول صندوقچہ ہے (تصویر
جس پر پرندے اور کھجور کے پتے کندہ ھیں ۔ یہ دسویں
کے اواخر کا کام ہے ۔ دوسرا نمونہ گیارھویں صدی کے
مستطیل صندوقچے کا قطعہ ہے ۔ اس میں بہت سے خانے بنے
اور ان میں پرندوں اور حیوانوں کے علاوہ رقاص کندہ ھیں

۵ ۔ جنوبی اٹلی کے ھاتھی دانت کے صندوقچے اور صندوقچیاں

ھاتھی دانت کے بنے ھوئے بعض صندوقچوں اور لکڑ
صندوقچیوں کو مختلف اوقات میں بنی فاطمہ ، عراق، اندلس
اور جنوبی اٹلی سے منسوب کیا جاتا رھا ہے ۔ اس قسم کے
نمونے میٹرو پالیٹن میوزیم میں محفوظ ھیں ۔ چار تو گول صندو
ھیں جن میں پرندے اور جانور باھم لڑتے ھوئے دکھ

Marfat.com

ھیں۔ ان کو مدور خانوں میں کندہ کیا گیا ھے جنہیں بل کھاتے ھوئے بیل بوٹے ایک دوسرے سے جدا کرتے ھیں ۔ ان اشیاء کے علاوہ ایک قلمدان ھے اور ایک صندوقچی ھے ۔ (تصویر ۳۷) ان دونوں میں وھی اسلوب نظر آتا ھے ۔ مگر ان میں شکار کے مناظر ھیں اور دو ریش دار آدمی کندہ ھیں جو مشرقی لباس پہنے ھوئے ھیں ۔

ھاتھی دانت کے کام کے ان نمونوں کی دو قسمیں قرار دی جا سکتی ھیں ۔ پہلی قسم کے نمونوں کو جنوبی اٹلی سے منسوب کیا جا سکتا ھے جہاں نارمن بادشاھوں کے عہد میں صقلیہ کی طرح مسلمانوں کے اثرات قبول کئے جا رہے تھے ۔ دوسری قسم کے نمونوں میں مشرقی خصوصیات زیادہ نمایاں ھیں ، چنانچہ بعض محققین نے ان کو مصر کے فاطمی عہد سے منسوب کیا ھے ۔ اگرچہ ان کا رشتہ اندلسی عربوں نیز فاطمیوں کے ھاتھی دانت کے کام سے جوڑا جا سکتا ھے ، لیکن ان دونوں قسموں میں ایسی خصوصیات نظر آتی ھیں جن سے پتہ چلتا ھے کہ یہ جنوبی اٹلی ھی میں بنائے گئے ھونگے ۔ اس نظریہ کی تصدیق اس بات سے بھی ھوتی ھے کہ چند ایک صندوقچوں کی آرائش میں مسیحی اشیاء کو بھی جگہ دی گئی ھے ۔ مثال کے طور پر وہ صندوقچہ دیکھئے جو پیرس کے کلونی (Cluny) میوزیم میں محفوظ ھے ۔

۶ ۔ صقلیہ کا ھاتھی دانت کا کام

یورپ اور امریکہ کے کئی مجموعوں میں ھاتھی دانت کی

Marfat.com

کئی صندوقچیاں اور صندوقچے موجود ہیں جن کی آرائش میں نقاشی سے کام لیا گیا ہے - یہ نقاشی اپنے اسلوب کے لحاظ سے اسلامی ہے ، لیکن اس کی کئی خصوصیات یورپی ہیں - بنیادی آرائش کے نمونے عربی طرز کے ہیں اور ان میں انسانوں ، حیوانوں اور پرندوں کی شکلیں بھی ہیں جن کو زرد یا بھورے رنگ میں بنایا گیا ہے - حاشیے گہرے بھورے رنگ میں ہیں اور کہیں کہیں سرخ ، نیلے اور سنہری رنگ بھی استعمال کئے گئے ہیں - اس قسم کے نفیس ترین نمونوں میں قابل ذکر ایک مستطیل شکل کا صندوقچہ ہے جو میڈرڈمیں انسٹی ٹیوٹ دا دون خواں* میں موجود ہے اور دوسرے وہ صندوقچیاں ہیں جو شہر ورسبرگ (Wurzburg) کے گرجا میں اور برلن میوزیم کے اسلامی مجموعہ میں محفوظ ہیں - میٹروپالیٹن میوزیم میں دو گول صندوقچے ہیں - بڑے کی آرائش میں یورپی طرز کے نقوش ، پھولوں کے تختوں اور شیروں کی شکلوں سے کام لیا گیا ہے (تصویر ۸۷) اور چھوٹے صندوقچے کی زینت اژدہا اور شیروں سے ہے جن کے گرد و پیش پھول پتے نظر آ رہے ہیں -

کچھ مدت تک ہاتھی دانت کی ان اشیاء کو شام یا عراق سے منسوب کیا جاتا رہا - مگر اس نظریہ کو اس بناء پر بلا تامل رد کر دینا چاہئیے کہ ان کی آرائش یورپی طرز کی شکلوں سے ہوئی ہے - پروفیسر کیئنل (Kuhnel) نے اس خیال کی تائید میں بڑے مضبوط دلائل پیش کئے ہیں کہ یہ اشیاء صقلیہ سے تعلق رکھتی ہیں - پلرمو کے گرجا (Capella Palatina) کی دیوارو

* Institute de Don Juan, madrid.

Marfat.com

کی نقاشی میں جو آرائیشیں اور انسانی شکلیں بارھویں صدی کے وسط میں بنائی گئی تھیں وہ اپنے اسلوب کے اعتبار سے ان سے بالکل مشابہ ھیں ۔ ہاتھی دانت کے کام کے اکثر نمونوں کو بارھویں صدی کے نصف ثانی سے منسوب کیا جا سکتا ھے ۔ میٹروپالیٹن میوزیم والے چھوٹے صندوقچے میں یورپی اثرات بہت نمایاں ھیں جو غالباً تیرھویں صدی کی ساخت ھے ۔

۷ ۔ خاتم کاری اور ترصیع

مشرق قریب سے جو فن منسوب کیا جاتا ھے وہ اسباب و اثاثہ صندوقوں اور صندوقچوں اور دوسری چیزوں کی آرائش ھے ۔ یہ آرائش لکڑی ، ھاتھی دانت یا ھڈی اور سیپ پر مختلف اقلیدسی نمونوں کی صورت میں کی جاتی تھی ۔ یہ فن مشرق میں قدیم زمانے سے مروج چلا آ رھا تھا اور یونانیوں اور رومیوں نے وھیں سے اخذ کیا تھا۔ عہد قدیم میں دو طریقے مروج تھے : خاتم کاری اور ترصیع۔ خاتم کاری میں ھڈی یا لکڑی کے ٹکڑے کسی چوبی قطعہ میں جڑ دئیے جاتے تھے ۔ ترصیع کا عمل اس سے زیادہ مشکل تھا ۔ اس میں چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو اقلیدسی اشکال میں ترتیب دے کر انھیں چوبی سطح پر چسپاں کر دیا جاتا تھا ۔ دوسرے فنون اور صنعتوں کی طرح مصر کے مسلمان کاریگروں نے یہ طریقے بھی قبطیوں ھی سے سیکھے ۔ ھمیں متعدد ایسی تختیاں ملی ھیں جن پر لکڑی اور ھڈی کی جڑت ھے ۔ غالباً یہ کسی چوبی تابوت کے ٹکڑے ھوں گے جو قاھرہ کے نزدیک عین الصیرہ میں اور قدیم اسلامی زمانے کے کئی اور مقامات میں دستیاب ھوئے ھیں ۔ اس

Marfat.com

قسم کے بشتر قطعے قاہرہ کے عرب میوزیم میں ھیں اور کچھ
برلن میں موجود ھیں - اسی طرز کا ایک بہت نفیس قطعہ میٹروپالیٹن
میوزیم میں محفوظ ہے (تصویر ۶۹) - اس کی آرائش تین حصوں
میں منقسم ہے - درمیانی حصے میں ایک مربع شکل ہے جس کے
مرکز میں ھڈی کا ایک بڑا سا تمغہ کندہ کیا ھوا ہے - اس کے
ھر طرف پانچ محرابوں کا ایک سلسلہ ہے ، جنہیں ستون ایک دوسرے
سے جدا کرتے ھیں - ھر ایک سر ستون پر انار کی شکل بنی ہے -
جس پر کھجور کے پتے ھیں - ان پتوں پر پھر ایک سادہ انار نظر
آتا ہے - یہ طرز آرائش جو اناروں اور کھجور کے پتوں پر مشتمل
ہے ساسانی فن کی یادگار ھیں - اور اسلامی آرائش کے ابتدائی نمونوں
میں اکثر اوقات ملتے ھیں - محرابوں اور درمیانی خالی مقامات کو
پر کرنے کے لئے ھاتھی دانت ، لکڑی اور ھڈی کی خاتم کاری
سے کام لیا گیا ہے - جو مختلف شکلوں پر مشتمل ہے یعنی چوکور ،
خانہ دار ، ستاروں والے مربع اور دوسری اقلیدسی اشکال جو پتھر
اور شیشے کے مرصع کام سے مشابہ ھیں -

خاتم کاری اور ترصیع کو مشرق اور مغربی اسلامی ملکوں
میں ھر زمانے میں مقبولیت حاصل رھی ہے - تیرھویں اور چودھویں
صدی میں جب مصر و شام پر مملوکوں کی حکومت تھی ، آرائش
کے ان طریقوں نے بڑی ترقی پائی ، چنانچہ ان سے دروازوں ،
صندوقوں اور میزوں کی آرائش میں کام لیا جاتا تھا - اس کی بہت
عمدہ مثال چودھویں صدی کی ایک مرصع کرسی ہے جو
مسجد سلطان شعبان ثانی (۱۳۶۹ء) کے لئے بنائی گئی تھی - اور آج کل

Marfat.com

قاہرہ کے عربی میوزیم میں محفوظ ہے*۔

ترکی ، ایران اور شام میں خاتم کاری اور ترصیع کے نمونے کچھ بڑی تعداد میں نہیں ملتے ۔ لہذا بیرن روٹشلٹ** (Baron Rotschild) کے ذخیرے کا ایک ترکی صندوقچہ قابل ذکر ہے ۔ اس پر لکڑی اور ہاتھی دانت کی جڑت ہے اور یہ سلطان بایزید ثانی کے لئے ۱۴۸۳ء میں تیار کیا گیا تھا ۔ ہندوستان اور ایران میں ترصیع کے نمونے آخری زمانے یعنی اٹھارھویں اور انیسویں صدی کے ملتے ہیں ۔ ان دنوں دمشق خاتم کاری کا ایک مشہور مرکز بن چکا تھا ۔ وہاں ہڈی کے ساتھ سیپ سے بھی کام لیا جانے لگا یا محض سیپ ہی کا استعمال شروع ہو گیا ۔ اندلس اور صقلیہ میں بھی خاتم کاری اور ترصیع کی صنعتیں قائم تھیں ۔ جن کا ایک نفیس نمونہ پلرمو کے گرجا کا پیلا پالاتینا میں محفوظ ہے ۔ یہ تیرھویں صدی کا ایک چوبی صندوقچہ ہے جس پر ہاتھی دانت کی خاتم کاری سے اعلیٰ درجے کی آرائش کی گئی ہے ۔

---

* قاہرہ میں ایک سرکاری عجائب خانہ ہے جسے ابتداء میں دارالآثارالعربیہ کہتے تھے ۔ مگر ۱۹۵۲ء میں اس کا نام بدل کر متحف‌الفن الاسلامی رکھ دیا گیا کیونکہ اس میں جو آثار اور نوادر جمع ہیں وہ محض عربوں کے صنائع و حرف تک محدود نہیں بلکہ ان کا تعلق تمام اسلامی اقوام اور ممالک سے ہے (مترجم) ۔

** روٹ شلٹ (Rothschild) یہودی مہاجنوں کا ایک متمول خاندان ہے جو اپنے وسیع کاروبار کی وجہ سے دو سو سال سے مشہور چلا آتا ہے ۔ اس خاندان کی اصل جرمنی سے ہے مگر اس کی شاخیں لنڈن ، پیرس اور ویانا تک پھیلی ہوئی ہیں ۔ اس خاندان کے متعدد افراد نے فنون لطیفہ کی قدردانی اور سرپرستی کی بناء پر بھی شہرت حاصل کی ہے (مترجم) ۔

Marfat.com

باب نہم

فلز کاری یعنی دھات کا کام

۱ - ابتدائی اسلامی فلز کاری ایران میں

(ساتویں سے نویں صدی تک)
ء

ابتدائی اسلامی فلز کاری میں ساسانی اسلوب آرائش بدستور
بہت واضح طور پر نمایاں نظر آتا ہے - یہ بات خاص طور
چاندی کے برتنوں میں دکھائی دیتی ہے جن میں سے بعض غلطی
ساسانی عہد سے منسوب کر دئیے جاتے ہیں - اسلامی دور
اوائل کی بہت سی چاندی کی رکابیاں ملتی ہیں جن پر شکا
مناظر اور خاص ساسانی طرز کی انسانی صورتیں کھدی ہوئی ہی
بعض پر ان کے مالکوں کے نام پہلوی میں درج ہیں ج
ان کی صحیح تاریخ کا پتا چلانے میں مدد مل سکتی
ہرمیتاژ میوزیم (Hermitage Museum) میں ایک رکابی موج

جو بقول پروفیسر ہر سفیلٹ دماوند کے خانوادہ مسموغان کے ایک شخص شروین کے حکم سے تیار کی گئی تھی - اس خاندان کا خاتمہ ۷۵۸ء میں ہوا تھا - ساسانیوں کے بعد کے زمانے کی ایک اور مشہور رکابی ہرمیتاژ میوزیم میں ہے - یہ ایک زمانے میں ساسانی شہزادے بزرجمہر کی ملکیت تھی جو ۷۲۸ء سے ۷۳۸ء تک طبرستان کا فرمانروا رہا - اس پر ایک دیوی اناھیت (ناھید) کی تصویر ہے جو ایک گرفن (یعنی شیر کے جسم پر عقاب کا سر اور پر رکھنے والے ایک خیالی جانور) پر بیٹھی بنسری بجا رہی ہے - اس کی منبت کاری مسطح اور گرفن کی شکل بالکل روایتی قسم کی ہے -

ابتدائی اسلامی فلز کاری میں یہ خصوصیات اکثر دیکھنے میں آتی ہیں - ساسانی عہد کے بعد کی دو اور چاندی کی رکابیاں ہرمیتاژ میوزیم میں ہیں ، جن پر بہرام گور اور آزادہ کا مشہور افسانہ منقوش ہے - علاوہ ازیں خط پہلوی میں ان کے مالکوں کے نام ، مہر بوژہ اور پیرو زان ، کندہ ہیں - ان دونوں رکابیوں کی آرائش کا طرز رسمی ہے - منبت کاری کم گہری اور خاکے کے خطوط موٹے ہیں - ساسانی دور کے بعد کے زمانے کے چاندی کے متعدد برتنوں کی یہی ممتاز خصوصیات ہیں -

جانوروں اور پرندوں کی تصویروں والے چاندی کے برتن ساسانی عہد اور اس کے بعد کے زمانے کا ایک اہم حصہ ہیں - ساسانی کاریگر جن جانوروں کی تصویریں بناتے تھے ، ان میں مشہور ترین سیمرغ ہے - یہ ایک عجیب و غریب جانور ہے جو کچھ پرندہ ہے ،

Marfat.com

کچھ شیر اور کچھ کتا*۔ برٹش میوزیم میں سیمرغ کی تصویر والی ایک چاندی کی رکابی آٹھویں یا نویں صدی کی بتائی جاتی ہے۔ ساسانی عہد کے بعد کے چاندی کے اکثر برتنوں کی طرح یہاں قلمزنی اور حکاکی کو منبت‌کاری سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ اس رکابی میں فن کے وہ محاسن ملتے ہیں جو اسلامی عہد میں تازہ تازہ منظر عام پر آئے تھے۔

ساسانی عہد کے بعد کی جو دوسری چاندی کی رکابیاں ملتی ہیں وہ اور بھی بعد کے زمانے کی ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ قابل توجہ ہرمیتاژ میوزیم کی وہ رکابی ہے جس پر شیر اور ہرن کی لڑائی کا قدیم مشرقی منظر پیش کیا گیا ہے۔ حیوانات کے بدن کی ساخت، ان کے عضلات، چہرے اور ایال کی تصویر کشی اور جسم کے ابھاروں کو ظاہر کرنے والے خطوط ظاہر کرتے ہیں کہ یہ رکابی ساسانی عہد کے بعد ہی کی نہیں بلکہ دسویں صدی کے اواخر سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کا اسلوب یقیناً اسلامی ہے۔ اور اسے سلجوقی طرز کا پیش خیمہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ تصویروں کے مابین خالی جگہوں کو جن گل بوٹوں سے پر کیا گیا ہے، وہ اگرچہ اسی قسم کے ساسانی گل بوٹوں پ

---

*ایران کی قدیم داستانوں میں سیمرغ کا ذکر یوں آیا ہے کہ وہ ایک پرندہ تھا جو سام کے بیٹے زال کو کوہ البرز سے اٹھا کر لے گیا تھا اور اپنے بچوں کے ساتھ اس کی پرورش کی تھی۔ ایک خواب کی بناء پر سام نے اس کا پیچھا کیا۔ سیمرغ نے زال سام کو واپس دے دیا اور اس کے ساتھ ایک پر بھی دیا اور کہا کہ جب میری مدد کی ضرورت ہو اسے آگ میں ڈال دینا میں کمک کو پہنچ جاؤں گا (مترجم)۔

Marfat.com

بنی ھیں ، تاھم ان کی متعدد خصوصیات مثلاً مدور پتے اور دل کی شکل کے کھجور کے پورے پتے اس امر کے غماز ھیں کہ یہ رکابی اور اسی طرح کے دوسرے برتن غالباً وسط ایشیا میں بنائے گئے تھے ۔

ھرمیتاژ میوزیم میں ساسانی عہد کے بعد کے چاندی کے دو قرابے ھیں جن پر پرندوں اور گرفنوں* کی شکلیں بنی ھوئی ھیں ۔ اور درمیانی جگہوں میں چوکور شکلوں سے آرائش کی گئی ھے ۔ یہ قرابے یقیناً اسلامی عہد کی ساخت ھیں کیونکہ ان پر خط کوفی میں عبارتیں کندہ ھیں جو دسویں صدی کے بعد کی نہیں ھو سکتیں ۔ ممکن ھے کہ یہ خراسان اور ماوراء النہر کی فلز کاری کے نمونے ھوں جو نسبتاً کم معروف ھے ۔ ان دونوں سے ھمیں چند اور نقرئی برتنوں کی تاریخ متعین کرنے میں مدد ملتی ھے ، مثلاً برلن میوزیم کی وہ ھشت پہلو قاب جس پر زاویہ دار لیس والے خانوں کے درمیان خوفناک جانوروں کی شکلیں بنائی گئی ھیں ۔

اسلامی دور کے اوائل میں کانسی کا کام قابوں ، دستے والی صراحیوں اور آبخوروں پر جانوروں اور پرندوں کی شکلوں میں ملتا ھے ۔ بعض قابوں پر ساسانی طرز کی اتنی گہری چھاپ نظر آتی ھے کہ ان کو اکثر اوقات عہد قبل از اسلام سے منسوب کر دیا جاتا ھے ۔ اس کی ایک مثال برلن میوزیم کی ایک رکابی ھے جس کے وسط میں ایک عمارت کی تصویر کھدی ھے جو شاید تخت خسرو

---

*گرفن (Griffin) ایک خیالی جانور ھے ، جس کا سر اور بازو عقاب کے اور باقی جسم شیر کا تصور ھوتا تھا ۔ یونانیوں کا خیال تھا کہ وہ ملک ستھیا میں رھتا ھے اور وھاں کے سونے کی حفاظت کرتا ھے (مترجم) ۔

Marfat.com

ہے ۔ اس کے چاروں طرف نعل نما محرابوں والی ایک غلام گردش بنی ہے جس کی آرائش انگور اور کھجور کے پتوں سے کی گئی ہے ۔ اور ان میں سے بعض کے ساتھ ساسانی طرز کے پروں کے جوڑے بھی وابستہ ہیں ۔ اس آرائش کی خصوصیات آٹھویں اور نویں صدی کے کام سے مشابہ ہیں ، مثلاً قیروان کا چوبی منبر جو عباسی خلیفہ ھارون الرشید کے عہد (۷۸۶ء—۸۰۹ء) کی ساخت ہے ۔

ساسانی عہد کے بعد کی کانسی کی دستے والی صراحیاں سادہ بھی ملتی ہیں اور ایسی بھی جن کی آرائش برجستہ یعنی ابھری ہوئی ہے یا ان کے اندر کندہ ہے ۔ ان میں سے بیشتر معروف ساسانی طرز کی ہیں اور باقی ان نئے نئے اسلوبوں کا پتہ دیتی ہیں جنہیں آٹھویں صدی کے ایرانی فلز کاروں نے ترقی دی تھی ۔ صراحیوں کی ایک قسم وہ ہے جس کی شکل کروی ، گردن لمبوتری اور ٹونٹی کسی پرندے کی شکل کی ہوتی ہے ۔ اس طرز کی تقریباً چھ دستہ دار صراحیاں میٹروپالیٹن میوزیم میں ہیں (تصویر ۵۷) ، تین ہرمیٹاژ میوزیم (Hermitage Museum) میں ، ایک مجموعہ ہرری (Harari Collection) میں ، اور ایک متحف الفن الاسلامی* قاہرہ میں موجود ہے ۔

---

*قاہرہ کا وہ عجائب خانہ جسے مصنف نے اس کتاب کے بہت سے مقامات میں (Arab museum) کے نام سے یاد کیا ہے ، ۱۹۰۳ء میں ،، دارالآثار العربیہ ،، کے نام سے قائم ہوا تھا ۔ پھر ۱۹۵۲ء میں اس کا نام ،، متحف الفن الاسلامی ،، رکھ دیا گیا اور اس میں مصر اور دیگر اسلامی ملکوں کے فنون لطیفہ کے عمدہ اور نفیس نمونے جمع کر دئیے گئے ۔ (مترجم)

Marfat.com

آخر الذکر خاص طور پر نفیس ہے اور مصر میں آخری اموی خلیفہ مروان ثانی (۷۴۴ء تا ۷۴۹ء) کے مقبرے کے نزدیک دستیاب ہوئی تھی۔ اس پر مختلف حیوانی اشکال کی اعلیٰ درجے کی حکاکی اور کھجور کی شاخوں کی منبت کاری سے جو آرائش کی گئی ہے، اس سے وہ اسلامی اسلوب جھلکتا ہے، جس نے آٹھویں صدی عیسوی میں ترقی کی تھی۔ ٹونٹی کا اذان دیتا ہوا مرغا بہترین ساسانی طرز پر بنایا گیا ہے۔

قاہرہ والی صراحی کی ایک نظیر جس کی سطح باریک حکاکی سے خالی ہے، اب میٹروپالیٹن میوزیم میں محفوظ ہے (تصویر ۱۰ء) گردن کے بالائی حصے پر کھجور کی شاخوں سے آرائش کی گئی ہے، دستہ پر بیل بوٹوں کی قطار ہے اور اس کے نیچے ساسانی طرز کے اناروں اور کجھور کے پتوں کی منبت کاری ہے۔

کانسی کی بنی ہوئی ایک اور طرز کی چند دستہ دار صراحیوں کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہے جو اسلام کے ابتدائی زمانے میں بنی تھیں اور اب ایران میں ملی ہیں۔ ان کی آرائش میں حکاکی اور منبت کاری کے علاوہ سرخ تانبے کے ٹکڑوں کی جڑت ہے۔ یہ صراحیاں بیشتر ہرمیتاژ میوزیم میں ہیں۔ شہر بالٹی مور کی والٹرز گیلری میں اسی قسم کی جو صراحی محفوظ ہے اس کی آرائش میں انار کے درختوں اور کھجور کے پتوں کی منبت کاری اور کہیں کہیں تانبے کے ٹکڑوں کی جڑت ہے۔ یہ صراحیاں غالباً آٹھویں صدی عیسوی میں تیار ہوئی تھیں اور مرصع کاری کے قدیم ترین اسلامی دبستان کا نمونہ ہیں جو غالباً مشرقی ایران میں قائم تھا۔

Marfat.com

۲ ۔ سلجوقی دور کی ایرانی فلزکاری

(۱۱—۱۳ صدی عیسوی)

۱۰۳۷ء میں مشرقی ایران میں سلاجقہ کی آمد سے اسلامی فلز کاری کا ایک شاندار دور شروع ہوا ۔ کانسی ، سونے اور چاندی کے برتنوں کی نئے نئے طریقوں سے آرائش ہونے لگی ، جن کو سلجوقی دور کے کاریگروں نے ترقی دی تھی ۔ اس دور کے بیشتر نقرئی برتن جو گیارھویں ، بارھویں اور تیرھویں صدی سے تعلق رکھتے ہیں ، روسی مجموعوں میں محفوظ ہیں ۔ ان کی ایک فہرست سمرنوف (Smirnow) نے ۱۹۰۹ء میں شائع کی تھی ۔ ان میں سے اکثر وسط ایشیا یا بلاد قفقاز سے حاصل ہوئے تھے ۔ ان میں سے کچھ پیالے ہیں ، کچھ گلدان اور کچھ صراحیاں ہیں جن کی زمین میں باریک بیل بوٹے ہیں اور اس کے اوپر پرندوں اور جانوروں کی تصویریں ، عربی طرز کے نقش و نگار اور خط کوفی میں لکھی ہوئی عبارتیں پائی جاتی ہیں ۔ یہ آرائش عام طور کندہ کی ہوئی ملتی ہے ، لیکن بعض برتنوں پر ابھری ہوئی ہے اور کہیں کہیں ترصیع سے بھی کام لیا گیا ہے ، مثلاً برلن میوزیم میں ایک پیالہ ہے جس کے درمیان ایک سازندے کی تصویر بنی ہوئی ہے ۔

سلجوقی دور کے کاریگر مینا کاری سے بھی واقف تھے ۔ اسلامی مینا کاری کا سب سے شاندار نمونہ کانسی کی ایک رکابی ہے ، جو

انس بروک* میوزیم میں موجود ہے - اس کی مینا کاری میں مختلف رنگ استعمال کئے گئے ہیں - اور اس پر انسانوں ، جانوروں اور پرندوں کی شکلیں الگ الگ خانوں میں بنی ہوئی ہیں ، جن کو کھجور کے درختوں اور رقاصوں کی تصویریں ایک دوسرے سے جدا کرتی ہیں - اس کے اوپر جو عبارت کندہ ہے اس میں آرتقی خاندان کے سلطان رکن الدین داؤد (۱۱۰۸--۱۱۴۴ء) کا نام آیا ہے جو شمالی الجزیرہ میں کیفا اور آمدہ کا حاکم تھا -

سلجوقی** عہد کے زیورات بھی بہت اعلیٰ پایہ کے تھے - اگرچہ ان کی زیادہ تعداد محفوظ نہیں رہی - موجودہ زیورات میں سے بیشتر ایران سے ملے ہیں - وقتاً فوقتاً اس دور کے زیورات کی نقلیں بھی تیار کر لی جاتی ہیں لیکن ان کا سراغ آسانی سے لگایا جا سکتا ہے - ان زیورات میں بیشتر گوشوارے اور ہار ہیں - اور بعض جانوروں اور پرندوں کی شکلوں کے بنے ہیں - میٹروپالیٹن میوزیم میں سلجوقی زیورات کے کئی نمونے ہیں - ایک ہلال نما گوشوارے (تصویر ۶۷) کی آرائش پرندوں کی سوراخ دار اشکال سے کی گئی ہے جن کو کھجور کے درخت ایک دوسرے سے جدا کرتے ہیں - یہ گوشوارہ اپنے اسلوب کے لحاظ سے اس طلائی

*Innsbruck museum.

** سلجوقی نسل کے لحاظ سے ترک تھے ، جنھوں نے وسطی ایشیا سے اٹھ کر پانچویں صدی ھجری میں ایران اور اس کے ملحقہ ملکوں میں اپنی بساط حکومت بچھائی - ان کا عہد اسلامی حکومت کے عروج و اقبال کا زمانہ تھا جس میں الپ ارسلان اور ملک شاہ جیسے با جبروت بادشاہ اور نظام الملک طوسی جیسے مدبر وزیر پیدا ہوئے (مترجم) -

Marfat.com

آویزے سے ملتا جلتا ہے جو برلن میوزیم میں محفوظ ہے۔ ان دونوں کی تاریخ ساخت غالباً گیارھویں صدی کے نصف اول میں مقرر کی جا سکتی ہے۔ بارھویں یا تیرھویں صدی کے زیورات میں سے ایک تو پرندے کی شکل کا گوشوارہ ہے جو نہایت اعلیٰ درجہ کی طلا کاری کا نمونہ ہے اور ایک آویزہ ہے جس کی شکل شیر کی ہے (تصویر ۷۷)۔ اس شیر کی ایال اور اس کے خط و خال سونے کی بٹی ہوئی تاروں سے بنائے گئے ہیں۔ اس میں دو خالی سوراخ نظر آتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں قیمتی پتھر جڑے ہوں گے۔ جن سے اس کی خوبصورتی اور بڑھ گئی ہو گی۔ آرائشی شکلیں سوراخدار ہیں۔ ان میں سات دائروں والا ایک گلاب بھی ہے جو سلجوقی دور کے ان کانسی کے برتنوں کی طرز کا ہے جو بارھویں سے تیرھویں صدی تک ایران میں بنائے جاتے تھے۔

الف۔ برجستہ اور منقوش آرائش والے کانسی کے ظروف

برجستہ آرائش والے کانسی کے برتن مثلاً آئینے، الواح اور جانوروں کی شکلیں ڈھالنے کی صنعت سلجوقی عہد میں ایران اور عراق دونوں ملکوں میں رائج تھی۔ اس کے مخصوص نمونے چھوٹے چھوٹے آئینے ہیں (دیکھئے تصویر ۷۸) جن کی پشت پر ابوالہول کی شکلیں اور عبارت بخط کوفی منقوش ہیں۔ گمان غالب ہے کہ یہ ظروف بارھویں صدی کی ساخت ہیں اور ایران میں تیار کئے گئے ہوں گے۔

Marfat.com

قاہرہ کے مجموعہ ہرری میں دو آئینے ہیں جن پر ان کی ساخت کی تاریخ منقوش ہے - ایک تو ۵۴۸ھ (۱۱۵۳ء) کا ہے اور دوسرا ۶۷۵ھ (۱۲۷۶ء) کا - ان کی آرائش بروج فلکی کی شکلوں سے کی گئی ہے اور حاشیہ میں جانوروں کی تصویریں ہیں - یہی بات لوور (Louvre) اور میٹرو پالیٹن میوزیم کے آئینوں میں بھی نظر آتی ہے - سلجوق عہد کے ایسے آئینے بھی ملتے ہیں جن پر شکار کے منظر بنے ہوئے ہیں - اس قسم کا ایک آئینہ وکٹوریا اینڈ البرٹ میوزیم میں ہے - کاؤنٹ والرسٹائن کے مجموعہ* میں بھی ایک آئینہ محفوظ ہے جو ارتقی عہد کی فلز کاری کا نمونہ ہے - اس میں بھی بروج فلکی کی اشکال ہیں ، حاشیہ میں جانوروں کی تصویریں ہیں اور اس کی عبارتوں میں ارتقی خاندان کے ایک فرمانروا کا نام ملتا ہے جو ۱۲۶۰ء کے قریب خرپوت پر حکمران تھا -

سلجوقی عہد کے برجستہ نقوش والے کانسی کے برتن مختلف قسم کے ہیں اور روز مرہ کی ضروریات سے تعلق رکھتے ہیں - مثلاً دستہ دار صراحیاں ، کیتلیاں ، ہاون ، شمعدان ، چراغ ، بخور دان اور صندوقچے - ہمارے پاس جو برتن محفوظ ہیں ان میں سے بیشتر ایرانی ساخت کے ہیں مگر ان کے متعلق یہ بات یقینی طور پر معلوم نہیں کہ وہ کن مقامات سے آئے ہیں - بعض

*Count Wallerstein Collection.

Marfat.com

شمال مشرق اور مشرق ایران سے دستیاب ہوئے ہیں اور بعض ہمدان اور رے سے ۔ میٹروپولیٹن میوزیم کی طرف سے جو مہم نیشا پور بھیجی گئی تھی اس کی کھدائی سے سلجوقی دور کی ایک کانسی کی بنی ہوئی دستہ دار صراحی ملی ہے جو تقریباً بارھویں صدی کی ہے ۔ اس پر شکار کے مناظر اور جانوروں کی تصویرین منقوش ہیں ۔ اس کے دستہ پر ایک انار بنا ہوا ہے اور اس کی شکل سامانیوں کے بعد کے زمانے کی اس صراحی سے لی گئی ہے جو میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ہے ۔ میوزیم والی صراحی کی شکل وہی ہے جو نیشا پوری صراحی کی ہے ۔ مگر یہ بنی ہوئی تقریباً دسویں صدی کی ہے ۔ نیشاپوری صراحی غالباً مقامی صنعت کا نمونہ ہے ۔ کتابوں سے اس امر کی شہادت ملتی ہے کہ قرون وسطیٰ میں نیشا پور اور خراسان کے دوسرے شہروں میں دھات کی ایک ترقی یافتہ صنعت موجود تھی ۔

بارھویں صدی عیسوی کے سلجوقی طرز کے کانسی کے برتنوں میں ایک شمع دان قابل ذکر ہے (تصویر ۷۹) ۔ اس کے حاشیہ پر متعدد جانوروں مثلاً شیر ، ہرن اور کتے کی شکلیں نہایت خوبصورت انداز میں بنی ہیں ۔ انہیں گول گول خانے ایک دوسرے سے علیحدہ کرتے ہیں ۔ اس کی زمین میں عربی طرز کے نقش کار ہیں ، اور عبارتیں خط کوفی میں ہیں ۔ اس شمع دان اور نیشا پوری صراحی کی منقوش شکلوں میں جو مشابہت پائی جاتی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ شمع دان بھی خراسان کی ساخت ہے ۔ اسی عہد کا ایک اور اہم برتن میٹروپالیٹن میوزیم میں ہے

Marfat.com

یہ کانسی کا ایک بڑا سا گلدان ہے ، جو منقوش ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ہمدان میں ملا تھا ۔ اس پر عام طرز کی سلجوق آرائش نظر آتی ہے ، یعنی جانوروں کی قطاریں ، اژدھا کا ایک جوڑا اور خط کوفی کی عبارت ۔

شمع دانوں اور بخور دانوں کی آرائش میں ایرانی صناعوں نے مشبک کاری کو بڑی مہارت سے استعمال کیا ہے ۔ شیر کی شکل کا ایک نفیس نجور دان میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ہے (تصویر ۸۰) ۔ شیر کی صورت خاص سلجوق اسلوب کی مظہر ہے اور اس کے شانوں ، گردن اور رانوں پر سوراخ دار بیل کی آرائش ہے ۔ شیر کی شکل کے دو اور نجور دان بھی محفوظ ہیں ۔ ان میں سے ایک جو نسبۃً بڑا ہے ، ہرمیتاژ میوزیم میں ہے اور دوسرا لوور (Louvre) میں ۔ ان سب کو بارھویں صدی کی ساخت قرار دیا جا سکتا ہے ۔

ب ۔ چاندی اور تانبے کی ترصیع والے کانسی کے برتن

سلجوق عہد کے کاریگروں نے کانسی اور پیتل کے برتنوں میں دوسری دھاتوں مثلاً چاندی اور تانبے کے ٹکڑے یا کتلے جڑنے کے فن کو ترقی دے کر درجۂ کمال پر پہنچا دیا تھا ۔ ہمارے پاس فیصلہ کن شہادت موجود ہے کہ اس کا آغاز مشرقی ایران خصوصاً خراسان میں ہوا تھا ۔ جہاں سے یہ فن مغرب کی جانب پھیل کر باقی ایران اور عراق میں جا پہنچا ۔ مشرقی ایران ہی

Marfat.com

میں ترصیع کو فنی اعتبار سے امتیاز حاصل ہوا اور فلز کاری کے ایرانی مرکزوں یعنی ہرات ، نیشا پور ، سیستان اور مرو میں جو اسلوب پیدا ہوا وہ بالآخر مشرق قریب کے تمام ملکوں میں رائج ہو گیا ۔ اور تیرھویں صدی تک موصل (عراق*) اسلامی ترصیع کاری کا ایک بہت بڑا مرکز بن گیا ۔ اور اس کی شہرت یہاں تک مستحکم ہو گئی کہ ایک عرصہ تک تانبے اور چاندی کی ترصیع والے کانسی اور پیتل کے تمام برتن بلاتمیز اسی شہر کے ساتھ منسوب کئے جاتے رہے ۔ تاہم اب خالص ایرانی ساخت کے چند برتنوں کے دستیاب ہونے سے ہم کانسی اور پیتل کے مرصع برتنوں کی از سر نو تقسیم کر سکتے ہیں اور بعض کو ایرانی قرار دے سکتے ہیں ۔

جیسا کہ سلاجقہ سے پہلے دستور تھا ، گیارھویں اور بارھویں صدی کے ایرانی برتنوں میں کانسی کام میں لائی جاتی تھی جو تانبے اور قلعی کا مرکب ہے ۔ اور پیتل کا استعمال نہیں ہوتا تھا جو تانبے اور جست کا مرکب ہے اور جو موصل اور ایران میں بعد ازاں مروج ہوا ، بعض ظروف کی ترصیع میں قدیم ایرانی طریق

* موصل شمالی عراق کا مشہور ایک تاریخی شہر جو قدیم نینوا کے کھنڈرات کے قریب دریائے دجلہ پر واقع ہے ۔ عربوں نے اسے ۶۴۱ء میں فتح کیا تھا ۔ اسلامی عہد میں کئی حکمران خاندانوں کا صدر مقام رہا اور خصوصاً سلجوقی دور میں اسے خوب فروغ حاصل ہوا ۔ عمادالدین زنگی اور نورالدین زنگی جنہوں نے کروسیڈروں کے مقابلہ میں بڑا نام پیدا کیا موصل ہی کے فرمانروا تھے (مترجم) ۔

Marfat.com

سے کام لیا جاتا تھا یعنی تانبا استعمال ہوتا تھا ۔ باقی میں تانبے اور چاندی کی جڑت ہوتی تھی یا صرف چاندی کی ۔ اگرچہ آرائش میں ابھی تک کندہ کاری ہی پر زیادہ زور تھا تاہم ترصیع بھی آرائش کا ایک لازمی جزو بن گئی تھی ۔ ترصیع یعنی جڑت کی ترقی میں ایران کو جو تقدم حاصل ہے ، اس کے اثبات میں کانسی کی ایک کیتلی کو بڑی اہمیت حاصل ہے جو ہرمیتاژ میوزیم میں محفوظ ہے ۔ اس میں نہ صرف اس کے بنانے والوں کے نام دیئے گئے ہیں ، بلکہ اس سے اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ کس مقام پر تیار ہوئی تھی ۔ کیتلی پر جو عبارت کندہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے ہرات میں محمد بن الواحد نے بنایا تھا اور حاجب مسعود ابن احمد نے ۵۵۹ھ (۱۱۶۳ء) میں اسے مرصع کیا تھا ۔ اس کی آرائش پانچ افقی پٹیوں سے کی گئی ہے ۔ دو پٹیوں پر تو سپاہیوں اور شکاریوں کی تصویریں اور سلجوقی جشنوں کے منظر ہیں جن میں آدمیوں کو شراب پیتے اور مختلف کھیلیں کھیلتے اور ناچنے والی لڑکیوں اور موسیقاروں کو دکھایا گیا ہے۔ باقی تین پٹیوں پر کوفی اور نسخی خط میں مختلف قسم کی عبارات درج ہیں ۔ خاص دلچسپی کی بات یہ ہے کہ طرز تحریر اس طرح کا ہے کہ تمام حروف انسانوں یا حیوانوں کے سروں یا جسموں کی شکلوں پر ختم ہوتے ہیں ۔ یہ طرز تحریر غالباً خراسان میں پیدا ہوا تھا اور صرف ایران سے حاصل شدہ سلجوقی فلز کاری کے نمونوں میں دکھائی دیتا ہے ۔ (دیکھئے تصویر ۸۳) ۔ کیتلی کندہ کار ہے اور چاندی اور تانبے سے مرصع ہے ۔ اس سے جو خوبصورت رنگ آمیزی پیدا ہوئی ہے ، وہ بارھویں صدی کے بہت

سے کانسی کے ایرانی برتنوں کے ساتھ مخصوص ہے ۔ ہرات کی اس کیتلی کے ذریعے سے ہم سلاجقہ کے دور میں کانسی اور پیتل کی ترصیع کے ایک خاص اسلوب کی تمیز کر سکتے ہیں جس کی اصل ایران میں ہے۔

اسی قسم کے ایرانی ساخت کے کچھ شمع دان اور دستہ دار صراحیاں بھی ملی ہیں جن کی شکلیں دوازدہ پہلو ہیں اور گردنیں بالکل سیدھی ہیں (دیکھئے تصویر ۸۱) ۔ کانسی کے ان ظروف کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ ان کی آرائش پرندوں اور جانوروں اور زیادہ تر شیروں کی تصویروں کی منبت کاری پر مشتمل ہے ۔ اسی طرز کے دو شمع دان ہیں ، ایک قاہرہ کے مجموعہ ہرری میں ہے اور دوسرا ہرمیتاژ میوزیم میں ہے ۔ ایک لوٹا برلن میں پروفیسر زارے (Sarre) کے مجموعہ میں ہے ۔ ان سب ظروف کے گرد پرندوں کی شکلیں منقوش ہیں ۔ تمام شکلیں سلجوقی طرز کی ہیں لیکن اس کے باوجود ان کا تعلق ساسانیوں کے بعد کے دور سے نظر آتا ہے ۔ اس قسم کے ظروف ہرمیتاژ میوزیم ، برٹش میوزیم ، لوور * برلن میوزیم اور تہران کے موزۂ گلستان میں موجود ہیں ۔ ان میں سے چند ایک جن کا تعلق ہراتی کیتلی سے ہے بارہویں صدی کی ہیں ، دوسری صراحیاں

*لوور (Louvre) کا محل پیرس میں دریائے سین کے داھنے کنارے پر واقع ہے ، اور متعدد عمارات پر مشتمل ہے ۔ شاہان فرانس اس میں وقتاً فوقتاً اضافہ یا تجدید کرتے رہے یہاں تک کہ نپولین نے اسے عجائب خانہ میں تبدیل کر دیا ۔ اس میں آج کل ہر قسم کے قدیم آثار اور نوادر جمع ہیں ، جو تاریخی اور فنی اعتبار سے بے مثال ہیں (مترجم) ۔

Marfat.com

تیرھویں صدی کے اوائل اور اس کے نصف سے متعلق ھیں ۔ ان کے علاوہ بعض صراحیاں ایسی ھیں جن کو چودھویں صدی کی ساخت کہا جا سکتا ھے ۔

تیرھویں صدی کے اوائل کے برتنوں میں ایک دستہ دار صراحی ھے (تصویر ۸۱) جو اس سے پہلے جے ۔ پی ۔ مورگن (J.P. Morgan) کے مجموعہ میں تھی ۔ اس کے آرائشی خطوط کے سروں پر جانوروں کے سر بنے ھوئے ھیں ۔ اور اس کا دور بارہ خانوں میں منقسم ھے جن میں بروج فلکی کی تصویریں اور سیاروں کی علامات بنی ھوئی ھیں ۔ اس کی گردن اور دوسرے حصوں پر کوفی اور نسخی خط میں عبارتیں لکھی ھیں جن کے حروف کے آخر میں انسانی سروں سے آرائش کی گئی ھے ۔ اگرچہ اس کی نقاشی بدستور نمایاں ھے لیکن چاندی کی جڑت بارھویں صدی کے برتنوں کی بہ نسبت زیادہ ھے ۔

ان ظروف کو بالعموم شمالی ایران یا ارمینیہ کی طرف منسوب کیا جاتا ھے ۔ بہر حال اگر ان کی طرز آرائش کا ۱۱۶۳ء کی ھراتی کیتلی سے مقابلہ کیا جائے تو پتہ چلتا ھے کہ یہ خراسان کے صوبے میں بنائی گئی ھوں گی ۔ اس رائے کی تائید میں طفلیس* کے

*طفلیس جسے مقامی لوگ تبلیسی (Tbilisi) کہتے ھیں بلاد قفقاز میں گرجستان کا صدر مقام ھے ۔ تاریخ میں اس کا ذکر سب سے پہلے چوتھی صدی عیسوی میں آیا ھے ۔ بارھویں اور تیرھویں صدی عیسوی اس کے عروج و اقبال کا زمانہ ھے جب یہ مقامی فرمانرواؤں کا دارالحکومت تھا ۔ گرجستان کے اکثر لوگ عیسائی مذھب رکھتے ھیں (مترجم) ۔

Marfat.com

عجائب گھر کا ایک ابریق پیش کیا جا سکتا ہے جو چاندی اور تانبے سے مرصع ہے - اس پر ۵۷۷ ھ (۱۱۸۱ء) کی تاریخ درج ہے اور کاریگر کا نام محمود بن محمد ہراتی بھی ثبت ہے - ہرات اور خراسان کے دوسرے شہروں میں کانسی کے جو مرصع برتن بنائے گئے ، ان کی آرائش میں بعض ایسی خصوصیات نظر آتی ہیں جو اس صوبے کے ساتھ مخصوص ہیں - ان خصوصیات میں سات پتیوں والا گلاب ہے (دیکھئے تصویر ۸۲) جسے خراسانی کاریگروں کا ٹریڈ مارک سمجھنا چاہئے - اس قسم کے گلاب ہراتی کیتلی اور متعدد دستہ دارصراحیوں پر (جن میں مجموعہ مارگن کی صراحی بھی شامل ہے) نظر آتے ہیں ، اور ان دو شمعدانوں پر بھی جن میں سے ایک ہرمیتاژ میوزیم میں ہے اور دوسرا مجموعہ ہرری میں محفوظ ہے -

خراسان کی طرف چند ایک گول ظروف بھی منسوب ہیں جو غالبا دواتیں ہیں اور چاندی اور تانبے سے مرصع ہیں - ان میں سے بعض ایسی شکلوں سے مزین ہیں ، جو اپنے اسلوب میں ہراتی کیتلی کی شکلوں سے مشابہ ہیں (تصویر ۸۲) - میٹروپالیٹن میوزیم کا ایک ڈبا بھی اس طرز آرائش کا ایک نفیس نمونہ قرار دیا جا سکتا ہے - وہ عبارات سے آراستہ ہے اور تین خانوں سے جن میں عربی طرز کے نقش و نگر ہیں ان پر گلدان بھی منقوش ہیں جو سلجوقی دور کے اوائل کے اکثر برتنوں میں ملتے ہیں اور سات پتیوں والے مدور گلاب بھی جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے -

صراحیوں کا ایک اور چھوٹا سا مجموعہ ہے جو مرصع بھی ہے اور منقش بھی - ان کی ٹونٹیاں چراغ کی مثل ہیں - لوور میں جو صراحی موجود ہے اس پر ۵۸۶ھ (۱۱۹۰ء) کندہ ہے ، اور

شمالی ایران میں عثمان بن سلیمان نخچوانی کے لئے تیار ہوئی تھی۔ دو اور ابریق ہیں جو خراسان کی طرف منسوب ہیں۔ ان میں سے ایک پیرس کے مجموعۂ پیٹل (Peytel Collection) میں ہے اور دوسرا میٹروپالیٹن میوزیم میں (تصویر ۸۳)۔ پیٹل والے ابریق کی ترصیع چاندی اور تانبے سے کی گئی ہے۔ اس پر علی کے دستخط ہیں جو اسفرائن (خراسان) کا رہنے والا تھا۔ میٹروپالیٹن والا ابریق اس مجموعہ کا غالباً قدیم ترین برتن ہے۔ اس کی آرائش میں عبارتوں، عربی طرز کے نقش و نگار، گلدانوں اور جانوروں کی شکلوں سے کام لیا گیا ہے۔ اور اسے علی بن عبدالرحمان بن طاہر الادیب سیستانی کے لئے بنایا گیا تھا۔ اس میں چاندی کی جو جڑت ہے وہ صرف باریک خطوط پر مشتمل ہے۔ اس کا دستہ خاص طور پر خوبصورت ہے، اس کی شکل شیر کی ہے جو سلجوقی طرز پر بنایا گیا ہے۔

تیرھویں صدی کی ایرانی فلز کاری کی تاریخ متعین کرنے کے سلسلہ میں واشنگٹن کی فریر گیلری کا ایک قلمدان بہت اہم ہے۔ اسے شاذی نام کے ایک کاریگر نے ۶۰۷ھ (۱۲۱۰ء) میں مجد الملک المظفر کے لئے بنایا تھا جو خراسان کا وزیر اعظم تھا اور مرو میں رہتا تھا۔ یہ قلمدان غالباً مرو ہی میں تیار ہوا تھا، جو مشرقی ایران کا ایک بڑا صنعتی مرکز تھا۔ اس کی آرائش کا اسلوب اور طرز تحریر، نسخی اور خطی دونوں خالص ایرانی ہیں۔ اور نسخی عبارت کے حروف کے آخر میں انسانوں اور حیوانوں کے سر بنے ہوئے ہیں۔ اس قلمدان کی مدد سے ہم کچھ

Marfat.com

سکتے ہیں ، کہ کانسی کے متعدد ایرانی برتن تیرھویں صدی کی ابتداء میں بنائے گئے تھے ، چنانچہ میٹروپالیٹن میوزیم کی چار اشیاء یعنی ایک ھاون ، ایک گلدان ، ایک پیالہ اور ایک پرندے کی شکل کا ظرف ، ان سب کو اسی زمانے کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے (تصویر ۸۴) - کانسی کے پیالے کے بیرونی دور کی آرائش چند ایسے دائروں سے ہے جن کے اندر بروج فلکی اور سیاروں کی شکلیں بنی ہوئی ہیں - ہر دائرے کے گرد کنول کی پتیاں ہیں جو ۱۱۶۳ والی کیتلی سے مشابہ ہیں - کنارے کے گرد خط نسخ میں ایک عبارت ہے ، جس کے حروف کے آخر میں انسانی سر بنے ہوئے ہیں - ایرانی فلز کاری کی ایک مخصوص آرائش سوسن نما کھجور کے بتے ہیں ، زمین پر عبارت لکھی ہے اور گول تمغوں کی درمیانی جگہوں میں عربی طرز کے نقش و نگار ہیں ، وہ ھلال نما گلدانہ بھی ایرانی طرز کے ہیں ، جن سے بیل بوٹے آگتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں -

تیرھویں صدی کے نصف اول کے ایرانی کانسی کے برتنوں پر بھی چاندی کی بھاری جڑت ہے ، ان کا زمانہ بھی وھی ہے جو موصل کے پیتل کی اشیاء کا ہے - اس مجموعہ میں موزۂ گلستان تہران کا ایک شمع دان اور ایک ابریق اور پیرس کے مجموعۂ ہومبرگ (Homberg Collection) کا ایک ابریق شامل لیاجا سکتا ہے - وکٹوریا اینڈ البرٹ میوزیم لنڈن میں ایک اور ابریق بھی ہے جو غالباً تیرھویں صدی کے وسط کی ساخت ہے ، اور جس دبستان موصل کا اثر ظاھر ہوتا ہے -

۳ ـ عراق کی سلجوقی فلز کاری اور دبستان موصل

(تیرھویں صدی)

ارغانہ اور خابور * کے مقامات میں تانبے کی بہت بڑی کانیں ھیں ، جن سے عراق اور شام میں پیتل اور کانسی کی اشیاء بنانے کے لئے خام مواد حاصل کیا جاتا تھا ۔ تیرھویں صدی میں عراق میں چاندی کی ترصیع یعنی جڑت کا اھم ترین مرکز موصل تھا ۔ یہ شہر ۱۱۲۷ء سے ۱۲۶۲ء تک زنگی خاندان** کے اتابکوں کے قبضہ میں رہا جو صنعت و حرفت کے بہت بڑے سرپرست تھے ۔ موصل کے کام کا ایک ابتدائی نمونہ میٹرو پالیٹن میوزیم میں پیتل کا ایک ابریق ھے ، جو چاندی سے مرصع ھے (تصویر ۸۵) ۔ اس کی شکل و صورت ایسی ھے جو پہلے پہل موصل میں تیار ھوئی اور پھر شام و مصر میں رائج ھو گئی ۔ (دیکھئے تصویر ۸۶) ۔ اس کی سطح پر پٹیوں اور خانوں کے اندر مختلف شکلوں اور عبارتوں سے آرائش کی گئی ھے ۔ اور سیر و شکار اور عیش و طرب کے جو منظر ھیں وہ ایسے اسلوب کو ظاھر کرتے ھیں جن میں

*ارغانہ اور خابور ۔ یہ دونوں مقامات عراق میں واقع ھیں (مترجم) ۔

**عمادالدین زنگی اور نور الدین زنگی اسی خاندان سے تھے ۔ جنھوں نے کروسیڈروں کے مقابلہ میں اسلامی ملکوں کی حفاظت کی ۔ حمیت دینی اور شوق جہاد کے علاوہ وہ علوم و فنون کی سر پرستی اور رفاہ عامہ کے کاموں کے لئے بھی مشہور تھے ۔ صلاح الدین ایوبی کا باپ اور چچا اسی زنگی خاندان کے متوسلین میں سے تھے (مترجم) ۔

Marfat.com

ایرانی نمونوں کی پیروی کی گئی ہے لیکن بعض خصوصیات ایسی ہیں جو موصل کی صنعت کے ساتھ وابستہ ہیں ۔ اس صراحی کو موصل کے ایک کندہ کار ابن حاجی جلدق نے ۶۲۳ھ (۱۲۲۶ء) میں بنایا تھا جو احمد الذکی کا شاگرد تھا ۔

اگر فن کے اعتبار سے دیکھا جائے تو موصل کے کاریگروں نے ترصیع یعنی جڑت کے کام میں فی الوقع بڑی ترقی کی تھی ۔ ایران کی دھات کی بنی ہوئی اشیاء میں کندہ کاری نمایاں تھی ، مگر وہ رفتہ رفتہ جڑت کے مقابلہ میں دب کر رہ گئی ۔ موصل کے ہنرمندوں نے اس بارے میں جو ترقی کی اس کا ثبوت ان اشیاء سے ملتا ہے جو احمد الذکی نے اپنے آخری ایام میں بنائی تھیں ۔ یہ وہی صناع ہے جس کا بنایا ہوا ابریق ہمارے میوزیم میں موجود ہے ۔ اس کا بنایا ہوا ایک آفتابہ لوور میں بھی محفوظ ہے ، جو مصر کے ایوبی سلطان ابوبکر ثانی (۱۲۳۸ء تا ۱۲۴۰ء) کے لئے تیار کیا گیا تھا ۔ اس کو چاندی کے ساتھ دل کھول کر مرصع کیا گیا ہے ۔

دبستان موصل کی صنعت کا ایک نمایاں نمونہ پیتل کا ایک ابریق ہے جو برٹش میوزیم میں ہے اور جسے رجب ۶۲۹ھ (مارچ ۱۲۳۲ء) میں شجاع ابن منعہ موصلی نے بنایا تھا ۔ اس ابریق میں موصلی طرز اپنے اوج کمال پر پہنچ گیا ہے ۔ اس کے ایک ایک انچ پر چاندی کی جڑت ہے اور اس کی زمین پر نمونوں کی آرائش ہے جو موصلی کاریگروں کے ہاں بہت مقبول تھی ۔

پیتل کے کئی مرصع برتن ایسے ملے ہیں جن پر موصل کے سلطان بدرالدین لولؤ (۱۲۳۳ء تا ۱۲۵۹ء) کا نام کندہ ہے

اس مجموعہ کا سب سے نمایاں برتن ایک آفتابہ ہے جو میونخ کے سرکاری کتبخانہ میں محفوظ ہے - دبستان موصل کے ایک شمعدان کا پیندا میٹروپالیٹن میوزیم میں ہے (تصویر ۸) - ہو سکتا ہے کہ یہ اسی سلطان کے زمانے کا ہو - اس کی آرائش چار بڑے اور بارہ چھوٹے خانوں پر مشتمل ہے - بڑے خانوں میں سلطان موصوف کی زندگی کے منظر پیش کئے گئے ہیں اور چھوٹے خانوں میں بروج فلکی اور سیاروں کی شکلیں بنی ہوئی ہیں - اس کے علاوہ دو پٹیاں ہیں جن میں جشن کے منظر دکھائے گئے ہیں - مرد و زن کے گروہ ساغر و پیالہ لئے شراب پی رہے ہیں اور بعض لوگ عود اور چنگ بجا رہے ہیں - جن کی تانوں پر لڑکیاں ناچ رہی ہیں - متعدد چہروں سے ، خصوصاً سن رسیدہ اور باریش مردوں کے خط و خال سے ان کی خصلت و سیرت بخوبی ظاہر ہوتی ہے - بالائی کنارے اور پیندے کے قریب جو تنگ سی دو پٹیاں ہیں وہ بھی قابل توجہ ہیں - ان میں کاریگر نے ہر قسم کے حیوان ، مرغابیاں ، عجیب و غریب قسم کے خیالی پرندے اور جانور پیش کئے ہیں - مگر اس شمعدان پر ایسی کوئی عبارت نہیں ملتی جس سے اس کے مالک یا مقام ساخت کا پتہ چل سکے - اس پر سولہ چھوٹے چھوٹے دائرے سے بنے ہیں جن میں چاند کو تمثیلی صورت میں پیش کیا گیا ہے اور وہ یوں کہ ایک آدمی کے چہرے کے گرد ہلال دکھلایا گیا ہے - ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ ہلال بعض زنگی حکمرانوں کا امتیازی نشان تھا ، چنانچہ سلطان بدر الدین لولو کے آخری زمانے کے سکوں اور موصل کے باب سنجار پر بھی یہ نشان دیکھنے میں آتا ہے - لہذا گمان غالب

Marfat.com

ہے کہ ہمارے میوزیم کا شمع دان کسی زنگی فرمانروا کے لئے بنایا گیا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ وہ بدرالدین ہی کے لئے تیار کیا گیا ہو۔ جس کا لفظی معنیٰ دین کا ماہ کامل ہے۔ بہت سے دوسرے ظروف میں بالخصوص ان میں جو شام، ایران اور مصر میں تیار ہوئے، بیٹھے ہوئے آدمی کی اس شکل سے محض چاند مراد لیا جاتا ہے۔

۴ ۔ فاطمی عہد کی فلز کاری مصر میں

(دسویں سے بارھویں صدی تک)

بنی فاطمہ کے عہد میں (دسویں سے بارھویں صدی تک) مصر میں دھات کی جو اشیاء تیار ہوئیں وہ زیورات اور کانسی کے بنے ہوئے جانوروں کے ایک چھوٹے سے مجموعہ پر مشتمل ہیں۔ فاطمی دور کے زیورات کمیاب ہیں۔ اور ان کے چند ممتاز نمونے مجموعہ ہراری، متحف الفن الاسلامی قاہرہ، اور، بناکی میوزیم ایتھنز میں محفوظ ہیں۔ ان کے تین نفیس نمونے میٹروپالیٹن میوزیم میں ہیں۔ ایک گوشواروں کی جوڑی ہے اور ایک ہلال نما آویزہ (تصویر ۸۸) جو گیارھویں صدی کے وسط میں تیار ہوئے تھے۔ ان کی آرائش میں سونے کی سیدھی اور بٹی ہوئی تاروں سے کام لیا گیا ہے۔ آویزے میں ایک سنگ فیروزہ جڑا ہے اور مختلف رنگوں کی مینا کاری سے دو پرندے بنائے گئے ہیں جن سے اس کی قدر و قیمت بڑی بڑھ گئی ہے۔ فاطمی دور میں یہ صنعت مصر میں بڑی مقبول تھی۔

فاطمی دور کی کانسی کی اشیاء کا نفیس ترین نمونہ ایک بڑا سا گرفن* ہے جو شہر پیزا (Pisa) کے کامپوسانتو (Campo Santo) میں موجود ہے ۔ اس پر بڑی محنت سے نقاشی کی گئی ہے ۔ میٹروپلیٹن میوزیم میں کانسی کا ایک زیور ہے جس پر ایک عقاب کو دو ہرن پر حملہ کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے ۔ جانوروں کی شکلیں جس خوبی سے کھینچی گئی ہیں وہ فاطمی عہد کی ایک خصوصیت ہے ، جو اس دور کے بلوری ظروف اور چوب کاری میں بھی نظر آتی ہے ۔

۵ ۔ ایوبی عہد کی فلز کاری شام اور مصر میں

(تیرھویں صدی)

تیرھویں صدی میں موصل کے کاریگر بڑی کثرت سے شام اور مصر میں نقل مکانی کر گئے اور دمشق ، حلب اور قاہرہ کے ایوبی فرمانرواؤں کے ہاں کام کرنے لگے ۔ اپنے ساتھ جو اسلوب لے کر گئے تھے وہ دبستان موصل ہی کا تھا ۔ اسی لئے اگر منقوش عبارت سے وضاحت نہ ہو تو اس بات کا پتہ چلانا مشکل ہو جاتا ہے کہ فلاں چیز کہاں کی بنی ہوئی ہے ۔ لوور (Louvre) میں پیتل کا ایک ابریق ہے ، جس پر دمشق اور حلب کے ایوبی سلطان ملک الناصر یوسف (۱۲۳۶ء — ۱۲۶۱ء) کا نام اور ۶۶۷ھ (۱۲۶۹ء) کا سنہ درج ہے ۔ اسے موصل کے ایک صناع نے دمشق میں تیار کیا تھا ۔ اسی سلطان کا نام لوور کے اس گلدان پر بھی نظر آتا ہے جو باربرینی (Barberini) کے نام سے مشہور ہے ۔

*گرفن ایک خیالی جانور ہے جس کا سر عقاب کا اور باقی جسم شیر کا تصور کیا جاتا تھا (مترجم) ۔

اسلامی فلز کاری کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے وہ ظروف خاص طور پر دلچسپی کا موجب ہیں جن پر مسیحی دلچسپی کی اشیاء منقوش ہیں ۔ ان میں سے بعض پر ایوبی سلاطین کے نام بھی کندہ ہیں ۔ بعض ایوبی سلاطین ، خصوصاً فرمانروایان دمشق عیسائیوں کے ساتھ بہت رواداری سے کام لیتے تھے اور بعض اوقات بیت المقدس کی ریاست کے ساتھ اتحاد کے معاہدے بھی کر لیتے تھے* ۔ اس قسم کا ایک مشہور برتن برسلز میں ڈیوک آف آرنبرگ (Arenberg) کی ملکیت ہے ۔ یہ ایک طشت ہے جس پر ایوبی سلطان صالح ایوب فرمانروائے مصر و دمشق (۱۲۴۰ء — ۱۲۴۶ء) کا نام درج ہے ۔ ایک اور قابل ذکر چیز پیرس کے عجائب خانہ کا ایک شمع دان ہے ، جس پر صناع کا نام داؤد بن سلمہ موصلی اور ۶۴۹ھ (۱۲۴۸ء) کندہ ہے ۔ اس شمع دان پر مسیحی مناظر منقوش ہیں ۔ کانسی کا بنا ہوا ایک شاندار خانہ‌دار صندوق واشنگٹن کی فریر گیلری میں موجود ہے ۔ اس کی آرائش حضرت عیسیٰ ع کی زندگی کے مختلف مناظر اور اولیاء اور سپاہیوں کی شکلوں سے کی گئی ہے ۔ ان کے علاوہ کچھ اور زیب و زینت بھی ہے جو اس زمانہ کے اسلامی ظروف میں پائی جاتی ہے ۔ اس صندوق پر صلیبی سپاہیوں کی شکلیں بھی ملتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی عیسائی فرمانروا کے لئے بنایا گیا تھا ۔ یہ غالباً دمشق میں تیرھویں صدی کے وسط میں تیار ہوا تھا ۔

* یہ وہ زمانہ تھا جب عیسائی کروسیڈروں نے مسلمانوں کے ساتھ لڑ بھڑ کر بیت المقدس کے علاوہ شام اور فلسطین کے کئی شہروں کو اپنے قبضہ میں کر رکھا تھا ۔ مگر صلح کے زمانے میں عیسائی اور مسلمان ایک دوسرے کے علاقے میں آ جا سکتے تھے (مترجم) ۔

Marfat.com

۶ - مملوکی دور کی فلز کاری شام اور مصر میں

(تیرھویں صدی سے پندرھویں صدی تک)

شام اور مصر کے مملوک فرمانرواؤں کے عہد میں دمشق ، حلب اور قاھرہ میں فلز کاری کے بہت نفیس نمونے تیار ہوئے ۔ ان مقامات میں یہ کام موصل سے آئے ہوئے صناعوں اور بعد ازاں مقامی کاریگروں نے جاری رکھا ۔ سلطان ناصر الدین محمد بن قلاؤن کے عہد میں (۱۲۹۴ء تا ۱۳۰۸ء اور ۱۳۰۹ تا ۱۳۴۰ء) ان کا کام درجۂ کمال کو پہنچ گیا ۔ بہت سے اعلیٰ درجہ کے نمونے ایسے دستیاب ہوئے ھیں جن پر اس فرمانروا یا اس کے امراء کے نام مندرج ھیں ۔ اسی عہد کی ایک شاندار میز ھے جو قاھرہ کے عجائب خانہ میں محفوظ ھے ۔ جس پر سونے اور چاندی کی اعلیٰ درجے کی ترصیع دل کھول کر کی گئی ھے ۔

مملوکی عہد کی فلز کاری کی چند ایک ایسی خصوصیات ھیں ، جن کی بناء پر اسے پوری طرح تمیز کیا جا سکتا ھے ۔ عربی طرز کے نقش و نگار میں نئے نئے نمونوں کا اضافہ کیا گیا ھے ، جن میں بسا اوقات پرندوں کے جوڑے ملتے ھیں ۔ ان جوڑوں کو الگ الگ خانوں میں دکھایا گیا ھے اور یہ خانے ماھی پشت جال کی صورت میں اس طرح ترتیب دئیے گئے ھیں ، جیسے میٹروپالیٹن میوزیم کے ایک ابریق میں جس پر ناصر محمد کا نام کندہ ھے ۔ زیب و زینت کے لئے جو نئے نمونے رفتہ رفتہ شامل ہوئے وہ زیادہ تر قدرتی اشیاء پر مشتمل ھیں ۔ ، مثلاً پتے اور شقائق النعمان جو چینی آرٹ

Marfat.com

سے لئے گئے ہیں ۔ اس قسم کے پھولدار نقوش جن میں اڑتی ہوئی مرغابیاں دکھائی جاتی ہیں ، اکثر اوقات ان سرکاری نشانات اور تمغوں کے گردا گرد بنائے جاتے تھے جن پر مملوک فرمانرواؤں اور ان کے امیروں کے نام اور القاب درج ہوتے تھے ، مثلاً تصویر ۸۶ والا ابریق دیکھئے جو محمد خزانچی کے لئے تیار ہوا تھا ۔ ان کی ایک اور خصوصیت ایک تمغا ہے جس میں Z کی شکل کے پیچدار خطوط بنے ہوئے ہیں ۔ اس کے متعلق لین پول کا خیال ہے کہ یہ مملوکی عہد کی دمشقی مرصع کاری کی خصوصیت ہے ۔ (دیکھئے تصویر ۸۹) ۔ دمشقی ظروف میں سے جن کی مرصع کاری حد کمال کو پہنچی ہوئی ہے ، میٹروپالیٹن میوزیم میں چار نمونے محفوظ ہیں یعنی ایک قلمدان ، ایک رکابی اور دو نجور دان ۔ یہ سب جے ۔ پی ۔ مارگن (J.P. Morgan) کا عطیہ ہیں ۔ ہر برتن پر اعلیٰ درجے کی مرصع کاری ہے جس میں چاندی ہی نہیں بلکہ سونا بھی استعمال ہوا ہے ۔ ان کے اسلوب کو دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ وہ تیرھویں صدی کے آخر یا چودھویں صدی کے آغاز کی ساخت ہوں گے ۔ قلمدان (تصویر ۸۹) اپنی نوع کے نوادر میں سب سے نفیس چیز تصور کی جا سکتی ہے ۔ جو مملوکی عہد کی صناعی کا شاھکار ہے ۔ اس پر سونے اور چاندی کی اعلیٰ درجہ کی مرصع کاری ہے اور اس کے اندرونی اور بیرنی دونوں اطراف کو تمغہ نما ، قرص نما ، کلید نما اور عربی طرز کے نقش و نگار سے آراستہ کیا گیا ہے ۔

پیتل کے متعدد پیالے اور آفتابے جن پر شکار اور میدان جنگ کے منظر دکھائے گئے ہیں ، مملوکی عہد سے منسوب کرنے چاہئیں

ان میں سے سب سے مشہور برتن وہ ہے جسے سینٹ لوئی کا ظرف اصطباغ کہا جاتا ہے اور جو عجائب خانہ لوور میں محفوظ ہے۔ اسے محمد ابن الزین نے بنایا تھا ۔ اس برتن پر اور اس قسم کے دوسرے ظروف پر نقرئی ترصیع کا جو فراواں کام ملتا ہے اس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ انسانی اور حیوانی شکلیں بنانے میں باریک سے باریک جزئیات کا کس قدر خیال رکھا جاتا تھا ۔ بڑی بڑی شکلوں والے پیتل کے یہ مزین برتن اپنی طرز آرائش کے لحاظ سے حلب اور دمشق کی شیشہ کی مینا کاری سے مشابہ ہیں ۔ لہذا انہیں بھی تیرھویں صدی کے اواخر اور چودھویں صدی، کے آغاز کی شامی ساخت قرار دیا جا سکتا ہے ۔

چودھویں صدی عیسوی میں مملوکی فلز کاری کے جو ظروف قاھرہ اور شام میں تیار ھوئے وہ کام کے لحاظ سے اعلیٰ درجہ کے تھے ۔ ناصر محمد کے عہد میں جو طرز ایجاد ھوا تھا ، اس کی مزید نشو و نما ھوئی چنانچہ متأخر زمانے کے ظروف میں قدرتی پھول زیادہ نظر آتے ھیں ، جس کا ثبوت میٹروپالیٹن میوزیم کے بعض برتنوں اور قاھرہ کے عجائب گھر کے ایک قلمدان سے ملتا ہے ۔ جس پر سلطان منصور صلاح الدین محمود (۱۳۶۰ — ۱۳۶۲ء) کا نام کندہ ھے ۔ پندرھویں صدی میں بھی عمدہ قسم کی اشیاء تیار ھوتی رھیں ۔ ۱۴۲۰ء کے قریب مقریزی نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ ”ھمارے زمانے میں تانبے (پیتل) کی مرصع کاری کی (قاھرہ میں) مانگ نہیں رھی کیونکہ کئی برس سے لوگوں نے ان چیزوں کی خریداری ترک کر دی ھے ، چنانچہ بازاروں میں اب قدیم مرصع کاروں کی یادگار معدودے چند کاریگر باقی رہ گئے ھیں“ ۔ ھمارے پاس کئی ایسے برتن

Marfat.com

موجود ھیں جن پر مملوک سلطان قائتبے (۱۴۶۸—۱۴۹۶ء) کا نام لکھا ھے ۔ اس سلسلہ کا ایک قابل ذکر برتن ایک طشت ھے جس پر ھندسی اشکال اور عربی طرز کے نقش و نگار ھیں ۔ میٹروپالیٹن میوزیم میں ایک بڑا چپٹا سا گول پیالہ ھے جس پر سلطان مذکور کا نام لکھا ھے ۔

۷ ۔ دھات کے برتن جن پر یمن کے رسولی فرمانرواؤں کے نام منقوش ھیں

(تیرھویں سے چودھویں صدی تک)

چاندی کی جڑت والے کئی برتن مثلاً صینیاں ، انگیٹھیاں اور شمع دان قاھرہ میں یمن کے بنیٔ رسول کے لئے بنائے گئے جن کے ساتھ ممالیک کے دوستانہ تعلقات تھے ۔ پیرس کے عجائب خانہ میں ایک ابریق ھے جس پر المظفر یوسف (۱۲۵۰ — ۱۲۹۵ء) کا نام موجود ھے ۔ اسے قاھرہ میں ۶۷۳ھ (۱۲۷۵ء) میں علی بن حسین بن محمد موصلی نے بنایا تھا ۔ ایک نادر اور نہایت نفیس ابریق میٹروپالیٹن میوزیم میں محفوظ ھے جس پر اسی رسولی فرمانروا کا نام منقوش ھے (تصویر ۹۰) اور اس کے حاشیہ پر مملوکی طرز میں جانوروں کی شکلیں ، عربی عبارتیں اور عربی طرز کے نقش و نگار ھیں ۔ اس پر پانچ پتیوں والا ایک گلاب بھی بنا ھے جو بنی رسول کا خاندانی نشان تھا ۔ ان اماموں کے لئے جو ظروف تیار ھوئے ان سب پر یہ نشان موجود ھے ۔ میٹروپالیٹن میوزیم کی دو صینیوں پر

سلطان مؤید داؤد بن یوسف (۱۲۹۶ — ۱۳۲۱ء) کا نام درج ہے - ان میں سے ایک صینی حسین بن احمد بن حسین موصلی نے قاہرہ میں بنائی تھی - اسی طرح ایک گہرا سا آفتابہ بھی بڑا اہم ہے ، اس پر نیم قدرتی گل بوٹوں کی آرائش ہے اور رسولی امام علی بن داؤد (۱۳۲۱ — ۱۳۶۳ء) کا نام منقوش ہے -

۸ - مغولی دور کی فلز کاری ایران میں

(تیرھویں صدی سے پندرھویں صدی تک)

مغولی دور کی ایرانی فلز کری کی آرائش موصل اور شام و مصر کی مملوکی فلز کاری سے ملتی جلتی ہے - تاھم بعض باتیں ایسی ھیں جن کو ایران کے ساتھ مخصوص سمجھنا چاھئے - بعض برتنوں پر عبارات مع القاب درج ھیں اور کسی کسی برتن پر ایران کے مغول حکمرانوں کے نام ھیں - کانسی کی تین گیندیں جن پر سونے چاندی کی جڑت ہے اور الجایتو خدا بندۂ محمد (۱۳۰۴ — ۱۳۱۶ء) کا نام درج ہے ، شامی اور ایرانی طرز کا امتزاج پیش کرتی ھیں - ان کو یقینی طور پر مغولی دور کی ساخت کہا جا سکتا ہے -

میٹروپالیٹن میوزیم کا ایک بڑا سا پیتل کا طشت قابل ذکر ہے جس پر چاندی سے بہت عمدہ ترصیع کی گئی ہے (تصویر ۹۱) - اور جس کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ چودھویں صدی کے اوائل کی ساخت ہے - اس کی اندرونی سطح پر مرکز کے

ارد گرد خانوں کی قطار ہے جن میں مختلف قسم کی شکلیں بنی ہوئی ہیں - کسی خانے میں ایک آدمی ہاتھ میں جام لئے کھڑا ہے ، کہیں اس کے ہاتھ میں کمان یا تلوار ہے - کہیں مطرب اور سازندے بیٹھے ہیں ، کسی خانے میں شکار کے منظر ہیں ، کہیں شہزادے بیٹھے ہیں - اور کہیں ابوالہول اور گرفن ہیں ، ایک مدت تک اس برتن کو مملوکی دور کی یادگار سمجھا جاتا رہا - اس کے بعض خانوں میں پیچدار خطوط اور بعض میں قدرتی بیل بوٹوں کی آرائش ہے - جو اسلوب کے لحاظ سے مملوکی نہیں بلکہ ایرانی ہے - چونکہ ابوالہول اور گرفن کی شکلیں مملوکی برتنوں میں بہت کم نظر آتی ہیں ، اس لئے انہیں ایرانی الاصل کہا جا سکتا ہے -

چودھویں صدی کے نصف آخر میں مغولی فلزکاری کی امتیازی خصوصیات زیادہ واضح طور پر سامنے آنے لگیں - کئی برتنوں پر تاریخیں درج ہیں ، جن سے ان کی صنف بندی کی جا سکتی ہے - ایک تاریخ والا شمع دان مجموعہ ہراری میں ملتا ہے جس پر قدرتی بیل بوٹے اور عربی طرز کے نقش و نگار ہیں - اس پر جو عبارت نقش ہے اس کی رو سے وہ محمد رفیع‌الدین شیرازی کا بنایا ہوا ہے - اور ۷۶۱ھ (۱۳۶۰ء) کی ساخت ہے -

میٹروپالیٹن میوزیم کے مجموعہ مور (Moore Collection) میں کئی صندوقچیاں اور شمع دان ایسے ہیں جو چودھویں صدی کے نصف آخر سے تعلق رکھتے ہیں - ان میں سے چند ایک سے اسلوب کی پستی اور انحطاط کا صاف طور پر پتہ چلتا ہے - یہ ظروف اس

صدی کے آخر یعنی تیمور کے عہد کے ہیں -

چودھویں صدی کے نصف آخر کی مغولی فلز کاری کا ایک اہم مجموعہ پیالوں پر مشتمل ہے جو سونے اور چاندی سے مرصع ہیں اور کام کے لحاظ سے مختلف درجوں کے ہیں - ان کی آرائش ایسے مناظر سے کی گئی ہے ، جن کا روز مرہ کی زندگی سے تعلق ہے ، مثلاً درباری زندگی ، باغ سیر اور چوگن بازی - اس صنعت کے بعض نفیس ترین نمونے قاہرہ کے مجموعہ ہراری اور بالٹی مور کی والٹرز آرٹ گیلری* میں موجود ہیں اور دو نمونے میٹرو پالیٹن میوزیم میں ہیں - ان تصویروں کی شکلیں روایتی قسم کی ہیں اور اکثر لمبوتری سی ہیں (دیکھئے تصویر ۹۲) جیسی کہ مغولی دور کے اواخر کی کتابی تصاویر میں نظر آتی ہیں - اکثر آدمیوں کے سروں پر چوڑی چپٹی ٹوپیاں نظر آتی ہیں جیسی کہ برٹش میوزیم والے دیوان خواجو کرمانی** (۱۳۹۶ء) کی تصویروں میں دکھائی دیتی ہیں -

مغولی دور کے زیورات نسبتاً کمیاب ہیں - ان کا ایک عمدہ نمونہ میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ہے - یہ ایک مہر لگانے والی انگشتری ہے (تصویر ۹۳) جو تقریباً ۱۴۰۰ء کی ساخت ہے -

*Walter's Art Gallery in Baltimore.

**خواجو کرمانی جس کا سن وفات ۷۵۳ ہجری ہے ایران کے شعراء کبار میں سے ہے - اس نے سلطان ابو سعید بہادر اور اس کے وزیر غیاث الدین محمد کے علاوہ کرمان کے بعض بزرگوں کی مدح میں بھی قصائد کہے تھے - اس کے ادبی آثار میں قصائد اور غزلیات کے علاوہ نظامی کی طرز پر چند مثنویاں بھی شامل ہیں (مترجم) -

اس کی آرائش اژدھاؤں کے سروں ، عبارتوں ، گل بوٹوں اور عربی طرز کے نقش و نگار سے کی گئی ھے ، یہ سب چیزیں مغولی اور تیموری دور کے ساتھ مخصوص ھیں -

۹ - صفوی عہد کی ایرانی فلز کاری

(سولھویں سے اٹھارویں صدی تک)

کانسی کے برتنوں میں چاندی کی ترصیع جس پر پندرھویں صدی کے دوران میں خاصا زوال آ گیا تھا ، صفوی بادشاھوں کے عہد میں بھی مروج رھی - تانبے کے برتنوں پر قلعی پھیر دی جاتی تھی تا کہ چاندی کی طرح چمکتے نظر آئیں - علاوہ ازیں اس صنعت میں لوھا اور فولاد بھی بکثرت استعمال ھونے لگا - بہر حال ان ظروف کی آرائش سے اس زمانے کے بدلتے ھوئے ذوق کا پتہ چلتا ھے - سولھویں صدی کی جڑت کے کام کا ایک خاص نمونہ تانبے کا ایک پیالہ ھے جو میٹروپالیٹن میوزیم کے مجموعہ مور میں محفوظ ھے - اور جس پر برجستہ کاری سے آرائش کی گئی ھے - اس پیالہ پر بنانے والے کا نام الامامی الحلبی لکھا ھے ، جو کاریگروں کا سرگروہ تھا - اس پر اس کی تاریخ ساخت ۹۴۲ (۱۵۳۵ء) کندہ ھے - اسی عجائب خانہ میں ایک اور پیالہ ھے جس پر جانوروں کی تصویریں ، بیل بوٹوں کی قطاریں اور عربی طرز کے نقش و نگر ھیں - اس پر ۱۰۱۰ھ (۱۶۰۲ء) اور مالک کا نام محمود خان منقوش ھے -

صفوی دور کے کانسی کے شمع دان کندہ کاری اور برجستہ کاری دونوں طرح سے آراستہ ھیں اور شکل میں ستون نما ھیں ۔ اس قسم کا ایک شمع دان میٹروپالیٹن میوزیم میں ھے (تصویر ۹۴) جس پر ۹۸۶ھ (۱۵۷۸ء) کندہ ھے ۔ اس طرز کے شمع دانوں پر جو عبارتیں منقوش ھوتی ھیں وہ بیشتر فارسی کی ایک نظم '' شمع و پروانہ ،، سے لی جاتی ھیں ۔ اور ان کی آرائش میں بیل بوٹوں اور عربی طرز کے نقش و نگار سے کام لیا جاتا ھے ۔ ان کی پوری سطح اس قسم کی آرائش سے مزین ھوتی ھے ، مگر کہیں کہیں صرف خانوں تک محدود ھوتی ھے ۔

صفوی دور کے کاریگروں نے لوھے اور فولاد کے استعمال میں بڑی مہارت کا ثبوت دیا اور بعض نہایت نفیس چیزیں تیار کیں جو اپنی ساخت کے اعتبار سے زمانہ گذشتہ کی اشیاء سے کمتر نہ تھیں ۔ فولادی تختیوں ، کمر بندوں اور دوسری اشیاء پر جو آرائش نظر آتی ھے وہ سوراخ دار ھے جس میں کبھی سونے کی مرصع کاری ملتی ھے اور کبھی نہیں ملتی ۔ ھر چیز میں بیل بوٹے اور عربی طرز کے نقش و نگار اعلی درجے کے ھیں ۔ طوپ قپو سرائے میں ایک کمر بند ھے جس پر شاہ اسماعیل اول کا نام اور ۹۱۳ھ (۱۵۰۷ء) منقوش ھے ۔

صفوی دور کی بہترین اور خوبصورت ترین فلز کاری کا پتہ سولھویں صدی کی کتابی تصویروں سے چلتا ھے ۔ جن میں اس زمانے کے ظروف بھی دکھلائے گئے ھیں ۔ اس دور کی صنعت کے صرف چند ایک نمونے باقی رہ گئے ھیں ، جو اب طوپ قپو سرائے کے عجائب خانہ میں محفوظ ھیں ۔ چاندی کی صراحیوں پر سونے کی

مرصع کاری ہے اور جواہرات مثلاً یاقوت، فیروزہ اور زمرد بھی جڑے ہیں - ان کے متعلق روایت یہ ہے کہ استانبول کے خزانے کا یہ حصہ اس مال غنیمت پر مشتمل تھا جو ۱۵۱۴ء میں سلطان سلیم کو شاہ اسماعیل کے عہد میں ایران کی مہم میں حاصل ہوا تھا -

۱۰ - وینس کی فلزکاری

(پندرھویں اور سولھویں صدی میں)

پندرھویں اور سولھویں صدی میں اٹلی میں دھات کے ایسے ظروف تیار ہوئے جن میں مشرقی ملکوں خصوصاً شام کے نمونوں کی پیروی کی گئی تھی - اس صنعت کا سب سے بڑا مرکز شہر وینس تھا - ابتداء میں یہ کام شام اور دوسرے مشرقی ملکوں کے کاریگروں نے شروع کیا - بعد ازاں مقامی صناع اس کام کو کرنے لگے اور (Azzimini) کہلائے - وینس میں پیالے، صراحیاں اور طشت تیار ہوتے تھے، اور اس کام کی چند ایک خصوصیات ہیں جن کی وجہ سے اسے آسانی سے پہچانا جا سکتا ہے - ان کی آرائش خوب بھر پور ہے، اور نقش و نگار کو مدور بنانے کا رجحان پایا جاتا ہے - اور مشرقی ظروف کے مقابلہ میں مرصع کاری کم ہے - اس قسم کے کئی پیالے اور صینیاں اب تک موجود ہیں اور ان پر محمود الکردی کا نام نقش ہے - ان برتنوں میں کہیں کہیں خاندانوں کے امتیازی نشانات اور یورپی طرز کی آرائش پائی جاتی ہے - وینس کے بنے ہوئے متعدد نفیس ظروف جن

Marfat.com

مشرق طرز کی پیروی کی گئی ہے ، میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ہیں -

۱۱ - عربوں کی فلز کاری اندلس اور شمالی افریقہ میں

اندلس میں عربوں کی فلز کاری اسلامی آرٹ کے طرز پر ہے ، مگر اس میں اس ملک کی خصوصیات کا بھی اضافہ ہو گیا ہے - عربی طرز کے زیورات میں جو بیشتر غرناطہ میں بنتے تھے ، نہایت نفیس طلا کاری ہوتی تھی اور بعض اوقات مینا کاری بھی - اس کے نمونے چودھویں صدی کے بنے ہوئے گلوبندوں اور کنگنوں میں ملتے ہیں جو میٹروپالیٹن میوزیم کے مجموعہ مارگن (Morgan Collection) میں محفوظ ہیں -

سپین کے کلیساؤں کے خزانوں میں چاندی کی کئی صندوقچیاں ہیں ، جن پر برجستہ کاری اور طلا کاری کی آرائش ہے - اس میں سے سب سے زیادہ مشہور چاندی کا ایک ملمع شدہ صندوقچہ ہے ، جو شہر جیرونہ (Gerona) کے بڑے گرجا میں محفوظ ہے اور جو بیل بوٹوں سے آراستہ ہے - اس عبارت کی رو سے جو اس پر منقوش ہے ، یہ صندوقچہ الحکم ثانی* (۹۶۱ء — ۹۷۶ء) کے حکم سے

*خلیفہ حکم ثانی عبدالرحمان الناصر (خلیفۂ قرطبہ) کا بیٹا تھا - وہ خود عالم تھا اور اہل علم کا قدردان اور مربی تھا - خلیفہ کو کتابیں جمع کرنے کا بڑا شوق تھا چنانچہ اس نے کتابوں کی خرید کے لئے ہر طرف گماشتے پھیلا رکھے تھے - اپنا اکثر وقت مطالعہ میں صرف کرتا اور جو کتاب اس کے مطالعہ سے گزرتی اس پر مصنف کا نام اور اس کے مختصر حالات لکھ دیا کرتا تھا (مترجم) -

Marfat.com

اس کے ولیعہد ہشام کے لئے بنایا گیا تھا ۔

کانسی کے برتنوں میں قصرالحمراء کی مسجد کا ایک چراغ قابل ذکر ہے ، جو اب میڈرڈ میں آثار قدیمہ کے عجائب خانہ میں موجود ہے ۔ یہ چراغ ۷۰۵ھ (۱۳۰۵ء) میں محمد ثالث کے حکم سے بنایا گیا تھا ۔ اور عربی عبارات اور عربی طرز کے نقش و نگار سے مزین ہے ۔ اس کے علاوہ کانسی کے بنے ہوئے کئی دروازے عربوں کی صناعی کی یادگار ہیں ۔ ان میں قرطبہ کے کلیسا کا دروازہ قابل ذکر ہے ، جس پر ۱۴۱۵ از روے تقویم قیصری (= ۱۳۷۷ء) نقش ہے ۔ اشبیلیہ کے کلیسا کا دروازہ بھی اسی ذیل میں آتا ہے اور اسی طرز کا ہے ۔

شمالی افریقہ میں فلز کاری کا فن اعلیٰ درجہ حاصل نہ کر سکا اور اس میں مرصع کاری کا اگر کوئی وجود ملتا بھی ہے تو شاذ و نادر ۔ ہمارے پاس جو نمونے موجود ہیں وہ متاخر دور سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کی آرائش عربوں کے عام اسلوب پر ہے ۔

۱۴ ۔ ہندوستان کا دھات کا کام

عہد مغلیہ میں ہندوستانی صناعوں نے گھریلو اور مذہبی رسو[م] میں استعمال ہونے والے برتنوں میں تانبے اور دوسری ملاو[ٹی] دھاتوں کا رواج قائم رکھا ۔ ان پر آرائش کی غرض سے بالعمو[م] چاندی کی پیڑی جمائی جاتی تھی ۔ زیورات جن کا استعمال ہندوستا[ن] میں بہت عام تھا ، سونے اور چاندی کے بنائے جاتے تھے اور

Marfat.com

کی آرائش جواھرات اور مینا کاری سے کی جاتی تھی۔ میٹرو پالیٹن میوزیم میں اس قسم کے زیورات کا ایک خاصا بڑا مجموعہ محفوظ ھے۔

۱۳ - ھتھیار اور زرھیں

میٹروپالیٹن میوزیم کے مجموعہ مور (Moore Collection) میں مشرق قریب کے اسلحہ کے کئی نمونے موجود ھیں۔ ان میں سترھویں صدی کا ایک ایرانی خود خصہ اھم ھے، اسی طرح صفوی عہد کے ایک فولادی سینہ پوش کو اھمیت حاصل ھے جس پر سونے کی مرصع کاری ھے۔ ان کے علاوہ دیگر کئی اشیاء ھیں جن کو جارج سٹون نے بطور ھدیہ دیا تھا، اور اب میوزیم کے اسلحہ والے حصے میں بغرض نمائش رکھا گیا ھے۔ ان میں ایران، ھندوستان، ترکی اور قفقاز کے بنے ھوئے خود، ڈھالیں، سینہ پوش، تلواریں اور خنجر شامل ھیں۔

Marfat.com

باب دھم

کوزہ گری

۱ - اموی اور عباسی دور کی کوزہ گری ایران و عراق میں

(آٹھویں سے دسویں صدی تک)

عربوں نے مشرق قریب کے ملک فتح کر لئے تو فن کوزہ گری کی تاریخ میں ایک نئے باب کا آغاز ہوا - ابتداء میں مصر ، شام عراق اور ایران کے مسلمان کوزہ گر مفتوحہ ملکوں کی کوزہ گری کے طریقے اختیار کر کے مقامی روایات پر کار بند رہے - مگر آہستہ آہستہ یہ کاریگر گلی ظروف کی آرائش کے نئے نئے طریقوں کو ترقی دینے لگے اور انہوں نے نویں صدی کے آتے آتے طرح طرح

Marfat.com

کے نمونے ، رنگ آمیزی کے نئے نئے اسلوب اور برتن بنانے کے نئے نئے طریقے دریافت کر لئے جن کی بدولت عالم اسلام کی کوزہ گری کی صنعت نے ایک منفرد اور ممتاز حیثیت اختیار کر لی۔ اسلامی کوزہ گری کی جو مختلف قسمیں پیدا ہوئیں ان کی تشکیل و تخلیق میں چینی آرٹ کا بڑا حصہ ہے۔ اس سوال کا جواب دیتے وقت اکثر اوقات بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ ایک خاص طریقے یا نمونے کی اختراع کا سہرا کس ملک کے سر ہے ، کیونکہ کوزہ گری کے ایک ہی قسم کے نمونے سلطنت کے مختلف حصوں میں دستیاب ہوتے ہیں۔

فسطاط ، سامرا ، مدائن ، سوس* ، رے اور افراسیاب جیسے قدیم شہروں کی باقاعدہ کھدائی سے ایسا مواد دستیاب ہوا ہے ، جو قدیم اسلامی کوزہ گری کی تاریخ کے سلسلہ میں بے حد اہم ہے۔ چونکہ سامرا کی بنیاد ۸۳۶ء میں رکھی گئی تھی اور ۸۸۳ء میں اسے خلفاء نے چھوڑ دیا تھا لہٰذا اس مقام کی کھدائی سے مٹی کے جو برتن ملے ہیں وہ عین نویں صدی عیسوی کے ہیں۔ ان کی مدد سے ہم دیگر مقامات سے ملنے والے اسی قسم کے برتنوں کی تاریخ معین کر سکتے ہیں۔ میٹروپالیٹن میوزیم کی طرف سے مشرقی ایران میں نیشا پور کے مقام پر جو کھدائی ہوئی ہے اس سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ یہ شہر عالم اسلام میں فن کوزہ گری کا ایک

* سوس جسے قدیم زمانے میں سوسہ کہتے تھے ، ایران کے صوبہ خوزستان کا ایک تاریخی شہر ہے۔ جو اسلامی عہد میں خوب آباد تھا اور اپنے علاقے کا صدر مقام تھا۔ کسی زمانے میں سوس ریشم کی تجارت اور نارنگی اور گنے کی کاشت کے لئے مشہور تھا مگر اب ویران ہے (مترجم)۔

Marfat.com

بڑا مرکز تھا ۔ یہاں سے جو چیزیں بر آمد ہوئی ہیں ان میں سے بیشتر ابتدائی اسلامی کوزہ گری کے ایسے نمونے ہیں جن کی بابت ہمیں قبل ازیں کچھ معلوم نہ تھا ۔ ان میں سے قدیم ترین برتنوں کی تاریخ سکوں اور آثار قدیمہ کی دیگر شہادتوں کی روشنی میں آٹھویں صدی کے اواخر اور نویں صدی کے اوائل میں معین کی جا سکتی ہے ۔ ان آثار کی مدد سے ان مقامات کی اشیاء کی بھی صنف بندی ممکن ہے ، جہاں سے ان اشیاء کی تاریخ ساخت معین کرنے کے لئے کافی شہادت دستیاب نہیں ہوئی ۔

اوائل عہد اسلامی کے ظروف اپنے نقوش کی خوبی اور طریق ساخت کے اعتبار سے ایک دوسرے سے بہت مختلف ہیں ۔ کوزہ گری کے اعلیٰ نمونے دولتمند لوگوں اور درباری امیروں کے لئے تیار کئے جاتے تھے ۔ باقی برتنوں کو عوامی کہا جا سکتا ہے ، اگرچہ ان میں بھی اعلیٰ درجے کی آرائش نظر آتی ہے جو اسلامی فن کی نمایاں خصوصیت ہے ۔ مینا کاری اور جلد کاری سے صرف اعلیٰ قسم کے برتنوں میں کام لیا جاتا تھا ۔ اور اس طرز کے برتن لازماً ان مقامات میں بنائے جاتے ہوں گے جہاں شاہی دربار قائم تھے ۔ مگر مشرق کاریگر دیگر طریقے مثلاً کندہ کاری یا یکرنگی یا مختلف رنگوں کی نقاشی دونوں قسم کوزہ گری میں استعمال کرتے تھے ۔

آٹھویں ، نویں اور دسویں صدی کے ایرانی کوزہ گر ظروف کی آرائش کے مختلف طریقوں سے خوب واقف تھے ۔ چنانچہ ایران کے طول و عرض میں مٹی کے برتنوں کی جو کثیر تعداد ملتی ہے اس سے طرح طرح کے نمونوں اور رنگ آمیزی کے مختلف طریقے

Marfat.com

کا پتہ چلتا ہے ، بعض برتنوں کی خوبی محض ان کے نمونے پر منحصر ہے اور بعض میں رنگ آمیزی سے مزید حسن پیدا کیا گیا ہے ۔ اکثر ایسے برتن ملتے ہیں جن کی آرائش تو اعلیٰ درجے کی ہے مگر نمونہ انتہائی سادہ ہے ۔ در اصل ایرانی کوزہ گر سادہ ترین نمونوں سے خوبصورتی پیدا کرنا خوب جانتے تھے ۔ بعض اوقات کسی پیالے کے چاروں طرف ایک ہی رنگ میں کوئی عبارت لکھی نظر آتی ہے اور اس کی آرائش محض اسی چیز پر مبنی ہوتی ہے ۔ آرائش کندہ کاری سے بھی ہو سکتی ہے اور اس طرح بھی کہ روغن کرنے سے پہلے یا بعد ایک ہی رنگ سے یا کئی رنگوں سے نقاشی کی جائے۔ اور نقاشی میں اکثر اوقات جلا کاری سے بھی کام لیا جاتا ہے ۔

اوائل عہد اسلامی کے ایرانی ظروف کے زمانے کا معین کرنا اور ان کی صنف بندی کرنا بہت مشکل ہے ، کیونکہ آثارقدیمہ کی کھدائی کسی منظم طریق سے عمل میں نہیں آئی ۔ مزید براں اکثر صورتوں میں مقام ساخت کا ٹھیک پتہ نہیں چلتا کیونکہ بیچنے والے اس بات کو چھپاتے ہیں کہ یہ چیزیں انہیں کہاں سے دستیاب ہوئی ہیں ۔ ۱۹۲۰ء میں پیزارڈ (Pezard) نے مختلف مقامات سے برآمد شدہ ایرانی کوزوں کی صنف بندی کرنے کی کوشش کی تھی ، جن میں سے بعض ایک فرانسیسی مہم نے سوس کی کھدائی میں نکالے تھے ۔ تاہم کہیں کہیں پیزارڈ نے ظروف کی تاریخ معین کرنے میں ٹھوکر کھائی ہے ۔ بعض برتنوں پر قدیم ساسانی نمونوں کی نقاشی دیکھ کر اس نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ وہ زمانہ قبل از اسلام کی ساخت ہیں ، دوسرے برتنوں کی تاریخ ساخت

Marfat.com

اس نے آٹھویں صدی بتائی ہے حالانکہ ان کے نقوش اور ان کا طرز آرائش زمانہ ما بعد سے تعلق رکھتا ہے۔

الف - کوزہ گری جس کی نقاشی یکرنگی ہے -

عباسی عہد کے یک رنگ روغنی برتن دو قسموں میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں - پہلی قسم کے برتن بڑے بڑے مرتبانوں پر مشتمل ہیں جن پر نیلے یا سبز رنگ کا روغن ہے - یہ ساسانی عہد کے برتنوں کے مشابہ ہیں - ان کی ابھری ہوئی آرائش جو جدولوں اور بیل بوٹوں پر مشتمل ہے ، باربوتین طریق (Barbotine) پر کی گئی ہے اور یہ طریق وہ ہے جس سے سادہ ظروف میں کام لیا گیا ہے - بعض برتن اس سے بھی زیادہ نفیس ہیں ، جن میں تشتریاں ، پیالے اور زائرین کی صراحیاں شامل ہیں اور جن کی ابھری ہوئی منبت کاری سانچے کی مدد سے کی گئی ہے اور اس کے اوپر سبز رنگ کر دیا گیا ہے - سوس اور سامرا سے جو ظروف ملے ہیں ، ان پر ہندسی اشکال اور بیل بوٹے بنے ہوئے ہیں اور یہ وہ چیزیں ہیں جو اشکانی اور ساسانی عہد کے ظروف پر بھی نظر آتی ہیں - انہی سے ملتے جلتے وہ چھوٹے چھوٹے برتن بالخصوص رکابیاں ہیں جن پر زرد رنگ کا چمکیلا روغن دیا گیا ہے - جس کی سطح پر سونے کی سی چمک پیدا ہو گئی ہے - بعض محققین کے نزدیک یہی حقیقی جلاء ہے - سامرا ، مدائن ، سوس ، رے اور فسطاط سے جو چمکدار ٹکڑے دستیاب ہوئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ شاید یہی حقیقی جلاء ہے ، جو روغن کو لوہے اور سیسے سے رنگ کر پیدا کی گئی ہے - عین ممکن ہے کہ

Marfat.com

یہ برتن طلائی ظروف کی نقل میں بنائے گئے ہوں ۔

ب - کوزہ گری جس کی آرائش کندہ کاری اور رنگین روغنوں سے کی گئی ہے

ایران میں اوائل عہد اسلامی کی کوزہ گری کے جو بڑے بڑے مجموعے ملے ہیں ، ان میں سے ایک مجموعہ کے برتنوں کی آرائش یوں کی گئی ہے کہ سفید رنگ کی تنگ اور لمبی پٹی کے اندر کندہ کاری کر کے ان پر جست کا شفاف روغن چڑھا دیا گیا ہے۔ اس قسم کی آرائش والی کوزہ گری گرافیتو (Sgraffito) کہلاتی ہے اور اس کا تجارتی نام ''گبری،، ہے ۔ روغن یا تو کاملاً سبز رنگ کا ہوتا ہے یا ہلکے زرد رنگ کا جس میں کہیں کہیں دوسرے رنگوں مثلاً سبز اور گہرے بادامی رنگ کی آمیزش ہوتی ہے ۔ یا زرد ، سبز اور ارغوانی رنگوں کی ۔ کندہ کاری کے ذریعے آرائش کرنا کوزہ گری کی صنعت کا سادہ ترین عمل سمجھا جاتا ہے ۔ جس کا استعمال بہت سے ملکوں اور بہت سے زمانوں میں ہوتا رہا ہے ۔ ایرانی گرافیتو کی تقسیم و ترتیب باعتبار زمانہ کئی اصناف میں کی جا سکتی ہے ، جن میں سے قدیم ترین صنف غالباً بنی امیہ کے عہد کی ہے ۔

ایرانی کوزہ گری کا ایک ممتاز مجموعہ بیشتر ایسے پیالوں پر مشتمل ہے جو سرخ مٹی کے بنے ہوئے ہیں ۔ اور جن کی آرائش پرندوں ، جانوروں ، کجھور کی شاخوں اور خط کوفی کی عبارتوں کے ذریعے کی گئی ہے ۔ یہ آرائش اکثر اوقات خانوں کے اندر کندہ ہے ۔ اس کی زمین میں بالعموم متوازی خطوط پائے جاتے ہیں اور بعض اوقات بیل بوٹے دکھائی دیتے ہیں ۔ روغن کا

رنگ عموماً دودھیا ہے ۔ اور بعض اوقات پیالے کے کنارے کے ساتھ ساتھ سبز رنگ کا حاشیہ ہوتا ہے ۔ بعض اوقات پیالے کو ایک بہت خوبصورت پرندے غالباً مور کی شکل سے آراستہ کیا گیا ہے ۔ جو پیالے کے تمام وسط میں بنا ہوتا ہے ۔ گمان ہے کہ اس قسم کے اکثر ظروف رے سے آئے ہیں ۔ اور پیزارد نے ساسانی فلزکاری میں اس طرز کے جانوروں اور پرندوں کی شکلیں دیکھ کر جب انہیں ساسانی دور کی ساخت قرار دیا ، تو اس کی رائے درست نہ تھی۔ یہ امر واضح ہے کہ گلی ظروف کی اس آرائش کو فلز کاری سے تحریک ملی ہے ، لیکن اس کا اسلوب اور طرز ساسانی عہد کا نہیں ہے ، بلکہ اس کا تعلق آٹھویں اور نویں صدی کی فلز کاری سے ہے ۔ نخلی شاخیں اگرچہ ساسانی آرٹ سے ماخوذ ہیں ، تاہم ان کا شمار عباسی عہد کے اوائل یعنی آٹھویں صدی کے اواخر اور نویں صدی کے آغاز کی ممتاز خصوصیات میں بھی ہوتا ہے ۔ ان کی وضع قطع اور چپٹے پیندے جن پر بعض اوقات مدور حلقے ہوتے ہیں ، اس امر کے شاہد ہیں کہ یہ دسویں صدی سے کچھ زیادہ مدت بعد کے بنے ہوئے نہیں ہیں ۔

اس قسم کی کندہ کار دوزہ گری کے نمونے مشرق ایران میں نیشا پور اور بعض دیگر مقامات میں نویں صدی میں تیار ہوئے اور دسویں صدی میں بھی ان کی ساخت جاری رہی ۔ ان کی آرائش کندہ کاری کے ذریعے ہوئی ہے اور اس پر زرد یا سبز روغن چڑھا ہوا ہے ۔ آرائش کے لئے نخلی شاخیں اور عبارتیں کام میں لائی گئی ہیں ۔ ایک پیالہ جو غیر معمولی طور پر نفیس ہے ، دستیاب ہوا ہے ۔ اس کے اوپر خانے بنے ہوئے ہیں اور خانوں کے درمیان

Marfat.com

بڑے بڑے پتے اور لفظ ''اللہ'' کندہ ہے ۔ سلجوقی عہد کے ظروف کی طرح اس کی آرائش میں کندہ کاری اور حکاکی دونوں سے کام لیا گیا ہے ۔

اکثر کوزوں پر حکاکی اس طرح کی گئی ہے کہ ان پر زردی مائل بادامی اور سبز رنگ کی دھاریاں ہیں یا چھینٹے دئے گئے ہیں ان کے علاوہ ارغوانی رنگ کا استعمال بھی کیا گیا ہے ۔ یہ کوزے تانگ* عہد کے چینی ظروف کی نقل ہیں جو بنو عباس درآمد کرتے تھے اور اب مختلف شہروں مثلاً سامرا ، مدائن اور نیشاپور میں پائے گئے ہیں ۔ اس طرز کے ایرانی ظروف جن کی تاریخ ساخت آٹھویں صدی کے اواخر سے دسویں صدی تک قرار دی جا سکتی ہے، مشرق کے تمام اسلامی ملکوں کے مختلف مقامات مثلاً سامرا ، مدائن، سوس ، رے ، نیشاپور اور سمرقند سے کثیر تعداد میں دستیاب ہوئے ہیں ۔ ان میں سے بعض برتن تو بڑی احتیاط سے بنائے گئے ہیں لیکن باقی رنگ اور شکل کے اعتبار سے کمتر درجہ کے ہیں ۔ نیشاپور میں جو کھدائی میٹروپالیٹن میوزیم کے زیر اہتمام ہوئی تھی ، اس سے بہت عمدہ قسم کے برتن ملے ہیں جن کے ضمن میں یہ شہادت بھی ملتی ہے کہ یہ نویں صدی کے اوائل کی ساخت ہیں ۔ جو ایرانی کوزہ گر چینیوں کے مقلد تھے وہ محض ان کی نقالی پر اکتفاء نہیں کرتے تھے ، کیونکہ ان کے بنائے ہوئے

*تانگ چین کا ایک خاندان ہے جس نے ۶۱۸ء سے ۹۰۶ء تک حکومت کی ۔ جب اس کی سلطنت پورے عروج پر تھی تو اس میں کوریا اور ترکستان کے ملک بھی شامل تھے ۔ اس دور میں خاص کر شاعری اور سنگ تراشی نے خوب فروغ پایا ۔ نویں صدی میں اس خاندان کو زوال آگیا (مترجم) ۔

Marfat.com

برتنوں میں کندہ کاری اور رنگ آمیزی سے جو خوبصورت آرائش پیدا ہوتی ہے وہ چینی ظروف میں نظر نہیں آتی ۔ ایرانی کوزہ گر چینیوں سے مختلف رنگ استعمال کرتے تھے ۔ ان کے ہاں زرد اور سبز رنگ زیادہ روشن ہوتے تھے اور ارغوانی رنگ کا استعمال بھی زیادہ تھا ۔ بسا اوقات وہ رنگ کے چھینٹے اور دھاریاں اس ترتیب سے ڈالتے کہ ان سے باقاعدہ ہندسی شکلیں بن جاتیں ، مثلاً دائرے ، ہم مرکز حلقے اور قرص نما اورمتقاطع شکلیں ۔ اس طرح سے جو خانے بنتے تھے انہیں بیل بوٹوں اور قدیم طرز کی نخلی شاخوں سے پر کر دیا جاتا تھا ۔ بعض برتنوں میں اس سے کھلا ہوا کنول کا پھول بن گیا ہے ۔ نیشا پور سے ایک پیالہ ملا ہے جو حکاکی کا ایک نہایت نفیس نمونہ ہے (تصویر ۹۶) اس پر گل لالہ کی شکل کے خانوں میں باری باری بڑے بڑے نخلی پتے بنے ہوئے ہیں ۔ یہ نمونہ عباسی دور کے اوائل کی طرز آرائش سے مخصوص ہے ۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی تاریخ ساخت نویں صدی کے بعد متعین نہیں ہو سکتی ۔ میٹروپالیٹن میوزیم کی ایک بڑی رکابی قابل توجہ ہے جو ایران کے کسی نامعلوم مقام کی بنی ہوئی ہے ۔ اس کی آرائش حکاکی سے کی گئی ہے اس اس پر دائروں کے اندر قدیم چینی طرز کے کنول کے پھول ہوئے ہیں ۔

گبری ظروف کی ایک ترقی یافتہ صورت وہ ہے جس آرائش حکاکی کی مرہون منت ہے ، لیکن اس کی خوبصورتی نقطے ، سبز دھاریاں اور قرص نما خانے بنا کر اضافہ کر دیا ہے ۔ یہ برتن شمالی ایران سے اور بیشتر صوبہ ماژندران کے

Marfat.com

آمل* سے دستیاب ہوئے ہیں - میٹروپالیٹن میوزیم میں ان کے تین نمونے موجود ہیں - اس قسم کے برتنوں کی دو قسمیں ہیں - ایک قسم تو وہ ہے جس میں ہندسی شکلوں اور نقطوں سے آرائش کی گئی ہے اور دوسری قسم میں پرندوں اور جانوروں کی شکلوں سے جو اکثر عجیب و غریب سی ہوتی ہیں - ان کی تاریخ ساخت معین کرنے میں خاصا اختلاف پایا جاتا ہے - سب سے پہلے پیزارد (Pezard) نے انہیں آٹھویں صدی اور ساتویں صدی کے اواخر کی ساخت قرار دیا تھا لیکن دوسرے محققین انہیں بہت بعد یعنی گیارھویں اور بارھویں صدی کی ساخت بتاتے ہیں - بعض نمونے ، مثلاً (تصویر ۹۶) والے پرندے ، ساسانیوں کے آخری عہد سے بنتے چلے آئے ہیں - اور بعض آٹھویں اور نویں صدی میں گرافیاتو اور عباسی عہد کے دوسرے ظروف میں نظر آتے ہیں - آمل کے بیشتر برتنوں کی وضع قطع زیادہ ترقی یافتہ ہے اور ان کے پیندے نسبۃً بہتر ہیں - لہذا ان کی تاریخ ساخت کا تعین دور ما بعد یعنی دسویں صدی میں کرنا چاہئیے ، اور جن صورتوں میں ان کا طرز آرائش ساجوقی دور کی شہادت دیتا ہے انہیں بارھویں صدی سے متعلق سمجھنا چاہئیے -

*آمل شمالی ایران کا ایک تاریخی شہر ہے جو بحرۂ خزر سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے - اسلامی عہد میں ایک اہم علمی اور تجارتی مرکز تھا - علامہ ابن جریر طبری ، ابوالطیب فقیہ ، علامہ شمس الدین محمد اور خلیل بن ابی بکر (عالم رصد) اور مشہور شاعر طالب آملی اسی جگہ پیدا ہوئے تھے - اس شہر پر کئی مرتبہ تباہی آئی - موجودہ شہر ایک خوبصورت بستی ہے جو پرانے شہر کے کھنڈرات کے قریب واقع ہے (مترجم) -

Marfat.com

ج ۔ کوزہ گری جس میں نقاشی سے آرائش کی گئی ہے

مسلمان کوزہ گروں نے شفاف یا غیر شفاف روغن پر نقاشی کے نمونے پیش کر کے آرائش ظروف کے فن کو بڑی ترقی دی ۔ پہلی صورت میں نقاشی عام طور پر روغن کے درمیان چھوڑی ہوئی سفید دھاریوں پر کی جاتی تھی ۔ لیکن اس سلسلہ میں جیسا کہ ہم نیشا پور اور سمرقند کے ظروف کے ضمن میں بیان کریں گے، سیاہ دھاریوں پر کی ہوئی نقاشی بھی ملتی ہے ۔ اوائل عہد اسلامی کے برتنوں کی ایک قسم ایسی ہے جہاں آرائشی نقوش غیر شفاف روغن پر آبی یا دوسرے چمکیلے رنگوں سے بنائے گئے ہیں ۔ کوزہ گری کے ان تمام طریقوں کو کام میں لا کر مسلمان کوزہ گروں نے بالخصوص ایران اور عراق کے کاریگروں نے ایسے ایسے نمونے پیش کئے جو سلجوق دور کے شاندار ظروف کے مماثل اور پیشرو قرار دئے جا سکتے ہیں ۔

نقاشی جس کے اوپر روغن کی تہ ہے ان ظروف میں ملتی ہے جو شمالی ایران اور سمرقند (ترکستان) سے دستیاب ہوئے ہیں میٹروپالیٹن میوزیم کے زیر اہتمام نیشاپور میں جو کھدائی ہوئی ہے اس سے بھی منقش کوزوں کی کثیر تعداد حاصل ہوئی ہے ۔ نیشا پور اور سمرقند کے بہت سے برتنوں کو دیکھ کر ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ کوزوں کو نقاشی کے ذریعے آراستہ کرنے کا فن عالم اسلامی کے مشرقی حصوں میں خاص طور پر مقبول تھا ۔ علاوہ ازیں اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ خراسان

Marfat.com

اور ترکستان میں روغنی سطح پر نقاشی کا رواج نہ تھا ۔ جو معدودے چند نمونے نیشا پور یا سمرقند میں ہاتھ آئے ہیں ، وہ لازمی طور پر مغربی ایران اور غالباً رے اور سوس سے درآمد کئے گئے ہوں گے ۔ ان کی تقلید میں جو ظروف نیشا پور میں تیار ہوئے ان سے اس نظریہ کو تقویت پہنچتی ہے کہ اسلامی عہد کے اوائل میں روغنی برتن خراسان میں نہیں بنائے جاتے تھے ۔

د ۔ کوزہ گری جس میں نقاشی کے اوپر روغن کیا جاتا ہے

نیشا پور کی کھدائی سے ایرانی کوزہ گری کے منقش نمونوں کی کئی قسمیں دستیاب ہوئی ہیں ۔ یہ برتن آٹھویں صدی کے اواخر سے دسویں صدی کے اوائل کے درمیانی زمانے سے تعلق رکھتے ہیں ۔ بعض اقسام سمرقند سے ملنے والے برتنوں سے مشابہ ہیں ۔ نیشاپوری برتنوں کی نقاشی میں ایک ہی رنگ مستعمل ہوا ہے اور بعض میں ایک سے زیادہ رنگ کام میں لائے گئے ہیں ، مگر ان میں بہر حال بڑا تنوع پایا جاتا ہے ۔ ان میں ہندسی اشکال ، کوفی عبارات ، نخلی پتے ، بیل بوٹے ، گلاب ، پرندے اور انسانی صورتیں سبھی کچھ نظر آتا ہے اور ان کے باہم ملنے سے اکثر اوقات عجیب و غریب نمونے پیدا ہوتے ہیں ۔

کوزوں کی ایک قسم بھوری مٹی کے بنے ہوئے گھرے پیندے کے پیالوں پر مشتمل ہے ، جو نیشا پور کے کنووں اور

Marfat.com

تہ خانوں کے نچلے طبقوں سے ہاتھ آئے ہیں اور اس لحاظ سے آٹھویں صدی کے اواخر اور نویں صدی کے اوائل سے تعلق رکھتے ہیں ۔ منقش اشکال کا بیرونی خاکہ سیاہ یا ارغوانی رنگ کے موٹے خطوط سے کھینچا گیا ہے ۔ اور ان میں زرد یا سبز رنگ بھرا ہوا ہے ۔ زمین میں ایسے خطوط ہیں جو ایک دوسرے کو کاٹتے ہیں ۔ ان کے اوپر بیل بوٹوں کی قطاریں ہیں ۔ یہ نمونہ اس دور میں سب سے زیادہ مقبول تھا ۔ میٹروپالیٹن میوزیم میں اس قسم کے برتنوں کا ایک قابل توجہ نمونہ محفوظ ہے ۔ یہ ایک پیالہ ہے ، جس پر ارغوانی ، زرد اور سبز رنگ میں نخلی شاخیں ، بیل بوٹے گلاب اور قرص کھینچے گئے ہیں ۔

دوزہ گری کی ایک اور دلچسپ طرز ہے جو نیشا پور کے ساتھ مخصوص ہے ۔ اس میں حیوانوں ، پرندوں اور انسانوں کی شکلیں اور کوفی عبارتیں صرف سیاہ رنگ میں بنی ہوئی ہیں ، یا سیاہ کے ساتھ زرد ، سبز اور دوسرے رنگ بھی استعمال کئے گئے ہیں ۔ یہ عبارتیں یا تو پیالے کے مرکز میں ہیں یا اس کے چاروں طرف یا اس کے کناروں پر ہیں ۔ اس قسم کے برتنوں کی ساخت بہت اچھی ہے اور آرائش بھی اعلیٰ درجے کی ہے ۔ میٹروپالیٹن میوزیم میں اس طرح کے کئی پیالے ہیں جو نویں صدی اور دسویں صدی کے اوائل کے بنے ہوئے ہیں (تصویر ۹۸) ۔ میں جو پیالہ نظر آتا ہے اس کی آرائش عبارتوں اور ایک پرندے سے کی گئی ہے ۔ ایک کھجور کا پتا پرندے کی چونچ میں اور دوسرا اس کے سر سے جڑا ہوا نظر آتا ہے ، پرندوں کی تصویریں ہمیں کئی ایک برتنوں پر ملتی ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ

Marfat.com

طرز آرائش نیشاپور میں بہت مقبول تھا ۔ دوسرے پیالوں میں عبارتیں بڑے باریک قلم سے لکھی ہوتی نظر آتی ہیں اور ان عبارتوں سے مشابہ ہیں جو سامانی عہد کے پیالوں میں دکھائی دیتی ہیں ، سامانی عہد کے یہ پیالے سمرقند کے قریب افراسیاب کے مقام سے دستیاب ہوئے تھے ۔ عبارات والے سیاہ و سفید رنگ کے برتنوں کے ٹکڑوں کی ایک بڑی تعداد سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں نیشا پور اور پورے خراسان میں بہت پسند کیا جاتا تھا ۔ کوزہ گر سیاہ تحریر میں کہیں کہیں سرخ رنگ کے بھی چند چھینٹے دے دیتے تھے ۔ یا تمام حروف سرخ رنگ سے لکھتے تھے ، اور ان حروف کا حاشیہ سیاہ رنگ سے بناتے تھے ۔ اس کا ایک نمونہ میٹروپالیٹن میوزیم میں ایک نہایت نفیس پیالے کے ایک ٹکڑے کی صورت میں ملتا ہے ۔

دوسرے نیشاپوری ظروف میں آرائش کے لئے سرخ کے ساتھ سیاہ یا صرف سیاہ رنگ بڑے مؤثر طریقے سے استعمال ہوا ہے ، اس طرز کے کئی دلچسپ نمونے میٹروپالیٹن میوزیم اور تہران کے عجائب خانہ میں موجود ہیں ۔ نویں صدی یا دسویں صدی کے اوائل کا ایک قابل ذکر نمونہ تہران کے عجائب خانہ کا ایک پیالہ ہے ، جس کی زمین سفید ہے اور اس پر سیاہ اور سرخ رنگ میں دلوں کی شکلیں قطار در قطار بنی ہوئی ہیں ۔ ہمارے میوزیم میں سامانی طرز کی ایک بڑی قاب کا ایک ٹکڑا موجود ہے جس میں سیاہ رنگ کے نقوش ہیں اور ان کے سروں پر کھجور کے خوبصورت پتے بنے ہوئے ہیں ۔ منقش کوزے جن کا تعلق سامانی ظروف سے ہے ، مغربی ایران بالخصوص صوبۂ مازندران کے شہر آمل سے دستیاب

Marfat.com

ہوئے ہیں۔ یہ نقوش جن میں کئی رنگ استعمال کئے گئے ہیں ، پرندوں ، پتوں، کوفی خط کی عبارتوں اور مدور قرصوں کی شکلوں پر مشتمل ہیں (تصویر ۹۹) اور ان میں ارغوانی ، قرمزی اور سبز زیتونی رنگوں سے کام لیا گیا ہے ۔

اس مختصر سی کتاب کے محدود صفحات میں نیشا پوری منقش کوزوں کی تمام قسموں کا شمار کرنا ممکن نہیں ، خصوصاً اس لئے کہ ابھی تک پورے طور پر ان کی تحقیقات نہیں ہو سکی ۔ اس طرز کے بہت سے برتن میٹروپالیٹن میوزیم اور عجائب خانۂ تہران میں موجود ہیں ۔ ان میں ایرانی کوزہ گری کی بعض ایسی قسمیں ہیں جو پیشتر ہمارے علم میں نہ تھیں ۔

نیشا پور کی منقش کوزہ گری کے چند نمونے سمرقند میں بھی ملتے تھے ، کیونکہ ۹۰۱ء میں سامانی بادشاہوں نے خراسان کو، جس کا دارالحکومت نیشا پور تھا ، ماوراء النہر کی مملکت میں شامل کر لیا تھا ۔ ہم اس سے پیشتر عبارتوں والے سیاہ و سفید رنگ کے کوزوں کا ذکر کر چکے ہیں جو ان دونوں صوبوں میں بنائے جاتے تھے ۔ ان کے علاوہ کوزہ گری کی ایک اور قسم ہے جو نیشا پور اور سمرقند دونوں مقامات میں مشترک تھی ۔ اس میں آرائشی نقوش ارغوانی ، سبز ، زیتونی اور قرمزی رنگ سے سفید زمین پر بنائے جاتے تھے۔ آرائش عربی عبارتوں اور بیل بوٹوں پر مشتمل تھی ۔ ہمارے میوزیم میں اس طرز کے دو نہایت نفیس پیالے محفوظ ہیں ۔ ایک نیشا پور سے آیا ہے (تصویر ۱۰۰) اور دوسرا سمرقند سے (تصویر ۱۰۱) ۔ اس دوسرے پیالے آرائش بیل بوٹوں سے ہوئی ہے اور ایسے گلدانوں سے جو مشلث

خانوں میں بنائے گئے ہیں - یہ آرائش ہمیں عباسی طرز کی یاد دلاتی ہے جس کے نمونے ہمیں سامرا سے ملے ہیں -

سمرقند میں نیشا پوری کوزہ گری کی جو دوسری قسمیں نظر آتی ہیں ، ان میں زمین مختلف رنگوں کی ہے ، مثلاً ارغوانی ، نسواری یا قرمزی اور اس کے اوپر پٹیوں کے ذریعہ سے آرائش کی گئی ہے - اس طرز کے چند عمدہ نمونے ہمارے میوزیم اور تہران کے عجائب خانہ میں دیکھے جا سکتے ہیں - ان میں گلاب کے چھوٹے چھوٹے پھول موتیوں کی لڑیوں کے ساتھ نظر آتے ہیں ، جو ساسانی آرٹ کی یادگار ہیں - ان کے ساتھ بسا اوقات سوسن کی شکل کے نخلی پتے بھی بنائے جاتے تھے - اس کی مثال ہمارے میوزیم کے دو چھوٹے چھوٹے پیالوں میں ملتی ہے - ان تمام ظروف کی زمین ارغوانی ہے اور اس پر سفید ، زرد اور قرمزی رنگ کے نقوش ہیں - دوسرے ظروف کی عام طرز آرائش یہ ہے کہ بیل بوٹوں اور کھجور کے پتوں کے ساتھ نقطہ دار گچھے بنائے گئے ہیں - عبارتوں والے پیالے اپنی آرائش کے لحاظ سے بہت خوبصورت ہیں - میٹروپالیٹن میوزیم میں اس قسم کا ایک پیالہ ہے جس کا شمار اس طرز کے بہترین ظروف میں ہوتا ہے - اس میں نسواری رنگ کی ایک پٹی ہے جس میں سفید رنگ سے خط کوفی میں لفظ ”برکۃ،، کئی مرتبہ لکھا گیا ہے ، ہو سکتا ہے کہ اس کی تاریخ ساخت نویں صدی کا آخر یا دسویں صدی کا آغاز ہو -

کوزہ گری جس میں جلا دار نقاشی ملتی ہے

عباسی عہد کی کوزہ گری کے نمونے عراق میں سامرا اور

Marfat.com

مدائن کے مقامات میں ملے ہیں ، اور ایران میں بیشتر سوس اور
رے میں اور مصر میں فسطاط (قدیم قاہرہ) کے خرابے میں ۔
عباسی عہد کے جن کوزوں پر جلا دار نقاشی کی ہوئی ہے ، انہیں
بجا طور پر اسلامی فن کوزہ گری کے نفیس ترین نمونوں میں
شمار کیا جاتا ہے ۔ جلا دار نقاشی آٹھویں یا نویں صدی کے
مسلمان کوزہ گروں کی ایک شاندار اختراع تھی ۔ اگرچہ اس
فن کا مصر کے زمانۂ قبل الاسلام میں سراغ لگانے کی کوشش کی
گئی ہے لیکن اس عہد کے جو برتن ہمارے پاس موجود ہیں ،
ان کی تاریخ ساخت آٹھویں یا نویں صدی سے قبل متعین نہیں کی
جا سکتی ۔ یہ برتن بالعموم زردی مائل نفیس مٹی سے بنائے جاتے
تھے جس کے اوپر رانگے سے غیر شفاف مینا کاری کر دی جاتی
تھی ۔ پھر جب انہیں آگ میں پہلی بار پکا لیا جاتا تھا ، تو ان
پر کسی معدنی آکسائڈ سے نقاشی کر دی جاتی تھی ۔ دوسری بار
ان برتنوں کو کم درجۂ حرارت پر یعنی ۰۰ سے لے کر ۰۰
درجہ فارن ہائٹ پر آہستہ آہستہ پکایا جاتا تھا ، جس سے معدنی
آکسائڈ دھات کی ایک پتلی سی تہ میں بدل جاتی تھی ۔ اس طرح
جلا کا جو رنگ بنتا تھا وہ سنہری ہوتا تھا یا زردی یا سرخی
مائل کوئی رنگ ۔ نویں صدی کے آتے آتے کوزہ گر اس فن میں
جو مشرق قریب سے خاص ہے ، کامل ہو چکے تھے ۔ سامرا کے
مقام پر زارے (Sarre) اور ہرسفیلٹ نے جو کھدائی کی ہے اس
سے مجلا ظروف کے بعض نہایت عمدہ نمونے منظر عام پر آئے ہیں
(تصویر ۱۶۹) ۔ ان ہی ظروف کی وجہ سے یہ نظریہ قائم ہوا
ہے کہ اس فن کا آغاز عراق سے ہوا تھا ۔ مجلا روغنی نقوش
کے بارے میں ایک اور نظریہ ہے ، جس کی تائید فرانسیسی

Marfat.com

دبستان خصوصاً کوئشلین (Koechlin) نے کی ہے ، اور وہ نظریہ یہ ہے کہ اس فن کا گہوارہ اور مرکز رے کا شہر تھا ، اور یہیں سے یہ فن ایران کے دوسرے حصوں اور عراق میں پھیلا ۔ اس سلسلہ کا ایک تیسرا نظریہ بھی ہے جس کی رو سے اس اختراع کو مصر کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ۔ ان میں سے صحیح نظریہ کون سا ہے اس کا فیصلہ کرنا اس وقت ممکن نہیں ۔ آئندہ چل کر جو کھدائی ہو گی اس سے شاید اس فن کے مولد و منشاء پر کوئی روشنی پڑ سکے ۔ البتہ اس بات کو اب تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ ایران میں جو جلا دار ظروف پائے گئے ہیں وہ سب کے سب عراق سے درآمد کئے گئے تھے ۔

ایران میں جو مجلا ظروف دستیاب ہوئے ہیں ، ان کو دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ۔ ایک تو وہ ہیں جن کا اسلوب خالص ایرانی نظر آتا ہے اور دوسرے وہ جن کے اسلوب میں ایسے عناصر پائے جاتے ہیں جو ایران اور عراق دونوں ملکوں میں مشترک ہیں ۔ ایرانی قسم میں وہ برتن شامل ہیں جن پر سنہرے جلا دار روغن سے حیوانوں ، پرندوں اور انسانوں کی شکلیں اور بیل بوٹے بنائے گئے ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ کوفی خط میں عبارات منقوش ہیں ۔ میٹروپالیٹن میوزیم میں اس طرز کے دو پیالے موجود ہیں ۔ ایک پر بھاگتے ہوئے خرگوش دکھائے گئے ہیں (تصویر ۱۰۲) اور دوسرے پر جو رے سے دستیاب ہوا تھا ، ایک ہرن کی شکل اور کوفی عبارت منقش ہے ۔ اس میں حیوانوں کی ایرانی طرز نقاشی کی وہ خصوصیات پائی جاتی ہیں ، جن پر ہم قبل ازیں نیشا پوری کوزہ گری کے سلسلہ میں بحث

کر چکے ہیں - چونکہ حیوانی تصاویر والے مجلا ظروف سامرا یا عراق کے دوسرے مقامات سے دستیاب نہیں ہوئے ، لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ طرز ایران کے ساتھ مخصوص تھی - مجلا ظروف کی ایک اور قسم جس سے ایرانی اسلوب ظاہر ہوتا ہے وہ ہے جس میں ہمیں برتنوں پر سر بسر بیل بوٹوں کے ساتھ کھجور کے نصف پتے اور کوفی عبارتیں ملتی ہیں - اس کے نمونے بیشتر رے اور سوس میں ملتے ہیں جہاں حیوانی تصاویر والے ظروف کے علاوہ غالباً اس قسم کے برتن بھی بنتے تھے -

مختلف رنگوں کے مجلا ظروف ایران میں سوس اور رے کے علاوہ مصر میں بھی دستیاب ہوئے ہیں ، لیکن ان کی زیادہ تعداد سامرا کی کھدائی سے برآمد ہوئی ہے - اور یہ اپنی طرز کے خوبصورت ترین ظروف ہیں - مگر ابھی تک یہ امر متنازعہ ہے کہ عباسی عہد کے یہ مجلا ظروف جن پر مختلف رنگوں سے نقاشی کی گئی ہے اور جو ایران یا دوسرے مقامات سے ملے ہیں ، اپنی اصل کے اعتبار سے عراقی ہیں جیسا زارے* (Sarre) اور ہر سفیلڈ کا خیال ہے یا مقامی صنعت کی پیداوار ہیں -

*فریڈرش زارے (Friedrich Sarre) ایک جرمن عالم (۱۸۶۵—) جو اپنے زمانے میں مشرقی فنون لطیفہ پر سند سمجھا جاتا تھا - اور اسی بناء پر اپنے عہد کے بادشاہوں اور امیروں کے ساتھ میل ملاقات رکھتا تھا۔ اس نے مشرقی ملکوں کی سیاحت کی تھی ، اور ہر سفیلڈ کے ساتھ مل کر اس نے سامرا کے مقام پر اسلامی عہد کے آثار کی تلاش میں کھدائی کی تھی (مترجم) -

Marfat.com

عراق کے جلا دار روغنی برتن جو عباسی دور سے تعلق رکھتے ہیں ، بیشتر سامرا کی کھدائی سے ہاتھ آئے ہیں ۔ لیکن ان کے کئی نفیس نمونے دوسرے مقامات مثلاً بغداد کے نزدیک مدائن سے بھی ملے ہیں ۔ جو جلا دار برتن ۸۳۶ء اور ۸۸۳ء کے درمیان عباسی خلفاء کے لئے بنائے گئے تھے اور اب سامرا سے دستیاب ہوئے ہیں وہ خوبصورتی اور رنگوں کی چمک دمک کے لحاظ سے آئندہ زمانے کی اسلامی کوزہ گری کے تمام نمونوں سے سبقت لے گئے ہیں ۔ سامرا کے ظروف کی زمین میں رنگ کی مینا کاری ہے ، اور اس کے اوپر ایک یا زیادہ رنگوں والے جلا دار روغن کی نقاشی ہے ۔ یکرنگی روغن زرد ہے یا سبزی مائل سنہرا یا نسواری ہے ۔

سامرا کے ظروف کے بہترین نمونے وہ ہیں جو ایک سے زیادہ رنگوں سے مزین ہیں ۔ چنانچہ برتنوں کے ایک مجموعہ میں مجلا روغن کا رنگ سنہری ، سبز زیتونی ، ہلکا سبز اور سرخی مائل نسواری ہے ۔ جو آرائش عباسی دور سے مخصوص سمجھی جاتی ہے وہ بیل بوٹوں ، کھجور کے پتوں اور ساسانی طرز کے قبہ دار اوراق پر مشتمل ہے (تصویر ۱۰۳) اور ان کے درمیانی خالی مقامات میں قرصوں اور نقط دار دائروں سے پچی کاری کر دی گئی ہے ۔

سامرا کے جلا دار ظروف ان شاندار ٹائلوں سے بہت ملتے جلتے ہیں جو قیروان کی مسجد سیدی عقبہ کی محراب میں لگی ہیں ۔ ان میں سے بعض پر ایک رنگ سے اور بعض پر متعدد رنگوں سے نقاشی کی گئی ہے ۔ اس محراب میں ۱۳۹ مربع ٹائلوں کو ایسی

Marfat.com

ترتیب سے لگایا گیا ہے کہ ان سے ایک محراب کا حاشیہ تیار ہو گیا ہے ۔ عربی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ مسجد کے مشہور چوبی منبر کے ساتھ یہ ٹائلیں بھی اغلبی خاندان کے ایک فرمانروا نے نویں صدی کے آغاز میں بغداد سے درآمد کی تھیں ۔ یہ فرمانروا غالباً زیادت اللہ اول تھا (۸۱۷ء تا ۸۳۸ء) ۔ ان بیانات پر بعض محققین نے شبہ کا اظہار کیا تھا ، لیکن سامرا کی کھدائی سے ہمیں ایسا بین ثبوت مل گیا ہے جس سے ان بیانات کی تائید ہوتی ہے قیروان کی یہ ٹائلیں جو سامرا کے کوزہ گروں سے پہلے کی بنی ہوئی ہیں ، بیشتر بغدادی کوزہ گروں کی صنعت کے نمونہ ہیں سامرا میں جو خلفاء کا عارضی دارالحکومت تھا ، در اصل عراق کے اس عظیم دبستان کوزہ گری کی شاخ قائم تھی جس کا مرکز بغداد تھا ۔ قیروانی ٹائلوں کی اعلیٰ درجہ کی زیب و زینت اور ان کی آرائشی شکلوں کے تنوع سے ظاہر ہوتا ہے کہ نویں صدی کے نصف اول میں عراق میں مجلا نقاشی کا فن کس قدر ترقی کر چکا تھا ۔

اعلیٰ درجہ کے جن مجلا ظروف کا ابھی ذکر ہوا ، ان سے بھی بڑھ کر سامرا کے وہ برتن ہیں جن پر یاقوتی رنگ سے اور کہیں کہیں اس کے ساتھ زرد ، سبز ، سنہری اور ارغوانی رنگ سے جلا دار نقاشی کی ہوئی ہے ۔ چمکیلے رنگوں کی یہ آرائش صرف برتنوں کی آرائش تک محدود نہ تھی ، بلکہ قصر سامرا کی آرائشی ٹائلوں پر بھی کی جاتی تھی ۔ اس کے بعض انتہائی خوبصورت نمونے دستیاب ہوئے ہیں ، جو اب برلن کے عجائب خانہ میں محفوظ ہیں ۔ ان میں سے چند ٹائلوں کی زمین زرد مرمریں طرز

ہے ، اور اس پر ایک حلقه کے اندر ایک مرغ منقش ہے ۔ بعض ٹائلوں میں سنگ مرمر کی نقل کی گئی ہے اور ان پر سرخ ، زرد ، سبز اور نسواری مجلا روغن کے چھینٹے دئے ہوئے ہیں ۔ اس قسم کی چند ٹائلیں میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ہیں ۔ یاقوتی رنگ کی چمک دمک اور مختلف رنگوں کی آمیزش کا بہترین نمونه میٹروپالیٹن میوزیم کا ایک نادر پیاله ہے (تصویر ۱۰۴) ۔ اس کے اندورنی حصه کی آرائش ایک بڑی مخروطی شکل سے کی گئی ہے ۔ جس کے چاروں طرف لمبے لمبے پتلے پتلے پتے ہیں اور گردا گرد محراب نما خانے بنے ہیں ۔ یه نقوش گہرے جلا دار یاقوتی رنگ کی زمین پر سرخ اور سنہری چمکدار رنگوں سے بنائے گئے ہیں ۔ اسی طرح بیرونی حصه پر بھی جس میں پیندا بھی شامل ہے ، سر بسر جلا دار یاقوتی رنگ پھیرا گیا ہے ۔ اگرچه اس برتن کے مقام ساخت کے بارے میں یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا ، تاہم ہمارا خیال ہے که یه عراق ہی کی ساخت ہوگا جہاں سے جلا دار یاقوتی رنگ والی کوزہ گری کے نفیس ترین نمونے دستیاب ہوئے ہیں ۔

جیسا که پہلے بیان ہو چکا ہے ، عباسی عہد کے ایسے ظروف ایران اور مصر میں بھی ملے ہیں ، جن پر کئی رنگوں میں مجلا روغن ہے ۔ ایرانی ظروف مثلاً میٹروپالیٹن میوزیم والے پیالے (تصویر ۱۰۲) کا عراقی برتنوں سے مقابله کیا جائے تو یه امر بالکل واضح ہو جاتا ہے که اول الذکر وضع قطع کے اعتبار سے کمتر درجے کے ہیں . اور ان کی حیثیت غالباً اس سے زیادہ نہیں ہے که وہ مقامی نقلیں تھیں ۔ نویں صدی کی اس اعلیٰ کوزہ گری کا بہت بڑا مرکز عراق اور بالخصوص بغداد تھا ۔ مجلا اور رنگین روغن والے

Marfat.com

عراق طرز کے برتن ایران میں کوزہ گری کے مغربی مرکزوں ہی تک محدود تھے ۔ نیشا پور کی کھدائی سے ظاہر ہوتا ہے کہ خراسان کے کاریگروں نے ان کی نقل کی تھی اور نقاشی کے بعد اس پر روغن کر دیا کرتے تھے ۔ مصر میں اور خصوصاً فسطاط ، بہنسا اور دوسرے مقامات میں جو رنگین اور مجلا روغنی ظروف ملے ہیں ، قرین قیاس یہی ہے کہ وہ عراق سے درآمد کئے گئے تھے ۔

کوزہ گری جس میں روغن کے اوپر نقاشی کی گئی ہے

عباسی عہد کے بعض ایسے ظروف ہیں جن میں روغن کے اوپر نیلے ، سوسنی اور سبز رنگ کی نقاشی ہے ، اس طرز کے بعض قابل توجہ نمونے سامرا ، سوس اور رے میں ملے ہیں ۔ اس د... کے جلا دار منقش ظروف کی طرح یہ برتن بھی نفیس زردی ما... مٹی سے بنائے گئے ہیں ، اور ان پر رنگ کی میناکاری ... یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہیں سامرا کی بھٹیوں میں تیار کیا گیا تھا ۔ یہ ظروف نیلے رنگ کی کوفی عبارتوں سے آراستہ ہیں اور اس میں کہیں کہیں سبز رنگ کی آمیزش ہے یا پتوں سے آرا... نمونے پیدا کئے گئے ہیں ، جیسا کہ میٹروپالیٹن میوزیم کے پیالے سے ظاہر ہوتا ہے (تصویر ۱۰۶) ۔ بعض ظروف میں ... یا سبز رنگ کی شاخیں اور نخلی پتے دکھائی دیتے ہیں ۔ ایران ... اس قسم کے برتنوں کے جو ٹکڑے دستیاب ہوئے ہیں ، ان ...

پتہ چلتا ہے کہ یہ صنعت جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے ، صرف عراق تک محدود نہ تھی بلکہ مغربی ایران میں بھی شاید رے اور دوسرے مقامات میں قائم تھی - نیشا پور کی کھدائی سے مشرقی ایران میں تیار کی ہوئی نقلیں ہمارے سامنے آئی ہیں ، ان کی آرائش جو بیشتر عبارات پر مشتمل ہے سفید زمین پر سیاہ رنگ سے روغن کے نیچے کی ہوئی نظر آتی ہے ، اوپر نہیں جیسی کہ مغربی ایران کے ظروف میں ملتی ہے -

سادہ کوزہ گری

اوائل عہد اسلامی میں سادہ یعنی بے روغنی کوزہ گری میں وہی نمونے اور آرائشیں مستعمل رہیں جو ساسانی دور میں رائج تھیں - ان ظروف میں پانی ذخیرہ کرنے کے بڑے بڑے مٹکے. چھوٹے چھوٹے ابریق ، زائرین کی صراحیاں اور قرابے سبھی اشیاء شامل ہیں جو عراق ، شام اور ایران کے مختلف مقامات سے ملی ہیں - ان سادہ ظروف کی آرائش مختلف طریقوں سے کی جاتی تھی، آسان ترین طریقہ یہ تھا کہ ان پر متوازی یا لہریا خطوط سیدھے سادھے گل بوٹے اور نقش و نگار کندہ کر دئے جاتے تھے - اس طرز آرائش کے نمونے مدائن اور سامرا سے اور مشرقی ایران میں نیشا پور سے دستیاب ہوئے ہیں - میٹروپالیٹن میوزیم کے اہتمام سے جو کھدائی ہوئی ہے ، اس سے آٹھویں اور نویں صدی کی کوزہ گری کے بہت سے نفیس نمونے منظر عام پر آئے ہیں - بعض اوقات آرائشی کندہ کاری کے ساتھ منبت کاری بھی نظر آتی ہے - جس

Marfat.com

میں باربوتین (Barbotine) اسلوب کا اظہار ہوتا ہے ۔ غالباً کسی قیف میں گیلی مٹی ڈال کر تیار کی جاتی تھی ۔ یہ منبت کاری مختلف گل بوٹوں اور حیوانی اور انسانی اشکال سے عبارت ہے ، مگر کسی حد تک بھونڈی ہے ۔ ہمارے میوزیم میں ایک بڑا ظرف ہے جو مدائن (عراق) سے نکلا تھا ۔ اس کی آرائشی منبت کاری میں درخت اور گلاب کے بڑے بڑے پھول بنائے گئے ہیں ۔ سادہ پیالوں کا ایک قابل ذکر نمونہ ایران کے مختلف مقامات سے ملا ہے ۔ جس کی آرائش باربوتین طریق سے کی گئی ہے ۔ میٹروپالیٹن میوزیم میں ایک اور پیالہ ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ساوہ میں تیار ہوا تھا ۔ اس پر ہرنوں کا ایک جوڑا بنا ہے اور دونوں ہرنوں کے درمیان درخت بنے ہیں ۔ پس منظر میں پودے ہیں جن میں سے دو پودوں پر پرندے آرام کر رہے ہیں ۔ ایرانی کوزہ گری کے اس مجموعہ میں جسے نویں صدی سے منسوب کیا جا سکتا ہے ، ساسانی اسلوب کے آثار ملتے ہیں ۔

سادہ ظروف کے ایک اور مجموعہ میں آرائش کے لئے مہروں سے کام لیا گیا ہے ۔ یہ مہریں بیشتر گول ہیں لیکن بعض اوقات دوسری شکلوں کی بھی ہیں ۔ یہ طریقہ ساسانی عہد میں مروج تھا ۔ ان ظروف میں جن کی آرائش مہروں کے ذریعے ہوئی ہے ، جانوروں، پرندوں ، انسانوں اور گلاب کے علاوہ کوفی عبارتیں بھی نظر آتی ہیں ۔ ان ظروف کے نمونے سارے عراق میں ملے ہیں اور ان کا تعلق عہد ساسانی کے اواخر اور اسلامی دور کے اوائل سے ہے ۔

اسلامی ملکوں کے کاریگر سادہ برتنوں مثلاً صراحیوں اور

Marfat.com

قرابوں کو کثیر تعداد میں تیار کرنے کے لئے مٹی کے بنے ہوئے سانچے استعمال کرتے تھے ، جن کی آرائش منبت کاری سے ہوتی تھی۔ ان برتنوں کی گول شکل عام طور پر دو علحیدہ سانچوں میں تیار کی جاتی تھی جس کے ساتھ گردن ، دستہ اور پیندا بعد میں جوڑ دیا جاتا تھا جیسا کہ سامرا کے برتنوں سے ظاہر ہوتا ہے نویں صدی کے سادہ برتنوں کی آرائش میں تفصیلات نسبۃً کم ہیں ۔ اور اس آرائش میں بیشتر پتوں سے کام لیا جاتا تھا ۔

۲ ۔ سلجوقی دور کی کوزہ گری ایران میں

(گیارھویں سے تیرھویں صدی تک)

اسلامی فن کے ارتقاء کے سلسلہ میں سلجوقی ترکوں کے ہاتھوں ایران کی فتح کو بڑی اہمیت حاصل ہے ۔ گیارھویں اور بارھویں صدی کے سلجوقی فرمانروا آرٹ کے بہت بڑے سرپرست تھے ۔ چنانچہ انہوں نے اپنے درباروں میں جو مرو ، نیشا پور ، ہرات ، رے اور اصفہان میں قائم تھے ، بہت سے ماہر کاریگر جمع کر لئے تھے ۔ سلاجقہ اور ان کے جانشینوں یعنی خوارزم شاہیوں کے دور میں ایرانی کاریگروں نے کوزہ گری کے ایسے شاہکار تیار کئے جن کا شمار خوبصورت ترین ظروف میں ہو سکتا ہے ۔ ان کاریگروں نے پہلے زمانے کے متعدد نمونوں اور ساخت کے طریقوں کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ۔ جلا دار کام ، روغن کے اوپر یا

Marfat.com

اس کے نیچے رنگین نقاشی ، کندہ کاری اور حکاکی ، آرائش کے یہ سب طریقے مختلف مرکزوں میں استعمال میں آئے ۔ اس کے علاوہ آرائش کے نئے نئے طریقوں مثلاً جالی دار کام سے بھی بڑے موثر انداز میں کام لیا گیا ۔ رے* جو سلجوقی عہد میں تہران کے قریب ایک ترقی پذیر شہر تھا ، کوزہ گری کا ایک بڑا اہم مرکز تھا ۔ اس کے کھنڈروں سے آثار قدیمہ کے تاجر مدت تک فائدہ اٹھاتے رہے ۔ آج کل عجائب خانوں یا ذاتی ذخیروں میں کوزہ گری کے جو نمونے بھرے پڑے ھیں ، ان میں سے بیشتر یہیں سے حاصل ھوئے تھے ۔ تیرھویں اور چودھویں صدی میں کوزہ گری کا ایک اور اھم مرکز کاشان تھا ۔ جہاں کے کئی کاریگروں کے نام ھمیں ملتے ھیں ۔ یہاں ان کے کارخانے قائم تھے ۔ ایران کے دوسرے مقامات مثلاً ساوہ ، سلطان آباد اور نیشا پور سے بھی کوزہ گری کے نمونے دستیاب ھوئے ھیں ، لہذا ان کو بھی اس فن کے مرکزوں میں شمار کرنا چاھئے ۔ چونکہ سارے ایران میں ان ظروف کی مختلف قسمیں تیار ھوتی تھیں اس لئے کسی برتن کو کسی خاص مقام سے منسوب کرنا مشکل ھے ۔ سلجوق عہد کی کوزہ گری کے نمونے اتنے مختلف ھیں کہ انہیں طریق ساخت کے اعتبار سے مختلف اقسام میں ترتیب دینا ضروری ھے ۔

---

* رے ایران کا ایک قدیم تاریخی شہر تھا جس کے کھنڈرات اب تہران کے جنوب میں چھ سات میل کے فاصلہ پر ملتے ھیں ۔ اسلامی عہد میں بھی یہ شہر بڑی رونق پر رھا ۔ اور اس کی خاک سے محمد بن زکریا رازی اور امام فخرالدین رازی جیسے حکیم اور عالم پیدا ھوئے ساتویں صدی ھجری میں اسے تاتاریوں نے ایسا تباہ کیا کہ پھر آباد نہ ھو سکا (مترجم) ۔

Marfat.com

کوزہ گری جس کی آرائش کندہ کاری اور نقاشی سے ہوئی ہے

سلجوق دور کے ظروف جو کندہ کاری سے مزین ہیں مختلف اقسام کے ہیں ۔ ان میں سے بعض ظروف درباری کاریگروں نے تیار کئے تھے ۔ دوسروں کو عوامی صنعت کا نمونہ سمجھنا چاہئے ۔ اس عہد کے کاریگروں نے عباسی دور کے کاریگروں کی طرح چین سے آئے ہوئے ظروف کی نقل اتارنے کی کوشش کی ۔ زردی مائل سفید پیالے ، بادیے اور صراحیاں جو ایران کے مختلف مقامات خصوصاً رے سے دستیاب ہوئی ہیں ، چینی ظروف ہی کی طرح نیم شفاف ہیں ۔ ان کا سفید حصہ نویں اور دسویں صدی کے برتنوں کے مقابلہ میں زیادہ سخت اور زیادہ پتلا ہے ۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ کوزہ گری کا فن بہت آگے بڑھ چکا تھا ۔ اس طرز کے کئی نفیس برتن میٹروپالیٹن میوزیم میں محفوظ ہیں ۔ ان کی آرائش کندہ کاری سے کی گئی ہے اور ان کی خوبصورتی میں جالی کے کام نے اور اضافہ کر دیا ہے ۔ اس قسم کے ظروف کا ایک قدیم نمونہ میٹروپالیٹن میوزیم کے مجموعہ ہیو مائر (Havemeyer Collection) میں ہے ۔ یہ ایک ابریق ہے ، جس کی آرائش منبتہ کاری سے کی گئی ہے (تصویر ۱۰۶) ۔ اس کے ارد گرد پرندے بنے ہیں اور اوپر کی جانب پتوں کی ایک پٹی ہے جس میں جالی کا کام ہے ۔ یہ اس طرز کا ایک ابتدائی نمونہ ہے جس میں رفتہ رفتہ بہت نفاست پیدا ہوتی گئی ۔ مشبک کاری یا جالیدار کام صرف سفید برتنوں تک محدود نہ تھا بلکہ فیروزی اور سبز رنگ کے روغنی

Marfat.com

برتنوں میں بھی پایا جاتا ہے ، جو گیارھویں، بارھویں اور تیرھویں صدی کی ساخت ہیں ۔ یہ ظروف رے اور نیشا پور میں بھی پائے گئے ہیں اور غالباً تمام ایران بھر میں بنتے تھے ۔ تیرھویں صدی کے اوائل کا ایک بڑا اہم نمونہ ایک نیلا قاب ہے ، جس میں مچھلی کی شکلیں ہیں اور نقطہ دار سوراخ چھیدے گئے ہیں (دیکھئے تصویر ۱۰۷) ۔

مذکورہ بالا سلجوقی کوزہ گری سے ملتا جلتا ایک مجموعہ گیارھویں اور بارھویں صدی کی سفید رکابیوں کا ہے جن کی آرائش میں کندہ کاری سے کام لیا گیا ہے ۔ اور سوسنی ، فیروزی اور زرد رنگوں سے نقاشی کی گئی ہے ۔ سلجوقی دور کے اس قسم کے بہت سے ظروف جنہیں بعض اوقات لقبی کہا جاتا ہے ، رے میں پائے گئے ہیں اور انہیں وہیں کی ساخت سمجھنا چاہئے ۔ میٹرو پالیٹن میوزیم میں اس طرز کے آٹھ ظروف موجود ہیں ، جو ہورلیس ہیو مائر (Have Meyer) کا عطیہ ہیں ۔ یہ برتن پرندوں اور جانوروں کی شکلوں اور بیل بوٹوں سے آراستہ ہیں اور کہیں کہیں انسانی تصویریں بھی نظر آتی ہیں ۔ یہ طرز آرائش کسی حد تک سلجوقی عہد کی فلز کاری اور پارچہ بافی سے ملتا جلتا ہے ۔ اعلیٰ درجہ کا آرائشی اسلوب اپنی بہترین صورت میں حسب ذیل ظروف میں ملتا ہے ۔ مجموعہ ہیو مائر کا پیالہ جس پر ایک ہرن بنا ہوا ہے (تصویر ۱۰۸) ، برلن کی وہ مشہور رکابی جس پر عقاب بنا ہے اور ایک بڑی رکابی جس میں پرندوں کا ایک جھنڈ نظر آتا ہے ، اور جو آجکل کلیو لینڈ (Cleveland) میوزیم میں محفوظ ہے ۔

Marfat.com

بارھویں صدی کی سلجوقی کوزہ گری کا ایک بڑا مجموعہ ایسی رکابیوں ، پیالیوں اور صراحیوں پر مشتمل ہے جن پر نیلا ، سوسنی فیروزی ، سبز یا ارغوانی چمکدار روغن ہے ، کبھی یہ عام خیال تھا کہ یہ ظروف سلطان آباد میں تیار ہوتے تھے ، اور انہیں سلطان آبادی ظروف کے نام سے یاد کیا جاتا تھا ۔ لیکن یہ بات اب قابل قبول نہیں رہی ، کیونکہ رے ، کاشان اور ساوہ جیسے مقامات سے بھی اس قسم کے برتن دستیاب ہوئے ہیں جو غالباً وہاں کی مقامی صنعت کی پیداوار ہیں ۔ بارھویں صدی کے ان ظروف کی آرائش پر تیرھویں صدی کی کوزہ گری کے مقابلہ میں زیادہ بحث ہوتی رہی ہے ۔ یہ ساجوقی طرز کی ترقی یافتہ صورت ہے ۔ اس میں طرح طرح کے نمونے ہیں جو بیشتر فلز کاری کے نمونوں سے مستعار ہیں ۔ مثلاً ان کی وضع قطع کے علاوہ پرندوں اور جانوروں کی شکلیں بہت مقبول تھیں ۔ چنانچہ بعض صراحیوں کا منہ پرندوں کے سر کی شکل کا ہے ۔ آرائشی نمونے ابھرے ہوئے ہیں یا کھدے ہوئے ہیں ۔ اس قسم کے چند پیالے دستیاب ہوئے ہیں جو کندہ کار ہیں اور جن پر سوسنی رنگ کا روغن ہے ۔ میٹروپالیٹن میوزیم میں اس طرز کا ایک پیالہ ہے جس کی آرائش یوں کی گئی ہے کہ اس پر بھاگتے ہوئے جانوروں کی ایک قطار منقش ہے ، اور اس کی زمین میں بیل بوٹے بنے ہیں ۔ یہ پیالہ اس قسم کے برتنوں کا ایک مخصوص نمونہ ہے ۔ باقی برتنوں کے نقوش قدرے ابھرے ہوئے ہیں ، ہمارے میوزیم میں اس قسم کی آرائش والے کئی ابریق اور رکابیاں ہیں ۔

سلجوقی عہد کی گبری کوزہ گری کے کئی نمونے مختلف

Marfat.com

مقامات سے برآمد ہوئے ہیں ۔ ان کو اکثر اوقات گبری ظروف کہا جاتا ہے ۔ اگرچہ ان میں آرائش کی بھرمار ہے ، تاہم وہ دیہاتی صنعت کا نمونہ ہیں ۔ شمالی ایران کے چند ظروف پر جن کو آمل یا زنجان سے نسبت دی جاتی ہے ، جانوروں اور پرندوں کی شکلیں کھودی گئی ہیں ۔ اور ان کی زمین میں گل بوٹے بنے ہوئے ہیں ۔ ان کا روغن بے رنگ ہے ، لیکن نقش و نگار زردی مائل نسواری ، سبز اور ارغوانی رنگ سے بنائے گئے ہیں ۔ جو کہ تانگ دور کے چینی دور کا اسلوب تھا ۔ اس آرائش سے سلجوقی دور کی کئی خصوصیات کا پتہ چلتا ہے ۔ چنانچہ ان کو بارھویں صدی سے منسوب کیا جا سکتا ہے ۔

گبری ظروف کی بہترین قسم بسا اوقات ہمدان* اور زنجان کے علاقوں سے منسوب کی جاتی ہے ۔ لیکن حال ہی میں یہ نظریہ پیش کیا گیا ہے کہ یہ برتن ابتداء میں گروس کے علاقہ بالخصوص بسوقند میں تیار ہوئے تھے ۔ ان ظروف میں مختلف حجم کی صراحیاں ، ٹائلیں اور پیالے شامل ہیں ۔ اور ان کی آرائش جانوروں ، پرندوں اور انسان کی بھدی سی شکلوں ، بیل بوٹوں اور کوفی عبارتوں سے کی گئی ہے ۔ نقوش یا تو کھدے ہوئے ہیں

---

* ہمدان کوہ الوند کے دامن میں ایران کا ایک قدیم تاریخی شہر ہے ، جو کئی حکمران خاندانوں کا صدر مقام رہا ہے ۔ اسلامی عہد میں بھی سیاسی اور تمدنی لحاظ سے ایک اہم مرکز تھا ۔ ابن سینا اور بابا طاہر عریان اسی شہر میں مدفون ہیں ۔ شاعروں نے ہمدان کی آب و ہوا کی بہت تعریف کی ہے ۔ شہر کے مضافات سے بہت سے آثار قدیمہ مثلاً سکے ، مجسمے ، برتن اور کتبے ملے ہیں (مترجم) ۔

Marfat.com

اور یا ان کے ارد گرد کی سطح کو اس طرح کھود دیا گیا ہے جس سے وہ نقوش ابھر آئے ہیں - روغن زرد رنگ کا ہے ، جس میں اکثر اوقات سبز اور بعض اوقات ارغوانی رنگ کے چھینٹے دے دیئے گئے ہیں - یا وہ سبز رنگ کا ہے ، اور تراشے ہوئے حصے کا رنگ قدرے گہرا ہے۔ اگرچہ ان میں سے بعض برتن مثلاً تصویر ۱۰۹ والا پیالہ اپنے نقوش کے لحاظ سے جاذب توجہ ہے ، لیکن اس کی آرائشی شکلیں ایک بھونڈے طریقے سے کھینچی گئی ہیں ، جو دیہاتی برتنوں کا خاصہ ہے - ان کا زمانہ مختلف لوگ مختلف بتاتے ہیں - بعض کا خیال ہے کہ یہ آٹھویں یا نویں صدی کے بنے ہوئے ہیں ، اور بعض کی رائے ہے کہ وہ بعد کے زمانے کے ہیں - اس کی وجہ بیشتر یہ بتائی جاتی ہے کہ ان کی کوفی عبارتوں کی طرز گیارھویں یا بارھویں صدی کا پتہ دیتی ہے - اس بارے میں ہمیں جو نیا مواد دستیاب ہوا ہے ، اس سے دوسرے نظریہ کی تائید ہوتی ہے - چنانچہ ان کبری ظروف میں سے بیشتر کی تاریخ ساخت بارھویں صدی ہونی چاہئے - گو یہ ممکن ہے کہ چند ایک گیارھویں صدی کے اوائل ہی میں تیار ہوئے ہوں -

بارھویں صدی کی سلجوقی کوزہ گری کی جن اقسام کا ذکر اوپر آچکا ہے ان کی صنعت تیرھویں صدی میں بھی جاری رہی ، مگر تیرھویں صدی میں آرائش کے سلسلہ میں تفصیلات پر زیادہ زور دیا جانے لگا - اور پیالوں کی آرائش میں کندہ کاری کی بجائے سانچوں سے کام لیا جانے لگا - ایک نیلے رنگ کی صراحی (تصویر ۱۱۰) پیادہ یا گھوڑ سوار شکاریوں کی تصویروں سے آراستہ ہے ، اور اس کی زمین پر بیل بوٹے بنے ہوئے ہیں - نیلے رنگ

Marfat.com

کے ابریقوں کی آرائش کے لئے حسب ذیل اشیاء کی شکلیں یا تصویریں بہت پسند کی جاتی تھیں ۔ رقص کرتے ہوئے درویش ، مختلف جانور ، مختلف طرز کے بیل بوٹے ، خط کوفی کی عبارتیں ۔ کوزہ گری کی اس طرز میں پانی ذخیرہ کرنے کے بڑے بڑے مٹکے بھی شامل ہیں ، جن میں سے ایک میٹروپالیٹن میوزیم میں محفوظ ہے ۔ اس کا رنگ فیروزی ہے اور اس کی تاریخ ساخت تیرھویں صدی کے اوائل میں متعین کی جا سکتی ہے ۔ اس کی گردن کوفی عبارت سے آراستہ ہے اور اس کے حاشیہ میں قدرے ابھرے ہوئے بیل بوٹے بھی ہیں ۔ گردن کے نچلے حصے میں بھاگتے ہوئے جانور نظر آتے ہیں ۔ جن کا آدھا جسم شیر کا اور آدھا عقاب کا ہے (تصویر ۱۱۱) ۔ سلجوقی طرز کی آرائش میں یہ نمونہ بہت مشہور ہے ۔ اس حاشیہ کے تلے دو اور پٹیاں ہیں ، ایک میں تکونی ٹکیاں سی بنی ہیں ، اور دوسری میں مچھلی کے چھلکے کی سی شکلیں ہیں ۔ اس قسم کے صرف چھ مٹکے ہمارے علم میں ہیں ۔ پہلے خیال تھا کہ یہ سلطان آباد کی بھٹیوں میں تیار کئے گئے تھے ، لیکن بعد ازاں انہیں کاشان * کی طرف منسوب کیا جانے لگا ۔

بارھویں صدی کے سلجوقی کوزہ گر روغن کے نیچے نقاشی کرنے کے طریقے سے آشنا تھے ۔ اس میں انہوں نے دیگر طریقوں

---

* کاشان ایران کا ایک مشہور صنعتی شہر ہے جو تہران سے جنوب مشرق میں واقع ہے ۔ مخمل اور ریشمی کپڑے کے علاوہ یہاں قالین بہت اچھے بنتے ہیں ۔ آبادی پچپن ہزار کے قریب ہے (مترجم)۔

Marfat.com

کی بھی آمیزش کی ۔ چند کوزے ایسے ھیں جن کے ٹکڑے رے سے برآمد ھوئے ھیں ، ان کی آرائش اس طور پر ھوئی ھے کہ ایک سیاہ رنگ کی پٹی لیکر اس سے مختلف نمونے کاٹے گئے ھیں ۔ یہ آرائشی نمونے کھجور کے پتوں ، ابوالھول ، نصف شیر اور نصف عقاب کی شکل کے حیوانات ، پرندوں اور انسانی شکلوں پر مشتمل ھیں ۔ میٹروپالیٹن میوزیم میں اس کے دو نمونے موجود ھیں ۔ ایک میں ایک بیٹھے ھوئے آدمی کی تصویر بنی ھے جو بارھویں صدی کے اواخر میں رے کی جلا دار نقاشی کے اسلوب کی مظہر ھے ۔ دوسرا برتن ایک پیالہ ھے ، جس پر کٹائی سے ایک عبارت اور عمودی خطوط منقوش ھیں ۔ اس قسم کی کوزہ گری کا نہایت نفیس نمونہ نیویارک میں مجموعہ ھیومائر میں ھے ۔ یہ ایک پیالہ ھے ، جس کی زمین میں بیل بوٹے ھیں اور ان کے اوپر ایک گھوڑ سوار کی صورت بنی ھے ۔ اس کوزہ گری کی ایک اور قسم ان برتنوں کی ھے ، جن پر گہرے نسواری یا سیاہ رنگ کی شکلیں منقوش ھیں اور ان کے اوپر ھلکے زرد رنگ کا روغن ھے ۔

ظروف کی ایک اور قسم ھے جن پر سیاہ رنگ کی عمدہ نقاشی ھے اور اس کے اوپر نیلے رنگ کا روغن ھے ۔ ان کی آرائش کے لئے پودوں ، پھولوں ، پتوں ، پرندوں اور مچھلیوں کی تصویریں بنائی گئی ھیں ، جو نویں صدی کا عباسی طرز آرائش معلوم ھوتا ھے ۔ ان ظروف کے بیرونی اور اندرونی جانب مذکورہ بالا آرائش کے ساتھ ساتھ عبارات بھی ملتی ھیں جو کاٹ کر چسپاں کی گئی ھیں ۔ ان کے متعلق ھم پورے وثوق سے کہہ سکتے ھیں کہ وہ تیرھویں صدی کی ساخت ھیں ۔ کیونکہ ھمیں کئی ایسے برتن مل

Marfat.com

چکے ہیں جن کی تاریخ کا ہمیں علم ہے - سب سے قدیم برتن ۱۲۰۴ء کا ہے ، اور اب اسکندریہ میں گمسرگان بک (Gamsargan Bey) کے مجموعہ میں محفوظ ہے - ۱۲۱۱ء اور ۱۲۱۴ء کے بنے ہوئے برتن سٹ کہوم کے قومی عجائب خانہ اور لنڈن میں سرارنسٹ ڈیبن ہم(Sir Ernest Debenham) کے مجموعہ میں موجود ہیں - ان ظروف کو بالعموم سلطان آباد کی ساخت سمجھا جاتا ہے - لیکن حال ہی میں ان کو کاشانی قرار دیا گیا ہے - تاہم رے اور ساوہ کے برتنوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس قسم کے ظروف مختلف شہروں میں تیار ہوتے تھے - ان میں اکثر اوقات پھول پتے انسانی صورتوں کے پہلو بہ پہلو نظر آتے ہیں - اس کی مثالیں ہمیں لنڈن میں مجموعہ برینگ وین (Brangwyn) کے ایک ابریق اور میناپولس (امریکہ) کے مجموعہ پاسبری (Pillsbury) کے ایک پیالے میں ملتی ہیں ، اس پیالے میں دو آدمی بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں - میٹروپالیٹن میوزیم کے ایک اہم پیالے کے اندرونی حصے کی آرائش پتوں سے کی گئی ہے (تصویر ۱۱۲) - بالائی کناروں کے چاروں طرف بیل بوٹے نظر آتے ہیں - جن کو کاٹ کر پیالے کی دیواروں پر چسپاں کر دیا گیا ہے اور ان پر روغن کی تہ چڑھا دی گئی ہے -

میٹروپالیٹن میوزیم میں ایک نیلا ابریق ہے (تصویر ۱۱۳) جسے تیرھویں صدی کی ایرانی کوزہ گری کے شاھکاروں میں شمار کیا جا سکتا ہے - اس قسم کے ظروف میں فن کوزہ گری کے مختلف طریقوں سے کام لیا گیا ہے ، مثلاً سانچے کی ڈھلائی ، جالی کا کام ، کندہ کاری اور نقاشی کے اوپر روغن - آج کل

Marfat.com

ان میں سے بہت کم فنون باقی رہ گئے ہیں ۔ اس کی گردن اور اس کے جوف کے اردگرد ابوالہول اور دیگر جانوروں کی صورتیں بنی ہیں ۔ اور ان کے پس منظر میں بیل بوٹے ہیں ۔ اس ابریق کی گردن پر جن جانوروں کی شکلیں بنی ہیں ، ان میں ہرن گھاس چرتے یا گردن موڑے ہوئے نظر آتے ہیں ۔ جوف پر خرگوش پوری تیزی سے بھاگتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور شکاری کتے ان کا تعاقب کر رہے ہیں ۔ آرائش کی جزئیات کے علاوہ پودے اور پتے سیاہ رنگ سے بنائے گئے ہیں اور بعض بیل بوٹے سوسنی رنگ سے ، اشعار کے علاوہ اس کی تاریخ ساخت یعنی ۶۱۲ھ (۱۲۱۶ء) کھود کر نقش کی گئی ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ابریق سلطان آباد سے دستیاب ہوا تھا ۔ اور وہیں کی بھٹیوں میں تیار ہوا تھا ۔ لیکن یہ بات اب اس وجہ سے مشکوک ہو گئی ہے کہ رے ، ساوہ اور کاشان کے ظروف بھی اس سے ملتے جلتے ہیں ۔ چونکہ کاشان کے مجلا اور منقش ظروف کی بعض خصوصیات اس میں بھی پائی جاتی ہیں ۔ اس لئے ممکن ہے کہ یہ وہیں کی ساخت ہو ۔ مگر اس کی بعض خصوصیات رے کے ظروف میں بھی ملتی ہیں ، اس لئے اسے کسی خاص مقام سے منسوب کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لینا چاہیے ۔ شاید کاشان کی باقاعدہ کھدائی کے بعد اس مسالہ پر مزید روشنی پڑ سکے ۔

ظروف اور ٹائلیں جو چمکیلی اور رنگدار نقاشی سے مزین ہیں

بارھویں صدی میں سلجوق عہد کے کوزہ گروں نے چمکیلے ظروف کی صنعت کو دوبارہ زندہ کیا جو نویں صدی میں عباسیوں

Marfat.com

کے زمانے میں بیحد مقبول رہ چکی تھی - ان کاریگروں نے ان ظروف کے لئے جو رنگ اختیار کئے وہ سبزی مائل طلائی سے لے کر گہرے سرخی مائل بداسی تھے - ان کو سفید روغن کے اوپر پھیرا جاتا تھا جیسا کہ ہمارے میوزیم کے ایک ابریق اور متعدد تشتریوں سے ظاہر ہے - دیواروں کی زیب و زینت اور محرابوں کی تعمیر کے لئے جو ٹائلیں کام میں لائی جاتی تھیں ان کی آرائش مختلف اشیاء سے کی جاتی تھی ، مثلاً جانور ، پرندے ، بیل بوٹے اور جلی حروف کی عبارتیں - عبارتوں والی ٹائلیں خاص طور پر محرابوں میں لگائی جاتی تھیں ، ظروف کی آرائش کے لئے تصویریں بھی بہت مقبول تھیں ، جن میں بالعموم سیر و شکار کے مناظر پیش کئے جاتے تھے - یا انسانوں کو الگ الگ یا جماعتوں کی صورت میں دکھایا جاتا تھا یا شہزادوں کو اکثر اوقات اپنے ندیموں اور مطربوں کے ساتھ پیش کیا جاتا تھا - بارھویں صدی کے ان ظروف کے قدیم ترین نمونوں میں اس قسم کی تصویروں کی زمین سیاہ اور چمکدار ہے - بارھویں صدی میں اس قسم کے چمکدار ظروف کا بہت رواج تھا - یہ بات ان متعدد برتنوں سے ثابت ہے جن پر ان کی تاریخیں منقش ھیں - ان میں سب سے قدیم ایک صراحی ہے جو برٹش میوزیم میں محفوظ ہے اور جس پر ۵۷۵ھ (۱۱۷۹ء) درج ہے - اس میں چند آدمی ایک قطار میں بیٹھے ہوئے دکھلائے گئے ھیں اور جانور دوڑ رہے ھیں ، ان کے علاوہ بڑے بڑے بیل بوٹے ھیں - اس قسم کی آرائش اس پیالے کی ہے جو شکاگو کے آرٹ انسٹی ٹیوٹ میں موجود ہے اور جس پر ۵۸۷ھ (۱۱۹۱ء) منقوش ہے - ان دونوں برتنوں میں یا تو ا

کی نقاشی چمکیلی ہے یا ان کی زمین چمکدار ہے ، بارھویں صدی کے ان ظروف کا اسلوب ان چمکیلے ظروف اور ٹائلوں کے اسلوب سے بالکل مختلف ہے جن کا تعلق تیرھویں صدی کے نصف اول سے ہے ۔

میٹروپالیٹن میوزیم میں کئی پیالے ایسے ہیں جن کا اسلوب برٹش میوزیم والی اس صراحی سے مشابہ ہے جس کی تاریخ ساخت ۱۱۷۹ء ہے ۔ اس طرز کا بہترین نمونہ وہ پیالہ ہے جس میں اڑتے ہوئے گھوڑے کی تصویر بنی ہوئی ہے (تصویر ۱۱۴) اور اس کی زمین میں بڑے بڑے بیل بوٹے ہیں ۔ ان کو بہت خوبصورت طرز پر بنایا گیا ہے جو سلجوقی عہد کے آرٹ کا خاصہ ہے ۔ اس مجموعہ کا ایک اور پیالہ بھی اہم ہے جس میں ایک پرندے اور ایک بیٹھے ہوئے آدمی کی تصویر ہے ۔ اس کے علاوہ ایک ٹائل ہے جس کی شکل ستارے کی ہے ، اور اس کے اندر ایک خرگوش کی تصویر بنی ہوئی ہے ۔ چونکہ اس قسم کے بہت سے ظروف (جن میں بارھویں صدی کے سلجوقی طرز کے برتن بھی شامل تھے) شہر رے میں دستیاب ہوئے تھے ، اس لئے ہم ان کو اسی اہم مرکز کی پیداوار تصور کر سکتے ہیں ۔ رے سے کچھ جلا دار ظروف ملے ہیں جن میں بیٹھے ہوئے آدمیوں یا گھوڑ سواروں کو درختوں کے درمیان دکھایا گیا ہے ۔ ان کا طرز آرائش ۱۱۹۱ء والے پیالے سے مشابہ ہے اور انہیں بارھویں صدی کے اواخر سے منسوب کیا جا سکتا ہے ۔

Marfat.com

۱۱۷۹ء والی صراحی اور ۱۱۹۱ء والے پیالے اور اسی قسم کے دیگر ظروف میں ڈیزائن کا ایک ضروری حصہ یہ ہے کہ ان کی تصویروں کے اوپر اور ان کے پس منظر میں نقطے اور بیل بوٹے اور کھجور کی خمدار شاخیں بنی ہوئی ہیں - رے کے بنے ہوئے بعض ظروف میں یہ بیل بوٹے بہت گھنے ہیں اور ان کے ساتھ انسانوں کی تصویریں بھی ہیں - اس قسم کے نقش و نگار کی بہترین مثال ہمارے میوزیم کی ایک بڑی رکابی ہے جو پہلے ایورٹ میسی (Everit Macy) کے ذخیرے میں تھی- (تصویر ۱۱۵)

یہ رکابی نہ صرف رے کی صنعت کا ایک نہایت نفیس نمونہ ہے بلکہ ایرانی کوزہ گری کا شاہکار ہے - اس رکابی میں دو تصویریں ہیں ، ایک تو شہزادہ ہے اور دوسری تصویر ایک درباری مطربہ کی ہے جو گا بجا رہی ہے - ان تصویروں نے رکابی کی تمام اندرونی سطح کو ڈھانپ دیا ہے - ان کے بیرونی خطوط بڑے موٹے ہیں اور ان کی تمام زمین عربی طرز کے بیل بوٹوں سے بھری پڑی ہے - ان کے لباس پر یا تو گلکاری ہے یا نقطے ہیں - اس رکابی کی ایک اور دلچسپ خصوصیت یہ ہے جو رقہ کے ظروف میں بھی نظر آتی ہے کہ تصویروں اور ان کے پس منظر کے درمیان دھرا خط ہے- ایک خط تو چمکدار ہے اور دوسرا سفید- جس خوبی سے تصویریں کھینچی گئی ہیں اور جس محنت سے ان کو آراستہ اور مجلا کیا گیا ہے ، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی سرکاری کارخانہ میں تیار کی گئی تھیں -

بارھویں صدی کے نصف ثانی کی مجلا کوزہ گری میں سلجوقی طرز آرائش اپنے عروج کو پہنچ گیا تھا - رے کا شہر ۱۱۹۳ء

Marfat.com

میں خوارزم شاھیہ کے قبضۂ اقتدار میں چلا گیا مگر انہوں نے سلاجقہ کی فنی روایات کو قائم رکھا ، چنانچہ ھمیں ایسے ایرانی مجلا ظروف کا علم ہے جو تیرھویں صدی کے طرز پر بنائے گئے تھے - ان میں بہت سے برتن اور بہت سی ٹائلیں بھی شامل ھیں - ان میں سب سے زیادہ قدیم ٦۰۰ھ کی بنی ھوئی وہ ٹائل ہے جو آجکل قاھرہ کے عربی میوزیم میں محفوظ ہے - تیرھویں صدی کے ظروف میں جو نقش و نگار ھیں ان کے خطوط میں بڑی مضبوطی پائی جاتی ہے اور آرائش کی فراوانی ، چنانچہ جانوروں اور پرندوں کے اضافہ سے ان کی ساری سطح کو ڈھانپ دیا گیا ہے ، اس طرز کی عمدہ مثالیں ۱۲۰۸ء اور ۱۲۱۰ء کی بنی ھوئی وہ ٹائلیں ھیں جو آجکل بوسٹن میوزیم میں موجود ھیں - نیز ایک پیالہ ہے جس پر ٦۰۷ھ (۱۲۱۰ء) مرقوم ہے اور جو ھمارے میوزیم کے مجموعہ ھیو مائر (Havemeyer Collection) میں محفوظ ہے ، ان کے علاوہ قاھرہ کے مجموعہ گائر انڈرسن (Gayer Anderson) کی ایک ٹائل ہے ، جو ۱۲۱۱ء کی ساخت ہے - اس ٹائل کی زمین میں اور لباس پر چھوٹی چھوٹی منارہ نما شکلیں بنی ھوئی ھیں - یہ شکلیں یا تو منقوش ھیں یا ان کو مجلا زمین میں کندہ کر دیا گیا ہے - یہ شکلیں در اصل وھی بارھویں صدی کی تخیلی شاخیں ھیں جن کی صورت اپنی اصل سے دور ھو کر مسخ ھو چکی ہے -

تیرھویں صدی کی کوزہ گری کی ایک عمدہ مثال وہ پیالہ ہے جو کتاب کی تصویر ۱۱٦ میں دکھایا گیا ہے - دو تصویریں تو اس پیالے کے وسط میں ھیں اور چار جوڑے اس کے گرد دکھائی

دیتے ہیں جو شاید عاشق و معشوق ہیں ۔ اس قسم کی تصویریں کئی ٹائلوں اور پیالوں میں نظر آتی ہیں جو ظروف کے وسط میں بنائی گئی ہیں ، اسی طرز کا ایک اور پیالہ ہے جو فلاڈلفیا کے یونیورسٹی میوزیم میں موجود ہے ۔ اور جس پر ۶۰۸ھ (۱۲۱۱ء) مرقوم ہے ۔ اس پیالے میں اور اسی قسم کے دیگر پیالوں میں آدمیوں اور عورتوں دونوں کے خط و خال ترکی وضع کے ہیں ۔ صرف چند ظروف میں شہزادوں کے چہروں پر داڑھی نظر آتی ہے ، مثلاً ایک پیالے اور ایک ٹائل میں جو مجموعہ ہیومائر میں شامل ہیں ۔ تیرھویں صدی کے اسلوب کا ایک عمدہ نمونہ ایک بڑی رکابی ہے جو مجموعہ میسی (Macy Collection) میں محفوظ ہے ، اس کی آرائش میں کوفی اور نسخی خط کی عبارتوں سے خوب کام لیا گیا ہے ۔ کوفی عبارت کے حروف آپس میں ایک دوسرے سے ملے جلے ہیں اور ان کے ساتھ بیل بوٹے بھی ہیں ، جن کے بڑے بڑے پتوں پر اصل کا شبہ گزرتا ہے ۔ اس قسم کے بیل بوٹے تمام ظروف اور ٹائلوں میں دکھائی دیتے ہیں جن کا اوپر ذکر ہوا ۔ ان کے ساتھ ساتھ اڑتی ہوئی مرغابیاں بھی نظر آتی ہیں جو چودھویں صدی میں بہت مقبول تھیں اور غالباً چینی آرٹ سے لی گئی ہیں ۔ اسی قسم کا اڑتا ہوا پرندہ شہر رے کے عجائب خانہ کے ایک پیالے میں بھی دکھائی دیتا ہے ، جس میں کئی رنگوں کی نقاشی ہے ۔ اس کے علاوہ ہمارے میوزیم میں ایک ہشت پہلو ٹائل بھی ہے جس پر ۶۰۸ھ مندرج ہے ۔ اور جو ہوریس ہیومائر (Horace Havemeyer) کا عطیہ ہے ۔ اس میں ایک شہزادے کی تصویر ہے ، جس کے ارد گرد اس کے درباری ہیں ۔ ان کے علاوہ اڑتے ہوئے پرندے بھی دکھائی دیتے ہیں (تصویر ۱۱۷) ۔

Marfat.com

تیرھویں صدی کے نصف اول کے جلا دار ظروف جن کا اوپر ذکر ھوا ، پہلے پہل شہر رے سے منسوب ہوتے تھے مگر بعد ازاں ان کو کاشان سے منسوب کرنے لگے ، اس وجہ سے کہ ان کو ان ظروف کے ساتھ مشابہت ہے جو یقینی طور پر کاشان کی ساخت ھیں ۔ ابوالقاسم عبداللہ بن علی بن ابی طاھر کاشانی نے ایک کتاب ١٣٠١ء میں کاشان کی کوزہ گری پر لکھی تھی جو اب شائع ہو چکی ہے ۔ اس سے معلوم ھوتا ہے کہ تیرھویں اور چودھویں صدی میں کاشان کوزہ گری کی صنعت کا ایک بڑا اھم مرکز تھا ۔ اس کتاب کا مصنف کاشان کے کوزہ گروں کے ایک مشہور خاندان سے تھا* ، جنھوں نے چند مساجد کی نہایت خوبصورت محرابیں بنائی تھیں ۔ ان میں قدیم ترین وہ تین محرابیں ھیں جو مشہد میں امام رضا کی ضریح میں ھیں اور جن کو محمد بن ابی طاھر نے ٦١٢ھ (١٢١٥ء) میں بنایا تھا ۔ اس صنعت میں کاشان نے وہ شہرت حاصل کی کہ ھر قسم کی روغنی ٹائل کو "کاشانی" یا "کاشی" کہنے لگے ۔

کاشان کے کوزہ گروں کا ایک اور شاھکار اسی شہر کی میدان مسجد کا محراب ہے جو آجکل برلن کے عجائب خانہ میں

علی بن محمد (جس نے قم اور ورامین کی محرابیں بنائیں : ١٢٦٣ء)

یوسف (جس نے ١٣٣٣ء میں قم کی مسجد کی محراب بنائی)

ابوالقاسم عبداللہ (جس نے ١٣٠١ء میں کوزہ گری پر ایک کتاب لکھی) (مترجم) ۔

Marfat.com

ہے ، اس کے کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے حسن بن عرب شاہ نے ۶۲۳ھ (۱۲۲۶ء) میں تیار کیا تھا ۔ اگرچہ اس کتبہ میں کاشان کا ذکر نہیں آیا ، لیکن اس امر میں کوئی شک و شبہ نظر نہیں آتا کہ یہ محراب مقامی طور پر بنائی گئی ہو گی ۔ یہ محراب ورامین میں امام زادہ یحیٰی کے مزار کی محراب سے بہت مشابہ ہے ، جسے ۴۱ سال بعد علی بن محمد ابن ابی طاہر نے تعمیر کیا تھا ۔ اسی صناع نے ۶۶۳ھ (۱۲۶۴ء) میں شہر قم* میں ایک محراب بنائی تھی جو اب برلن میں ہے ۔ یہی علی اس شخص کا باپ ہے جس نے کاشی گری پر مذکورہ بالا کتاب تالیف کی تھی ۔ اس محراب کی آرائش میں ایرانی کاشی گری کا فن اپنے عروج پر پہنچا ہوا ہے ۔ اس کی آرائش میں بیل بوٹوں سے کام لیا گیا ہے جن میں سے بعض چھوٹے پیمانے پر ہیں اور بعض بڑے پیمانے پر ۔ یہی بیل بوٹے ان کتبوں کی زمین کا کام دیتے ہیں جو ابھرے ہوئے ہیں اور نیلے رنگ میں لکھے گئے ہیں ۔ کتبوں اور نیلے رنگ کی نقاشی کے باہمی امتزاج سے ایرانی کاریگروں نے جو غالباً کاشان کے رہنے والے تھے ، ٹائلوں کی آرائش کا ایک نیا طرز ایجاد کیا جو تیرھویں اور چودھویں صدی میں رائج رہا ۔ اس طرز کی متعدد ٹائلیں اور محرابوں کے درمیانی حصے ہمارے

قم ایران کا ایک مشہور شہر ہے جو تہران سے جنوب کی طرف واقع ہے ۔ آبادی تقریباً ایک لاکھ ہے ۔ حضرت امام رضا کی ہمشیرہ حضرت معصومہ یہیں مدفون ہیں۔ ان کے روضہ کی زیارت کے لئے ہزاروں لوگ یہاں آتے ہیں ۔ یہاں ایک بڑی دینی درسگاہ بھی ہے جہاں بیرونی اسلامی ملکوں سے بھی بہت سے طالب علم آتے ہیں (مترجم) ۔

Marfat.com

میوزیم میں موجود ھیں (دیکھئے تصویر ۱۳۲) - یہ طرز اس طرز کی ترقی یافتہ صورت ھے جو تیرھویں صدی کے اوائل کے ظروف اور ٹائلوں میں پایا جاتا ھے - اور جسے ایٹنگ ھاؤزن (Etting hausen) نے بھی کاشان سے منسوب کیا ھے - تیرھویں صدی کے آغاز سے شہر رے نے گلی ظروف کی ساخت میں بڑا حصہ لیا چنانچہ بہت سے رنگدار ظروف اسی زمانے کی ساخت ھیں - یہ صورت حالات ۱۲۲۰ء تک باقی رھی جب تاتاریوں نے اس شہر کو تباہ کر دیا - جو اشیاء حال کی کھدائی سے ملی ھیں ان سے معلوم ھوتا ھے کہ رے اور ایران کے دوسرے شہروں کے کاریگر بھی کاشانی طرز سے واقف تھے - رے کے ظروف میں نہ صرف باریک بیل بوٹے دکھائی دیتے ھیں بلکہ سہ گوشہ پتے بھی موجود ھیں جو کاشانی طرز کا خاصہ ھیں - لہذا گمان غالب ھے کہ وہ طرز جو کاشان کے ساتھ منسوب ھے ، در اصل رے میں پیدا ھوا تھا اور رے کی تباھی کے بعد دوسرے شہروں میں رائج رھا جن میں سے کاشان سب سے اھم تھا -

ظروف جن کی آرائش میں مختلف رنگ کام میں لائے گئے ھیں

بارھویں صدی کے ایرانی کوزہ گروں نے اپنی فنی مہارت سے نقاشی کی ایک نئی طرز ایجاد کی جس کی رو سے سفید یا نیلی روغنی تہ کے اوپر مختلف رنگوں کے ساتھ تصویر کشی کی جاتی تھی (تصویر ۱۱۸) - روغنی ظروف کی کئی قسمیں ھیں اور ان تمام

Marfat.com

اقسام کے نمونے میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ھیں ۔ کاشی کاری کی ایک کتاب میں جو ۱۳۰۱ء کی تالیف ھے ، اس صنعت کی دو قسموں کا ذکر آیا ھے ۔ ایک وہ قسم ھے جس میں طلائی ورق کے ساتھ آرائش کی جاتی ھے اور اس پر سرخ ، سیاہ اور زرد رنگ کی میناکاری کی جاتی ھے ۔ دوسری قسم میں سات رنگ کی نقاشی ھوتی ھے، اگرچہ یہ طریقہ اب متروک ھو چکا ھے ۔ ان دونوں قسموں کے ظروف کو نقاشی کے بعد بھٹیوں میں رکھ دیتے تھے ، اور ان کو دوبارہ نصف دن تک آگ کی حرارت دیتے تھے ۔ ظروف کو سات رنگوں سے مزین کرنا ھی در اصل حقیقی میناکاری ھے ، جسے تصویر کشی کے ساتھ گہرا تعلق ھے ۔ اس قسم کے شاندار ظروف غالباً بادشاھوں اور امیروں کے لئے تیار ھوتے تھے ۔ ان کی آرائش میں بیشتر تصاویر سے کام لیا جاتا تھا اور درباری مناظر ، سیر و شکار کے کوائف اور شاھنامہ کے واقعات کو تصویروں کے ذریعے پیش کیا جاتا تھا ۔

نیویارک کے مجموعۂ جان شیف (John Schiff) میں دو پیالے ھیں جن میں بہرام گور اور اس کی محبوبہ آزادہ کی مقبول عام کہانی کو تصویروں میں پیش کیا گیا ھے ۔ ان کی شکلیں بالعموم چھوٹے پیمانے پر ھیں اور بعض اوقات صرف ایک بڑی تصویر یا دو بڑی تصویریں بنائی گئی ھیں جیسا تصویر والے پیالے سے ظاھر ھوتا ھے ۔ اس کی زمین میں بیل بوٹے ھیں اور ان کے اوپر ایک گھوڑ سوار کی تصویر بنائی گئی ھے ۔ ان ظروف کی آرائش میں ھندسی اشکال کے علاوہ بیل بوٹوں اور گلاب کے چھوٹے چھوٹے پھولوں سے کام لیا گیا ھے ۔ ان رنگدار ظروف میں

Marfat.com

نفیس ترین وہ ابریق ہے جو پلیٹ II میں دکھایا گیا ہے ۔ اس کی نقاشی میں سفید ، گلابی ، آسمانی ، سبز ، بادامی ، سرخ اور سیاہ رنگ استعمال ہوئے ہیں اور ان میں اکثر اوقات طلائی رنگ کا بھی اضافہ کر دیا گیا ہے مگر تمام روغنی ظروف میں اتنے رنگ استعمال نہیں ہوئے جتنے اس ابریق میں دکھائی دیتے ہیں ۔ بعض ظروف ایسے ہیں جن میں صرف نیلا اور سیاہ رنگ برتا گیا ہے ۔ اور بعض اوقات ان میں سرخ اور طلائی رنگ کا بھی اضافہ کر دیا گیا ہے ۔ ایک اور مجموعہ میں تصویریں اور بیل بوٹے ابھرے ہوئے ہیں ۔ ان کا رنگ سنہرا ہے اور ان کا حاشیہ سرخ ہے ۔ بہترین ظروف میں ایک پیالہ بھی ہے جس میں دو گھوڑ سوار دکھائے گئے ہیں ، جن کے درمیان ایک درخت ہے ۔ اس کے علاوہ بیل بوٹے ہیں اور نیلی زمین پر جانوروں کی شکلیں بنی ہوئی ہیں ۔

اس صنعت کا ایک نفیس نمونہ ہمارے میوزیم کا ایک ابریق ہے جو عمودی پٹیوں سے آراستہ ہے ۔ ان کے اندر بیل بوٹے اور نیلے رنگ کے بےقاعدہ خطوط ہیں جو مطلا ہیں ۔ اکثر روغنی ظروف جو مزین ہیں شہر رے سے دستیاب ہوئے ہیں ، اگرچہ بعض برتن دیگر مقامات سے بھی ملے ہیں ۔ چند سال پہلے تک رے کو اس فن کا سب سے بڑا مرکز تصور کیا جاتا تھا خصوصاً رنگین مینا کاری کا مگر اب ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس قسم کے بعض ظروف کاشان میں بنے تھے ۔ وہ پیالے غالباً اسی قسم کے ہیں جن میں بڑی بڑی تصویریں بنی ہوئی ہیں جیسی کہ تصویر ۱۱۹ میں دکھائی گئی ہیں اور وہ ظروف بھی غالباً اسی

Marfat.com

نوع سے تعلق رکھتے ھیں جن کی ابھری ھوئی آرائش سنہرے رنگ کی ھے - تیرھویں صدی کا کاشانی اسلوب بھی ان ظروف میں عیاں ھے جن کی چمکیلی آرائش میں کئی رنگ استعمال ھوئے ھیں - لہذا وہ تمام ظروف رے کی طرف منسوب کرنے چاھئیں جو پلیٹ II اور تصویر ۱۱۹ میں دکھائے گئے ھیں - یہ تمام ظروف اپنے اسلوب میں ان چمکیلے برتنوں کی مثل ھیں جو بارھویں صدی کے اختتام اور تیرھویں صدی کے آغاز میں تیار ھوئے تھے -

رقہ اور رصافہ کی کوزہ گری عہد سلاجقہ میں

(بارھویں اور تیرھویں صدی)

اسلامی کوزہ گری کی ایک مشہور و معروف طرز ایک مدت دراز سے شہر رقہ* کے ساتھ مخصوص رھی ھے جو دریائے فرات پر واقع ھے - اس قسم کے ظروف کثیر تعداد میں شامی سوداگروں کے ذریعہ سے منڈیوں میں فروخت ھوئے ھیں ، اور ان کے بہت سے نفیس نمونے آجکل عجائب خانوں اور نجی مجموعوں میں نظر آتے ھیں - اگرچہ رقہ میں باقاعدہ کھدائی نہیں ھوئی مگر زارے (Sarre) اور ھرسفیلٹ (Herzfeld) کی تحقیقات سے معلوم ھوتا ھے کہ ایک زمانے میں یہ شہر کوزہ گری کا ایک

---

* رقہ شمالی عراق کا ایک قدیم شہر ھے جو دریائے فرات کے کنارے واقع ھے - رومی سرحد نزدیک تھی اس لئے خلیفہ ھارون الرشید نے مملکت اسلام کی حفاظت کے خیال سے وھاں اقامت اختیار کی تھی (مترجم)-

اہم مرکز تھا ۔ رقہ کے ظروف کو اکثر اوقات غلطی سے ہارون الرشید کے عہد (۷۸۶ء تا ۸۰۹ء) سے منسوب کیا گیا ہے ، کیونکہ اس خلیفہ نے وہاں کچھ عرصہ کے لئے سکونت اختیار کی تھی ۔ مگر ان ظروف کی زیبائش اور طرز آرائش سے پتہ چلتا ہے کہ وہ زمانۂ مابعد کی پیداوار ہیں ۔ ہو سکتا ہے کہ رقہ کے بعض ظروف گیارھویں صدی عیسوی کی ساخت ہوں ، مگر ان میں سے اکثر بارھویں اور تیرھویں صدی سے تعلق رکھتے ہیں ، اور ان کی آرائش میں ایسے عناصر پائے جاتے ہیں جو شام اور عراق کے سلجوقی اتابیکوں کے عہد سے مخصوص ہیں ۔

رقہ کے ظروف کی ایسی کئی قسمیں ہیں ، جو تصویر دار ہیں اور چمکدار آرائش سے مزین ہیں ۔ اس قسم کے مجلا ظروف میں چھوٹے بڑے گلدان ، پیالے اور طاس شامل ہیں ۔ ان کا رنگ بالعموم گہرا بادامی ہوتا ہے جو دوسرے مرکزوں کی کوزہ گری میں شاذ و نادر ہی پایا جاتا ہے ۔ ان کی زمین شفاف سبزی مائل ہے ، جس میں بسا اوقات آسمانی رنگ کا اضافہ ہوتا ہے اور اس کے اوپر آرائشی نقاشی ہے ، جو کوفی اور نسخی عبارتوں ، پرندں اور عربی طرز کے نقش و نگار پر مشتمل ہے ۔ بعض ظروف بڑے شاندار اور خوش وضع ہیں ۔ اوز ان میں سے جو بہترین ہیں وہ بلا شبہ بارھویں صدی کی ساخت ہیں ۔ عبارتیں اور نقش و نگار خالص سفید ہوتے ہیں یا چمکیلے بادامی رنگ کے ہیں ۔ ان کا پس منظر چکر دار مخروطی شکل کا ہوتا ہے جیسا کہ ہمارے میوزیم کے ایک مرتبان سے واضح ہے (تصویر ۱۲۰) ۔ بڑے مرتبانوں میں چمکیلے نقش و نگار کے ساتھ ابھری ہوئی آرائش بھی

Marfat.com

شامل ہوتی ہے (تصویر ۱۲۱) -

رقہ کے ظروف کی ایک اور مشہور قسم وہ ہے جس میں فیروزی اور نیلگونی روغن کے اوپر سیاہ رنگ کی آرائش ہوتی ہے اس قسم کے ظروف کی آرائش میں بیشتر بیل بوٹوں سے کام لیا جاتا ہے (تصویر ۱۲۲) جن میں پرندوں اور کوفی حروف کا اضافہ ہوتا ہے اور خانوں کے اندر نقطے اور چکر دار شکلیں بنی ہوتی ہیں ۔ رقہ کے ان برتنوں پر بسا اوقات سیاہ اور نیلی آرائش والے ایرانی ظروف کا دھوکا ہوتا ہے ۔ مگر ان دونوں قسموں کے ظروف کی وضع قطع مختلف ہے ۔ چنانچہ ایرانی برتن سخت تر اور کم رتیلے ہوتے ہیں ۔ اور ان کا رنگ پیلے کی بجائے سفیدی مائل ہوتا ہے ۔ رقہ کے بعض ظروف جو سیاہ اور نیلے رنگ کے ہیں ، اسلامی کوزہ گری کے شاہکار سمجھے جاتے ہیں ۔ اس قسم کا ایک پیالہ نیو یارک کے مجموعہ ھیومائر (Havemeyer Collection) میں ہے ، اس میں دو مور بنے ہیں ، جن کے خم‌دار بدن اور دموں کے مسلسل خطوط ایک دائرے کے اندر بڑی بہار دکھاتے ہیں ۔ ایک اور مشہور برتن جو غالباً بارھویں صدی کی ساخت ہے، میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ہے (تصویر ۱۲۴) - اس کی زمین سیاہ ہے جس پر دو سانپ دکھائے گئے ہیں جو باہم لپٹے ہوئے ہیں ۔ ان کے علاوہ کچھ بیل بوٹے بھی ہیں ۔ سلجوقی دور کے آرٹ میں سانپ کو بڑی اہمیت حاصل ہے ، اسے غالباً شر کی علامت سمجھا جاتا تھا ۔ بڑی ضخامت کے مرتبانوں کی آرائش نہ صرف سیاہ رنگ کی ہے بلکہ ابھری ہوئی ہے ۔ ہمارے میوزیم

میں اس طرز کے متعدد گلدان ھیں ، جن میں سے دو مسٹر جان راک فیلر کا عطیہ ھیں ۔ ان کی آرائش میں بیشتر عربی طرز کے نقش و نگار سے کام لیا گیا ھے جن کے ساتھ کوفی خط کی عبارتیں بھی شامل ھیں ۔

رقہ کے نیلے اور سیاہ رنگ والے ظروف کے علاوہ برتنوں کی ایک اور قسم بھی ھے ، جن کی آرائش میں متعدد رنگ برتے گئے ھیں ، اور جن سے تیرھویں صدی کے ایرانی ظروف کی یاد تازہ ہوتی ھے ۔ ان کی آرائش ابو الہول ، سپاھیوں ، شکاریوں ، جانوروں اور دیگر نقش و نگار پر مشتمل ھے جن میں سیاہ ، آسمانی، سبز اور بادامی رنگ استعمال ھوئے ھیں اور جن کے اوپر شفاف سبزی مائل رنگ پھیر دیا گیا ھے ۔ یہ اسلوب اور طرز ساخت جو رقہ کے چمکیلے ظروف کے مشابہ ھے ، سلجوقی عہد کے آرٹ کا صحیح نمونہ ھے ۔ اس طرز کے متعدد نفیس اور مکمل نمونے ھمارے میوزیم میں موجود ھیں ۔ ایک پیالہ (تصویر۱۲۳) ابوالہول اور بیل بوٹوں سے آراستہ ھے ، اس کے علاوہ ایک اور ظرف ھے جس پر قدآور اونٹوں کی تصویریں بنی ھیں جو بڑی حد تک حقیقی معلوم ھوتی ھیں ۔ اسی طرح کا ایک چھوٹا پیالہ ھے جو اس لحاظ سے دلچسپ ھے کہ اس میں ایک گھوڑے کی تصویر دکھائی دیتی ھے ۔

رقہ کے نزدیک بادیۂ شام میں رصافہ * کے مقام سے بھی ایسے ظروف ملے ھیں جو رقہ کے برتنوں کے ساتھ تعلق رکھتے ھیں ، کیونکہ ان پر بھی اسی قسم کی آرائش ھے جیسی رقہ کے

* رصافہ کو عیسائی لوگ سرجوپولس (Sergiopolis) کہتے ھیں (مصنف) ۔

Marfat.com

برتنوں پر ہے - رصافہ کے ظروف کی دو قسمیں ہیں ، ایک پر جامع کاری ہے اور دوسرے پر نقاشی ہے - پہلی قسم کا رنگ رقہ کے برتنوں کی طرح بادامی نہیں ہے ، بلکہ سرخ یا سرخی مائل بادامی ہے - رصافہ کے منقش ظروف بھی رقہ کے برتنوں کے مشابہ ہیں ، اور ان میں مذکورہ بالا رنگوں کے علاوہ گہرا سرخی مائل بادامی رنگ بھی نظر آتا ہے - رصافہ کی کوزہ گری کے تین نمونے ہمارے میوزیم میں موجود ہیں - ایک تو گلدان ہے (تصویر ۱۲۵) ، ایک پیالہ ہے جس پر عربی طرز کے نقش و نگار ہیں اور ایک چھوٹی رکابی ہے جس میں ایک پرندے کی تصویر بنی ہوئی ہے اور اس کے گرد پتوں کا ایک ہار ہے -

۴ - سلجوقی دور کے سادہ ظروف

(گیارھویں سے تیرھویں صدی تک)

سلاجقہ اور ان کے جانشینوں کے زمانے میں مشرق قریب کے سادہ یعنی غیر روغنی ظروف میں آرائش کی وھی عمدگی اور فراوانی نظر آتی ہے جو اس دور کے روغنی برتنوں اور دیگر صنائع و حرف میں نمایاں ہے - مرتبانوں اور کوزوں کی آرائش سانچوں کے ذریعے کی جاتی تھی ، جس نے اس زمانے میں پرانے طریقہ یعنی مہر سازی کی جگہ لے لی تھی - ہمارے میوزیم میں ایک اچھا خاصہ مجموعہ اس قسم کے ظروف کا ہے ، جو بیشتر عراق سے حاصل کئے گئے ہیں - اس مجموعہ میں ان ظروف کا بھی اضافہ

Marfat.com

ہوا ہے ، جن کو ہمارے میوزیم کی ارسال کردہ ایرانی مہم نے نیشاپور میں دریافت کیے تھے - ان سادہ ظروف کی آرائش میں پرندوں اور جانوروں کی تصویروں کے علاوہ عبارتوں ، اقلیدسی شکلوں اور عربی طرز کے نقش و نگار سے بھی کام لیا گیا ہے - (تصویر ۱۲۶) بعض اوقات ان کے نقوش فنی اعتبار سے نہایت اعلیٰ درجے کے ہیں - جیسا کہ اس مرتبان کے سرپوش سے ظاہر ہوتا ہے جو شام کے علاقے سے دستیاب ہوا تھا - اس کی آرائش سلجوق طرز پر دو پرندوں سے کی گئی ہے جس کے پس منظر میں بیل بوٹے بنے ہوئے ہیں (تصویر ۱۲۷) -

سلجوق دور میں سادہ ظروف کی آرائش کا ایک اور طریقہ بھی بہت مقبول تھا جسے آجکل باربوتین (Barbotine) کہتے ہیں - بیضوی شکل کے مٹکوں کے ایک دلچسپ مجموعہ میں ، جو پانی یا شراب رکھنے کے کام آتے تھے ، اس طرز کی ابھری ہوئی بھرپور آرائش نظر آتی ہے ، اس قسم کے مکمل برتن بہت کمیاب ہیں ، عام طور پر ان کے صرف اوپر کے حصے محفوظ ہیں - ہمارے میوزیم کے ایک برتن میں اس طرز کی آرائش دکھائی دیتی ہے جو اس قسم کے ظروف کے ساتھ مخصوص ہے - ان کی آرائش محراب دار شانوں سے کی گئی ہے ، جن کے اندر جانوروں کی تصویریں ہیں اور پس منظر میں گلکاری ہے - اور عورتوں کے نیم مجسمے ان محرابوں کو ایک دوسرے سے جدا کرتے ہیں - چنانچہ اس کی آرائش میں کئی طریقے جمع ہیں : باربوتین ، آزاد تشکیل اور ٹھپہ سازی - اس قسم کے جن ظروف کا ہمیں علم ہے ان میں سے بیشتر عراق میں دستیاب ہوئے ہیں - جہاں اس طرح کے نمونے بارھویں صدی

Marfat.com

کے نصف ثانی یا تیرھویں صدی کے آغاز کی عمارتوں کی آرائش میں دکھائی دیتے ھیں - گمان ھے کہ ان میں سے بعض ظروف موصل میں ملے تھے جو شاید اس قسم کی کوزہ گری کا ایک مرکز ھوگا -

۵ - ایران میں مغولی دور کی چینی ظروف کی صنعت

(تیرھویں اور چودھویں صدی)

جب تاتاریوں نے ایران فتح کیا اور وھاں ۱۲۵۶ء میں ایک نئے شاھی خاندان کی بنیاد رکھی، تو اس سے گلی ظروف او ٹائلوں کی آرائش میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ھوئی - چنانچ تیرھویں صدی کے نصف اول میں ایران میں ظروف کے بنانے او آراستہ کرنے کے جو طریقے رائج تھے وہ تاتاریوں کی حکومت میں تیرھویں صدی کے نصف ثانی میں بھی بدستور جاری رہے - تاتاری دو کے فنون آرائش میں سیاہ اور آسمانی رنگ کی نقاشی، برجستہ کار اور روغنی سطح پر طلائی ملمع کاری شامل تھی - تیرھویں صد کے نصف ثانی کے برتنوں اور ٹائلوں سے جن پر تاریخ مندرج ھے صاف واضح ھوتا ھے کہ تاتاری فرمانروا اسلامی فنون و حرف سرپرستی کرتے تھے - چنانچہ باستثناء رے کے کوزہ گری کے تما مرکزوں میں شاندار گلی ظروف اور ٹائلیں تیار ھوتی تھیں، سلجوق دور کے ظروف سے کمتر نہ تھیں - اور کاشان، سلطان آبا

Marfat.com

سلطانیہ * ، نیشاپور ، سمر قند ، ساوہ اور مشہد تاتاری دور میں ظروف سازی کے اہم مرکز شمار ہوتے تھے ۔ ان ظروف کی مدد سے جن پر تاریخیں مندرج ہیں ، ہم اسلوب کے ارتقاء کا سراغ لگا سکتے ہیں جو حملۂ تتار سے رونما ہوا ۔ چنانچہ جانوروں ، پرندوں اور قدرتی مناظر کی تصویر کشی میں جو چینی فطرت پسندی ظہور میں آئی وہ رفتہ رفتہ اسلامی آرٹ کی تمام شاخوں پر اثر انداز ہوئی جن میں کوزہ گری بھی شامل تھی ۔

مغولی دور کے منقش ظروف پر دودھیا یا فیروزی رنگ کا روغن ملتا ہے ۔ اور ان کی آرائش میں بیل بوٹوں اور پودوں کے علاوہ جانوروں اور پرندوں کی تصاویر سے بھی کام لیا گیا ہے ۔ یہ نقش و نگار برتنوں کی تمام اندرونی سطح پر چھائے ہوتے ہیں یا خانوں میں پائے جاتے ہیں ، جیسا کہ میٹروپالیٹن میوزیم کے متعدد پیالوں سے ظاہر ہے ۔ تیرھویں صدی کے نصف ثانی کی ایرانی کوزہ گری کا ایک دلچسپ نمونہ ایک پیالہ ہے جو اسی میوزیم میں محفوظ ہے (تصویر ۱۲۸) ۔ اس کے اندرونی نقش و نگار کی زمین میں لمبی لمبی گھاس ہے ، جس میں خرگوش دوڑتے نظر آتے ہیں ۔ ان خرگوشوں کی نقاشی میں فیروزی یا گہرا زیتونی سبز رنگ

---

*سلطانیہ ایک شہر کا نام ہے جسے تاتاریوں نے ایران میں ابہر اور زنجان کے درمیان آباد کیا تھا ۔ ارغون خان نے اس کی بنیاد رکھی اور الجائتو سلطان نے اسے ۱۳۰۵ء میں مکمل کر کے اپنا دارالحکومت بنایا ۔ بعد ازاں یہ شہر ویران ہوگیا ۔ اب وہاں صرف الجائتو کے مقبرے کے کھنڈرات پائے جاتے ہیں (مترجم) ۔

Marfat.com

استعمال کیا گیا ہے ، جس میں قدرے ارغوانی رنگ کی بھی آمیزش ہے ۔ اور ان سب کے اوپر زردی مائل دودھیا روغن پھیر دیا گیا ہے ۔ اس کے باہر کنارے کے گردا گرد ایک ابھری ہوئی عبارت ہے ۔ یہ عبارت سفید رنگ میں لکھی ہوئی ہے مگر اس کی زمین نیلی ہے ۔ اس کے آرائشی پودے تیرھویں صدی کے اوائل کے آرٹ سے ملتے جلتے ہیں ، کیونکہ ان میں اسی طرح کا اختصار نظر آتا ہے ۔ اگرچہ ان کی شکل و صورت فطرت کے زیادہ قریب ہے۔ ظروف کے اس مجموعہ کی تاریخ ساخت ایک اور پیالے کے ذریعے معین ہو سکتی ہے ، جو وکٹوریا اینڈ البرٹ میوزیم کے مجموعہ کلکیان (Kelekian Collection) میں محفوظ ہے اور جس پر ۶۷۲ھ (۱۲۷۳ء) مرقوم ہے ۔ اس میں دو پرندے نظر آتے ہیں جن کا پس منظر بعینہ وہی ہے جو ہمارے میوزیم والے پیالے کا ہے ۔ باقی اشیاء میں بھی چمکیلے ظروف کی نقل اتاری گئی ہے ، اور وہ تیرھویں صدی کے اختتام اور چودھویں صدی عیسوی کے اوائل کی ساخت ہیں ۔ ان میں سے بعض ظروف ساوہ سے ملے تھے اور بعض رے ، سلطانیہ اور سلطان آباد کے علاقے سے دستیاب ہوئے تھے ۔

مغولی دور کی کوزہ گری کا خاص اسلوب چودھویں صدی کے آغاز میں پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا تھا ، اس میں چینی آرٹ کا اثر صاف عیاں ہے اور یہ اثر نہ صرف ان اشیاء سے واضح ہوتا ہے کہ جو آرائش کے لئے مستعار لی گئیں مثلاً عنقاء اور بادل اور کنول کے شگوفے بلکہ ان کی وضع قطع اور ان کا نقش بھی فطری اور قدرتی ہے ۔ اس مغولی اسلوب کے بہترین نمونے اس

مجموعۂ ظروف میں ملتے ھیں ، جن کی آرائش نقاشی کے ذریعے ہوئی ھے ، اور جو بالعموم سلطان آباد کے علاقے سے منسوب ھیں ۔ پیالوں ، گلدانوں اور ٹائلوں کی آرائش میں یا تو صرف قدرتی شکل کے پودوں اور چھوٹے چھوٹے پتوں سے کام لیا گیا ھے ، یا آرائش کے ان عناصر کے ساتھ عنقاء ، اڑتے ھوئے پرندوں ، خرگوشوں اور ھرنوں اور آدمیوں کا بھی اضافہ کردیا گیا ھے (تصویر ۱۲۹) ۔ یہ آدمی تاتاری لباس میں نظر آتے ھیں جس کا رنگ سیاہ یا نیلا یا فیروزی ھے ۔ بعض ظروف کی آرائش ابھری ھوئی ھے جیسی کہ میوزیم کے متعدد پیالوں میں دیکھی جا سکتی ھے اور ان ٹائلوں میں بھی جن کی شکل مستطیل ھے یا ستارے کی مثل ھے ۔ سلطان آباد کے ان ظروف کا اسلوب وھی ھے جو کاشان کے ان چمکیلے ظروف کا ھے جو چودھویں صدی کے نصف اول میں تیار ھوئے تھے ۔ لہذا ان دونوں کا زمانۂ ساخت ایک ھی ھے ۔ کوزہ سازی کا مغولی طرز چودھویں صدی کے نصف ثانی میں بھی جاری رھا ، مگر ان کی صنعت پہلے ظروف کے مقابلہ میں کمتر درجہ پر ھے ۔

مغولی طرز کی کوزہ گری کا ایک اھم مجموعہ ایسا ھے جس کی آرائش ابھری ھوئی ھے ، اور اس کے اوپر نیلے یا فیروزی رنگ کا روغن ھے ۔ اس طرز کے ظروف میں بڑے گلدان اور ٹائلیں شامل ھیں جن کو تیرھویں صدی کے اختتام اور چودھویں صدی کے آغاز کی ساخت قرار دیا جا سکتا ھے ۔ دو نیلے رنگ کے گلدان امریکی مجموعوں میں ھیں ، ایک مجموعہ ھوریس ھیو مائر (Havemeyer Collection) میں ھے جسے آجکل میٹروپالیٹن میوزیم نے مستعار لے رکھا ھے ۔ اس پر ۶۸۱ھ (۱۲۸۲ء) مرقوم ھے ۔ دوسرا واشنگٹن کی فریر گیلری (Freer Gallery) میں ھے ۔ جس پر

۶۸۳ھ (۱۲۸۴ء) لکھا ہے ۔ آرائش کے لئے دونوں گلدانوں پر جانوروں کی تصویریں بنی ہوئی ہیں ، جو ابھری ہوئی ہیں ، اور اڑتی ہوئی مرغابیاں دکھائی گئی ہیں ، جن کا پس منظر نیم قدرتی ہے ۔ نقاشی کے ان نمونوں میں چینی اثر صاف نظر آتا ہے جیسا کہ مرغابیوں اور بادلوں میں اور اس منظر میں جس کو ایک حد تک قدرتی بنایا گیا ہے ۔ فریر گیلری کا ایک اور بڑا گلدان ہے جو تیرھویں صدی کے اختتام کی ساخت کہا جا سکتا ہے ، اس کا رنگ نیلا ہے اور وہ تصویروں اور جانوروں کی شکلوں سے آراستہ ہے ۔ چودھویں صدی میں ایسے ظروف کی ساخت جاری رہی جن کی آرائش ابھری ہوئی ہوتی تھی اور جن کا روغن یکرنگا ہوتا تھا ۔ اس عہد کے گلدانوں اور ٹائلوں میں چینی ذوق کی اشیاء اور مناظر زیادہ نمایاں ہیں ۔ اور وہ اسی زمانے کے چمکیلے ظروف کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں ۔ ان کو بالعموم سلطان آباد سے منسوب کیا جاتا ہے ، مگر ان میں سے بہترین نمونے جن پر نیلا روغن ہے ، غالباً کاشان میں بنائے گئے تھے ۔

مغولی دور کے مجلا ظروف کی ساخت میں رے اور کاشان کے دبستانوں کی پیروی جاری رہی ، جن کا تعلق تیرھویں صدی کے نصف اول سے ہے ۔ بہت سی ٹائلوں ، محرابوں اور ظروف کے دیکھنے سے جن پر ان کی تاریخیں مرقوم ہیں ، اور جو اس وقت مختلف عجائب خانوں اور نجی مجموعوں میں منتشر ہیں ، کوزہ گری کے اس ارتقاء کی مکمل تصویر ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے جو تیرھویں صدی کے نصف ثانی سے چودھویں صدی کے خاتمے تک جاری رہا ۔ مکانوں ، سرکاری عمارتوں مسجدوں اور مقبروں

Marfat.com

کی آرائش میں چمکیلے ٹائلوں کا استعمال عام تھا ۔ بعض ٹائلوں کی شکلیں ستارہ نما یا صلیب نما ہیں اور بعض مستطیل ہیں جو محرابوں میں استعمال ہوتی تھیں ۔ ٹائلوں کی کئی قسمیں ہیں جو آسانی سے پہچانی جا سکتی ہیں ۔ ایک قسم وہ ہے جن کی شکل ستارہ نما یا صلیب نما ہے ، اور جو ورامین * میں امام زادہ یحیٰی کی ضریح سے دستیاب ہوئی ہیں اور جن پر بالعموم ۶۶۱ھ (۱۲۶۲ء) مرقوم ہے، بعض پر ۶۶۲ھ اور ۶۶۳ھ لکھا ہے ۔ ان ٹائلوں پر بیل بوٹوں اور کھجور کی شاخوں کی آرائش ہے جس کی زمین چمکیلی ہے اور اس زمین میں چھوٹی چھوٹی مخروطی شکلیں کندہ ہیں ۔ ہمارے میوزیم میں تین ٹائلیں ایسی موجود ہیں ، جن سے نمونوں کی کثرت اور آرائش کی فراوانی ظاہر ہوتی ہے (تصویر ۱۳۰) ۔ یہ ٹائلیں اسی قسم کی ہیں جو ۱۲۶۴ء والی محراب میں استعمال ہوئی ہیں ۔ یہ محراب ورامین کے امام زادہ سے آئی تھی اور اسے کاشان کے مشہور کوزہ گر علی بن محمد بن ابی طاہر نے بنایا تھا ۔ چونکہ یہ محراب کاشان میں بنی تھی اس لئے یہ بات قرین قیاس ہے کہ ورامین کی ستارہ نما اور صلیب نما ٹائلیں بھی جن کو بعض اوقات مقامی ساخت سمجھا جاتا ہے ، کاشان ہی میں بنی تھیں ۔ جب ۱۲۲۲ء میں رے کا شہر برباد ہو گیا

---

*ورامین ایران کا ایک مشہور شہر ہے جو تہران کے جنوب کی طرف [..]لیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔ سلجوقی ، تاتاری اور تیموری دور [..] خوب رونق پر رہا ۔ اس کی عمارات میں سے سب سے اہم [..] کی جامع مسجد ہے جسے ایلخان ابو سعید نے ۱۳۲۲ء میں بنایا (مترجم) ۔

تو وھاں کے کاریگروں نے ایرانی کوزہ گری میں حصہ لینا چھوڑ
دیا ۔ ان کی جگہ کاشان کے کاریگروں نے لے لی ، اور انہوں نے
اپنے فن میں اتنی شہرت پائی کہ ان کی بنی ھوئی ٹائلیں محرابوں
کی تعمیر کے لئے دور دور کے شہروں مثلاً قم اور مشہد میں
جانے لگیں ۔ جس کاریگر نے ورامین کی محراب تعمیر کی تھی ،
اسی نے ۱۲٦۴ء میں قم کی محراب بھی بنائی جو اب عجائب خانۂ برلن
میں موجود ہے ۔

ٹائلوں کی ایک اور قسم ہے جن کی شکلیں ستارہ نما یا
صلیب نما ھیں ۔ یہ دامغان سے دستیاب ھوئی تھیں اور ان پر
٦٦۵ھ (۱۲٦٦ء) مرقوم ہے ۔ ان کی آرائش میں جانوروں ، پرندوں
اور انسانی شکلوں سے کام لیا گیا ہے ، جن کا رنگ نیلا ہے ۔ ان
کے پس منظر میں پودے اور درخت ھیں اور کہیں کہیں
فیروزی رنگ کے نقوش بھی ھیں ۔ دیگر ٹائلوں میں بیل بوٹے
ھیں یا ایسے پودے ھیں جو اس فطری وضع سے بہت دور ھیں
جو بیس برس بعد کے ظروف اور ٹائلوں میں نظر آتی ہے ۔ نقش
کی باقاعدگی اور آرائش کی عمدگی کے لحاظ سے دامغان کے ٹائل
فن کے بہترین نمونے ھیں اور غالباً کاشان کے بنے ھوئے ھیں ۔
تیرھویں صدی کے اواخر سے کاشان کے مجلا ظروف میں نیلے رنگ
زیادہ نمایاں حیثیت حاصل کر لی تھی ۔ چودھویں صدی کے اوائل
میں یہ طرز آرائش اپنے معراج کمال کو پہنچ گیا ، چنانچہ اس
کی کئی مثالیں میٹروپالیٹن میوزیم کی ٹائلوں اور پیالوں میں دیکھنے
میں آتی ھیں ۔

تیرھویں صدی کے خاتمہ کے قریب مجلا ظروف کے نقوش میں فطری وضع کی اشیاء کا استعمال شروع ھوا ، چنانچہ بیل بوٹوں اور پودوں کو یوں پیش کیا جانے لگا گویا کہ وہ آگ رہے ھیں ، ان میں کہیں کہیں نقاشوں نے قدرتی وضع کے پتوں کا اضافہ کر دیا ھے ، جس کا ثبوت ھمارے میوزیم کی ان ٹائلوں سے ملتا ھے جو ایک محراب کے لئے غالباً ۱۳۰۰ء میں بنائی گئی تھیں ۔ ان کے بیل بوٹوں میں پرندے دکھائے گئے ھیں جو یا تو بیٹھے ھوئے ھیں یا اڑ رہے ھیں ۔ اور یہ وہ چیزیں ھیں جو تیرھویں صدی کی کاشانی طرز کی ٹائلوں میں بھی نظر آتی ھیں ۔ ھمارے میوزیم میں ایک بڑا اور گہرا پیالہ ھے جو چودھویں صدی کے اوائل کا بنا ھوا ھے ۔ اس میں بھی وھی چیزیں موجود ھیں بلکہ اس کے پتے اور بھی زیادہ قدرتی شکل کے ھیں ۔ ٹائلوں اور ظروف کی آراستگی میں روز مرہ کی زندگی اور قدیم داستانوں کے واقعات کے سلسلہ میں انسانی شکلوں کا بنانا بدستور مقبول رھا ۔ چنانچہ ھمارے میوزیم میں ایک اھم طشت ھے جو چودھویں صدی کا بنا ھوا ھے ۔ اس میں چند آدمی بیٹھے ھوئے دکھائے گئے ھیں جن کا لباس ایک حد تک مغل وضع کا ھے ۔ اور جن کے گرد فطری وضع کے پتے اور پودے نظر آتے ھیں ۔ اس کے علاوہ کئی ٹائل جن کا زمانۂ ساخت تیرھویں صدی کا اخیر یا چودھویں صدی کا آغاز ھے اور جو انسانی شکلوں سے آراستہ ھیں ، ھمارے میوزیم میں موجود ھیں ۔ ان ٹائلوں کا خصوصی پہلو یہ ھے کہ ان میں ابھری ھوئی اور مجلا دونوں قسم کی نقاشی جمع ھے ، حالانکہ اس سے پہلے یہ نقاشی صرف عبارات تک محدود تھی ۔ اس طرز کی بہترین

مثال وہ ٹائل ہے ، جس میں شاہ نامہ کے ایک مشہور واقعہ کو یوں دکھایا گیا ہے کہ بہرام گور * (تصویر ۱۳۱) ایک اونٹ پر بیٹھا ہرن کا شکار کھیل رہا ہے اور اس کے ساتھ آزادہ ہے جو عود بجا رہی ہے ۔ اس ٹائل کے ایک حصے میں ابھرواں کام ہے اور اس کی نقاشی میں نیلا رنگ استعمال ہوا ہے ۔ چینی آرٹ کا اثر چودھویں صدی کی متعدد ٹائلوں میں صاف نظر آتا ہے ۔ اس قسم کی ایک ٹائل نیویارک کے ایک نجی مجموعہ میں ہے ، جس پر اس کے بنانے والے کا نام یوسف ن علی بن محمد بن ابی طاہر منقوش ہے ۔ یہ دیگر متعدد ٹائلوں کے مشابہ ہے جن پر ۱۳۱۰ء اور ۱۳۱۱ء مرقوم ہے ۔ یوسف نے ۱۳۰۷ء والی محراب بھی بنائی تھی جو لینن گراڈ ہرمیتاژ (Hermitage) میں موجود ہے ۔ اس نے ایک اور محراب بھی بنائی تھی جو آجکل تہران کے عجائب خانہ میں محفوظ ہے ۔ اور جس پر ۷۳۴ھ (۱۳۳۳ء) مرقوم ہے ۔ یہ محراب شہر قم کی ایک مسجد سے حاصل ہوئی تھی ۔ یوسف بن علی** کاشان کے اس صناع کا بیٹا تھا جس نے ۱۲۶۴ء میں ورامین کی

---

* بہرام گور ایران کے ساسانی خاندان کا ایک بادشاہ تھا ، جس نے ۴۲۰ء سے ۴۳۸ء تک حکومت کی ۔ اس کی ابتدائی تربیت حیرہ کے بادشاہ منذر کے دربار میں ہوئی تھی جو عرب تھا ، اسی لئے بہرام گور کو تصاویر میں اونٹ پر سوار دکھایا گیا ہے (مترجم) ۔

** علی بن محمد

یوسف — ابوالقاسم عبداللہ

محراب تعمیر کی تھی ۔ اور اس شخص کا بھائی ہے جس نے ۱۳۰۱ء میں کوزہ گری پر ایک کتاب لکھی تھی ۔ ۱۳۱۰ء اور ۱۳۱۱ء کی ٹائلوں میں بیشتر وہی قدیم طرز کے بیل بوٹے نظر آتے ہیں ، مگر ان کے بالائی حاشیہ کی آرائش خالص فطری وضع کی ہے ۔ جس میں چینی طرز کے پھول پتے بنائے گئے ہیں ۔ اسی طرح کے قدرتی وضع کے پودے جن کے ساتھ پرندے بھی ہیں ، میٹروپالیٹن میوزیم کی ایک ٹائل کے حاشیہ میں دیکھے جا سکتے ہیں ، جس کی تاریخ ساخت ۷۰۷ھ (۱۳۰۸ء) ہے ۔ قدیم اور جدید طرز آرائش کا یہ امتزاج ہمارے میوزیم کی دو چھوٹی محرابوں میں دیکھا جا سکتا ہے ، ان میں سے ایک محراب پر حسن بن علی بن احمد بابویہ "بناء" کے دستخط ہیں ۔ ستارہ نما ٹائلوں کا ایک اور مجموعہ ہے جس میں اشیاء کو ان کی فطری وضع میں پیش کیا گیا ہے ۔ اس نمونہ کا ایک ٹائل برٹش میوزیم میں ہے جس کی تاریخ ساخت ۷۲۹ھ (۱۳۲۸ء) ہے ۔ اس کی آرائش فطری وضع کے پودوں سے کی گئی ہے جن کا رنگ سنہرا ہے مگر حاشیہ کی عبارت کی زمین نیلے رنگ کی ہے ۔ اس طرز کی ٹائلوں میں پرندے اور جانور اکثر اوقات پودوں کے ساتھ ساتھ نظر آتے ہیں ۔ اس قسم کی تصویروں میں چینی طرز کا عنقاء بہت عام ہے ۔ اس کی ایک مثال ہمارے میوزیم کی ایک خوبصورت مربع شکل کی ٹائل میں موجود ہے (تصویر ۱۳۲) جس کی نقاشی میں چمکیلے بادامی رنگ کے علاوہ نیلا اور فیروزی رنگ بھی استعمال کیا گیا ہے ۔ اس کی آرائش میں جتنی چیزیں نظر آتی ہیں وہ سب چینی آرٹ سے لی گئی ہیں ۔ اور یہ وہ بات ہے جو چودھویں صدی

Marfat.com

کے ایرانی آرٹ کی خصوصیت ہے ۔ نقش و نگار کی اس تبدیلی کے ساتھ ساتھ جلا کاری میں تدریجی انحطاط نظر آتا ہے ، جیسا کہ ۱۳۳۷ء اور ۱۳۳۸ء والی ٹائلوں سے ظاہر ہے ۔ ان میں سے بہت سے ٹائل کاشان کے بنے ہوئے ہیں ، اس امر کا براہ راست ثبوت ہمیں ان عبارات سے ملتا ہے جو ان پر منقوش ہیں ۔ اس قسم کے ستارہ نما ٹائل برٹش میوزیم ، عجائب خانۂ قم کے علاوہ بعض ذاتی مجموعوں میں بھی موجود ہیں ۔ بعض میں آدمیوں کی تصویریں ہیں جن کا لباس خالص مغولی طرز کا ہے ۔ اس قسم کا لباس شاہ نامہ کے ان نسخوں میں بھی دیکھا گیا ہے جو چودھویں صدی عیسوی میں لکھے گئے تھے ۔

مغولی دور میں ایسے ظروف اور ٹائلوں کی ساخت جاری رہی جن پر نقاشی بھی ہے اور روغن بھی ہے ۔ ان کی زمین نیلی ہے اور اس کے اوپر سفید ، سرخ یا سنہرے رنگ کی نقاشی ہے مینا کار ظروف کا رواج جن میں صورتیں اور شکلیں مختلف رنگوں میں بنائی جاتی ہیں ، تیرھویں صدی کے نصف ثانی میں کم ہو گیا اور ان کی جگہ رفتہ رفتہ مجلا ظروف نے لے لی ۔ مینا کار ظروف کے متعدد دلچسپ نمونے ہمارے میوزیم میں ظروف اور ٹائلوں کی صورت میں ملتے ہیں ، جو تیرھویں صدی کے نصف ثانی اور چودھویں صدی کے اوائل کے بنے ہوئے ہیں ۔ ان میں ایک پیالہ اور ایک ابریق ہے ، جن پر بیل بوٹے ہیں اور نیلی زمین پر حلقے بنے ہوئے ہیں ۔ اسے تیرھویں صدی کی ساخت کہا جاتا ہے ۔ ان کے علاوہ مجموعۂ مور (Moor Collection) میں ایک ستارہ نما ٹائل ہے اور ایک مربع شکل کی بھی ٹائل ہے جس

Marfat.com

رنگ نیلا ہے اور جو غالباً کسی محراب سے حاصل ہوئی ہے (تصویر ۱۳۳) ۔ اس کی زمین میں سفید رنگ کے بیل بوٹے بنے ہیں اور اس کے اوپر ایک ابھری ہوئی عبارت ہے ۔ اور بالائی حاشیہ میں قدرتی وضع کے پھول پتے ہیں جو چودھویں صدی کی چمکیلی ٹائلوں کے مشابہ ہیں ۔ ستارہ نما ٹائلیں بھی اسی طرز کے قدرتی وضع کے پودوں سے مزین ہیں ۔ جن میں کبھی کبھی کسی اڑتے ہوئے پرندے کا اضافہ کر دیا گیا ہے ۔ پرندے متعدد ظروف اور ٹائلوں میں بھی دکھائی دیتے ہیں ۔ نقش و نگار کے جو حصے سنہرے ہیں ان کی نقاشی میں سونے کا پانی استعمال نہیں ہوا بلکہ سونے کا ورق کام میں لایا گیا ہے ۔ اور یہ وہ فن ہے جو کاشان میں رائج تھا ۔ اس کی تفصیل اس کتاب میں موجود ہے جو ۱۳۰۱ء میں کوزہ گری کی صنعت پر لکھی گئی تھی ۔ اس میں اس بات کی وضاحت ہے کہ طلائی ورق کو قینچی سے کاٹتے تھے اور پھر اسے گوند کے ساتھ چپکا دیتے اور روئی کے ساتھ رگڑ کر چمکا دیتے تھے ۔

(الف) کوزہ گری کی پچی کاری

مغولی دور میں اس صنعت کی ایک اور طرز یعنی کوزہ گری کی پچی کاری نے ایران میں بڑی مقبولیت حاصل کی ۔ اس کا طریق کار یہ تھا کہ مٹی کی الواح لے کر ان پر پختہ رنگوں سے روغن کرتے تھے اور ان سے مختلف جسامت اور مختلف شکلوں کے ٹکڑے کاٹ لیتے تھے اور انہیں پچی کاری کی طرز پر باہم جوڑ

Marfat.com

کر ایک نمونہ تیار کرتے تھے ، پھر ان ٹکڑوں کے پیچھے سے پلستر ڈالتے تھے جو تمام رخنوں اور دراڑوں میں داخل ہو جاتا تھا اور متفرق ٹکڑوں کو اپنی اپنی جگہ پر قائم رکھتا تھا ۔ اس صنعت کا تعلق عراق اور ایران کی قدیم طرز آرائش سے ہے جس میں روغنی اینٹوں سے کام لیا جاتا تھا ۔ جوں جوں زیادہ رنگدار اور خوشنما نمونوں کی خواہش بڑھتی گئی یہ فن بھی رفتہ رفتہ ترقی کرتا گیا ۔ اس کی ابتداء سلاجقہ کے عہد میں ہوئی ، اس کی بہترین مثالیں قونیہ (ایشیائے کوچک) کی عمارات میں ملتی ہیں ، جو تیرھویں صدی عیسوی میں تیار ہوئیں ۔ چنانچہ یہاں کی متعدد مساجد مثلاً لرندہ ، بک حکیم اور صرچہلی کی مسجدوں کی اندرونی زیب و زینت میں ایرانی کاریگروں نے کوزہ گری کی اسی قسم کی پچی کاری سے کام لیا ہے ۔ چودھویں صدی میں یہ فن درجۂ کمال کو پہنچ گیا اور ایرانی کاریگروں نے نہ صرف اسے پایۂ تکمیل تک پہنچایا بلکہ رنگ آمیزی سے نئے نئے نمونے اور نقشے ایجاد کئے ، جو صدیوں تک رائج رہے ۔ مغولی دور کے جو قدیم نمونے موجود ہیں ، ان میں الجائتو کا مقبرہ واقع سلطانیہ (۱۳۱۰ء) اور یزد اور ورامین کی عمارات شامل ہیں ، جن کے بہت سے اندرونی اور بیرونی حصے پچی کار اینٹوں سے آراستہ ہیں ۔

اصفہان کی چند عمارات سے پتہ چلتا ہے کہ اس فن نے اس شہر میں بڑی ترقی پائی تھی ۔ چنانچہ اس قسم کی ایک اہم عمارت بابا قاسم کی مسجد ہے جسے ۱۳۴۰ء میں ابوالحسن سلیمان طالوت دامغانی نے تعمیر کیا تھا ۔ اس میں ایک محراب ہے ، جو تمام پچی کار روغنی اینٹوں سے بنائی گئی ہے ۔ ان میں سف

Marfat.com

اور ہلکے نیلے اور گہرے نیلے رنگوں سے بڑے بڑے بیل بوٹے بنائے گئے ہیں ۔ بابا قاسم کے مزار کے قریب ہی مدرسۂ امامی کی عمارت ہے ، جو ۷۵۵ھ (۱۳۵۴ء) میں تعمیر ہوئی تھی ۔ اس کی آرائش بڑے اعلیٰ درجہ کی ہے جس میں ہندسی اشکال کا استعمال ہوا ہے ، ان کے علاوہ عبارتیں ہیں جو پچی کار روغنی اینٹوں پر لکھی ہیں۔ اس مدرسہ کا شاندار محراب اب میٹروپالیٹن میوزیم میں ہے (تصویر ۱۳۴) ۔ یہ محراب قرآنی آیات سے مزین ہے جو خط کوفی میں یا بڑے بڑے مدور حروف میں لکھی گئی ہیں ۔ اس کے علاوہ بیل بوٹے اور ہندسی اشکال ہیں اور یہ سب سامان آرائش مغولی دور کی گلی پچی کاری کے طرز پر ہے ۔ جس میں سفید ، نیلے ، زرد ، سنہرے اور گہرے سبز رنگ کو کام میں لایا گیا ہے ۔ زمین بالعموم نیلی ہے ، جس سے نمونہ خوب نمایاں اور موثر ہوگیا ہے ۔ نمونہ کے خطوط خوب جلی ہیں اور یہ بات مغولی دور کی خصوصیت ہے ۔ مغولی دور کے طرز آرائش کا ایک اور پہلو فطری وضع کے پودوں اور کنول کا استعمال ہے ، مگر ان اشیاء کا یہاں بہت کم استعمال ہوا ہے ۔ اس فن نے چودھویں صدی میں جو مزید ترقی کی اس کا ثبوت اصفہان کی جامع مسجد سے ملتا ہے ۔ اور شہر یزد * کی مسجد

* یزد ایران کا ایک تاریخی شہر ہے جو تہران کے جنوب کی طرف واقع ہے ۔ اس کی خاک سے بہت سے عالم ، ادیب اور شاعر اٹھے ، آج کل اس کی آبادی ایک لاکھ کے قریب ہے ، جس میں مسلمانوں کے علاوہ زر دشتی اور یہودی بھی شامل ہیں ۔ (مترجم)

Marfat.com

ہے بھی جس میں ۱۳۷۵ء کا ایک شاندار محراب ہے -

٦ - تیموری دور کی کوزہ گری ایران میں

(پندرھویں صدی عیسوی)

تیموری دور کی ایرانی کوزہ گری کے بہت کم نمونے پائے گئے ھیں - مغولی دور کی طرز آرائش اور طریق ساخت کی بعض خصوصیات تیموری دور میں بھی جاری رھیں ، مگر اس دور کے جن نمونوں کا ھمیں علم ھے ان کے دیکھنے سے پتہ چلتا ھے کہ اس فن میں نمایاں انحطاط آ چکا تھا - پندرھویں صدی کی کتابی تصویروں میں جو ظروف دکھلائے گئے ھیں ، ان سے معلوم ھوتا ھے کہ ان پر چینی اثر غالب آچکا تھا - ان تصاویر میں جو ظروف نظر آتے ھیں ان میں سے بعض غالباً اصلی چینی ساخت کے ھیں جو ملک چین سے درآمد ھوئے تھے - اور دوسرے ان کے نمونے پر بنائے گئے تھے ، مگر اس قسم کے ظروف بہت کم پائے گئے ھیں - چنانچہ اس طرز کا ایک پیالہ میٹروپالیٹن میوزیم میں ھے جسے پندرھویں صدی کی طرف منسوب کیا جا سکتا ھے - اس کی تہ پتلی ھے جو سفید ریتلی مٹی سے بنی ھے ، اس پر ایک چینی طرز کا اژدھا منقوش ھے ، جس کا گاؤ دم جسم سیاہ رنگ کا ہے - اس کے علاوہ ایک قدرتی منظر ھے جس میں نیلے رنگ کے بادل دکھائے گئے ھیں ، مگر یہ محض خاکے سے ھیں -

پندرھویں صدی کے چند پیالے اور رکابیاں بھی ھیں ، جن

سیاہ رنگ میں بیل برٹے اور پودے بنائے گئے ھیں اور ان کے اوپر فیروزی یا سبز روغن کر دیا گیا ہے ۔ یہ برتن قباچہ سے دستیاب ہوئے تھے جو داغستان کا ایک مقام ہے ۔ اس طرز کے متعدد نمونے مجموعہ کالکیان اور وکٹوریا اینڈ البرٹ میوزیم (لنڈن) میں موجود ھیں ۔ ان کی آرائش پرندوں اور ہندسی اشکال سے کی گئی ہے ، اور ان پر ۸۷۳ھ ، ۸۷۸ھ ، ۸۸۷ھ اور ۹۰۰ھ (مطابق ۱۴۶۸ - ۱۴۷۳ - ۱۴۸۰ اور ۱۴۹۷ سنین عیسوی) مرقوم ھیں ۔ اس قسم کے متعدد پیالے میٹروپالیٹن میوزیم میں بھی ھیں (تصریر ۱۳۷) - پندرھویں صدی کے یہ ظروف اور زمانہ مابعد کے نمونے جو سولھویں اور سترھویں کی ساخت ھیں ، بعض حضرات کے نزدیک داغستان کی مصنوعات ھیں مگر گمان غالب یہ ہے کہ یہ ظروف خاص ایران سے درآمد کئے گئے تھے ۔ اور ان کا مقام ساخت آذربائیجان کا صوبہ ہے ، جو شمال مغربی ایران میں واقع ہے ۔ پندرھویں صدی میں ایرانی کوزہ گروں نے نہ صرف گلی ظروف کی پچی کاری کو جاری رکھا بلکہ اس کا بکثرت استعمال کیا اور چودھویں صدی کے مقابلہ میں برتنوں کی زیادہ سے زیادہ سطح کو پچی کاری سے آراستہ کیا ۔ اس دور میں مسجدوں اور مزاروں کی اندرونی اور بیرونی دیواریں بھی اسی طرح بڑے شاندار طریقے پر مزین ہوئیں ، جن میں سے بعض اب تک اچھی حالت میں موجود ھیں ۔ ان کی آرائش میں بیل بوٹوں سے کام لیا گیا ہے جن میں چھوٹے چھوٹے گلاب اور دیگر قسم کے سرخ و سفید پھول شامل ھیں ، جو گوشہ دار تمغوں کے اندر بنائے گئے ھیں ۔ ان کی زمین شوخ نیلی ہے اور نقش و نگار سفید ، زرد ، فیروزی نیلگونی یا سبز رنگوں میں ھیں ، جن میں کہیں کہیں سیاہ اور ارغوانی رنگوں کا اضافہ ہے ۔ اسی طرز کا اعلیٰ کام تبریز کی نیلی

Marfat.com

مسجد میں بھی پایا جاتا ہے ۔ یہ مسجد پندرھویں صدی کی ایک یادگار عمارت ہے جسے قراقویونلی* خاندان کے ترکمانی فرمانروا جہانشاہ (۱۴۳۷ء — ۱۴۶۷ء) نے تعمیر کیا تھا ، اصفہان میں خاص طور پر ایسی عمارات بکثرت ہیں جن میں پندرھویں صدی کی پچی کاری کے نمونے موجود ہیں ۔ ان میں سب سے اہم اور سب سے زیادہ خوبصورت درب امام نامی مزار کا صدر دروازہ ہے ، جو اصفہان میں ۱۴۵۳ء میں جہانشاہ کے عہد میں مکمل ہوا تھا ۔ تیموری عہد کی گلی پچی کاری کے دیگر نمونے سمرقند میں گور امیر یعنی امیر تیمور کے مقبرہ میں ملتے ہیں جسے محمد اصفہانی نے ۱۴۳۴ء میں تعمیر کیا تھا ۔ اس فن کے کچھ نمونے مشہد میں ہیں اور کچھ شہر سبز (کش) میں جہاں امیر تیمور کا ایک محل ہے ، جس کا ایک حصہ ۱۳۹۵ء میں تعمیر ہوا تھا ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گلی پچی کاری کا فن تمام ایران میں مروج تھا اور کسی ایک مرکز تک محدود نہ تھا ، البتہ اصفہان اس بارے میں دیگر شہروں پر سبقت لے گیا ۔

۷ ۔ ایران میں صفوی عہد کی کوزہ گری

(سولھویں صدی سے اٹھارویں صدی تک)

صفوی عہد کی کوزہ گری کو دو قسموں میں تقسیم کیا

*ایران اور عراق کے ترکمانی قبائل دو گروھوں میں منقسم تھے : قراقویونلی (سیاہ بھیڑ والے) اور آق‌قویونلی (سفید بھیڑ والے) ۔ یہ نام محض امتیاز کے لئے رکھے گئے تھے (مترجم) ۔

Marfat.com

جا سکتا ہے ۔ ایک قسم کے ظروف پر صفوی طرز کی وہ آرائش ہے ، جسے ہم تصویر دار قلمی نسخوں ، قالینوں اور پارچہ جات میں دیکھتے ہیں ۔ دوسری قسم میں منگ عہد کے چینی ظروف کی نقل کی گئی ہے ، کیونکہ سولھویں صدی کے ایرانی کوزہ گر خالص چینی طرز کے ظروف بنانے کی مسلسل کوشش کرتے رہے ۔ صفوی حکمران ان کو بہت پسند کرتے تھے ۔ چنانچہ شاہ عباس* (۱۵۸۷ء—۱۶۲۸ء) نے چینی ظروف کثیر مقدار میں در آمد کئے بلکہ چینی صناع بھی بلائے ۔ تیموری دور کی طرح سولھویں صدی کے نصف اول میں صرف آرائشی نقش و نگار چینی طرز کے تھے مگر برتن ہلکے بادامی رنگ کی نرم مٹی سے بنتے تھے ، جو قباچہ طرز کے ایرانی ظروف سے مشابہ تھے ۔ اس قسم کی دو رکابیاں ہمارے میوزیم میں ہیں ، جن میں چینی طرز کو ایرانی قالب میں ڈھالنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ سولھویں صدی کے اواخر میں ، غالباً شاہ عباس کے عہد میں ایرانی کوزہ گر ایسے ظروف کے بنانے میں کامیاب ہو چکے تھے ، جو اصلی چینی ظروف کی طرح سخت نہ تھے ، مگر عمدگی اور نفاست میں ان کے قریب پہنچ چکے تھے ۔ اور بعض برتنوں کی ساخت میں کاریگروں نے اتنا کمال حاصل کر لیا تھا کہ ان پر اصلی چینی ظروف ہونے کا شبہ ہوتا تھا ۔ بلکہ بعض برتنوں کے پیندوں میں چینی طرز کے حروف

---

* شاہ عباس کا عہد ایران کے لئے بڑے اقبال و عروج کا زمانہ تھا ۔ سیاسی قوت کے ساتھ ساتھ علوم و فنون نے بڑی ترقی پائی ۔ شاہ عباس ہندوستان کے اکبر بادشاہ اور انگلستان کی ملکہ الزبتھ کا ہمعصر تھا اور اس کے دربار میں غیر ملکوں کے سفیر اکثر آمد و رفت رکھتے تھے (مترجم) ۔

اور خطوط بنا دئے گئے ھیں ۔ صفوی دور کے ان نیم چینی طرز کے ظروف کے نقش و نگار اور ان کی وضع قطع مختلف ھے مگر بہترین قسم کے برتن وہ ھیں جو سولھویں اور سترھویں صدی میں بنائے گئے ۔ اس کے بعد اٹھارویں صدی میں اس فن میں رفتہ رفتہ زوال آ گیا ، ان ظروف میں ایرانی اور چینی طرز آرائش کا امتزاج پایا جاتا ھے جیسا کہ ھمارے میوزیم کی تین صراحیوں سے ظاھر ھے ۔ ان میں سے دو صراحیوں میں بڑی احتیاط کے ساتھ کلنگ کی تصویریں بنائی گئی ھیں (تصویر ۱۳۶) اس کے علاوہ دائروں کے اندر نیلے رنگ کے بیل بوٹے ھیں ۔ مگر بعض کا رنگ بادامی ھے ۔ پس منظر بالعموم چینی طرز کا ھے ، جس میں پرندے اور جانور دکھائی دیتے ھیں ، ان کے ساتھ ساتھ چینی طرز کی علامات اور اسی طرز کے بادل ھیں ، اور یہ وہ چیزیں ھیں جو منگ دور کے ظروف میں نظر آتی ھیں ۔ سترھویں اور اٹھارویں صدی کے متعدد ظروف ھمارے علم میں ھیں جن پر ان کی تاریخ ساخت منقوش ھے ۔ اس قسم کے چند ظروف برٹش میوزیم میں ھیں ، ان میں ایک آفتابہ ھے جس پر ۱۰۲۵ھ (۱۶۱۶ء) مندرج ھے ۔ اس کی عبارت سے معلوم ھوتا ھے کہ وہ یزد کے شہر میں بنایا گیا تھا ۔ شاردین* کے قول کے مطابق جس نے سترھویں صدی میں ایران کی سیاحت کی تھی ، بہترین قسم کے ظروف شیراز ، مشہد ، یزد اور

---

* شاردین (Chardin) جس کا زمانۂ حیات ۱۶۴۳ء سے لے کر ۱۷۱۳ء تک ھے ، ایک فرانسیسی دانشمند تھا جس نے بغرض تجارت ایران اور ہندوستان کی سیاحت کی ۔ اور شاہ عباس دوم صفوی کے عہد میں کئی سال تک ایران میں ٹھہرا اور اپنے مشاھدات کی بناء پر دربار شاھی اور عام لوگوں کے رسوم و عادات کی کیفیت دلچسپ پیرایہ میں قلمبند کی (مترجم) ۔

Marfat.com

کرمان میں بنتے تھے ۔ وہ لکھتا ہے کہ ایرانی برتن ایسے ہی خالص ، شفاف اور براق تھے جیسے کہ چینی ظروف ۔ بہت سے ظروف میں خصوصاً اٹھارویں صدی کے برتنوں میں نیلا رنگ اصلی چینی برتنوں کی طرح صاف نہیں ہے بلکہ سیاہی مائل ہے اور نقوش بھی بھدے ہیں ، مگر اصلی چینی برتن ان نقائص سے پاک ہوتے ہیں ۔

ایرانیوں نے اہل چین کی تقلید میں جو برتن بنائے وہ صرف سفید رنگ ہی کے نہ تھے بلکہ بعض صراحیاں اور رکابیاں بھی ہیں ، جن پر رنگین بیل بوٹے بنے ہوئے ہیں ۔

سفید چینی ظروف کی ایک قسم وہ بھی ہے جس کا تعلق اٹھارھویں صدی یا انیسویں صدی کی ابتداء سے ہے ۔ یہ طرز گمبرون کی طرف منسوب ہے ، جو خلیج فارس کی ایک بندرگاہ ہے ، مگر اسے ان ظروف کا مقام ساخت نہیں سمجھنا چاہئے ، بلکہ یہ ظروف وہاں سے دساور کو بھیجے جاتے تھے ۔ ان میں بیشتر گہرے پیالے شامل ہیں ، جن کے پیندے پست یا بلند ہوتے تھے اور آرائشی نقوش چھدے ہوتے تھے ، یہ طرز آرائش پہلے زمانے میں ایران میں بہت مقبول رہ چکی تھی ۔

(ب) جلادار آرائش والی کوزہ گری

صفوی عہد کی کوزہ گری میں جلادار آرائش والے ظروف کو ایک بڑا ممتاز مقام حاصل ہے ۔ مجلا نقاشی کا فن جو پندرھویں صدی میں زوال پذیر ہو چکا تھا ، شاہ عباس کے عہد میں دوبارہ زندہ

Marfat.com

ہوا اور اس کو زندہ کرنے میں اصفہان اور ایران کے دوسرے شہروں کے کوزہ گروں کو بہت دخل تھا ۔ نازک گردن والی ناشپاتی نما صراحیاں ، پیالے ، گلدان اور پینے کے چھوٹے پیالے سب مجلا نقاشی سے آراستہ ہوتے تھے ۔ اس نقاشی میں سنہرے ، بادامی اور سرخ رنگ استعمال ہوتے تھے ، اور زمین سفید نیلی یا زرد ہوتی تھی ۔

بعض صراحیوں پر مختلف رنگوں کی عمودی دھاریاں ہیں ، جیسا کہ تصویر ۱۳۷ سے ظاہر ہے ، ان کی آرائش خالص ایرانی طرز کی ہے جو صفوی دور کے ساتھ مخصوص ہے ۔ وہ بالعموم قدرتی مناظر سے آراستہ ہیں ، جن میں پرندے اور جانور دکھائی دیتے ہیں ۔ چند ظروف میں نیلے رنگ کی نقاشی اور جلادار نقاشی بڑے مؤثر طریقے سے جمع ہے ۔ اس طرز کی ایک صراحی اور ایک رکابی ہمارے میوزیم کے مجموعۂ سور (Moor Collection) میں موجود ہے ۔

(ج) منقش ظروف

جیسا کہ ہم صفحات بالا میں بیان کر چکے ہیں ، نیلے اور سفید رنگ کے برتنوں کی آرائش میں اکثر اوقات ایرانی اور چینی دونوں طرز کی اشیاء سے کام لیا گیا ہے ۔ یک رنگے برتنوں میں نہ صرف نیلا رنگ بلکہ دوسرے رنگ مثلاً بادامی بھی دیکھنے میں آتے ہیں ۔ بعض ظروف کی آرائش میں نیلے رنگ کے علاوہ اور رنگ بھی استعمال ہوئے ہیں ، مثلاً سیاہی مائل سبز اور سرخی مائل

بادامی ۔ ان ظروف کے نقش و نگار جن کو کرمان ، شیراز اور اصفہان سے منسوب کیا جاتا ہے ، بالعموم بیل بوٹوں پر مشتمل ہیں ، جیسا کہ مجموعۂ مور (Moor Collection) کی دو رکابیوں سے ظاہر ہے ۔

ایرانی کوزہ گری کی صفوی طرز اپنی پوری شان کے ساتھ دیواروں کی آرائش میں ظاہر ہوتی ہے ، جو مربع ٹائلوں سے بنائی گئی ہیں ۔ دیواروں کی آرائش میں ان کا استعمال پہلے پہل شاہ عباس کے عہد میں مقبول ہوا اگرچہ قیاس چاہتا ہے کہ لوگ پہلے بھی ان کے استعمال سے آشنا ہوں گے ۔ گلی ظروف کی پچی کاری چوکور روغنی ٹائلوں کی وجہ سے متروک نہیں ہوئی ، کیونکہ دونوں قسم کی آرائش ایک ہی عمارت میں پائی جاتی ہے ، مثلاً اردبیل میں شاہ صفی کی مسجد میں ۔ اس طرز کی ٹائلوں کے تین قطعے میٹروپالیٹن میوزیم میں ہیں (دیکھئے تصویر ۱۳۸) اور دیگر قطعے لوور (پیرس) اور لنڈن کے وکٹوریا اینڈ البرٹ میوزیم میں موجود ہیں ۔ کہتے ہیں کہ وہ اصفہان کے محل چہل ستون سے لئے ہیں جسے شاہ عباس نے تعمیر کیا تھا ۔ مگر دیولافوآ (Dieulafoy) نے بتایا ہے کہ چہل ستون کی دیواریں محض تصویروں سے آراستہ تھیں اور ٹائلوں کے قطعات باغ کی ایک بارہ دری سے دستیاب ہوئے تھے ، جہاں سے بیگمات عوامی زندگی کے مناظر دیکھا کرتی تھیں ۔ اس قسم کی اکثر بارہ دریاں اب غائب ہوچکی ہیں مگر ان کی قدیم عکسی تصاویر سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں ٹائلوں کی اسی قسم کی آرائش تھی جیسی کہ میوزیم میں محفوظ ہے ۔ مناظر میں تمامتر تصویریں ہیں ، جو اپنے زمانے کی دیواری تصویروں کی نقلیں ہیں ،

Marfat.com

جن کو مشہور نقاش رضاء عباسی نے بنایا تھا ۔ ان تصاو
میں باغ کی سیر کے منظر دکھائے گئے ھیں جن میں نوجوا
مرد اور عورتیں بیگمات کی خدمت میں حاضر ہیں ۔ ان کا پرتکا
لباس صفوی طرز کا ھے اور بعض حالتوں میں ولندیزی طرز
جیسا کہ تصویر ۱۳۸ سے ظاھر ھے ۔ ان میں جو رنگ استعمال
ھوئے ھیں وہ زرد ، فیروزی ، سبز اور بادامی ھیں ۔ ان دیواری
ٹائلوں کی ساخت اصفہان تک محدود نہ تھی بلکہ یہ ارد بیل میں
بھی بنتے تھے ، جو شمال مغربی ایران میں واقع ھے ۔ فرق صرف
اتنا تھا کہ ان کی آرائش میں بیشتر پھولوں سے کام لیا جاتا تھا
مربع شکل کے ٹائل سترھویں ، اٹھارھویں اور انیسویں صدی میں
اصفہان اور شیراز میں بدستور بنتے رہے ۔ مگر ان کے نقش و نگ
اور ان کی رنگ آمیزی رفتہ رفتہ اپنی خوبصورتی اور دلکشی کو
بیٹھی اور اٹھارھویں صدی میں اس صنعت میں نمایاں انحط
آ گیا ۔

(د) قباچہ کی کوزہ گری

صفوی دور کی کوزہ گری کا ایک طرز خاص ھے
قباچہ کہتے ھیں ۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ھے کہ اس طرز
اکثر ظروف قباچہ سے آئے ھیں جو داغستان (بلاد قفقاز) کا
گاؤں ھے ۔ ان کی دو قسمیں ھیں ۔ ایک کی آرائش سیاہ رنگ
ھے جس کے اوپر نیلے یا سبز رنگ کا روغن ھے ۔ دوسری
میں کئی رنگوں کی آرائش ھے اور اس کے اوپر شفاف روغن

Marfat.com

جو بادامی مائل ہے - پہلی قسم کو تیموری دور کے ظروف کے ساتھ مشابہت ہے جو داغستان سے دستیاب ہوئے ہیں - لیکن ان میں بعض نقشوں کا اضافہ ہے - ان میں بعض ایسے پودے دکھائی دیتے ہیں جو چینی طرز پر ہیں اور صفوی دور کے آرٹ میں بھی پائے جاتے ہیں - جن ظروف میں بہت سے رنگ استعمال ہوئے ہیں ، ان کی آرائش دوسری قسم کے مقابلہ میں زیادہ پر تکلف ہے - صفوی دور کے قدرتی مناظر میں درخت اور پودے دکھائی دیتے ہیں ، جن میں انسانوں ، جانوروں اور پرندوں کی شکلوں نے جان ڈال دی ہے (تصویر ۱۳۹) -

بعض ظروف کے درمیانی حصے میں آدمیوں یا عورتوں کی تصویریں بنی ہیں ، اور ان کے ارد گرد بیل بوٹے ہیں - یہ تصویریں بے تکلفی سے بنائی گئی ہیں مگر ان میں آرائشی پہلو کو ہمیشہ مد نظر رکھا گیا ہے - اور ان میں جو زرد ، نیلے ، سبز ، سیاہ ، بادامی اور نارنجی رنگ استعمال ہوئے ہیں وہ کم و بیش مدھم ہیں - مؤخر الذکر دو رنگ گاڑھے ہیں اور نقشے کا کچھ حصہ ابھرا ہوا ہے - صفوی دور کے دیگر ظروف کی طرح قباچہ کے ان برتنوں کو لازمی طور پر سولھویں اور سترھویں صدی کی طرف منسوب کرنا چاھئے - اگرچہ یہ ظروف بیشتر قباچہ سے ھاتھ آئے تھے مگر ان کو وھاں کی مقامی پیداوار تصور کرنا مشکل ہے - وہ غالباً صوبہ آذربائیجان کی ساخت ہیں - جہاں تبریز کا شہر سب سے اہم صنعتی مرکز تھا - لہذا قباچہ کے ظروف محض ایک سلسلے کی نمائندگی کرتے ہیں ، جن میں اصفہان اور کوزہ گری کے دوسرے مرکزوں کے طرز کی نقل اتاری گئی ہے -

۸ - مصر کے طولونی عہد کی کوزہ گری

(نویں صدی مسیحی)

ایک مدت دراز تک فسطاط (قدیم قاہرہ) کے ملبے کے ڈھیر ہمیں کوزہ گری کے نمونے مہیا کرتے رہے ، جن کا زمانہ قبطی عہد سے لے کر سولھویں صدی مسیحی تک تھا ۔ یہ تمام ظروف مصر کی ساخت نہ تھے بلکہ بہت سے عراق ، ایران ، ترکی اور شام سے در آمد کئے گئے تھے ۔

فسطاط اور مصر کے دوسرے مقامات سے جو قدیم اسلامی ظروف ہاتھ آئے ہیں ، ان کا مشرق قریب خصوصاً عراق اور ایران کی کوزہ گری کے ارتقاء کے ساتھ گہرا تعلق ہے ۔ وہاں سے روغنی اور سادہ دونوں قسم کے ظروفہ ملے ہیں ۔ روغنی ظروف کے بہترین نمونے وہ ہیں جن کی آرائش چکمدار ہے ۔ بعض ماہرین کا خیال ہے کہ وہ تمام مقامی طور پر بنائے گئے تھے بلکہ ان کی رائے میں جو ظروف عراق اور ایران میں دستیاب ہوئے ہیں وہ بھی مصری ساخت کے ہیں ۔ یہ نظریہ ویسا ہی انتہا پسندانہ ہے جیسا کہ وہ نظریہ کہ عباسی اور طولونی دور کے جلادار ظروف باہر سے در آمد کئے گئے تھے ۔ اس قسم کے ظروف خود مصر میں بنتے تھے ۔ اس امر کی شہادت ان کثیر التعداد نمونوں سے ملتی ہے جو فسطاط کے ملبے سے دستیاب ہوئے ہیں ۔ یہ ظروف یا تو بسنتی رنگ کے ہیں یا سرخی مائل ہیں ۔ اور ان کی آرائش سنہرے رنگ کی ہے ، جس میں سبز رنگ کی جھلک نظر آتی ہے ۔ جہاں

Marfat.com

تک ان کے نقشے اور انسانی شکلوں کی نقاشی کا تعلق ہے ، یہ نویں صدی کے جلادار ایرانی ظروف سے مشابہ ہیں ۔ اور بلاشبہ انہی کے نمونے پر بنائے گئے ہیں ۔ بعض ظروف پر ہندسی اشکال ہیں ، جو ایران اور عراق میں مشترک ہیں ۔

طولونی دور کے مکمل ظروف بہت کم تعداد میں پائے گئے ہیں ۔ میٹروپالیٹن میوزیم میں خوش قسمتی سے ایک چھوٹا سا روغنی گلدان سرخ رنگ کا ہے جو فسطاط کی طرز پر ہے ۔ یہ آرائش نویں صدی کے ایک عراقی برتن کی نقل ہے ، اور ہم مرکز دائروں ، نیم دائروں اور نقطوں پر مشتمل ہے ، جو سنہرے رنگ میں منقوش ہیں ۔

۹ ۔ مصر اور شام کے فاطمی دور کی کوزہ گری

بنو فاطمہ کے عہد حکومت میں مصر کا فن کوزہ گری اعلیٰ درجے پر پہنچ گیا ۔ اس کی ہم دو قسمیں قرار دے سکتے ہیں ۔ ایک وہ قسم ہے جس میں آرائش کھدی ہوئی ہے اور اس کے اوپر یکرنگی روغن ہے اور دوسری کی آرائش چکمدار ہے ۔ پہلی قسم کے ظروف پر مختلف رنگوں کے روغن ہیں ، مثلاً سبز ، نیلا ، سرخی مائل بادامی اور نیلا ۔ اس میں سنگ عہد کے چینی ظروف کی نقل کی گئی ہے اور کھدی ہوئی آرائش فاطمی طرز پر ہے اور مجلا ظروف کی آرائش کی مانند ہے ۔

فاطمی عہد کے مجلا ظروف نفاست کے مختلف درجوں پر ہیں ۔ ان پر سفید روغن ہے اور اس روغن کے اوپر سنہرے یا بادامی

Marfat.com

شوخ رنگوں میں بڑی چکمدار نقاشی ہے ۔ ان ظروف کی آرائش میں انسانوں ، جانوروں اور پرندوں کی تصویروں سے کام لیا گیا ہے اور ان کی زمین میں بیل بوٹے بنے ہیں ۔ بعض اوقات ان کی زیب و زینت گلکاری یا کھجور کے پتوں کے ذریعے کی گئی ہے ۔ جیسا کہ میٹروپالیٹن میوزیم کے ایک نفیس گلدان سے ظاہر ہے (تصویر ۱۴۰) ۔ قاہرہ کے عجائب خانہ میں بھی اس قسم کے ظروف کے اعلیٰ نمونے موجود ہیں ، جن میں سے بعض مکمل ہیں اور فاطمی عہد کے ہیں اور بیشتر فسطاط سے دستیاب ہوئے ہیں ۔ اکثر کے پیندوں پر کاریگروں کے نام منقوش ہیں ، جن میں سعد اور مسلم کے نام بار بار دیکھنے میں آتے ہیں ۔ ان کے بھٹے غالباً فسطاط میں تھے ۔ سعد اور اس کے کارخانہ کے ظروف کا تعلق فاطمی دور سے پہلے کے ظروف سے ہے جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے ۔ خصوصاً جانوروں کی شکلوں میں مشابہت پائی جاتی ہے ۔ اس طرز کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ ان کے موئے قلم میں بڑی پختگی ہے ، اور انسانوں اور جانورں کی تصویریں بنانے میں ان کی آرائشی پہلو کا خاص خیال رکھا گیا ہے اور ان کے پس منظر میں جو بیل بوٹے ہیں ان کو بڑی محنت سے بنایا گیا ہے ۔ غرض کہ یہ ظروف گیارھویں صدی کے فاطمی طرز کے کامل نمونے ہیں ۔ سعد کے ہاتھ کے بنے ہوئے بہترین ظروف میں ایک پیالہ ہے جو وکٹوریا اینڈ البرٹ میوزیم ، لنڈن میں محفوظ ہے ۔ اس میں ایک آدمی دکھایا گیا ہے جس ہاتھ میں چراغ مسجد یا نجور سلگانے کا برتن ہے ۔ مسلم کام کی نوعیت بیشتر عمارتی طرز کی ہے اور اس میں سعد کے مقابلہ

Marfat.com

میں باریک تفصیلات کم ھیں - مسلم کی صناعی کا ایک اعلیٰ نمونہ ایک پیالہ ھے جو ھمارے میوزیم* میں موجود ھے اور جسے والٹر ھاؤزر نے ھمیں مستعار دے رکھا ھے - اس کے درمیانی حصے میں ایک عقاب کی سنہری تصویر ھے جس نے اپنے بازو پھیلا رکھے ھیں - اس پیالے اور سعد کے بعض دیگر ظروف کی ساخت کا زمانہ دسویں صدی کا اختتام قرار دیا جا سکتا ھے - بقول پروفیسر ویٹ (Wiet) قاھرہ کے عجائب خانہ میں ایک اھم ٹکڑا محفوظ ھے جس پر الحاکم (۹۹۶ھ—۱۰۲۱ء) کا نام ملتا ھے - دیگر ظروف کے علاوہ اسی زمانے کی ایک رکابی عربی نوادر کے عجائب خانہ میں محفوظ ھے ، جس میں ایک مرغ کی تصویر بنی ھوئی ھے - علاوہ ازیں ابراھیم پاشا کے مجموعہ میں ایک پیالہ ھے جس میں ایک ھاتھی کی تصویر دکھائی دیتی ھے ، اس کی عبارت سے پتہ چلتا ھے کہ یہ پیالہ مصر میں ابراھیم نامی کاریگر نے تیار کیا تھا -

فاطمی طرز کے چمکدار ظروف شام میں بھی بنتے تھے ، چنانچہ وھاں سے چند اعلیٰ قسم کے نمونے دستیاب ھوئے ھیں - عجائب خانہ لوور (پیرس) میں بھی شامی طرز کے دو پیالے ھیں - ایک پر ایک خرگوش کی شکل منقش ھے جو حلب کے نزدیک معرہ کے ایک مکان سے دستیاب ھوا تھا - دوسرے میں ایک کنول کی تصویر ھے مگر اس کی عبارت بڑی بد خط ھے - یہ پیالہ دمشق سے ملا تھا - شام کے مجلا ظروف جن کے بعض

---

* ھمارے میوزیم سے مراد نیویارک کا میٹروپالیٹن میوزیم ھے جس کے ساتھ اس کتاب کے مصنف منسلک ھیں (مترجم) -

ٹکڑے فسطاط میں بھی ملے ھیں ، مصری ظروف سے مختلف ھیں۔ ان کا رنگ ھلکا زرد یا سفید ھے برعکس فسطاط کے ظروف کے جن کا رنگ بالخصوص بسنتی ھوتا ھے ۔ ان کی زمین کا مقبول رنگ فیروزی ھوا کرتا تھا ۔ اس قسم کے متعدد ظروف جو شام کی طرف منسوب ھیں ، ھمارے عجائب خانہ میں موجود ھیں ۔ ان میں ایک مکمل پیالہ ھے جس میں چمکدار سبز رنگ میں بیل بوٹے بنے ھوئے ھیں ، مگر اس کی کوفی خط کی عبارت بے معنی سی ھے ۔ ان کے علاوہ ایک نامکمل پیالہ ھے جس میں ایک پرندے کی تصویر فاطمی طرز پر بنی ھوئی ھے، اور اس کے ارد گرد بیل بوٹے دکھائی دیتے ھیں ۔

۱۰ ۔ مصر اور شام کی ایوبی اور مملوکی دور کی کوزہ گری

(بارھویں سے پندرھویں صدی تک)

بارھویں صدی کے خاتمہ تک مصر اور شام کے کوزہ [گر] فاطمی دور کے بعض نمونوں اور طرز ساخت کی پیروی کرتے رہے۔ یہ بات بالخصوص ان ظروف سے ظاھر ھوتی ھے جن کا روغن یک[رنگ] ھے ۔ اور جن میں اکثر اوقات چینی ظروف کی نقل اتاری گئی جو اس زمانے میں مصر میں بہت مقبول تھے ۔ ظروف کو مجلا کر[نے] کا فن جیسے فاطمی دور کے طرز آرائش میں بڑا غلبہ حاصل رہا ۔ مصر میں تقریباً مٹ گیا مگر شام میں باق رھا ۔ شامی طرز سا[خت]

Marfat.com

کا ایک عمدہ نمونہ ایک گلدان ہے جو پیرس میں کاؤنٹس دا بیہاگ (Countess-de-Behague) کے مجموعہ میں موجود ہے ۔ اس کی زمین نیلے رنگ کی ہے جس پر چمکدار سنہری آرائش ہے اور اس پر یہ عبادت منقوش ہے "اسے دمشق میں یوسف نے اسد اسکندری کے لئے بنایا ۔" اس گلدان کی آرائش کوفی عبارت سے کی گئی ہے جس کے حروف جلی ہیں اور اس کے پس منظر میں باریک بیل بوٹے ہیں جو تیرھویں صدی کے شامی اور مصری گلی ظروف کے ساتھ مخصوص ہیں ۔ اس قسم کے مجلا ظروف چودھویں صدی میں مملوکوں کے عہد میں بنتے رہے ۔ ان کی آرائش میں بیل بوٹوں یا فطری وضع کے پرندوں کی تصاویر سے کام لیا گیا ہے ۔

تیرھویں اور چودھویں صدی میں مشرق قریب کے ملکوں میں سب سے زیادہ رواج ان ظروف کا رہا جن کی آرائش نقاشی سے ہوتی تھی اور اس کے اوپر سبزی مائل یا فیروزی رنگ کا شفاف روغن پھیر دیا جاتا تھا ۔ اس قسم کے ظروف کے ٹکڑے مصر اور شام دونوں ملکوں میں پائے گئے ہیں، مثلاً شام میں دمشق، بعلبک* رقه اور رصافه کے شہروں سے دستیاب ہوئے ہیں ۔ مصر اور شام کے ان ظروف کی آرائش اور ان کا مسالہ آپس میں اس حد تک

*بعلبک ایک قدیم تاریخی شہر ہے ' جس کے پر ہیبت کھنڈرات کل صحرائے شام میں دمشق کے شمال کی طرف پائے جاتے ہین ۔ یہاں سورج پرستش ہوتی تھی ، اسی لئے یونانیوں نے اسے ہیلیوپلس یعنی مدینہ الشمس ہے ۔ رومی عہد میں بھی آباد تھا مگر بعد ازاں جلد ویران ہوگیا (مترجم) ۔

Marfat.com

ملتا جلتا ہے کہ بعض اوقات اس امر کا فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ آیا فلاں برتن مصر کا بنا ہوا ہے یا درآمد شدہ مال ہے ۔ کوزہ گروں کے دستخطوں سے پتہ چلتا ہے کہ فسطاط اور مصر کے دیگر مقامات سے جو ظروف ملے ہیں وہ بیشتر مصر ہی میں بنے تھے اور وہ اپنے اپنے ملکوں کے طرز کی پیروی کرتے تھے ۔ ایوبی عہد میں ہمیں رقہ ، رصافہ اور رے کے ظروف کی نقلیں تو ملتی ہیں مگر وہ مقامی ساخت کی تھیں ۔ اس بات کی شہادت ہمیں بھٹوں کے ملبوں سے ملتی ہے ۔ ایوبی دور کے بہت سے ظروف میں جانوروں کی تصویروں کے ذریعے سے جو آرائش کی گئی ہے وہ سلجوقی آرٹ سے متاثر ہوئی ہے ۔ کیونکہ سلجوق آرٹ نے مشرق قریب کے تمام فنون پر اثر ڈالا تھا ۔ مملوکی دور کے ظروف جن پر سیاہ اور نیلے رنگ کی نقاشی ہے ، ہمیں تیرھویں اور چودھویں صدی کے ظروف کی یاد دلاتی ہے ، جو ساوہ ، سلطان آباد اور رے سے دستیاب ہوئے ہیں ۔ میٹروپالیٹن میوزیم کی ایک شامی رکابی (تصویر ۱۳۱) سے جو ایک پرندے اور چند پودوں سے آراستہ ہے ، ایرانی اثر صاف عیاں ہے ۔

مملوکی دور کے دیگر گلدان اور پیالے جو مصر اور شام سے دستیاب ہوئے ہیں ، عربی عبارات سے آراستہ ہیں اور ان کی زمین پر نقطے بنے ہوئے ہیں ۔ ہمارے عجائب خانہ کے مجموعۂ مو(Moore Collection) میں مملوکی دور کا ایک بڑا گلدان ہے جو چودھویں صدی کے فن کوزہ گری کا کامل نمونہ ہے ۔ یہ ظروف بیشتر جلی حروف کی عربی عبارات سے آراستہ ہیں ، جن میں کلما

Marfat.com

دعائیہ مندرج ہیں اور جن کی زمین میں پتے بنے ہوئے ہیں ۔ چودھویں صدی کے ظروف میں ایسے نقشے اکثر ملتے ہیں جن میں چینی طرز کے پودے منقش ہیں ۔ ان پودوں کی شکل و صورت نظری ہے اور ان پر پرندے بھی دکھائے گئے ہیں ۔ اس قسم کے نمونوں سے ہم ان ایرانی ظروف کے ذریعے سے بخوبی واقف ہیں جن کو سلطان آباد کہا جاتا ہے ۔ اکثر اوقات وہ آپس میں اس حد تک ملتے جاتے ہیں کہ مملوکی دور کے ظروف پر ایرانی ساخت کا شبہ ہوتا ہے ۔ مملوکی دور کے ظروف اپنی سطح سے پہچانے جا سکتے ہیں ۔ کیونکہ ان کی سطح اپنے ہمعصر ایرانی ظروف کے مقابلہ میں زیادہ نرم اور ملائم ہوتی ہے ۔ جیسا کہ پیشتر مذکور ہوا اس مملوکی طرز کے ظروف مصر اور شام دونوں ملکوں میں بنتے تھے لہذا ان کو کسی ایک ملک کے ساتھ یقینی طور پر منسوب کرنا کاریگروں کے دستخطوں یا ان کے ماخذ کے حقیقی علم کے بغیر مشکل ہے ۔ مملوکی طرز کے ظروف کے بہت سے ٹکڑے فسطاط سے دستیاب ہوئے ہیں ۔ ان کے بعض نمونے میٹروپالیٹن میوزیم میں محفوظ ہیں ۔ ان ظروف کے پیندوں پر کوزہ گروں کے نام پائے جاتے ہیں ۔ چودھویں صدی کے جن کوزہ گروں کے دستخط اکثر دیکھنے میں آتے ہیں ان کے نام حسب ذیل ہیں : الغیبی ، الشامی ، العجمی ، الغزال ، الہرمزی ، التبریزی اور استاد المصری ۔ مملوکی کوزہ گری کا ایک نادر نمونہ مسجد کا ایک چراغ ہے (تصویر ۱۴۲) جو ہمارے میوزیم کے مجموعۂ میں موجود ہے ۔ یہ چراغ جلی عبارات سے آراستہ ہے جن میں کلمات دعائیہ ہیں ۔ علاوہ ازیں سیاہ اور نیلے رنگ میں گلکاری ۔ اس کی آرائش قطعی طور پر مملوکی طرز کی ہے ۔ اور ان

Marfat.com

متعدد ٹکڑوں سے مشابہ ہے جو فسطاط سے ملے ہیں - اس کے پیندے کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بنانے والے کاریگر کا نام ابن الغیبی تبریزی تھا ، جو مصر کے مشہور کوزہ گر الغیبی کا بیٹا تھا -

چودھویں اور پندرھویں صدی کے مملوکی طرز کے ظروف کی ایک عام قسم ان ظروف پر مشتمل ہے جو سرخی مائل بادامی رنگ کی مٹی سے بنائے گئے ہیں - ان پر ایک سفید رنگ کی چکنی مٹی کی پٹی ہے ، جس پر زرد یا سبز رنگ کا روغن ہے - اس قسم کے ظروف امراء کے گھروں میں استعمال ہوتے تھے - بعض اوقات ان ظروف کی آرائش چکنی مٹی کی پٹی پر منقش ہوتی ہے اور یہ منقش حصہ اُبھرا ہوا ہوتا ہے - بسا اوقات نقش و نگار میں نیلے یا بادامی رنگ کا اضافہ ہوتا ہے - ان کی آرائش میں بالعموم عبارتوں ، تمغوں ، بیل بوٹوں ، اور انسانوں اور جانوروں کی تصاویر سے کام لیا جاتا ہے - قاہرہ کے عربی عجائب خانہ میں ایک آفتابہ ہے جس پر شہاب الدین ابن فرجی کا نام منقوش ہے جو ناصرالدین محمد (۱۲۹۳ء—۱۳۴۰ء) کا ایک افسر تھا -

مملوکی طرز کے ظروف پندرھویں صدی میں بھی بدستور بنتے رہے مگر گذشتہ زمانے کے ظروف کے مقابلہ میں ان کے نقش و نگار اور طریق ساخت میں نمایاں انحطاط ظاہر ہوتا ہے -

۱۱ - ترکی کا فن کوزہ گری

ایشیائے کوچک کے اسلامی عہد کی کوزہ گری کے قدیم تر

نمونے وہ ھیں جو عمارات کی زیب و زینت میں استعمال ھوئے ھیں ، اور جن کا زمانہ تیرھویں صدی عیسوی ھے ۔ سلجوقی مملکت کے پایہ تخت قونیہ کی مساجد کی اندرونی اور بیرونی دیواریں روغنی اینٹوں سے آراستہ ھیں جن کا رنگ فیروزی ، نیلا اور سیاہ ھے ۔ ان کے نقش و نگار بالکل ھندسی طرز کے ھیں ۔ اور بیشتر عبارات پر مشتمل ھیں ۔ ان کی زیبائش اور طرز ساخت ایرانی الاصل ھیں ۔ جن کو ایرانی کاریگروں نے ایشیائے کوچک میں رائج کیا تھا ۔

(الف) ایشیائے کوچک کا فن کوزہ گری

چودھویں صدی کے اختتام پر اور خاندان عثمانیہ کے عہد حکومت میں ایشیائے کوچک کے فن کوزہ گری میں ایک نئے باب کا آغاز ھوا چنانچہ بروصہ* جو عثمانی خاندان کے ابتدائی حکمرانوں کا دارالحکومت تھا ، آرٹ کا ایک اھم مرکز بن گیا ۔ ابتدائی دور میں مینا کار یا رنگ برنگی اینٹیں مقبول تھیں ۔ اب ان کی جگہ بیشتر ٹائلوں نے لے لی جو بالعموم مستطیل مگر بعض اوقات شش پہلو ھوتی تھیں ، اور مختلف رنگوں کی مینا کاری یا

---

*بروصہ بحرہ مار مورا کے ساحل کے قریب ایشیائے کوچک کا ایک قدیم تاریخی شہر ھے ، جسے عثمانی خاندان کے دوسرے سلطان اور خان نے ۱۳۲۶ء میں بزنطینی قیصر سے لیا اور اپنا دارالحکومت بنایا ۔ قسطنطیہ کی فتح تک یہی شہر دولت عثمانیہ کا پایہ تخت رھا ۔ اس میں کئی تاریخی عمارات اب تک قائم ھیں جن میں سلطانی مسجد خاص کر قابل ذکر ھے ۔ (مترجم) ۔

Marfat.com

نقاشی سے آراستہ تھیں - چنانچہ پندرھویں صدی کی آرائشی ٹائلوں کے شاندار نمونے مسجد سبز میں دکھائی دیتے ہیں جو ۱۴۲۳ء میں مکمل ہوئی - اس قسم کے ٹائل بروصہ میں سلطان محمد اول کے مقبرہ میں بھی موجود ہیں جو ۱۴۲۱ء میں تعمیر ہوا تھا - ان دونوں عمارتوں میں خوشنما محراب بھی ہیں - مسجد سبز کا مصلی بیل بوٹوں اور گلکاری سے آراستہ ہے جس سے چینی اثر ظاہر ہوتا ہے - اس محراب کو ایرانی کاریگروں نے بنایا تھا - اس کا ثبوت یہ ہے کہ محراب پر صاف لکھا ہے کہ ''یہ تبریز کے استادوں کا کام ہے'' - اس کی رنگ آمیزی سابقہ طرز سے مشابہ ہے مگر اس میں ہلکے نیلے، سبز اور زرد رنگوں کا اضافہ کر دیا گیا ہے - پندرھویں صدی کی ان رنگین مینا کار دیواری ٹائلوں کا ایک نمونہ ہمارے میوزیم میں موجود ہے اور اسے اس کتاب کی تصویر ۱۴۳ میں دکھایا گیا ہے - اس کی زمین نیلی ہے لیکن زرد رنگ کی گوشہ دار محراب کے اندر سفید، اودے اور نیلے رنگ کے بیل بوٹے ہیں اور بالائی حصے میں سفید رنگ کے خطوط ہیں جو ایک دوسرے کو قطع کرتے ہیں -

نیلے اور سفید رنگوں کی نقاشی کا فن بھی جس میں چین منگ* عہد کے چینی ظروف کی نقل کی گئی ہے، ترکی میں رائج

*منگ چین کا ایک حکمران خاندان ہے، جو تاتاریوں کے اخراج کے بعد برسر اقتدار آیا اور جس نے ۱۳۶۸ء سے لے کر ۱۶۴۴ء تک حکومت کی۔ اس کے عہد میں چینی سلطنت تبت سے لے کر کوریا تک پھیلی ہوئی تھی۔ یہ عہد ادبی ترقی اور نفیس چینی برتنوں کی ساخت کے لئے مشہور ہے۔ منگ حکمرانوں کی مخالفت کے باوجود مغربی سلطنتوں نے کانٹن اور مکاؤ میں اپنی تجارتی کوٹھیاں بنالیں (مترجم) -

Marfat.com

تھا - اور مینا کار ٹائلوں کی طرح اسے بھی ایرانی کوزہ گروں نے روشناس کیا تھا - نیلے اور سفید رنگ کی ٹائلوں کے نفیس ترین نمونے جامع سلطان مراد میں ملتے ھیں جو ایڈریانوپل میں ۱۴۳۳ء میں تعمیر ھوئی تھی - اس کی دیواروں کے شش پہلو ٹائل پودوں کی تصویروں سے آراستہ ھیں - اگرچہ اس قسم کی زیب و زینت کو تیموری دور کی ایرانی طرز آرائش سے تحریک ملی تھی ، مگر اس میں قدرے اختراعی جدت بھی پائی جاتی ھے جو عثمانی عہد کے اوائل کا خاصہ ھے -

ٹائلوں پر جو تاریخیں مندرج ھیں ان سے ھمیں سولھویں صدی سے پیشتر کے ترکی ظروف کا زمانہ متعین کرنے میں مدد ملتی ھے - پیالوں ، رکابیوں اور چراغوں کا ایک مجموعہ ھے جو شاندار گلکاری ، کوفی عبارتوں اور چینی وضع کے بادلوں سے آراستہ ھے ، اور جسے ھم پندرھویں صدی سے منسوب کر سکتے ھیں - عثمانی کوزہ گری کے بہترین نمونے برٹش میوزیم ، لوور اور استنبول کے اوقف میوزیم میں محفوظ ھیں - اس طرز کی کوزہ گری کے دو نمونے میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ھیں - ان میں ایک گہرا پیالہ ھے جس میں کھجور کی شاخیں اور سرو کے درخت دکھائی دیتے ھیں - دوسرا پیالہ مجموعۂ آلٹمان (Altman Collection) میں ھے، جو باریک گلکاری سے آراستہ ھے (تصویر ۱۴۴) -

سولھویں اور سترھویں صدی میں ایشیائے کوچک میں

کوزہ گری کا سب سے اہم مرکز ازنیق یعنی نیقیه* (Nicaea)
کا شہر تھا۔ گو دوسرے مرکز بھی جن میں سے ایک
کوتاھیه تھا اس سلسله میں کافی مشہور تھے۔ ازنیق کا فن کوزہ گری
سولھویں صدی کے نصف ثانی میں درجه کمال کو پہنچ چکا تھا۔
کیونکه ترکی کاریگروں نے روغن دار نقاشی میں کامل مہارت حاصل
کر لی تھی۔ اس میں وہ نیلے، سبز اور زرد رنگ استعمال
کرتے تھے، اس کے علاوہ ٹماٹر کی مثل ایک سرخ رنگ کام میں
لاتے تھے، جسے وہ ارمینه کی ایک خاص مٹی سے حاصل کرتے
تھے اور برتنوں اور ٹائلوں پر اس سے گہری لپائی کرتے تھے۔
ازنیق کے ظروف کی ایک دوسری قسم میں آرائش کے لئے نیلا
رنگ استعمال کرتے تھے۔ ان دونوں قسموں کے عمدہ نمونے
ہمارے میوزیم میں موجود ھیں۔ ان کی آرائش میں ایرانی طرز
کی گلکاری سے کام لیا گیا ھے جو ترکی آرٹ کے ساتھ مخصوص ھے۔
اس گلکاری میں لاله، کنول اور گلاب کو مختلف صورتوں میں
پیش کیا گیا ھے۔ استنبول کی عمارات کی ٹائلوں پر جو تاریخیں
منقش ھیں، ان کی بنا پر ہم کہه سکتے ھیں که ازنیق کی
ساخت کے بہترین نمونے سولھویں صدی کے نصف ثانی اور سترھویں صدی
کے نصف اول میں تیار ھوئے تھے۔ سولھویں صدی کی صنعت کا ایک قدیم
نمونه مسجد عمر (القدس) کا ایک چراغ ھے جس پر ۹۵۶ھ کا سن

---

*نیقیه بحرہ مارمورا کے ساحل کے نزدیک ایشیائے کوچک کا ایک
مشہور تاریخی شہر ھے۔ جہاں عیسائیوں کے مذھبی پیشواؤں نے دینی
عقائد معین کرنے کے لئے دو مرتبه مجلس منعقد کی۔ سلطان اور خان
نے بروصه کے ساتھ اسے بھی فتح کر لیا تھا، ترک اسے آجکل ازنیق
کہتے ھیں (مترجم)۔

Marfat.com

مندرج ہے ۔ روغنی اور رنگین ٹائلوں کی خوبصورت آرائش جامع رستم پاشا (۱۵۶۰ء) ، قدیم محل کی حرم سرائے (۱۵۷۴ء) ، سلطان مراد ثالث کے ذاتی کمرے اور دیگر عمارات میں دیکھی جا سکتی ہے ۔ ترکی طرز کے متعدد کوزے اور ٹائل جن میں ایرانی اثر نمایاں ہے ہمارے میوزیم میں موجود ہیں ۔ ٹائلوں کے ایک قطع میں (تصویر ۱۴۵) کھجور کی شاخیں ، گلاب کے چھوٹے چھوٹے پھول انگور کی بیل کے پتے اور گلاب کے شگوفے دکھائی دیتے ہیں ۔ اور اس کا حاشیہ گلکاری اور چینی وضع کے بادلوں سے آراستہ ہے ۔ سولھویں صدی کے نصف ثانی کے دوسرے ٹائلوں میں ترکی طرز کی گلکاری ایرانی طرز پر غالب ہے ۔ ان ٹائلوں کی مدد سے ہم بعض ظروف اور مسجدوں کے چراغوں کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ وہ سولھویں صدی کے نصف ثانی کی ساخت ہیں (تصویر ۱۴۶) ۔ بلحاظ فن اس زمانے کے ظروف اور ٹائل سترھویں صدی کے ظروف سے بہتر اور برتر ہیں ۔ کیونکہ ان کے نقوش کو بڑی احتیاط اور بڑی شان کے ساتھ کھینچا گیا ہے ۔

سولھویں صدی کے مقابلہ میں سترھویں صدی کی ابتداء سے پودوں کی شکلیں زیادہ قدرتی اور فطری وضع کی بننے لگیں ۔ سترھویں صدی کے ٹائل کے عمدہ نمونے استنبول کی جامع سلطان احمد (۱۶۱۴ء) میں دیکھے جا سکتے ہیں ۔ ظروف اور ٹائلوں کی ساخت میں ازنیق کو اب فوقیت حاصل رہی ۔ چنانچہ سلطان احمد کے عہد میں (۱۶۰۳ء—۱۶۱۷ء) وہاں کوزہ گری کے تین سو کارخانے تھے ۔ یہاں اور بیرونی ملکوں کے عجائب خانوں میں جو بہت سے

Marfat.com

ابریق ، رکابیاں اور مساجد کے چراغ محفوظ ہیں ، ان کو سترھویں صدی سے منسوب کرنا چاہئیے - ان میں سے بہترین نمونے سترھویں صدی کے نصف اول کی ساخت ہیں (تصویر ۱۴۷) مگر جو ظروف بعد ازاں تیار ہوئے ، ان کا نقشہ اور نقاشی دونوں کمتر درجے کے ہیں -

ترکی میں کوزہ گری کا فن اٹھارویں صدی میں بھی جاری رہا مگر نقشہ اور ساخت دونوں میں انحطاط کے آثار نمایاں ہیں - رنگوں کی شوخی جاتی رہی اور سرخ رنگ ٹماٹر نما ہونے کی بجائے بادامی مائل ہو گیا -

اناطولیہ کے شہر کوتاھیہ کو اٹھارویں صدی کے پیالوں ، قہوہ کے برتنوں اور رکابیوں کی ساخت کا مرکز کہا جاتا ہے - ان پر گلکاری ہے اور بعض میں انسانی تصاویر ہیں ، جیسا کہ مجموعۂ کلکیان (Kelekian Collection) کے ایک ظرف سے ظاہر ہے جس کی ساخت ۱۷۱۹ء کی ہے - ان کا ڈیزائن یعنی نقشہ بالعموم بھدا ہے ، اور شوخ رنگوں میں زرد رنگ خاص طور پر نمایاں ہے - بعض ظروف کی عبارتیں ارمنی زبان میں ہیں ، اور گمان غالب یہ ہے کہ ان کے بنانے والے کوتاھیہ کے ارمنی کوزہ گر تھے -

(ب) شام کا فن کوزہ گری

(سولھویں سے اٹھارویں صدی تک)

سولھویں اور سترھویں صدی کے ترکی ظروف میں ایک قسم

یسی بھی ہے جن کی نقاشی میں ٹماٹر نما سرخ رنگ کی جگہ یشیائے کوچک کے ظروف کے ساتھ مخصوص تھا ، ارغوانی رنگ ستعمال کیا گیا ہے ۔ ان کے نقش و نگار بالعموم ایشائے کوچک کے ظروف سے مشابہ ہیں ۔ مگر ان کی ساخت اکثر اوقات زیادہ خوبصورت اور شاندار ہے ۔ ان ظروف کو جن میں ارغوانی رنگ استعمال ہوا ہے ، بعض مبصرین نے دمشق سے اور بعض نے اناطولیہ سے منسوب کیا ہے ۔

ان کو دمشق کی طرف ان نفیس ٹائلوں کی بناء پر منسوب کیا جاتا ہے جو دمشق کی ان مساجد میں استعمال ہوئی ہیں جن کا مانۂ تعمیر ہمیں معلوم ہے ۔ علاوہ ازیں کچھ دیگر اشیاء بھی کھدائی کے بعد دریافت ہوئی ہیں ، جن کے دیکھنے سے کوئی شبہ س امر میں باقی نہیں رہ جاتا کہ یہ ٹائل ایشیائے کوچک سے رآمد نہیں کئے گئے تھے بلکہ مقامی ساخت کے تھے ۔ اہل شام کے ہاں کوزہ گری کا فن رومی عہد سے چلا آتا تھا ، چنانچہ ملوکی عہد میں وہاں اچھے نفیس ظروف تیار ہوتے تھے ۔ دمشقی ساخت کے ظروف کے ایک نادر مجموعہ کی خصوصیت یہ ہے کہ ن کا نقشہ غیر معمولی طور پر نفیس اور شاندار ہے ، اور وہ ے بڑے پھولوں سے مزین ہیں ۔ عجائب خانہ لوور (Louvre) یں ایک ظرف ہے جو پہلے مجموعہ کوئشلن (Koechlin Collection) ں تھا ۔ اس میں گلکاری کے ساتھ ساتھ ایک مور کی تصویر بنی ہوئی ے حالانکہ اس سے پہلے اناطولیہ کے ظروف میں مور کا کہیں م و نشان نہیں ملتا ۔ مگر پندرھویں صدی کے شامی ظروف میں مور تصویر مقبول تھی اور اس کی یہ مقبولیت عثمانی دور میں بھی ور قائم رہی ۔

Marfat.com

ہمارے عجائب خانہ میں سولھویں اور سترھویں صدی کے بہت سے شامی ٹائل ھیں مگر ظروف چند ھی ھیں ۔ ان میں سے ایک مجموعہ آلٹمان (Altman Collection) میں ھے (تصویر ۱۴۸) ۔ اسی مجموعہ میں مسجد کا ایک گلوب ھے جس پر بیل بوٹے ، گلاب کے پھول اور چینی وضع کے بادل نیلے ، سبز ، سیاہ اور اودے رنگوں میں بنے ھوئے ھیں ۔ سولھویں صدی کے نصف ثانی کے چند دیگر ٹائل بھی ھیں (تصویر ۱۴۹) جو پھولوں کے ھار کے علاوہ لالہ ، سنبل اور انار کی تصاویر سے مزین ھیں ۔

ایشیائے کوچک کی طرح شام میں بھی سترھویں صدی کے کاریگر طرز آرائش کے معاملہ میں پیشتر کی نسبت زیادہ آزاد ھوگئے ۔ اٹھارویں صدی میں قدیمی رنگ آمیزی جاری رھی مگر نقشہ کشی پہلے کی نسبت ناقص ھو گئی ۔ اس دور کی صنعت کا ایک نمونہ ھمارے میوزیم میں ھے ۔ یہ ٹائلوں کا ایک مجموعہ ھے جس پر ۱۱۵۰ ھ مندرج ھے اور اس تاریخ کے علاوہ اللہ ، محمد اور خلفاء اربعہ کے نام منقوش ھیں ۔

۱۴ ۔ اندلس کی کوزہ گری

اندلس کی کوزہ گری کے قدیم ترین نمونے وہ ھیں جو قرطبہ کے قریب مدینۃ الزھرا * کے محلات کی کھدائی سے دستیاب ھوئے

* مدینۃ الزھرا کو اندلس کے اموی خلیفہ عبدالرحمان ثالث (الناصر الدین اللہ) نے آباد کیا تھا ، جس کا عہد حکومت ۹۱۲ء سے لے کر ۹۶۱ء تک ھے (مترجم) ۔

Marfat.com

ھیں - انھیں بیشتر قرطبہ ھی کے مقامی کاریگروں نے بنایا تھا اور ان کو دسویں صدی کے نصف ثانی سے منسوب کیا جا سکتا ہے ۔ ان کی آرائشی نقاشی پرندوں ، پھولوں اور عبارتوں پر مشتمل ہے ، جن کے لئے سبز ، نیلا اور سیاھی مائل بادامی رنگ کام میں لایا گیا ہے - مجلا ظروف کے جو ٹکڑے مدینہ الزھرا سے ھاتھ آئے ھیں اور جو سامرا کے علاوہ عراق اور ایران کے دوسرے مقامات سے تعلق رکھتے ھیں ، غالباً باھر سے درآمد کئے گئے تھے ۔

گیارھویں سے تیرھویں صدی تک کے اندلسی ساخت کے گلی ظروف کے متعلق ھماری معلومات بہت کم ھیں - مگر ھمارا گمان یہی ہے کہ منقش اور مجلا کوزہ گری کا فن اس دور میں بھی جاری رھا - یہ بات ان ٹکڑوں سے ثابت ہے جو مختلف مقامات سے ملے ھیں - اندلس کے عرب کاریگر کنوؤں کے منڈیر اور پانی کے مٹکے تیار کیا کرتے تھے ، جو نقاشی سے یا سانچوں میں ڈھلی ھوئی آرائش سے مزین ھوتے تھے - اس قسم کے ظروف یا تو بالکل سادہ ھوتے تھے یا ان پر سبز رنگ کا روغن ھوتا تھا - اس کی ایک قدیم مثال کوئیں کی ایک منڈیر ہے جو اشبیلیہ سے حاصل ھوئی ہے اور جس پر ۴۳۰ ھجری مندرج ہے اور آج کل میڈرڈ کے عجائب خانہ آثار قدیمہ میں محفوظ ہے - پانی کا ایک بڑا سادہ مٹکا میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ہے - جو سیدھے اور لہراتے ھوئے ابھرتے ھوئے خطوط اور ھندسی اشکال سے آراستہ ہے - اور جس کا زمانۂ ساخت تقریباً تیرھویں صدی ہے ۔

بلنسیہ کے نزدیک ایک مقام بطرنہ (Paterna) ہے ، جو

Marfat.com

تیرھویں اور چودھویں صدی میں اندلس کی کوزہ گری کا ایک اہم مرکز تھا ۔ جو اشیاء وھاں سے دریافت ہوئی ھیں وہ مختلف قسموں کی ھیں ، مگر ان کا سب سے عمدہ نمونہ وہ ھے جس کی نقاشی سبز یا بادامی یا نیلے رنگ سے کی گئی ھے اور جس کی زمین سفید ھے ۔ بطرنہ کے ظروف بیشتر جانوروں ، پرندوں اور انسانی شکلوں سے آراستہ ھیں ۔ چودھویں صدی کی بطرنہ کی ایک رکابی ھمارے میوزیم مجموعۂ ھیومائر میں موجود ھے ۔ اس کے نقشہ مین چند ایک فیتے ھیں جن کے اندر ڈھالیں اور صلیبیں دکھائی دیتی ھیں ۔

چودھویں صدی میں مالقہ* اور غرناطہ کے کوزہ گر ٹائلوں اور بڑے بڑے پیالوں اور گلدانوں کے بنانے اور ان کو سنہرے یا نیلے رنگ سے مجلا کرنے میں یدطولیٰ رکھتے تھے ۔ ان ظروف میں سب سے زیادہ مشہور الحمراء کے بیضوی شکل کے بڑے بڑے گلدان ھیں جن کا زمانہ ساخت چودھویں صدی ھے ۔ ان کی آرائش میں بیل بوٹوں ، عربی عبارتوں اور جانوروں کی تصویروں سے کام لیا گیا ھے جس کی مثال غرناطہ کے قصر الحمراء کا ایک مشہور گلدان ھے ۔ ماھرین کا خیال ھے کہ وہ گلدان جن پر مجلا سنہری رنگ ھے صرف مالقہ میں بنتے تھے لیکن وہ ظروف جن کی آرائش سنہرے اور نیلے رنگوں سے ھوتی تھی ، ان کے بنانے والے غرناطہ کے عرب کوزہ گر تھے ۔

---

* مالقہ بحر روم کے ساحل پر جنوبی سپین کا ایک تاریخی شہر ھے جو اسلامی عہد میں بڑی رونق پر رہا اور جس کی خاک سے بہت سے علما اٹھے ۔ آج کل بھی اپنی زراعتی پیداوار اور تجارت کے لئے مشہور ھے (مترجم)

Marfat.com

چودھویں سے سولھویں صدی تک اندلس کی کوزہ گری کا مرکز مانی سس (Manises) کا شہر تھا جو صوبۂ بلنسیہ میں واقع تھا ۔ اور جہاں رکابیاں اور گلدان وغیرہ مجلا ظروف تیار ہوتے تھے ۔

مجلا ظروف کی ایک خاص قسم ہے جس کا زمانہ پندرھویں صدی کی ابتداء ہے اور جس میں مالقہ کے طرز کو قائم رکھا گیا ہے ۔ ان کی آرائش میں بیل بوٹوں ، کھجور کی شاخوں ، باداملی اور نیلے رنگ کے خطوط اور عربی عبارتوں سے کام لیا گیا ہے (تصویر ۱۸۰) ۔ ہمارے میوزیم کے مجموعۂ مور میں ایک رکابی ہے جس میں مجلا سنہری رنگ میں گلاب کے چھوٹے چھوٹے پھول بنے ہوئے ہیں اور ان کے ارد گرد نیلے رنگ کے فیتے ہیں ۔ اس اندلسی طرز آرائش کے ساتھ ہسپانیہ کے عیسائی خاندانوں کے خاص علامات اور نشانات کا اضافہ ہے ۔ اس کا نمونہ اس رکابی میں نظر آتا ہے جو نیویارک کی ہسپانک سوسائٹی (Hispanic Society) کے مجموعہ میں موجود ہے ۔

پندرھویں صدی کے نصف اول میں قوطی عناصر بلنسیہ کے مجلا ظروف کے نقش و نگار میں بتدریج رائج ہوئے ، ایک مقبول عام نقشہ یہ تھا کہ نقطہ دار زمین پر گلاب کے شگوفے بناتے تھے ، اور ان پر خوبصورت پرندوں کی شکلیں کھینچتے تھے اور نیلی روشنائی میں قوطی عبارتیں لکھتے تھے (دیکھئے تصویر ۱۸۱) ۔

جرمن مصنف کینل (Kuhnel) کا یہ خیال ہے کہ وہ مجلا رکابیاں اور پیالے جن پر بڑے قد کے شیروں اور پرندوں کی شکلیں بنی ہوئی ہیں اور جن کی زمین میں بیل بوٹے اور کھجور کے پودے دکھائی دیتے ہیں ، ۱۳۵۰ء اور ۱۳۶۸ء کے درمیان بنائے گئے تھے ۔

Marfat.com

اس قسم کے پودے مجلا رکابیوں کی پشت پر بھی منقش نظر آتے ہیں ۔

پندرھویں صدی کے نصف ثانی میں مجلا رکابیوں اور گلدانوں پر قوطی طرز کی انگور کی بیلوں سے آرائش کی جاتی تھی ، اور ان کی نقاشی میں نیلے اور سنہرے رنگوں سے کام لیا جاتا تھا ۔ مگر اس صدی کے اختتام تک یہ طرز آرائش محض رسمی سا ہو کر رہ گیا ۔ ان بیلوں کے ساتھ بالعموم امراء کے خاندانی نشانات اور علامات کو بھی شامل کر دیا جاتا تھا ۔ چنانچہ ہمارے میوزیم میں ایک رکابی ہے جس میں شہر فلورنس کے میدیچی خاندان کی خاص علامت منقوش ہے (تصویر ۱۵۲) ۔

سولھویں صدی میں شہر مانی سس کی کوزہ گری کی صنعت رفتہ رفتہ عیسائیوں کے ہاتھ میں منتقل ہو گئی اور پندرھویں صدی کے نقش و نگار ایسے گنجان اور بھدے ہوگئے کہ ان کا عربی طرز آرائش سے کوئی واسطہ نہ رہا ۔

Marfat.com

باب یازدھم

شیشہ اور بلور کے ظروف

۱ - ابتدائی اسلامی دور کے شیشہ کے ظروف

(مصر ، شام ، عراق اور ایران)

رومی عہد ھی سے مشرق قریب کے ممالک خصوصاً شام اور مصر شیشے کے خوبصورت ظروف کے لئے بہت مشہور چلے آ رہے تھے - چنانچہ اسلامی دور میں شیشہ کی آرائش کے وہ مختلف فنون مشرق قریب کے سب اسلامی صوبوں میں جاری رہے ، جو عہد قدیم سے وھاں مروج تھے - اوائل اسلام کی شیشہ سازی کے بارے میں ھماری معلومات بیشتر ان ظروف کی مرھون منت ھیں ، جو مصر ، شام اور عراق سے دستیاب ھوئے ھیں - ان سے پتہ چلتا ھے کہ اس وقت بھی اسی ساسانی اسلوب کی تقلید ھو رھی تھی جو مدائن اور کش سے ملنے والے ظروف میں پایا جاتا ھے - ابھی تک

Marfat.com

ہمیں اسلامی دور کی ایرانی شیشہ گری کے متعلق بہت کم علم ہے ۔ اس وقت ہمارے پاس جو مواد موجود ہے وہ مختلف مقامات مثلاً سوسہ ، رے ، گورگان اور نیشا پور سے ہاتھ آیا ہے ۔ آخرالذکر مقام پر کھدائی میٹروپالیٹن میوزیم کے اہتمام سے ہوئی تھی ۔ ان ظروف کی وضع قطع اور ان کا طریق ساخت وہی ہے جو دوسرے صوبوں کی اشیاء میں نظر آتا ہے ۔

اوائل عہد اسلامی کے ظروف میں صراحیاں ، گلدان اور پیالے شامل ہیں جو گھریلو ضروریات کے پیش نظر تیار کئے جاتے تھے ۔ ان میں اکثر تیل اور عطر ڈالا جاتا تھا ۔ شکل اور حجم کے اعتبار سے ان ظروف میں اتنا اختلاف ہے کہ ان کی تمام اقسام کا شمار کرنا ممکن نہیں ۔ آٹھویں اور نویں صدی کے اکثر ظروف آرائش سے خالی ہیں ۔ باقی ظروف کی آراستگی میں مختلف طریقوں سے کام لیا گیا ہے ۔ یہ آرائش عام طور پر موٹی موٹی دھاریوں ، شہد کے چھتوں یا دوسرے نمونوں پر مشتمل ہے ، جن میں عبارات بھی شامل ہیں ۔ موخرالذکر کے ذیل میں وہ پیالے اور ناشپاتی کی شکل کے قرابے آتے ہیں جو مصر ، شام، عراق اور ایران سے دستیاب ہوئے ہیں ۔ میٹروپالیٹن میوزیم میں اس قسم کا ایک چھوٹا سا قرابہ ہے جس کی آرائش کوفی عبارات اور ابھرواں قرص نما اشکال کی دو پٹیوں سے کی گئی ہے ۔ اس کا جوف سانچے کے ذریعے سے دو حصوں میں تیار ہوا تھا ۔ یہ طریق ساخت عہد اسلامی کے اوائل میں رائج تھا ، اس کی وضع قطع ، نیز عبارات کے خط کی بناء پر اس کی تاریخ ساخت آٹھویں یا نویں صدی قرار دی جا سکتی ہے ۔ اس کی شکل رومی ظروف سے ملتی جلتی ہے جن کو

Marfat.com

صیداوی* بھی کہا جاتا ہے ۔ یہ غالباً شام میں تیار ہوا تھا ۔

قدیم اسلامی ظروف کی ایک قسم وہ ہے جس کی آرائش ٹھپے کے ذریعے بنائی گئی ہے ۔ یہ آرائش بالعموم گول تمغا نما دائروں سے عبارت ہے جن میں قرص نما شکلیں ، جانوروں کی تصویریں اور کوفی عبارتیں نظر آتی ہیں ۔ بعض ظروف میں آرائشی نقشہ ٹھپے سے یا کسی آہنی اوزار کے ذریعے بنایا گیا ہے ۔ یہ طریقہ عہد اسلامی کی ایجاد معلوم ہوتا ہے اور بیشتر مصر سے دستیاب ہونے والے ظروف میں پایا جاتا ہے ۔ آرائش میں بالعموم هندسی اشکال سے کام لیا گیا ہے لیکن کہیں کہیں پرندوں کی تصویریں بھی بنی ہوئی ہیں ۔

رومیوں کے عہد سے شیشہ کے آرائشی ظروف پر دائرے اور باریک دھاریاں بنانے کا رواج چلا آ رہا تھا اور یہ فن شام میں بالخصوص مقبول تھا ۔ ان باریک دھاریوں سے لہریا یا مدور یا نقطہ دار اشکال بنائی جاتی تھیں ۔ جب ظرف نیلے رنگ کا ہوتا تو یہ دھاریاں سفید ہوتی تھیں جیسا کہ ہمارے میوزیم کی ایک صراحی سے ظاہر ہوتا ہے ۔ ایسی آرائش والے برتن جن کے کئی نمونے میٹروپالیٹن میوزیم میں محفوظ ہیں ، جانوروں کی شکل کے بنے ہوئے ہیں ۔ یہ جانور شاید اونٹ ہیں جن پر ٹوکریاں لدی ہوئی ہیں ۔ یہ ظروف عموماً شام سے آتے ہیں اور ان

* صیداوی منسوب ہے صیدا (Siclon) کی طرف جو ساحل شام پر ایک قدیم تجارتی شہر ہے ۔ کسی زمانے میں یہ شہر فنیقیہ والوں کا ایک مرکز تھا (مترجم) ۔

کا تعلق اسلام سے پہلے یا بعد کے زمانے سے ہے ۔ اسی طرح جن برتنوں پر قرص بنے ہوئے ہیں وہ بھی ظہور اسلام سے پہلے کے ہیں یا ابتدائی اسلامی دور کے ہیں ۔ اس کی مثال برلن میوزیم کا وہ پیالہ ہے جو کوفی عبارات اور ساسانی طرز کے آرائشی نمونے سے آراستہ ہے ۔

صراحیوں اور پیالوں کا ایک اور دلچسپ مجموعہ ہے ، جو بیشتر نیلے رنگ کا ہے اور سفید دھاریوں سے آراستہ ہے ۔ ان ظروف کے بنانے کا طریقہ یہ تھا کہ برتن ابھی گرم ہی ہوتا تھا کہ ایک کنگھی نما اوزار سے اس پر دھاریاں بنالی جاتی تھیں اور اس طرح سے مختلف نقشے مثلاً مچھلی کے کانٹوں جیسی شکلیں کھینچ لی جاتی تھیں ۔ اس قسم کے اسلامی ظروف کو بسا اوقات غلطی سے رومی سمجھا جاتا ہے ۔ اسلامی ظروف کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کی دیواریں موٹی ہوتی ہیں اور وہ بیشتر ارغوانی رنگ کے ہوتے ہیں اور ان کی سفید دھاریاں کافی گہری ہوتی ہیں ۔

قدیم زمانے کی ایک اور یادگار صنعت حکاکی یا کٹائی کی ہے ۔ یہ کام دستی بھی ہوتا تھا اور اس میں چرخی سے بھی کام لیا جاتا تھا ۔ مصر اور شام کی بعض شیشے کی صراحیوں اور ابریقوں کی حکاکی مقابلۃً سادہ ہے اور آفقی یا لہریا دھاریوں پر مشتمل ہے ۔ اس قسم کے مصری ظروف کے دو نمونے میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ہیں ۔ سامرا اور ایران سے دستیاب ہونے والے نویں صدی کے بعض ظروف میں حکاکی کے ذریعے اعلیٰ درجے کی آرائش نظر آتی ہے ۔ نیشا پور میں میٹروپالیٹن میوزیم کے اہتمام

سے کھدائی ہوئی ہے ۔ اس سے جو ظروف برآمد ہوئے ہیں ، ان میں ایک نیلے قاب کا ٹکڑا قابل ذکر ہے ، جس پر انگور کی بیل اور خانوں کے اندر ہندسی اشکال سے آرائش کی گئی ہے ۔ نویں اور دسویں صدی کے شیشے کے دیگر ظروف میں آبخورے ، قرابے اور ابریق بھی شامل ہیں جن کی آراستگی کٹائی سے ہوئی ہے ۔ میٹروپالیٹن میوزیم کے نفیس ترین ظروف میں ایک ابریق ہے ، جس پر تین تمغا نما دائرے بنے ہوئے ہیں اور ان کے اندر پرندوں اور جانوروں کی تصویریں ہیں ، جن کو ہندسی اشکال ایک دوسرے سے جدا کرتی ہیں ۔ نیشا پور کی کھدائی سے شیشہ کے جو ڈلے ملے ہیں ، ان سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو گئی ہے کہ نیشا پور میں شیشہ بنتا تھا ۔

نویں صدی کے شیشہ کے ظروف کے ایک مجموعہ میں چند چھوٹی چھوٹی لیکن موٹی دیوار والی عطردانیاں شامل ہیں ، جو بیشتر منشوری شکل کی ہیں اور ان میں اُفقی اور عمودی جھریاں کاٹ کر انہیں دندانہ دار صورت دے دی گئی ہے ۔ یہ شیشہ میں سیسہ ملا کر بنائی جاتی ہیں ، نیلے یا سبز رنگ کی ہوتی ہیں اور تمام اسلامی ملکوں میں پائی جاتی ہیں ۔ اس قسم کی دو شیشیاں ہمارے میوزیم میں محفوظ ہیں ۔ یہ نیشاپور کی کھدائی میں دستیاب ہوئی تھیں اور ایرانی ساخت کی ہیں ۔ اس قسم کی عطردانیاں بلور سے بنائی جاتی تھیں جس کے کئی نمونے ہمارے سامنے موجود ہیں ۔

ایران اور عراق کے ابتدائی اسلامی دور کے متعدد ظروف میں چرخی کے ذریعے کٹائی کر کے جو آرائش کی گئی ہے ، وہ

Marfat.com

ابھروان ٹکیوں یا گہرے تمغا نما دائروں سے عبارت ہے - یہ
اشکال ایک دوسرے کے قریب قریب واقع ہیں ، جس سے شہد
کے چھتے کا نقشہ بن گیا ہے - بعض ایرانی ظروف مثلاً کروی
برتنوں میں ابھروان اور گہری اشکال آپس میں ملی جلی نظر
آتی ہیں - اس طرح کی کٹائی والی آرائش کی مثال ہمیں بلوری ظروف
میں بھی ملتی ہے - یہ ساسانی عہد میں بالخصوص بہت مقبول تھی
اور اس کے نمونے میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ہیں - جو عراق
کے مختلف ساسانی شہروں خصوصاً المدائن* کی کھدائی سے دستیاب
ہوئے ہیں - ہمارے میوزیم میں چرخی والی کٹائی کی آرائش کا
نمونہ ایک کروی شکل کی صراحی کی صورت میں محفوظ ہے - یہ
صراحی دسویں صدی کے لگ بھگ کی بنی ہوئی ہے اور رے سے
برآمد ہوئی تھی - اس پر بیضوی شکل کے قرصوں کی دو قطاریں
دکھائی دیتی ہیں -

اسلامی دور کے اوائل میں چرخی کی کٹائی والے شیشے
مذکورہ بالا سادہ آرائش تک محدود نہ تھے - بلکہ مصر ، عراق
ایران اور بالخصوص گورگان سے جو ظروف ملے ہیں ، وہ بھی
ابھری ہوئی گلکاری اور جانوروں کی تصویروں سے آراستہ ہیں -
اسی طرح سامرا سے بلور جیسے شفاف کے بنے ہوئے ظروف
کے ٹکڑے برآمد ہوئے ہیں - عباسی دور کے ان ٹکڑوں کو
بقول لام (Lamm) عراق اور غالباً بغداد کی ساخت قرار

* المدائن جس کو یونانی مورخین نے (Ctesiphon) لکھا ہے
ساسانی عہد میں ایرانی سلطنت کا دارالحکومت تھا - عربوں نے اسے ۱۶ھ میں
حضرت سعد بن ابی وقاص کی قیادت میں فتح کیا - سیاسی انقلاب کی وجہ سے
یہ شہر بالآخر ویران ہو گیا (مترجم) -

چاہئے - جو اس زمانے میں شیشہ کی کٹائی کی صنعت کے لئے مشہور تھا - ان ٹکڑوں کو فاطمی دور کے بلوری اور ''کٹ گلاس،، (Cut glass) ظروف کا پیشرو کہا جا سکتا ہے جن پر سطور ذیل میں بحث کی گئی ہے - ابتدائی اسلامی دور کے کٹائی والے شیشہ کے ظروف میں اور خصوصاً ان میں جو مصر سے ملے ہیں ' ابھرے ہوئے آرائشی نقوش بنائے گئے ہیں - اس کا ایک نمونہ قاہرہ کے متحف اسلامی میں ایک شکستہ پیالے کی صورت میں پایا جاتا ہے - جو ۹۰۰ھ کے لگ بھگ کا ہے - اس کے حاشیہ میں بکریوں کی تصویریں ہیں اور نیلے رنگ میں اورکوفی خط میں عبارتیں لکھی ہیں -

۲ - فاطمی دور کی شیشہ گری اور بلور سازی

(دسویں سے بارھویں صدی تک)

فاطمی دور میں * مصر کی ، اور کسی حد تک شام کی ، شیشہ گری بھی کمال کے ایک اعلیٰ درجے پر پہنچ چکی تھی - مصری صنعت کے بڑے بڑے مرکز فسطاط ، فیوم اور اسکندریہ

* فاطمی خاندان مصر پر ۳۵۸ھ سے ۵۶۷ھ تک حکمران رہا - ان کا عہد مصر کے لئے امن اور خوشحالی کا زمانہ ہے - صنعت و حرفت اور تجارت کا بازار گرم رہا - اور فاطمی حکمرانوں کی سرپرستی کی بدولت علوم و فنون نے بڑی ترقی پائی - قاہرہ تہذیب و تمدن کا ایک بڑا مرکز بن گیا اور دارلخلافہ بغداد کی ھمسری کرنے لگا (مترجم) -

تھے - اسکندریہ رومی صنعت کا بھی سب سے بڑا مرکز رہ چکا تھا - معلوم ہوتا ہے کہ فاطمی دور میں سب سے بڑا مرکز فسطاط تھا اور طولونی عہد کے فنون یہیں درجۂ کمال کو پہنچے تھے - نفیس ترین ظروف فاطمی حکمرانوں اور ان کے امراء کے لئے تیار ہوتے تھے ، جن کے دربار کی شان و شوکت مشہور زمانہ تھی - فاطمی دور کے ظروف کی آرائش یا تو قدیم نمونوں پر مبنی تھی ، یا اس عہد کے ہنروروں کی اختراع تھی - اس عہد سے دو نہایت خوبصورت صراحیاں منسوب کی جاسکتی ہیں ، جن کی آرائش سانچے سے بنائی گئی ہے - ایک صراحی بادام نما دائروں سے آراستہ ہے ، اور دوسری کا جوف کروی ہے اور اس کی گردن سیدھی اور لمبی ہے (تصویر ۱۰۳) - اور اس میں کئی فنی خصوصیات پائی جاتی ہیں - اس کا تعلق ابتدائے عہد اسلام کی صراحیوں کے اس مجموعہ سے ہے جو سانچے کے ذریعے دو علیحدہ حصوں میں تیار کی جاتی تھیں - زیریں حصّہ بے رنگ ہوتا تھا اور بالائی حصہ جس میں گردن بھی شامل ہے نیلے رنگ کا - صراحی کا بڑا حصہ تمغا نما دائروں سے مزین ہے جن میں بھاگتے ہوئے جانوروں کی تصویریں بنائی گئی ہیں - نیویارک میں مسز ڈبلیو - ایچ - مور (Mrs. W . H . Moore) کے مجموعہ میں بھی اسی قسم کی ایک دو رنگی صراحی موجود ہے -

اوائل عہد اسلامی کی شیشہ گری کی تمام اقسام جن کا ذکر اوپر ہوا فاطمی دور میں تیار ہوتی رہیں - اور ابھروان اور گہری دونوں طرح کی آرائش کے شیشے کے ظروف مصر اور شام میں بھی بنائے جاتے تھے - نیلی دھاریوں والے بعض آبخورے بھی اسی دو

سے تعلق رکھتے ہیں ۔ علاوہ بریں سبز رنگ والے شیشہ کے ظروف بھی اس زمرہ میں شامل ہیں ۔ ان میں سے بعض کی شکل پرندوں کی سی ہے ۔ اس قسم کا ایک برتن رے ونفیلڈ سمتھ (Ray Winfield Smith) نے ہمارے میوزیم کو مستعار دے رکھا ہے ۔

مصر اور شام کے فاطمی دور کے شیشہ گروں کا ایک عظیم الشان کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے شیشہ کے ظروف کو مجلا نقاشی اور رنگین میناکاری سے مزین کیا ۔ بدقسمتی سے اسی قسم کے ظروف کے نمونے اب زیادہ تر ٹکڑوں کی صورت میں نظر آتے ہیں ۔ گو قاہرہ کے متحف فنون اسلامی ، برٹش میوزیم اور برلن میوزیم میں متعدد کم و بیش سالم ظروف بھی موجود ہیں ۔ ان چھوٹے چھوٹے پیالوں اور صراحیوں کا رنگ سبزی مائل ہے ، اور وہ بادامی رنگ کے بیل بوٹوں اور ہندسی اشکال سے آراستہ ہیں اور بعض ظروف پر خط کوفی میں نقرئی عبارتیں ہیں ۔

دسویں سے بارھویں صدی تک مصری شیشہ سازوں نے مجلا ظروف کے لئے دیگر رنگ بھی استعمال کئے مثلاً طلائی اور سرخ اور دیگر رنگ جو گلی برتنوں میں برتے جاتے تھے ۔ بعض ظروف میں کئی رنگ ملے جلے ہیں اور آرائش ان کے دونوں رخوں پر منقش ہے ۔ دیگر ظروف کی نقاشی رنگین میناکاری کی مثل ہے اور اس کے ساتھ ساتھ طلائی اور نقرئی جلد کاری بھی ہے ۔ میٹروپالیٹن میوزیم میں اس قسم کے تین برتن موجود ہیں ۔ ان کا رنگ سبزی مائل ہے مگر ان کی پشت پر سرخی مائل بھورے

رنگ کا پلستر ہے ۔ اور آرائش نارنجی اور بادامی رنگوں میں ہے اور جلد طلائی اور نقرئی ہے ۔ بسا اوقات آن میں شیشہ کی لئی سے خوبصورتی پیدا کی جاتی تھی جس کا رنگ اکثر فیروزی ہوتا تھا ۔ اس قسم کے ظروف کی آرائش مجلا ہے یا قدیم گلکار برتنوں کی نقل ہے ۔ اس طرح کا ایک ٹکڑا ہمارے میوزیم میں ہے جس پر قرمزی ، سبز ، زرد اور سفید رنگ کے نقطے پڑے ہوئے ہیں ۔ اور چھوٹے چھوٹے ورقوں سے طلا کاری کی ہوئی ہے ۔ فاطمی دور کے شیشہ ساز اصلی طلائی نقاشی سے بھی واقف تھے ، جس کا ثبوت متعدد اشیاء سے ملتا ہے جو فسطاط سے برآمد ہوئی ہیں ۔ اکثر برتنوں میں طلائی ورق کام میں نہیں لائے گئے بلکہ ان کی نقاشی سیال سونے سے کی گئی ہے ۔ اور اس کی جزئیات سوئی سے اجاگر کی گئی ہیں ۔ برٹش میوزیم میں صراحی کا ایک ٹکڑا ہے جو رقاصاؤں ، درختوں ، اور پرندوں کی تصاویر سے آراستہ ہے اور یہ تصاویر سونے کے پانی سے بنائی گئی ہیں اور فاطمی عہد کے فن کی مظہر ہیں ۔ یہ صراحی غالباً بارھویں صدی کی ساخت ہے ۔ اس پر خط نسخ میں ایک عبارت بھی لکھی ہے ، لیکن یہ اتنی ادھوری ہے کہ اس سے یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ یہ کس سلطان کے عہد کی ہے مگر لام (Lamm) نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اسے عماد الدین زنگی ثانی کے لئے بنایا گیا ہوگا جو سنجار کا اور کچھ عرصہ کے لئے حلب کا حاکم رہا تھا (۱۱۷۱ء تا ۱۱۹۷ء) ۔

فاطمی عہد کے شیشہ سازوں نے شیشہ کے ظروف کو کٹائی کے ذریعے آراستہ کرنے کے فن کو درجۂ کمال تک پہنچا دیا تھا ۔ آن کی کٹائی اور آرائش کا سلوب بلور کی ان اشیاء سے بھی

Marfat.com

مشابہ ہے جو فاطمی حکمرانوں کو بے حد پسند تھیں ۔ مقریزی نے فاطمی حکمران مستنصر کے خزانوں کی تباہی کے سلسلہ میں سادہ اور مزین دونوں قسموں کے بلوریں ظروف کا ذکر کیا ہے ، چنانچہ مختلف جسامت کے بہت سے نفیس ظروف یورپ کے درباروں اور گرجاؤں کے قبضہ میں آ گئے تھے اور بہت قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے ۔ بلور کے سب سے زیادہ خوبصورت ظروف ویانا کے عجائب خانہ ، وینس کے سینٹ مارک کے گرجا ، لنڈن کے وکٹوریہ اینڈ البرٹ میوزیم ، فلورنس کے پلازو پتی اور پیرس کے عجائب خانہ لوور میں پائے جاتے ہیں ۔ متعدد ظروف پر فاطمی خلفاء کے نام کھدے ہوئے ہیں ۔ مثلاً سینٹ مارک کے گرجا میں ایک ناشپاتی شکل کا ابریق ہے ، جس پر العزیز (۹۷۶—۹۹۶ء) کا نام منقوش ہے ۔ یہ ابریق جس میں دو شیر بیٹھے ہوئے دکھائی دیتے ہیں ، بیحد خوبصورت ہے اور کمال فن کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے ۔ اس کی تمام آرائش کٹائی کے ذریعے کی گئی ہے ۔ فاطمی عہد کے بلوریں ظروف کی آرائش کے لئے بیل بوٹوں کے علاوہ جانوروں اور پرندوں کی تصویریں بہت مقبول تھیں ۔ ہمارے میوزیم میں اس قسم کی تین چھوٹی بوتلیں ہیں ، جو غالباً عطر رکھنے کے کام آتی تھیں اور جو مسٹر جارج پراٹ کا عطیہ ہیں ۔ ایک کی شکل دل کی مانند ہے (تصویر ۱۸۴) اور اس پر بیل بوٹے منقوش ہیں ۔ دیگر بوتلوں کی شکلیں لمبوتری ہیں اور ان پر خط کوفی میں عبارتیں ہیں ، جن میں مالک کے لئے خیر و برکت کی دعاء کی گئی ہے ۔

فاطمی عہد کے شیشہ کے ظروف بلوریں ظروف کے مقابلہ میں

غالباً کم قیمت ہیں ۔ زیبائش میں ان کے برابر ہیں لیکن صنعت
میں ان سے کمتر درجہ پر ہیں ۔ شیشہ کے اس قسم کے تقریباً
تیرہ ظروف یورپ کے مختلف عجائب خانوں اور مجموعوں میں
پائے جاتے ہیں مثلاً شہر نورمبرگ کا عجائب خانہ ، اسٹرڈم
(ہالینڈ) کا شاہی عجائب خانہ ، شہر برسلاؤ کا عجائب خانہ
اور شہر نامور کے ایک راہب خانہ کا توشہ خانہ ۔ یہ ظروف
بلا شبہ گیارھویں یا بارھویں صدی میں مصر میں بنائے گئے
تھے ۔ جانوروں کی جو تصویریں ان پر منقوش ہیں ، وہ
فاطمی دور کے بلوریں ظروف سے ملتی جلتی ہیں مگر جسامت میں
بڑی ہیں ۔

۳ ۔ ایوبی اور مملوکی دور کے مینا کار ظروف

(بارھویں سے پندرھویں صدی تک)

مسلمانوں کے فن شیشہ گری کا بہترین دور بارھویں صدی
کے اواخر سے شروع ہوا اور تیرھویں صدی میں درجۂ کمال
کو پہنچ گیا ۔ ان مینا کار اور مطلا ظروف کا طرز آرائش
فاطمی روایات پر مبنی ہے اور اس مینا کاری کی تکمیل کے لئے
شام کے شیشہ گروں کے مرہون منت ہیں ۔ تیرھویں اور چودھویں
صدی میں حلب اور دمشق کے شہر بھی شیشہ سازی کے
مرکز بن چکے تھے ، چنانچہ وہاں کے ظروف بھی بے حد

Marfat.com

اور خوبصورت سمجھے جاتے ھیں ۔ اگرچه بعض مینا کار ظروف مصر ، عراق اور ایران میں بھی بنائے گئے مگر اس دور کے شیشه کے اکثر ظروف شام ھی میں تیار ھوئے ۔ قزوینی (۱۲۰۳ء — ۱۲۸۳ء) حلب کے بیان میں وھاں کے شیشه سازوں کے بازار کا ذکر کرتا ھے اور لکھتا ھے که اُن کے بنائے ھوئے نفیس ظروف دساور کو جاتے تھے ۔ ایرانی جغرافیه نگار حافظ ابرو بھی حلب کے حیرت انگیز ظروف کا ذکر کرتا ھے اور لکھتا ھے که ان کی آرائش سے نفاست اور خوش مذاق کا ثبوت ملتا ھے ۔ دمشق کا کام بھی بہت مشہور تھا ، خصوصاً مملوکی سلاطین کے عہد میں اس کی بڑی شہرت تھی ۔ اور دمشق کے کاریگر اپنا شاندار مال قاھرہ کے بازاروں میں بھیجتے تھے ، چنانچه چودھویں اور پندرھویں صدی میں یورپ میں توشه خانوں کی جو فہرستیں مرتب ھوئیں ، ان میں شیشه کے میناکار اور طلائی ظروف کو دمشق ھی کی طرف منسوب کیا گیا ھے ۔ اس قسم کے بعض قدیم ترین ظروف کو لام (Lamm) نے رقه کی طرف منسوب کیا ھے ، جہاں مینا کار شیشه کے ٹکڑے پائے گئے ھیں ۔ ان میں بیشتر جام ھیں ، جن کے کئی نمونے یورپ کے مجموعوں میں موجود ھیں ۔ ان میں سے ایک اھم ظرف چارلز اعظم کا پیاله ھے جو شارتر کے عجائب خانه میں محفوظ ھے ۔ اور جسے بارھویں صدی کے اواخر سے منسوب کیا جا سکتا ھے ۔ رقه کے ظروف کا خاصه یه ھے که ان پر مینا کاری سے نیلے اور سفید رنگ کے ... سے بنے ھوئے ھیں ۔ رقه سے ایک نامکمل پیاله دستیاب ھوا تھا جو اب استنبول کے چینیلی کوشک میں محفوظ ھے ۔ پیاله تصویروں سے مزین ھے مگر اس میں جو تصویریں بنائی

گئی ہیں وہ تیرھویں صدی کے شام کے دیگر ظروف کے مقابلہ میں محض رسمی طرز کی ہیں - یہ ظروف خواہ رقہ میں بنے ہوں یا شمالی شام سے لائے گئے ہوں ، ایوبی اور مملوکی دور کے میناکار اور مطلا ظروف سے گہرا تعلق رکھتے ہیں - سیاحوں زائروں اور مسیحی مجاہدین سبھی نے ان کی زیبائش اور ان کی شاندار رنگ آمیزی کی تحسین کی ہے اور درحقیقت یہی لوگ تھے جو ان چیزوں کو یورپ میں لائے ، جہاں وہ عجائب خانوں اور گرجاؤں کے توشہ خانوں میں محفوظ ہیں - مساجد کے لئے مملوکی سلاطین* اور ان کے امیروں نے جو چراغ بنوائے وہ بھی تعداد میں بڑے کثیر ہیں اور ان پر ان کے نام اور خاندانی نشانات منقوش ہیں - میٹروپالیٹن میوزیم میں اس قسم کے ظروف کا ایک اہم مجموعہ ہے ، جو تیرہ چراغوں ، اور دیگر متعدد پیالوں ، صراحیوں ، تشتوں اور طشتریوں پر مشتمل ہے ، جن کی عمدگی اور نفاست بے مثال ہے - میٹروپالیٹن میوزیم میں مساجد کے چراغوں کا جو مجموعہ ہے وہ تعداد کے لحاظ سے صرف قاہرہ کے عجائب خانہ سے دوسرے درجے پر ہے -

شیشہ کے ظروف کو مطلا اور میناکار کرنے کے لئے ان

---

* جس طرح ہندوستان میں خاندان غلاماں ہوا ہے اسی طرح مصر میں مملوک خاندان ۱۲۵۰ء سے ۱۵۱۷ء تک حکمران رہا - ان کے مملوک کہلانے کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ ابتداء میں مصری فوج میں غلاموں کی حیثیت سے بھرتی کئے گئے تھے - سیاسی لحاظ سے ان کا دور بہت اہم ہے ، کیونکہ انہی نے تاتاریوں کو مصر کی سرحد پر روکا اور فلسطین سے کروسیڈروں کو باھر نکالا (مترجم) -

Marfat.com

کو کئی مرحلوں سے گزارنا ضروری تھا ۔ شیشہ ساز ظروف پر پہلے طلائی آرائش لگاتے تھے اور اس مقصد کے لئے قلم یا برش استعمال کرتے تھے ۔ پہلی آنچ کے بعد اس پر سرخ رنگ میں نقشہ کھینچتے اور پھر نقشہ کے مطابق مختلف رنگوں کی موٹی سی تہ چڑھاتے تھے ۔ اس قسم کے ظروف کی آرائش میں نیلے رنگ کو بہت اهمیت حاصل ہے ، یہ نیلا رنگ لاجورد کو پیس کر حاصل کیا جاتا تھا ۔

شیشہ کے مینا کار ظروف کی طرز آرائش مختلف زمانوں کے لحاظ سے مختلف ہے ۔ ایوبی اور مملوکی دور میں بیل بوٹے ، جانوروں کی تصویریں اور عربی عبارتیں بہت مقبول تھیں ۔ چنانچہ اس عہد میں جو جام ، صراحیاں اور ابریق تیار ہوئے ، وہ اسلامی دور کے بہترین ظروف میں شمار ہوتے ہیں ۔ بعض ظروف پر چوگان‌بازی سیر و شکار اور درباری مطربوں کی تصاویر نظر آتی ہیں اور یہ ان تصاویر سے مختلف نہیں ہیں جو عراق اور شام کے کانسی کے برتنوں پر دکھائی دیتی ہیں ۔ بعض ظروف کی تصاویر اتنی بڑی ہیں کہ وہ تمام برتن پر چھا گئی ہیں اور بعض اتنی چھوٹی ہیں کہ وہ تنگ خانوں کے اندر محدود ہو کر رہ گئی ہیں ۔ (دیکھئے تصویر ۱۵۵) ۔ پہلی قسم کے مشہور ترین نمونے وہ ساغر ہیں جو لوور (Louvre) اور شہر کیسل (Kassel) کے عجائب خانہ میں موجود ہیں ۔ ان کے علاوہ ذیل کے ظروف کا شمار بھی اسی زمرہ میں ہو سکتا ہے ۔ (۱) ایک شاندار ابریق جو پیرس میں بیرن روٹ شلٹ کے مجموعہ میں ہے ۔ (۲) ایک صراحی جو ... کے عجائب خانہ میں ہے ۔ اور (۳) زائرین کی صراحی جو

Marfat.com

ویانا میں سینٹ سٹیفن کے گرجا میں ہے ۔ اس آخری صراحی کے سوا جو غالباً مملوک دور کی ہے ، یہ تمام ظروف تیرھویں صدی کے نصف اول سے منسوب کئے جاسکتے ھیں ، خصوصاً ایوبی سلطان ملک ناصر یوسف (۱۲۳۶—۱۲۶۰ء) کے عہد سے جس کا نام قاھرہ کے عجائب خانہ کی لمبی گردن والی صراحی پر منقوش ملتا ھے ۔ ان تمام ظروف کی خصوصیت یہ ھے کہ ان کا نقشہ بہت احتیاط سے کھینچا گیا ھے اور ان کی زیبائش میناکاری سے کی گئی ھے ۔ بعض کی زمین نیلی ہے اور ان کے بیل بوٹے سنہرے ھیں ۔ برٹش میوزیم والی صراحی کے دونوں جانب گلکاری ھے اور ان کے بعض بیل بوٹوں کے سروں پر جانوروں کے سر بنے ھوئے ھیں اور اطراف میں شکاریوں اور مطربوں کی تصاویر ھیں ۔ میٹروپالیٹن میوزیم کے مجموعہ مور (Moore) میں ایک رکابی ھے جو گلکاری اور تمغوں سے مزین ھے اور اس پر نیلے ، سرخ اور طلائی رنگوں کی میناکاری ھے ۔ اسی طرز کا ایک شمع دان ، اقلیدسی اشکال والا ، پیرس میں بیرن ایڈورڈ دا روٹ شیلڈ * کے مجموعہ میں ھے ۔ اور ایک صراحی شہر ٹورونٹو (کینیڈا) کے سرکاری عجائب خانہ میں محفوظ ھے ۔

ممالیک کے عہد حکومت میں شام کے شیشہ سازوں نے میناکار

* Baron Edouard de Rothschild روٹ شلڈ یہودی مہاجنوں کا ایک مشہور خاندان ھے جس کی ابتدا جرمنی سے ھوئی مگر اس کی شاخیں آسٹریا فرانس اور انگلستان میں پھیلی ھوئی ھیں ۔ یہ خاندان اپنے وسیع کاروبار اور تمول کے علاوہ علوم و فنون کی سرپرستی اور خیراتی کاموں کے لئے بھی مشہور رھا ھے (مترجم) ۔

اور مطلا ظروف کی صنعت کو جاری رکھا ، چنانچہ ۱۲۶۰ء کے بعد سلطان بیبرس کے عہد میں دمشق شیشہ گری کا سب سے بڑا مرکز بن گیا ، اگرچہ شیشہ کے ظروف حلب میں بھی بنتے رہے - چنانچہ شام سے نفیس شیشہ کے ظروف مصر، عراق، ایشیائے کوچک، ایران حتیٰ کہ چین بھی بھیجے جاتے تھے - ان ظروف کو دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ، ایک قسم وہ ہے جو قدیم مملوکی عہد یعنی تیرھویں صدی کے نصف ثانی سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری قسم وہ ہے جو مملوکی عہد کے اواخر یعنی چودھویں صدی سے متعلق ہے - مملوکی دور کے قدیم ظروف کی آرائش میں ایوبی طرز صاف واضح ہے - اگرچہ ان میں نئے دور کی خصوصیت بھی نمودار ہونی شروع ہو گئی ہیں - قدیم مملوکی عہد کے دو ظرف بہت اہم ہیں ، ایک تو ویانا والی صراحی ہے اور دوسرا مجموعہ مور (Moore) والا ساغر جو میٹروپالیٹن میوزیم میں ہے (تصویر ۱۰۰) - صراحی پر بیل بوٹے بنے ہوئے ہیں اور ان کے علاوہ تمغوں کے اندر تصاویر ہیں - مجموعہ مور والا ساغر جانوروں ، مغنیوں اور مطربوں کی تصاویر ، عربی اشعار اور بیل بوٹوں سے آراستہ ہے ، جن کی نقاشی میں طلائی ، نیلے ، سرخ ، سبز ، اور زرد رنگ استعمال ہوئے ہیں - ان کے علاوہ چار تمغے ہیں جن میں عقاب منقوش ہیں ، اور یہ غالباً کسی امیر کا خاندانی نشان ہے - مطربوں کی تصویریں موصل کے تیرھویں صدی کے کانسی کے برتنوں کی یاد تازہ کرتی ہیں ، مثلاً وہ شمع دان جو تصویر ۸۷ میں دکھایا گیا ہے - مجموعۂ مور والے ساغر ، ویانا والی صراحی اور اسی طرز کے دیگر ظروف کی نقاشی میں کاریگر نے زیادہ آزادی

Marfat.com

سے کام لیا ہے اور جانوروں اور مطربوں کی تصویر کشی میں
کمال چابکدستی کا ثبوت دیتا ہے ۔ ان ظروف کی ایک اور قابل
ذکر خصوصیت یہ ہے کہ مینا کار حصے کے مقابلہ میں ان کا
مطلا حصہ زیادہ ہے ۔

مملوکی دور کے مینا کار اور مطلا ظروف کا بیشتر حصہ ان
چراغوں پر مشتمل ہے جو سلاطین اور امراء کی فرمائش پر قاہرہ
کی مساجد کے لئے بنائے گئے تھے ۔ چنانچہ بہت سے سلاطین اور
امراء کے نام ان پر منقوش ہیں ، جن سے ان کا زمانہ متعین کیا
جا سکتا ہے ۔ ان کا زمانہ تیرھویں صدی سے شروع ہوتا ہے اور
بعدازاں چودھویں صدی میں ان کی وضع قطع میں جو تبدیلیاں رونما
ہوئیں وہ اسی عہد کے معدنی ظروف میں بھی نظر آتی ہیں ۔
(دیکھئے تصویر ۸۶) ۔ یہ تبدیلیاں چینی اثرات کا نتیجہ ہیں جو
تاتاری اپنے ساتھ عالم اسلام میں لائے تھے ۔ چنانچہ ان چراغوں
کی آرائش میں عبارتوں اور تمغوں کے علاوہ چینی طرز کے پھول
اور بیل بوٹے بھی دکھائی دیتے ہیں ۔ ہمارے میوزیم کے قدیم
ترین چراغوں میں سے ایک چراغ وہ ہے (تصویر ۱۰۶) جو
امیر ایرگین بندقدار کے مزار کے لئے بنایا گیا تھا ۔ اس چراغ
پر دو کمانیں باہم جڑی ہوئی منقوش ہیں ، جس سے پتہ چلتا ہے
کہ یہ امیر تیر انداز دستۂ فوج کا سالار تھا ۔

نیلگوں شیشہ کے چراغوں کا ایک نادر مجموعہ ہے جس
دو چراغ چودھویں صدی کے اوائل سے تعلق رکھتے ہیں
ایک پر سلطان مظفر رکن الدین بیبرس ثانی کا نام منقوش ہے
جس نے ۱۳۰۸ء سے ۱۳۰۹ء تک حکمرانی کی تھی (تصویر ۸۷

Marfat.com

نفیس گلکاری کے علاوہ اس میں انگور کی بیل بھی نظر آتی ہے جو مملوکی دور کے دیگر چراغوں میں بھی دکھائی دیتی ہے ۔ ہمارے میوزیم کا دوسرا نیلگوں چراغ بھی بیل بوٹوں سے مزین ہے ۔ ان کا نقشہ اور میناکاری دونوں اعلیٰ درجہ کے ہیں اور یہ بات سلطان ناصر محمد (۱۲۹۳—۱۳۴۰ء) کے عہد کی خصوصیت ہے ۔ اس عہد کے متعدد چراغ ہمارے میوزیم میں ہیں ۔ چنانچہ ان میں سے ایک نفیس چراغ جس پر اس سلطان کا نام منقوش ہے ، ایک خانقاہ کے لئے بنایا گیا تھا جسے کریم الدین نے قاہرہ کے نزدیک قرافہ کے قبرستان میں تعمیر کیا تھا ۔ پروفیسر ویٹ (Wiet) کی رائے میں یہ کریم الدین وہی شخص ہے جو سلطان مذکور کے ایک محل کا داروغہ تھا ۔ اس کے اعلیٰ اور نفیس طلائی نقشے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ چودھویں صدی کے اوائل میں تیار ہوا ہوگا ۔ اسی زمانے کا ایک اور چراغ ہمارے میوزیم میں ہے ، جس پر امیر شہاب الدین احمد مہماندار (متوفی ۱۳۳۲ء) کا نام منقوش ہے ، اور جو غالباً اس مسجد کے لئے تیار ہوا تھا جو امیر موصوف نے ۱۳۲۵ء میں تعمیر کرائی تھی ۔ اس سے چند سال بعد کا ایک اور چراغ ہے جو الملک الناصر کے ساقی سیف الدین کے لئے بنایا گیا تھا اور جس پر اس کا خاص نشان یعنی ایک سرخ رنگ کا جام منقوش ہے ۔ یہ چراغ غالباً اس مسجد کے لئے تیار ہوا تھا جو اس نے ۱۳۳۰ء میں تعمیر کی تھی ۔ یہ چراغ خاص طور پر اہم ہے کیونکہ اس پر اس کے بنانے والے کا نام علی بن محمد لکھا ہوا ہے ۔ اس نے دو چراغ اور بھی بنائے تھے ۔ ان میں سے ایک قاہرہ کے عجائب خانہ میں اور دوسرا شہر بوسٹن (امریکہ) کے عجائب خانہ میں محفوظ ہے ۔

تصویر ۱۶۸ میں ایک اور چراغ دکھایا گیا ہے ، جس پر سلطان ناصر محمد اور اس کے کسی ساقی کا نشان منقوش ہے - اس کی طرز آرائش دیگر چراغوں سے مختلف ہے ، کیونکہ سلطان کا نام اور لقب تین چھوٹے چھوٹے تمغوں کے اندر ہے اور باقی سطح گلاب کے بڑے بڑے پھولوں اور بیل بوٹوں سے مزین ہے - اس قسم کی آرائش جو ناصر محمد کے عہد میں بہت مقبول ہوگئی تھی ، مملوکی دور کے معدنی برتنوں پر بھی نظر آتی ہے - اس چراغ کی مینا کاری کی کئی دلچسپ خصوصیات ہیں ، مثلاً اس کے خطوط سرخ اور طلائی ہیں اور مینا کاری میں نیلگوں اور گلابی رنگ بھی پائے جاتے ہیں جو شیشہ کے قدیم ظروف میں بہت کم دیکھنے میں آتے ہیں - پھول کی پتیاں تین حصوں میں منقسم ہیں جن کے لئے سرخ ، نیلا ، یا سفید رنگ کام میں لائے گئے ہیں -

چودھویں صدی کے شامی شیشہ گروں نے اپنے فن کو صرف مساجد کے چراغوں تک محدود نہیں رکھا ، بلکہ انہوں نے مختلف قسم کے ظروف یعنی گلدانوں ، صراحیوں ، رکابیوں اور مختلف جسامت کے پیالوں کو بھی شاندار طریقہ پر آراستہ کیا ہے - ان کی آرائش مساجد کے چراغوں کے مشابہ ہے ، مگر اس میں اکثر اوقات انسانوں اور جانوروں کی تصاویر کا اضافہ کر دیا گیا ہے اس طرز کے چند ظروف یمن کے رسولی خاندان کے حکمرانوں کے لئے بنائے گئے تھے ، مثلاً روٹ شلٹ والی صراحی جو اب واشنگٹن کی فریر گیلری * میں محفوظ ہے - اور جس پر سلطان مجاہد (۱۳۲۱ء—۱۳۶۳ء) کا نام منقوش ہے - چودھویں صدی کے نصف اول

* Freer Gallery in Washington

Marfat.com

کے تین اہم ظروف میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ہیں ۔

شیشہ کی ایک مشہور مینا کار اور مطلا صراحی جو تصویر ۱۵۹ میں دکھائی گئی ہے ، ویانا کے عجائب خانہ میں محفوظ ہے ۔ یہ صراحی ۱۸۲۸ء میں ہاپسبرگ کے شاہی خاندان کے قبضہ میں آئی تھی ۔ اسے اسلامی شیشہ گری کی صنعت کا ایک شاہکار تصور کرنا چاہئے ۔ اس کی تمام سطح مینا کاری اور مطلا آرائش سے ڈھنپی ہوئی ہے ۔ اور اپنی نفاست اور خوبصورتی میں مملوکی دور کے اکثر ظروف پر سبقت لے گئی ہے ۔ صراحی کے دوش پر تین بڑے بڑے تمغے ہیں جن کے اندر نیلی زمین پر سرخ اور طلائی رنگوں میں بیل بوٹے بنے ہوئے ہیں ۔ ان تمغوں کا نقشہ اور ان کا رنگ ہمیں یورپ کے کلیساؤں کی رنگین تصویر دار کھڑکیوں کی یاد دلاتا ہے ۔ ان کی درمیانی جگہ انگور کی بیلوں سے بھرپور ہے ، اور کہیں کہیں زرد ، سبز ، سرخ اور نیلے رنگ کے نقطے بھی ہیں ۔ صراحی کے جوف کے گردا گرد ایک چوڑی پٹی ہے ، جس میں چند سوار ایک دوسرے کے ساتھ تلواروں ، نیزوں ، گرزوں اور تیر و کمان کے ساتھ لڑتے ہوئے دکھائے گئے ہیں ۔ ان سواروں کے سر کا لباس مختلف ہے ، بعض کے سر پر پگڑیاں ہیں اور بعض کے سر پر تاتاری وضع کے کلاہ اور خود ہیں ۔ گھوڑوں کا رنگ زرد ، نیلگوں ، سرخ ، سبز اور بادامی ہے ، مگر سواروں کے لباس اور ساز و یراق کا رنگ بالکل مختلف ہے جس سے مرقع میں اور خوبصورتی اور دلکشی پیدا ہوگئی ہے ۔ صراحی کی گردن پر چینی طرز کا ایک پرندہ ہے ، جس نے اپنے دونوں پر پھیلا رکھے ہیں ۔ تصاویر اور ان کے پس منظر [illegible] وضع ک[illegible] ں صراحی کی آرائش میں جو چینی اثر

Marfat.com

نظر آتا ہے ، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ چودھویں صدی کے
اوائل میں بنائی گئی ہوگی -

چودھویں صدی کے شیشہ کے قابل ذکر ظروف میں باند
پیندے والا ایک جام ہے جسے ۱۹۲۳ء میں مسٹر اور مسز ایورٹ میسی*
نے ہمارے میوزیم کو عطیہ دیا تھا اور اس کے علاوہ ایک
صراحی ہے (تصویر ۱۶۰) جو پہلے پیرس میں بیرن روٹ شلٹ کے
مجموعہ میں تھی - اس جام کی پھول دار آرائش ہمیں اسی قسم
کے دو اور پیالوں کی یاد دلاتی ہے ، جن میں سے ایک پروفیسر زارے**
کے مجموعہ میں ہے اور دوسرا لائڈن (ہالینڈ) میں مجموعہ بار (Baar)
میں - ان تمام ظروف میں بعض ایسی خصوصیات ہ
جن کی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ چودھویں صدی
نصف اول کی ساخت ہیں - مجموعہ روٹ شلٹ والی صراحی بہ
بڑی شاندار ہے جو اب میٹروپالیٹن میوزیم میں ہے - اس کی زم
نیلی ہے اور اس پر اعلیٰ درجہ کی طلا کاری اور مینا کاری ہے
اس کی آرائش ایسے پودوں سے کی گئی ہے جن کی شکل دل کی
ہے - ان کے علاوہ تمغے ہیں اور ان کے درمیان عقاب کی تصویر بن
گئی ہے جو ایک مرغابی پر حملہ کر رہا ہے - صراحی کے دو
پر ایک لمبی پٹی ہے جس کی نیلگوں زمین پر جانور دوڑ
ہیں - ان تفصیلات سے ظاہر ہوتا ہے کہ نقاش نے فطرت کا

* Mr. and Mrs. Everit Macy.
** Friedrich Sarre

Marfat.com

العہ کیا ہے - اور یہ وہ بات ہے جو مسلمان نقاشوں نے ل چین سے سیکھی تھی - شام کے شیشہ سازوں کا کمال یہ ہے کہ ہوں نے ظروف کی زیبائش کرنے کے علاوہ جانوروں کی تصاویر و قدرتی وضع پر بنایا ہے ، جیسا کہ اڑتے ہوئے پرندوں کی لوں سے ظاہر ہے -

ملک ناصر محمد کے عہد میں مینا کار چراغوں اور ظروف کا طرز پیدا ہوا ، وہ چودھویں صدی کے نصف ثانی میں بھی جاری ا - مگر متعدد چراغوں کے نقشہ اور صنعت دونوں میں تبدریج طاط آگیا - قاہرہ کے عجائب خانہ میں متعدد ایسے چراغ ہیں ، جن سلطان ملک ناصر حسن (۱۳۴۷ء—۱۳۶۰) کا نام منقوش ہے - ان ں سے بعض اس کے مدرسہ سے دستیاب ہوئے جو ۱۳۶۲ء میں تعمیر وا تھا - ان کی آرائش قدیم طرز پر ہوئی ہے یا ان کی تمام سطح سر تا سر پھولدار نمونوں سے بھری پڑی ہے - اس دور کے تین چراغ ہمارے میوزیم میں ہیں - ان میں سے ایک چراغ جس پر امیر شیخو کا نام مرقوم ہے ، غالباً اس خانقاہ اور مزار کے لئے بنایا گیا تھا جو ۱۳۵۵ء میں تعمیر ہوا تھا - اس امیر کا نام اور چراغوں پر بھی ملتا ہے جن میں سے دو قاہرہ کے عجائب خانہ میں ہیں - ایک صراحی ، ایک تشت اور ایک ابریق جو مینا کاری سے مزین ہیں ، میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ہیں - ہو سکتا ہے کہ وہ چودھویں صدی کے نصف ثانی کی ساخت ہوں -

چودھویں صدی کے خاتمہ کے قریب شیشہ کے جو مینا کار ف تیار ہوئے ، ان میں مساجد کے وہ چراغ بھی شامل ہیں

جن پر سلطان برقوق (۱۳۸۲ء—۱۳۹۸ء) کا نام منقوش ہے - ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جلدی میں تیار ہوئے ہیں ، اور ان کا نقشہ اور مینا کاری کا کام بھی پست درجے کا ہے - اس سلطان کا ایک چراغ ہمارے میوزیم کے مجموعۂ مور میں ہے - مینا کاری کا کام پندرھویں صدی میں بھی جاری رہا مگر قاہرہ کے عجائب خانہ میں اس زمانے کے جو نمونے موجود ہیں ، ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صنعت زوال پذیر ہو چکی تھی -

۴ - شیشہ کے ایرانی ظروف

(سترھویں صدی سے انیسویں صدی تک)

شاہ عباس اعظم (۱۵۸۷—۱۶۲۸ء) کے زمانے میں ایران میں شیشہ سازی کی صنعت میں از سر نو جان آئی ، اور یہ بات غالباً مغربی خصوصاً اطالوی اثرات اور محرکات کی مرہون منت ہے - شاردین (Chardin) کے سفر نامہ سے جس نے ۱۶۶۴ء اور ۱۶۸۱ء کے درمیان ایران کی سیاحت کی تھی ، ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ شیشہ کے ظروف شیراز اور اصفہان میں بنتے تھے - خصوصاً شیراز کے ظروف ملک بھر میں بہترین تصور ہوتے تھے - اس امر کی شہادت دوسرے سیاحوں نے بھی دی ہے - ایرانی شیشہ سازوں نے اس صنعت کو انیسویں صدی کے اوائل تک بڑی محنت اور کامیابی کے ساتھ جاری رکھا ، چنانچہ سر رابرٹ کر پورٹر * اپنے سفر نامہ

---

* Sir Rober Ker Porter

۱۸۱۷ — ۱۸۲۰ء) میں لکھتا ہے کہ شیراز میں جو صراحیاں اور پیالے اور کھڑکیوں کے لئے جو شیشے تیار ہوتے ہیں، وہ اگرچہ بہت اعلیٰ درجہ کے نہیں ہیں تاہم وہ تمام مملکت ایران میں فروخت ہوتے ہیں۔

اس آخری زمانے کے ایرانی ظروف کا ہمارے میوزیم میں ایک بڑا ذخیرہ ہے۔ اس میں آئینے، صراحیاں، ابریق اور مختلف وضع کے گلدان شامل ہیں، جو بیشتر اٹھارھویں اور انیسویں صدی کی ساخت ہیں۔ ان کا رنگ سفید، بنفشی، سبز یا نیلگوں ہے۔ بعض ظروف تصویر دار اور مطلا ہیں۔ اور بعض کی آرائش سادہ قسم کی ہے۔ ان کی نقاشی اور سنہری آرائش بالعموم ادنیٰ درجہ کی ہے لہذا ان ظروف کی دلکشی محض ان کی خوبصورتی اور شیشہ کی رنگینی پر موقوف ہے۔

Marfat.com

باب دوازدھم

پارچہ بافی

اسلامی حکومت کے ابتدائی دور میں پارچہ جات گذشتہ بہ
اور ایرانی طرز کے مطابق بنتے رہے ، مگر رفتہ رفتہ ایک خالص
اسلامی طرز معرض وجود میں آگیا اور ان تمام ملکوں میں پھیل
گیا جو عربوں کے زیرنگین تھے -

۱ - عباسی اور طولانی دور کے مصری پارچہ جات

(آٹھویں صدی سے دسویں صدی تک)

جب ۶۴۱ء میں عربوں نے مصر فتح کیا تو وہاں
عیسائیوں اور قبطیوں کی زندگی میں بہت کم تبدیلی آئی - قبطی
ہنرور تھے ، اس لئے عربوں نے ان سے مسجدوں اور محلوں
تعمیر میں بہت کچھ کام لیا اور پارچہ بافی کے ان نئے جاری

کارخانوں میں ملازم رکھا جو دارالطراز کہلاتے تھے - طراز کی اصطلاح ان پٹیوں کے لئے استعمال ہوتی ہے جو بافتہ یا زر دوز ہوتی تھیں ، اور اس کا اطلاق ان لباسوں پر بھی ہوتا تھا جو اس قسم کی پٹیوں سے آراستہ ہوتے تھے اور ان کارخانوں پر بھی جہاں یہ لباس تیار کئے جاتے تھے - اس قسم کے دارالطراز مملکت کے تمام صوبوں میں قائم تھے ، اور انہیں اموی اور عباسی حکمرانوں کی سر کاری زندگی میں بڑی اہمیت حاصل تھی - ان میں سے بعض کارخانے خلفاء کے محلات میں قائم تھے - یہاں انعامی خلعتیں تیار ہوتی تھیں - یہ خلعتیں طراز سے آراستہ ہوتی تھی اور اعلیٰ عہدہ داروں کو سال میں کم از کم ایک مرتبہ عطاء کی جاتی تھیں - اور ہمارے زمانے کے شاہی خطابات اور نشانات کے ہم پلہ تھیں - طراز کی عبارتوں میں خلیفہ کا نام کاڑھا جاتا تھا اور اسے حکومت و سلطنت کی علامت سمجھا جاتا تھا -

مصر کے دارالطراز سوتی اور ریشمی کپڑوں کے لئے مشہور تھے ، جو دوسرے صوبوں مثلاً شام اور عراق کو بھی بھیجے جاتے تھے - ایک عبارت جو ریشم کے سرخ تاگے سے سوتی کپڑے کے ٹکڑے پر کاڑھی ہوئی ہے ، سامرا میں دریافت ہوئی ہے - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مصر میں تنیس کے مقام میں تیار ہوئی تھی - تنیس جہاں پانچ ہزار کرگے تھے ، انواع و اقسام کے کپڑوں کے لئے مشہور تھا - مثلاً قصب یعنی باریک سوتی کپڑا جو عمامہ کے لئے استعمال ہوتا تھا ، بدنہ جو خلیفہ پہنتے تھے ، اور بوقلمون جس کا رنگ تبدیل ہوتا رہتا ہے جو زین اور شاہی پالکیوں اور ہودوں کو ڈھانپنے کے کام

Marfat.com

آتا تھا - - ناصر خسرو* جس نے گیارھویں صدی میں سیاحت کی تھی ، لکھتا ہے کہ تنیس کے شاہی دارالطراز کے پارچہ‌جات حاکم مصر کے لئے مخصوص تھے - وہ نہ تو فروخت ہو سکتے تھے اور نہ ھی کسی اور کو بطور تحفہ دئے جا سکتے تھے - لیکن تنیس ہی ایسا مقام نہ تھا جہاں کپڑے بنے جاتے تھے ، بلکہ اس کے نزدیک تونہ میں بھی کتان کے نفیس کپڑے کعبہ شریف کے غلاف کے لئے تیار ہوتے تھے - عباسی خلیفہ ہر سال غلاف بھیجتا تھا جو دارالطراز میں اس کے فرمان سے یا وزیر سلطنت کے حکم سے تیار ہوتا تھا - دابق کا شہر بھی ریشمی کپڑے کے لئے مشہور تھا - اور دمیاط میں کتان کے نفیس سفید کپڑے بنے جاتے تھے - ہمارے میوزیم میں اس قسم کا ایک قطعہ موجود ہے ، جس پر ۳۲۸ھ (۹۳۹ء) مرقوم ہے - اسی طرح کے کارخانے اسکندریہ اور فسطاط میں بھی موجود تھے - چنانچہ دسویں صدی کے فسطاط کے بنے ہوئے کتان کے کپڑوں کے کئی نمونے ہمارے میوزیم میں محفوظ ھیں - عربی طرز کے کپڑے مصر کے شمالی علاقے میں اشمونین اور بہنسا کے شہروں میں بھی بنتے تھے - فاطمیوں کے دور حکومت میں طراز کی اہمیت اور زیادہ بڑھ گئی اور تنیس ،

---

* ناصر خسرو پانچویں صدی کے ایران کے مشہور شاعروں اور مصنفوں میں سے ہے - بلخ میں پیدا ہوا اور وھی تعلیم حاصل کی - پھر چالیس سال کی عمر میں گھر سے نکلا اور سات سال سیر و سیاحت میں گذارے - چار مرتبہ حج کیا - جب مصر میں فاطمی خلیفہ کے پاس پہنچا تو اسمعیلی عقائد اختیار کر لئے اور وطن واپس آ کر ان کی اشاعت کی کوشش کی - اس کا دیوان اور سفر نامہ چھپ چکا ہے (مترجم) -

اسکندریہ اور دمیاط کے کار خانے بیشتر فاطمی خلفاء کے لئے پارچہ جات تیار کرنے لگے۔

عربی طرز کے کپڑے مصر کے کئی مقامات سے دستیاب ہوئے ہیں۔ بہت سے اسیوط کے قریب عزم کے مقام سے ہاتھ آئے ہیں، دیگر آرمنت، درنکہ اور اخمیم کے علاوہ فسطاط کے خرابوں سے حاصل ہوئے ہیں۔ ان کی ساخت بالعموم مشجر کی طرز پر ہے یعنی تانا کتان کا ہے اور بانا ریشمی یا اونی ہے۔ بعض پارچہ جات تمامتر ریشم کے ہیں اور زر دوزی سے مزین ہیں۔

پارچہ جات جن کی آرائش مختلف رنگوں کی مشجر کاری سے ہے

قبطی طرز کے مشجر اونی کپڑے جن کی صنعت چھٹی اور ساتویں صدی میں درجۂ کمال پر پہنچ چکی تھی، عربوں کے دور حکومت میں بھی بنتے رہے۔ قبطی بافندوں کے کپڑوں میں جو عباسی اور طولونی عہد کے عربوں کے استعمال کے لئے تیار ہوئے اور ان میں جو قبطیوں کے لئے بنائے گئے، بہت کم فرق ہے۔ جالی نما باریک کپڑے جن میں دوپٹے اور پگڑیاں شامل ہیں، اکثر سیاہ کتان یا اون کے ہیں، اور مشجر کار پٹیوں سے آراستہ ہیں۔ عباسی عہد کے طراز کی پٹیوں میں کئی قسم کے کوفی خط کی عبارتیں ہیں۔ اور بعض عبارتوں سے ان کا زمانۂ ساخت یا مقام ساخت معلوم ہو سکتا ہے۔ قاہرہ کے عربی عجائب خانہ میں ایک عمامہ کا ایک قطعہ محفوظ ہے جس کی عبارت سے پتہ

Marfat.com

چلتا ہے کہ وہ ۷۰۷ء میں بنایا گیا تھا ۔ قاہرہ میں ایک اور قطعہ ہے جو اونٹوں کی قطار سے آراستہ ہے ، اس کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ضلع فیوم کے کسی نجی کار خانہ میں بنا گیا تھا ۔ فیوم اور مصر صعید کے دوسرے مقامات میں ایسے کرگے تھے جن پر قدیم قبطی طرز کا کپڑا تیار ہوتا رہا ۔

ہمارے عجائب خانہ میں ایسے پارچہ جات کے متعدد نمونے موجود ہیں ۔ ان میں سیاہ اونی رومال یا شال کا ایک بڑا ٹکڑا ہے (تصویر ۱۶۲) جو مختلف عرض کی چار پٹیوں سے آراستہ ہے ۔ اور یہ پٹیاں مختلف رنگ کے کتان اور اون سے مشجر کی طرز پر بنی ہوئی ہیں ۔ بڑی پٹی کی زیبائش میں گول تمغوں سے کام لیا گیا ہے ، ان کے علاوہ سرخ زمین پر زرد اور سیاہ رنگ کے پرندے بنے ہوئے ہیں اور حاشیہ میں سیاہ زمین پر سفید رنگ کی کوفی عبارتیں ہیں ۔ ایک اور پٹی میں انسانی تصویریں ، جانور اور پرندے دکھائی دیتے ہیں اور گلاب کے پھول جو شش پہلو شکلوں کے اندر بنے ہوئے ہیں ۔ نویں صدی کے پارچات کا ایک اور مجموعہ ہے ، جس میں عربی کے بے معنی نقلی کتبوں اور مذہبی نوعیت کی قبطی عبارتوں کی عجیب سی آمیزش پائی جاتی ہے ۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قبطی ان کپڑوں کو اپنے استعمال کے لئے بناتے تھے ۔

جو مشجر مصر میں دستیاب ہوئے ہیں ان میں چند کھردرے اور موٹے سوٹے کپڑے بھی شامل ہیں جو غالباً قالینوں یا پردوں کے طور پر استعمال ہوتے تھے ۔ اس نوعیت کے متعدد دلچسپ

Marfat.com

پارچہ جات ھمارے عجائب خانہ میں موجود ھیں ۔ ایک پارچہ میں بڑے بڑے مور بنے ھوئے ھیں اور ایک میں کوفی عبارتیں ھیں ۔

پارچہ جات جو مشجر یا ریشمی زر دوزی سے مزین ھیں

شاھی کارخانوں میں جو سوتی کپڑے بنے جاتے تھے ، ان کی آرائش ھمیشہ ریشم سے ھوتی تھی ۔ طراز کا سب سے قدیم نمونہ برلن کے اسلامی عجائب خانہ میں ھے ۔ اس میں خلیفہ ھارون الرشید (۷۸۶ — ۸۰۹ء) کا نام مرقوم ھے اور بافندے کا نام مروان دیا گیا ھے ۔ خط کوفی کی عبارتیں اور ھندسی اشکال مختلف رنگ کے ریشمی تاگوں سے مشجر کے طرز پر بنی گئی ھیں ۔ اسی قسم کا ایک پارچہ قاھرہ کے عربی عجائب خانہ میں ھے ، جس پر خلیفہ الامین (۸۰۹—۸۱۳ء) کا نام لکھا ھے اور جو مصر میں تیار ھوا تھا ۔

مسٹر جورج ڈی ۔ پراٹ کی فیاضی سے ھمارے عجائب خانہ میں طراز دار پارچہ جات کا ایک نفیس مجموعہ فراھم ھو گیا ھے جن پر عباسی دور کی آرائش ھے یا مختلف رنگوں ، کی ریشمی کشیدہ کاری ھے ۔ اس قسم کے ایک قدیم پارچے پر سرخ ریشم کی کشیدہ کاری ھے اور اس کی عبارت میں ۲۸۲ھ (۸۹۵ء) اور عباسی خلیفہ المعتضد کا نام ملتا ھے ۔ کتان کے اکثر پارچات جن

*George D. Pratt.

Marfat.com

پر عبارتیں پائی جاتی ہیں ، دسویں صدی کے ہیں ، اور ان پر المقتدر باللہ اور دوسرے خلفاء کے نام مرقوم ہیں ۔ ان پارچہ جات پر جو عبارتیں کوفی خط میں ہیں ، ان کی آرائش مختلف طرز کی ہے ۔ بعض عبارتوں کے خاتمے پر کھجور کے نیم قد پودے بنے ہوئے ہیں ۔ ایک قطعہ جس پر سیاہ رنگ کی عبارت میں خلیفہ المطیع للہ (۹۴۶ـ۹۷۴ء) کا نام لکھا ہوا ہے ، خاص اہمیت رکھتا ہے ۔ کیونکہ اس کی زیبائش میں بعض جگہ سنہری تاگے استعمال ہوئے ہیں ۔ جہاں تک ہمیں علم ہے دسویں صدی کے اس پارچہ سے ہمیں طلائی تار کے استعمال کی قدیم ترین شہادت ملتی ہے ۔ اپنی اصل کے لحاظ سے یہ طرز آرائش اسلامی تھا نہ کہ بزنطینی جیسا کہ بعض اشخاص کا خیال ہے ۔

اکثر پارچہ جات جو قبطی دستور کے مطابق انسانوں اور حیوانوں کی شکلوں سے آراستہ تھے ، اونی تھے ۔ لیکن متعدد پارچہ‌جات ایسے ہیں جو مشجر کی طرز پر ریشم سے بنے گئے ہیں ۔ ہمارے عجائب خانہ کا ایک ٹکڑا چھوٹے تمغوں سے آراستہ ہے ۔ اور اس میں جانوروں اور پرندوں کی شکلیں اور گل بوٹے سرخ زمین پر سفید ، زرد ، نیلے ، سبز اور سرخ رنگوں میں بنے ہوئے ہیں ۔ ایک اور ریشمی مشجر جس میں کوفی خط کی عبارتیں اور جانوروں کی شکلیں ہیں ، وکٹوریا اینڈ البرٹ میوزیم ، لنڈن میں موجود ہے اور اسے نویں صدی کی ساخت قرار دیا جا سکتا ہے ۔ اس عہد کے دوسرے ریشمی مشجر قاہرہ کے عربی عجائب خانہ برلن کے قیصر فریڈرک میوزیم اور شہر برسلز کے عجائب خانہ میں محفوظ ہیں ۔

Marfat.com

۲ ۔ فاطمی عہد کے مصری پارچہ جات

(دسویں سے بارھویں صدی تک)

فاطمی عہد میں ایسے شاندار پارچہ جات تیار ہوئے ، جو عباسی دور کے پارچہ جات سے گوے سبقت لے گئے ۔ کتان اور ریشم کی آمیزش سے بہت باریک کپڑا بننے لگا ، جسے سیاح لوگ بہت پسند کرتے تھے ۔ ایک مصنف لکھتا ہے کہ قاہرہ کے بنے ہوئے کپڑے اتنے باریک ہوا کرتے تھے کہ ایک پورا لباس ایک انگشتری میں سے گزارا جا سکتا تھا ۔ عبارتوں اور آرائش کی ترتیب میں فاطمی بافندوں نے اسی طرز کی پیروی کی جو عباسی عہد میں مروج تھا ۔ ایک چوڑی پٹی میں ہندسی اشکال اور جانوروں کی تصویروں کے ساتھ ساتھ حاشیہ میں عبارتیں بھی ہیں ۔ ہمارے میوزیم کے کتان کے ایک پارچہ سے جس میں فاطمی خلیفہ العزیزباللہ (۹۷۶ – ۹۹۶ء) کا نام لکھا ہے ، ظاہر ہوتا ہے کہ خط کوفی میں پہلے پہل عباسی اسلوب کی پیروی کی گئی تھی ۔ اس عبارت کے دراز اور نفیس حروف زرد رنگ کے ریشم میں بنے ہوئے ہیں اور اس کے حاشیہ کا خط نیلے رنگ کا ہے ۔ اسی عہد کے ایک اور پارچہ میں عبارت زرد رنگ کے ریشم میں لکھی ہے اور اس کی زمین نیلی ہے ۔ فاطمی عہد میں کوفی رسم الخط کے نئے اسلوب پیدا ہوئے ، ان میں سے ایک اسلوب وہ ہے جس کے حروف بیل بوٹوں پر ختم ہوتے ہیں ۔

فاطمی طرز آرائش کے کئی عمدہ نمونے ہمارے میوزیم میں

موجود ھیں ۔ ان میں کتان کا ایک قدیم ٹکڑا ھے (تصویر ۱٦۳)
جس پر فاطمی حکمران الظاھر (۱۰۲۱–۱۰۳٦ء) کا نام لکھا ھے ۔
دونوں آرائشی پٹیوں میں گول تمغوں کی قطاریں ھیں جن میں سے
ایک سرخ ھے اور ایک گہرا نیلا اور ان کے اندر پرندوں
کی تصویریں بنی ہوئی ھیں ۔ ایک پٹی کے حاشیہ میں سرخ رنگ
کی دو عبارتیں ھیں جن کے ساتھ نیلے رنگ کے بیل بوٹے ھیں ،
تصویر ۱٦۴ میں فاطمی عہد کا ایک اور پارچہ دکھایا گیا ھے
جس کی آرائش زیادہ پر تکلف ھے ۔ اس میں پانچ چوڑی پٹیاں ھیں
جن کا رنگ سنہرا زرد ، ھلکا اور گہرا نیلا اور سرخ ھے ۔
اور جو مختلف خانوں میں منقسم ھیں اور ان کے اندر خرگوش
اور پرندوں کی شکلیں بنی ہوئی ھیں ۔

فاطمی عہد کی پارچہ بافی کا ایک اور پر تکلف نمونہ
(تصویر ۱٦۵) میں دکھایا گیا ھے ، جو کتان کے ایک قطعہ پر
مشتمل ھے ، جو افقی پٹیوں سے آراستہ ھے ۔ درمیانی پٹی میں بازوں
کی جوڑیاں بنی ہوئی ھیں جن کی زمین سبز ھے ۔ یہ تمام آرائش
مشجر کی طرز پر ریشم اور طلائی تاگے سے کی گئی ھے ۔ اور
خلیفہ المستنصر کے عہد کے ساتھ مخصوص ھے جس کا زمانۂ حکومت
۱۰۳٦ء سے لے کر ۱۰۹۴ء تک ھے ۔ اس طرز کے نفیس کپڑے
جو تمام‌تر طلائی مشجر سے آراستہ ھیں ، وھی پارچہ‌جات ھیں جن
کو بدنہ کہتے ھیں اور جو تنیس میں خاص خلفاء کے استعمال
کے لئے تیار کئے جاتے تھے ۔

بارھویں صدی کے فاطمی عہد کے پارچہ جات گیارھویں صدی
کے نمونوں کے مطابق بنائے گئے ، اور ان میں خط نسخ

Marfat.com

خط کوفی کی جگہ لے لی تھی اور نسخ کے گول دائروں کو بیل بوٹوں کے ساتھ بڑی خوبی سے ملا دیا گیا تھا، جیسا کہ ہمارے میوزیم کی ان دو آستینوں کی آرائش سے ظاہر ہے جن پر خلیفہ عبدالمجید الحافظ (۱۱۳۰–۱۱۴۹ء) کا نام لکھا ہے۔ بارھویں صدی کے ان پارچہ جات کی زیبائش بسا اوقات ایسی عمدہ ہے جیسی کہ گیارھویں صدی کے پارچہ جات کی۔ چنانچہ ہمارے عجائب خانہ میں ان کے چند نفیس نمونے موجود ہیں۔ ان میں نیلے رنگ کا کتان کا ایک کپڑا ہے، جو کئی رنگوں کے ریشم سے آراستہ ہے۔ اس میں متعدد زیبائشی پٹیاں اور ایک زرد رنگ کا بڑا تمغہ ہے، اس کے علاوہ دو ہرن دکھائی دیتے ہیں، جن کے درمیان ایک درخت ہے۔

۳۔ عباسی اور فاطمی دور کے پارچہ جات جن کی آرائش نقاشی اور چھاپے سے کی گئی ہے۔

فنی لحاظ سے کتان کے وہ پارچہ جات بھی بڑے دلچسپ ہیں جن کی عبارتیں یا آرائشیں نقاشی یا چھاپے سے بنائی گئی ہیں۔ ہمارے میوزیم کے چھ پارچہ جات میں گہرے بادامی رنگ کا آرائش ہے جو قلم کے ذریعے بنائی گئی ہے اور جس کا ایک حصہ مطلا ہے۔ عباسی عہد کے ایک پارچہ میں ایک مستطیل کتا دکھائی دیتا ہے، جس میں ایک عبارت کے علاوہ بیل بوٹے ہیں جو نویں صدی کے قرآنوں کی سورتوں کی سرخی کی یاد کرتے ہیں۔ اس قسم کی عبارتیں جو بعض اوقات سونے کے

Marfat.com

پانی سے لکھی گئی ہیں ، غالباً مصری کارخانہداروں کی تجارتی
علامات ہیں ۔ متعدد سوتی کپڑے بھی جاذب توجہ ہیں ، جو
چینی طریق پر رنگے گئے ہیں ، جس کو ایقات * کہتے ہیں ۔
ان کی عبارتیں سونے کے پانی سے خط کوفی میں بڑی محنت سے
لکھی گئی ہیں اور ان کے گرد سیاہ رنگ کا حاشیہ ہے ۔ اس قسم
کا ایک پارچہ قاہرہ کے عجائب خانہ میں محفوظ ہے ، جس میں
یمن کے رسی خاندان کے ایک فرمانروا کا نام لکھا ہوا ہے ۔ یہ
پارچہ جات ان سوتی کپڑوں سے مشابہ ہیں جن کی عبارتیں
سوزن کاری سے لکھی گئی ہیں ۔ بعض میں نویں اور دسویں صدی کے
عباسی خلفاء کے نام ملتے ہیں ۔ یہ پارچہ جات صنعاء (یمن) کے
دار الطراز میں تیار ہوئے تھے ۔ چھپائی والے پارچہ جات میں سے
ایک پارچہ فاطمی عہد کے اوائل سے تعلق رکھتا ہے اس لئے
لائق توجہ ہے ۔ پارچہ جات جو مختلف رنگوں کے پرندوں ،
بیل بوٹوں اور کوفی عبارتوں سے آراستہ ہیں ، مشجر کپڑوں
کی یاد دلاتے ہیں ۔

ٹھپے اور چھاپے سے کپڑوں کو آراستہ کرنے کا فن مصر
میں قبطیوں کے ہاں پہلے سے مروج تھا مگر اسلامی عہد میں
اسے اور ترقی ہوئی اور وہ یورپ خصوصاً جرمنی میں
بھی رائج ہو گیا ۔ عرب بافندے چھپے ہوئے کپڑے تیار کرنے
کے لئے لکڑی کے ٹھپے استعمال کرتے تھے ۔ یہ آرائش بالعموم
سنہرے بیل بوٹوں پر مشتمل ہے اور سارے کپڑوں کو ڈھانپ

---

* ایقات سے مراد یہ ہے کہ کپڑے کی صرف ایک جانب کو چھاپے
کے ذریعے آراستہ کیا جائے ۔

ہوئے ہے ۔ اس صنعت کا ایک نمونہ ہمارے عجائب خانہ میں موجود ہے ۔ کتان کا ایک نادر اور فقید المثل پارچہ جو دسویں صدی کی ساخت ہے ، سارے کا سارا شیر ببر کی تصویروں سے بھرا پڑا ہے (تصویر۱٦٦) ۔ یہ تصویریں بادامی اور سنہرے رنگوں میں ٹھپے کے ذریعے مربع خانوں کے اندر بنائی گئی ہیں ۔ اس کی تیاری میں کاریگر نے چھ مختلف قسم کے ٹھپے استعمال کئے ہیں ۔ چار شیر کی تصویر چھاپنے کے لئے ، ایک مربع خانوں کی بادامی زمین کے لئے اور ایک ان چھوٹے چھوٹے دائروں کے لئے جو مربع خانوں کے حاشیہ میں دکھائی دیتے ہیں ۔ یہ کپڑے جن کو بڑی محنت سے چھاپا جاتا تھا ، غالباً مشجر اور زربفت ایسے قیمتی پارچہ جات کی بجائے استعمال ہوتے تھے ۔

۴ - ایوبی اور مملوکی عہد کے پارچہ جات

(بارھویں سے چودھویں صدی تک)

فاطمی عہد میں جس مشجر کاری کا رواج تھا وہ ایوبی اور مملوکی دور میں بھی جاری رہی ، مگر اس کے رواج میں قدرے کمی آگئی ۔ ہمارے عجائب خانہ میں مملوکی دور کا ایک اہم مشجر ہے جسے مسٹر ایورٹ میسی (Everit Macy) نے تحفةً دیا ۔ اس میں فطری وضع کے جو پتے دیکھنے میں آتے ہیں وہ طرز آرائش سے مشابہت رکھتے ہیں جو چودھویں صدی کے ترکی عہد کے دھات کے برتنوں میں دکھائی دیتی ہے ۔ ان میں بادامی ، گہرا ، بادامی ، نیلا اور سیاہ رنگ استعمال ہوئے

Marfat.com

ہیں اور چاندی اور سونے سے بھی دل کھول کر کام لیا گیا ہے ۔

فاطمی عہد میں زر دوزی اور ریشمی کار چوبی کے جو شاندار نمونے تیار ہوئے تھے ، ان کے مقابلہ میں ایوبی اور مملوکی دور کی کشیدہ کاری سادہ ہے ۔ رنگین سوزن کاری کے چند پارچہ جات کو جن پر خط کوفی یا نسخ میں عبارتیں لکھی ہوئی ہیں ، بارھویں صدی کی ساخت کہا جاسکتا ہے ۔ اسی زمانے کی کشیدہ کاری کے اور نمونے بھی ہیں جن میں مختلف رنگوں کے ریشم سے جانوروں ، پرندوں اور درختوں کی تصویریں بنائی گئی ہیں ، وکٹوریہ اینڈ البرٹ میوزیم میں کتان کا بنا ہوا تکیہ کا ایک غلاف ہے جس میں کشیدہ کاری سے انسانوں ، شیروں ، پرندوں اور دیگر اشیاء کی تصویریں بنائی گئی ہیں ۔ اسی طرز کے دو کپڑے کوپریونین میوزیم نیو یارک* میں ہیں جن کی زیبائش بیل بوٹوں سے کی گئی ہے ، مگر ان کی عبارتیں ناقابل خواند ہیں ۔

مملوکی دور کی کشیدہ کاری میں جو طریق کار استعمال ہوا ہے اس کی وجہ سے نقشے زاویہ دار ہیں ۔ ٹانکے اکثر بانے کے رخ لگائے گئے ہیں ، جس سے بافت کی صورت پیدا ہوگئی ہے ۔

کپڑوں کی چھپائی کا کام مملوکی عہد میں بھی جاری رہا تیرھویں اور چودھویں صدی کے پارچہ جات میں بالعموم بیل بوٹوں اور گلاب کے چھوٹے چھوٹے پھولوں کی آرائش ہے ، جن کا رنگ سرخ ، نیلا یا بادامی ہے ۔

*Cooper Union Museum, New York.

Marfat.com

۵ - مصر اور شام کے ریشمی پارچہ جات

ان ریشمی پارچہ جات میں جن کا اب ذکر کرنے والے ھیں سارے کا سارا کپڑا کھڈی پر نال کے ذریعے بنا گیا ھے ، بخلاف ان کپڑوں کے جن کی زیبائش مشجر سے ھوئی ھے اور جن میں تانے کے تاگے ریل یا سوئی کے ذریعے اندر پہنچائے جاتے ھیں ۔

اسلامی حکومت کے ابتدائی عہد میں اونی اور ریشمی دونوں قسم کے کپڑے مسیحی اور ساسانی طرز پر بنتے رھے ، چنانچہ اس قسم کے متعدد پارچہ جات میں جن میں سے بعض میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ھیں کوفی خط میں عربی عبارتیں ملتی ھیں ۔ اگرچہ ان کپڑوں کے نقشے قبل اسلام کے ھیں ، مگر وہ کپڑے لازمی طور آٹھویں اور نویں صدی کی ساخت ھیں ۔ آٹھویں یا نویں صدی کے متعدد ریشمی کپڑے جن کا رنگ بسنتی اور زمین سبز ھے اور جن کی طرز آخمیم* کے پارچہ جات سے مشابہ ھے ، شامی کارخانوں کی ساخت ھوں گے ، جو دمشق میں اور غالباً انطاکیہ میں بھی موجود تھے ۔ (تصویر ۱٦۸) والے ریشمی کپڑے میں جو رخت نظر آ رھا ھے وہ ساسانی نخل کی اسلامی طرز ھے ۔ بادام نما خانوں کے اندر جو کھجور کے چھوٹے چھوٹے درخت بنے ھوئے ھیں وہ جزیرہ قبرص کے قدیم عیسائی زیورات کی یاد دلاتے ھیں اور بلاشبہ شامی الاصل ھیں ۔ نقشہ کے زاویہ دار خانے اور حاشیہ تمغے ، یہ دونوں باتیں اوائل اسلام کی خصوصیات میں داخل

---

*اخمیم بالائی مصر میں ایک تاریخی شہر ھے ، جو دریائے نیل کے کنارے ھے ۔ یہاں بہت سے قدیم آثار پائے گئے ھیں (مترجم) ۔

Marfat.com

ہیں ۔ اموی اور عباسی دور میں ساسانی طرز آرائش ایران کے باہر بھی خصوصاً شام اور عراق میں بدستور جاری رہا ۔

برسلز کے عجائب خانہ میں ایک ریشمی کپڑا ہے جو غالباً فاطمی عہد کا ہے ۔ اس میں آمنے سامنے پرندوں کی دو قطاریں ہیں اور ان کے بازؤوں پر عربی میں دعائیہ کلمات لکھے ہوئے ہیں ۔ اس کا رنگ غیر معمولی ہے ، کیونکہ یہ پارچہ نیلے ، ارغوانی اور زرد رنگ کی پٹیوں میں منقسم ہے جن کا اس کے نقشہ سے کوئی تعلق نہیں ۔ اس پارچہ کی طرز سے گیارھویں اور بارھویں صدی کے مجلا ظروف کی یاد تازہ ہوتی ہے جو فسطاط سے دستیاب ہوئے ہیں ۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہ پارچہ بھی اسی زمانے کا ہو اور مصر ہی میں بنا گیا ہو ۔

میٹروپالیٹن میوزیم میں ایک ریشمی پارچہ ہے جو غالباً ایوبی عہد میں شام میں تیار ہوا تھا (تصویر ۱۶۹) ۔ اس کی زمین سبز رنگ کی ہے اور اس کے نقشہ کی صورت یہ ہے کہ نظری اور خیالی پرندوں کے جوڑے خانوں کے اندر بنائے گئے ہیں ، حقیقی اور فرضی وضع کے پرندوں کو چھوٹے چھوٹے نخل ایک دوسرے سے جدا کرتے ہیں اور یہ وہ بات ہے جو ایران کے سلجوقی دور کے پارچہ جات میں بھی پائی جاتی ہے ۔ سلجوقی طرز اس اعلیٰ آراستگی اور خوبصورتی میں بھی عیاں ہے جو درختوں اور پرندوں کی شکلوں میں نظر آتی ہے ، چنانچہ پہلی نگاہ ہی میں یہ خیال دل میں آتا ہے کہ یہ ریشم شاید سلجوقی دور کا ہو گا مگر اس قسم کے ریشم کے متعدد بڑے بڑے ٹکڑے العزم (مصر) سے دستیاب ہوئے ہیں ، اس لئے یہ بات زیادہ قرین قیاس ہے کہ اس

قسم کے پارچہ‌جات شام‌میں تیرھویں صدی کے آغاز میں سلجوقی اثر کے تحت تیار ہوئے ہوں گے ۔

وکٹوریہ اینڈ البرٹ میوزیم میں سبز رنگ کا ایک ریشمی کپڑا ہے ، جس میں چھوٹے چھوٹے دائروں کے اندر پرندوں کے جوڑے بنے ہوئے ہیں ۔ ہو سکتا ہے کہ قدیم مملوکی عہد کا یہ کپڑا تیرھویں صدی کے نصف ثانی میں شام میں تیار ہوا ہو ۔

چینی طرز کے کپڑے چودھویں اور پندرھویں صدی کی ساخت ہیں ۔ چند ایسے ریشمی پارچہ جات ہیں جو کسی زمانے میں کلیساؤں کے خزانوں میں تھے مگر اب برلن کے صنعتی عجائب خانہ اور لنڈن کے وکٹوریہ اینڈ البرٹ میوزیم میں محفوظ ہیں ۔ ان پر مصر کے مملوک خاندان کے فرمانروا ناصرالدین بن محمد قلاؤن کا نام اور لقب لکھا ہے ۔ ان کپڑوں کی بافت میں چینی پارچہ جات کا اثر نمایاں ہے ، جو اس زمانے میں اسلامی ملکوں میں معروف تھے ۔

میٹروپالیٹن میوزیم میں ایک اہم ریشمی پارچہ ہے ، یہ بھی غالباً ابن قلاؤن کے زمانے کا ہے (دیکھو تصویر ۱۷۰) ۔ اس کی زمین بادامی ہے اور آرائش زرد رنگ کی ہے جو اُفقی پیٹوں پر مشتمل ہے ، اس کے علاوہ اسلامی طرز کے نقش و نگار ہیں اور چینی طرز بیل بوٹے بھی ہیں ۔

مصر اور شام کے مملوک سلاطین کے القاب زر بفت کے متعدد [ٹکڑ]وں پر پائے جاتے ہیں ۔ شہر ڈانزگ (جرمنی) میں سینٹ میری [گر]جا میں ایک مشہور پارچہ ہے ، جس کی زمین سیاہ ریشمی ہے ۔

Marfat.com

اور اس کی بافت میں مطلا چمڑے کے چپٹے ٹکڑے کام میں لائے گئے ہیں ۔ اور اس میں طوطوں کے جوڑے اور چینی طرز کے اژدھا کی تصویریں بنی ہوئی ہیں ۔ اور الناصر کا لقب بھی لکھا ہوا ہے ۔ الناصر سے یہاں غالباً ناصر الدین محمد بن قلاؤن مراد ہے ۔ چینی طرز کی زر بفت کے کپڑوں میں ایک عباء قابل ذکر ہے جو اسی گرجا میں محفوظ ہے ۔ اس کے علاوہ ریگن برگ (Regenburg) کے کیسا میں اسقف کے پہننے کے دو جوڑے ہیں جن پر ان کے بنانے والے کا نام " استاد عبدالعزیز " لکھا ہوا ہے ۔ زربفت کے ان پارچہ جات کو فالکہ (Falke) اور کینڈرک (Kendrick) نے چین یا وسطی ایشیا کی طرف منسوب کیا ہے ، مگر ہو سکتا ہے کہ وہ مصر میں بنائے گئے ہوں ۔

٦ ۔ آٹھویں، نویں اور دسویں صدی کے ایرانی پارچہ جات

طراز کے کارخانے تمام اسلامی ملکوں میں قائم تھے ۔ ا[ور] بہت سے ایران کی سر زمین میں بھی موجود تھے ۔ اور [جو] پارچہ جات وہاں تیار ہوتے تھے ، وہ دوسرے صوبوں کو بر[آمد] کئے جاتے تھے ۔ چنانچہ بعض ایرانی ساخت کے پارچہ جات م[صر] میں پائے گئے ہیں ۔ قاہرہ کے عربی میوزیم میں نویں اور دس[ویں] صدی کے عباسی طرز کے پارچہ جات محفوظ ہیں ، جن کی عبار[ت] سے پتہ چلتا ہے کہ وہ مرو اور نیشا پور میں بنائے گئے تھ[ے] ۔

Marfat.com

میٹروپالیٹن میوزیم میں کتان کا ایک ٹکڑا ہے , جس کی زردوز عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۲۶۶ھ (۸۸۰ء) میں نیشاپور میں تیار ہوا تھا ۔ عبارت والے پارچہ جات کا طرز وہی ہے جو دوسرے صوبوں کے طراز کا ہے ۔

اوائل اسلام کے ایرانی ریشمی پارچہ جات میں قدیم ساسانی طرز کی پیروی کی گئی ہے ۔ شہر سنس (Sens) کے بڑے گرجے کے خزانے میں دو کپڑے ہیں ، جو ساتویں ، آٹھویں یا نویں صدی کی ساخت ہو سکتے ہیں ۔ ایک تو سینٹ وکٹر کا سر پیچ ہے اور دوسرا کپڑا ہاتھیوں کی تصویروں سے مزین ہے ۔ دوسری طرز کا ایک بڑا قطعہ نیویارک کے کوپر یونین میوزیم (Cooper Union Museum) میں بھی موجود ہے ۔ یہ ریشمی کپڑے جن کی رنگ آمیزی اور طرز آرائش سے ساسانی عہد کے پارچہ‌جات کی یاد تازہ ہوتی ہے ، غالباً مغربی ایران میں تیار ہوئے تھے ۔

اوائل اسلام کے ایرانی ریشمی پارچہ‌جات کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ان میں جانوروں اور پرندوں کی زاویہ دار تصویریں بنائی گئی ہیں ۔ اس طرز کے مشہور ترین نمونے حسب ذیل ہیں : سینٹ کولمبا کا سرپیچ ، جو شیروں کی تصویروں سے مزین ہے اور اب پوپ سرائے وایتکان* (Vatican) میں محفوظ ہے ۔ اسی قسم کا ایک

*واتیکان جس کا ترجمہ یہاں ,, پوپ سرائے ،، کیا گیا ہے ، شہر رومہ (اٹلی) کا وہ حصہ ہے جس میں پوپ یعنی رومن کیتھولک فرقہ کا مذہبی پیشوا ایک خود مختار حکمران کی حیثیت سے رہتا ہے ۔ سینٹ پیٹر کا آفاق گرجا اسی جگہ واقع ہے (مترجم) ۔

Marfat.com

پارچہ شہر نینسی (Nancy) میں ہے ، اور دو کپڑے شہر سنس (Sens) میں ہیں - ایک پر طاؤس کی اور دوسرے پر گھوڑوں کی تصویریں بنی ہوئی ہیں - دو ایرانی ریشمی کپڑے میٹروپالیٹن میوزیم میں ہیں - ایک میں دائروں کے اندر مرغابیوں کی اور دوسرے میں گھوڑوں کی تصویریں ہیں (دیکھو تصویر ۱۷۱) - اس دوسرے کپڑے کی زمین سرخ ہے ، اور اس کے نقش و نگار میں سفید سبز اور نیلے رنگوں سے کام لیا گیا ہے - اس قسم کے کپڑے سر آرل سٹائن نے چینی ترکستان میں بدھ مت والوں کے معبدوں سے حاصل کئے ہیں اور اس کی یہ رائے ہے کہ وہ صغد* میں تیار ہوئے تھے - کتابوں کی تحریری شہادت سے پتہ چلتا ہے کہ سمرقند میں بھی کپڑا بننے کے کارخانے تھے ، اور یہ پارچہ جا غالباً وہیں تیار ہوئے تھے - ایک ریشمی کپڑا جو ایک گرجا سے دستیاب ہوا تھا اور اب پیرس میں لوور کے عجائب خانہ میں محفوظ ہے ، خراسان میں بنا گیا تھا (اس زمانہ میں خراسان میں پارچہ بافی کے دو بڑے مرکز تھے ، مرو اور نیشا پور) اس کی آرائش قد آور ہاتھیوں سے کی گئی ہے جو آمنے سامنے کھڑے ہیں اور اس کے حاشیہ میں اونٹوں اور طاؤسوں کی قطاریں ہیں - اس کی عبارت میں جو بخط کوفی ہے امیرمنصور بختگین والئی خراسان کا نام ملتا ہے - اس نے ۹۶۰ء میں وفات پائی تھی - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پارچہ دسویں صدی میں تیار ہوا تھا -

*صغد (Soghdiana) اس علاقے کا قدیم نام ہے ، جس میں آج کل سمرقند اور بخارا کے شہر واقع ہیں (مترجم) -

Marfat.com

۷ ۔ ایران ، عراق اور ایشیائے کوچک کے سلجوقی پارچہ جات

(گیارھویں سے تیرھویں صدی تک)

جب سلجوقی ترک ۱۰۳۷ء میں ایران پر حملہ آور ہوئے تو ان کے تسلط سے پارچہ بافی کا فن بہت متاثر ہوا ۔ سلاجقہ اور ان کے جانشینوں کے عہد میں (جنہوں نے ایران ، عراق ، شام اور ایشیائے کوچک پر حکومت کی) مختلف صنعتوں نے نئی زندگی پائی ۔ اس کا ثبوت ان ریشمی کپڑوں سے ملتا ہے جو ذاتی مجموعوں میں ایک عرصہ سے موجود ہیں ، ان میں وہ کپڑے بھی شامل ہیں جو ابھی حال میں ایران میں دریافت ہوئے ہیں خصوصاً شہر رے میں جو پارچہ بافی کا مشہور مرکز تھا ۔ گو ساسانی طرز کی جھلک ابتدائی سلجوقی دور کے پارچہ جات میں اب بھی نظر آتی ہے ، مگر اس کی جگہ بتدریج اس ٹھیٹھ اسلامی طرز نے لے لی جس میں بیل بوٹوں کے ساتھ کھجور کے چھوٹے چھوٹے درخت بھی دکھائی دیتے ہیں ۔ سلجوقی دور کے پارچہ جات کو کئی اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ۔ وہ جو ابتدائی گیارھویں صدی کے ہیں ، اپنی طرز بافت میں آٹھویں سے دسویں صدی تک کے ایرانی پارچہ‌جات سے مشابہت رکھتے ہیں ۔ سلجوقی دور کے عروج میں پارچہ جات کا نقشہ کم و بیش زاویہ دار ہوا کرتا تھا ، مگر اب اس نے ایک ایسا طرز اختیار کر لیا جو سلجوقی آرٹ کے ساتھ مخصوص تھا ۔ یعنی نمونے خوبصورت اور تصویریں شاندار تھیں ۔ اس قسم کا ایک ریشمی پارچہ میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ہے ،

جس میں جانوروں کی تصویریں اور بیل بوٹے بادامی رنگ میں بنے ہوئے ہیں ۔ اسی قسم کے نمونے دیگر پارچہ جات میں بھی ملتے ہیں جو یورپ اور امریکہ کے بعض مجموعوں میں محفوظ ہیں اور بارھویں یا تیرھویں صدی سے تعلق رکھتے ہیں ۔ اسی طرح کا ایک سبز اور سفید رنگ کا ریشمی کپڑا جس میں دو پرندے ایک دوسرے کے بالمقابل بنے ہوئے ہیں ، برلن کے عجائب خانہ میں موجود ہے ۔ سرخ اور سبز رنگ کا ایک اور ریشمی پارچہ جس پر شیر ببر کی تصویریں ہیں ، شہر ماسٹرخت* کے گرجے میں پایا جاتا ہے ۔ سیاہ اور سفید رنگ کا ایک اور پارچہ بھی ہے ، جس پر دو عقاب بنے ہوئے ہیں ، کہتے ہیں کہ یہ پارچہ تبریز سے آیا تھا مگر اب برلن میں محفوظ ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ یہ تیرھویں صدی کی ساخت ہو ۔

کتابی شہادت سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانے میں ریشمی کپڑے بغداد میں بھی تیار ہوتے تھے ، جہاں خلفاء نے شستر سے کاریگروں کو لا کر آباد کیا تھا ۔ دسویں صدی کے نصف اول کے دس پارچہ جات ایسے دریافت ہوئے ہیں ، جن پر مدینہ السلام بغداد کا نام مرقوم ہے ۔ مارکوپولو نے بھی اپنے سفرنامہ میں جو تیرھویں صدی میں لکھا گیا تھا ، بغداد اور موصل کے زربفت اور ریشمی کپڑوں کا ذکر کیا ہے سپین کے شہر لیون میں بھی ایک ریشمی پارچہ محفوظ ہے ، جس میں پرندوں ، ہاتھیوں اور دوسرے جانوروں کی تصویریں پائی جاتی ہیں ۔ اس آ

* ماسٹرخت (Maastricht) ہالینڈ کا ایک شہر ہے (مترجم) ۔

Marfat.com

طرز ساخت تو ایرانی ہے مگر اس کی عبارت سے جو بخط کوفی ہے، یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ غالباً گیارھویں صدی میں بغداد میں تیار ہوا تھا - ریشمی کپڑے ایشیائے کوچک کی سلجوقی مملکت میں بھی بنائے جاتے تھے، چنانچہ شہر لیوں (فرانس) میں تیرھویں صدی کا ایک زربفت محفوظ ہے، جو عبارتوں اور شیر ببر کی تصاویر سے آراستہ ہے اور اس پر قونیہ کے سلجوقی سلطان کیقباد* کا نام مرقوم ہے -

۸ - تاتاری اور تیموری دور کے ایرانی پارچہ جات

(چودھویں اور پندرھویں صدی)

بہت کم ایرانی پارچہ جات ایسے ہیں جن کو یقینی طور پر چودھویں یا پندرھویں صدی کی بافت کہا جا سکتا ہے - اس دور کے کپڑوں کی زیبائش بڑی حد تک چینی طرز کی تھی - تاتاری عہد میں ایران میں چینی طرز کے پارچہ جات کی اتنی مانگ تھی کہ مقامی بافندے بھی چینی طرز آرائش کی نقل کرنے لگے تھے - تاتاری اور تیموری دور کی کتابی تصاویر میں چینی طرز کے پارچہ جات دکھائی دیتے ہیں، جن کی آرائش ایک اژدھا ایک ققنس اور چند بیل بوٹوں سے کی گئی ہے - اس آرائش میں کبھی کبھی خالص اسلامی طرز کی آمیزش بھی ہوتی تھی -

*سلاجقہ روم میں کیقباد نام کے دو حکمران گزرے ہیں - کیقباد اول جس کا عہد حکومت ۱۲۱۹ء سے ۱۲۳۷ء تک ہے اور کیقباد دوم جو ۱۲۴۹ء سے ۱۲۵۷ء تک حکمران رہا -

زربفت کے متعدد پارچہ جات جو فالکہ (Falke) کی رائے میں ایرانی ھیں ، غالباً اندلس (سپین) میں تیار ھوئے تھے - میٹروپالیٹن میوزیم میں ریشمی زربفت کا ایک نادر پارچہ ھے ، جو پندرھویں صدی کی ساخت معلوم ھوتا ھے - (تصویر ۱۷۲) اس کے بیل بوٹے بیضوی شکل کے خانے بناتے ھیں اور ھر خانے میں شگوفے ، پتے اور سیاہ اور سفید رنگ کے نخیل بنے ھوئے ھیں - جن کی زمین گہرے سبز رنگ کی ھے - اس نقشہ کی نفاست اور رنگینی تیموری عہد کی آرائش سے ملتی جلتی ھے -

۹ - صفوی دور کے ایرانی پارچہ جات

(سولھویں سے اٹھارویں صدی تک)

صفوی دور کے آغاز سے ایرانی پارچہ بافی کا عہد زرین شروع ھوتا ھے - صفوی عہد کے ریشمی کپڑے تین قسموں میں منقسم ھیں - سادہ ریشمی کپڑے ، ریشمی پارچہ جات جن پر زری کی گلکاری ھے اور ریشمی مخملیں - اس قسم کے پارچہ جات سے شہزادوں اور امیروں کے لباس بنتے تھے اور پردے اور غلاف بھی تیار ھوئے تھے - اور شاھان وقت اپنے مقرب امراء کو بطور تحفہ دیتے تھے - ان کی آرائش میں انسانوں ، جانوروں اور پرندوں کی بیشتر تصاویر کے علاوہ گلکاری کا کام نظر آتا ھے - اور مناظر بیشتر شاھنامہ یا نظامی کے کلام سے لئے گئے ھیں - بعض مناظر میں ایرانی امراء سیر و شکار یا اپنے باغات میں عیش و عشرت میں مشغول نظر آتے ھیں -

سولھویں صدی کے ایرانی ریشمی پارچہ جات کا ایک خوبصورت اور رنگ برنگ نمونہ پلیٹ نمبرIV میں دکھایا گیا ھے۔ ایک ایرانی نوجوان چٹانوں کے درمیان کھڑا ھے، اس کے ھاتھ میں ایک صراحی اور جام ھے، اور اس کے پس منظر میں جانور، پرندے اور سرو کے درخت نظر آتے ھیں۔ سولھویں صدی کا ایک اور اعلیٰ قسم کا مخمل کا پارچہ ھے (تصویر۱۷۳) جو مسٹر ایورٹ میسی کا عطیہ ھے۔ اس قسم کے متعدد مخملی قطعے امریکہ کے مختلف عجائب خانوں میں موجود ھیں، جو کسی زمانے میں ویانا کے دوسرے محاصرے کے دوران میں (۱۶۸۳ء) قرہ مصطفیٰ پاشا* کے خیمہ کی زینت تھے۔ اس قطعہ میں سکندراعظم ایک اژدھا کو پتھر مارتے دکھایا گیا ھے۔ ان میں عنابی، سبز، آسمانی اور بادامی رنگ کام میں لائے گئے ھیں، زمین سنہری ھے جس پر نقرئی فیتے لگے ھوئے ھیں۔ ماسکو کے سلاح خانہ میں بھی ریشمی کمخواب کا ایک جبہ ھے، اس کی زیبائش بھی ویسی ھی ھے، مگر وہ رنگا رنگ ریشم سے بنا ھوا ھے، اور اس کی زمین نیلے رنگ کی ھے۔ سولھویں صدی کے زربفت کا ایک اور ٹکڑا میٹروپلیٹن میوزیم میں موجود ھے جس میں ایک آدمی بیٹھا ھوا دکھایا گیا ھے اور اس کا خادم اسے پھل پیش کر رھا ھے۔ اس کی زمین سفید ھے اور بافت میں شوخ رنگ استعمال کئے گئے

*قرہ مصطفیٰ پاشا ترکی کا صدر اعظم تھا جو ویانا کے دوسرے محاصرے میں ترکی فوجوں کی قیادت کر رھا تھا۔ پہلے محاصرے کی طرح دوسرا محاصرہ بھی ناکام رھا اور ترک ویانا کے حصار کو نہ توڑ سکے (مترجم)۔

Marfat.com

ہیں - نیویارک کے کوپر یونین میوزیم * میں بھی باریک ریشم کے دو پارچے موجود ہیں جن میں لیلیٰ اور مجنوں کی داستان عشق کے منظر دکھائے گئے ہیں - ایک منظر میں لیلیٰ محمل میں بیٹھی مجنوں کو دیکھ رہی ہے - جس کے ارد گرد جانور جمع ہیں - یہ ٹکڑا خاص اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اس پر بافندے کا نام غیاث ملتا ہے - دوسرے ٹکڑے میں لیلیٰ مجنوں کی طرف جاتی ہوئی دکھائی گئی ہے اور وہ ایک ہرن کو پکڑے ہوئے ہے - سولھویں صدی کا ایک اور قابل ذکر ریشمی پارچہ کوپن ہاگن (ڈنمارک) کے قلعہ روزنبورگ ** میں محفوظ ہے - اس میں ایک شہزادے اور اس کے خادم کی تصویریں ہیں - یہ تصویریں خاصی بڑی ہیں چنانچہ ان کی بلندی بیس انچ کے قریب ہے - ان ریشمی پارچہ جات میں جو تصویریں ہیں وہ اس دور کی کتابی تصویروں سے ملتی جلتی ہیں -

صفوی دور کے سولھویں صدی کے دیگر پارچہ جات محض گلکاری سے آراستہ ہوا کرتے تھے - یہ گلکاری یا تو قدرتی وضع کی ہے یا رسمی طرز کی - اس دور کی کتابی تصاویر میں جو لوگ نظر آتے ہیں وہ اسی وضع قطع کے لباس میں ملبوس دکھائی دیتے ہیں - ہمارے میوزیم میں ریشمی مخمل کا ایک ٹکڑا ہے*** جو نخیل سے آراستہ ہے اور یہ نخیل بیضوی شکل کے گول خانوں میں بنائے

*Cooper Union Museum

**Rosenborg castle in Copenhagen

***یہ بھی اسی خیمہ کا ایک زیبائشی ٹکڑا ہے ، جس کا ایک اور آرائشی قطعہ تصویر ۱۷۳ میں دکھایا گیا ہے (مصنف)

Marfat.com

گئے ھیں - نخیل کے ساتھ لالہ اور گلاب کے پھول بھی دکھائی دیتے ھیں ، جن کی زمین سنہری ھے -

شاہ عباس صفوی کے عہد حکومت میں (۱۵۸۷—۱۶۲۸ء) جو تمام فنون کا بڑا سر پرست تھا ، قیمتی پارچہ‌جات ، زر بفت ، اور مخمل کی تیاری اعلیٰ فنی مہارت کے ساتھ جاری رھی - چنانچہ شاہ عباس نے یزد اور کاشان کے قدیم کارخانوں کے علاوہ اصفہان وغیرہ شہروں میں اور کارخانے قائم کئے ، جہاں پر تکلف پارچہ جات کے علاوہ روز مرہ کے استعمال کے کپڑے بھی تیار ہوتے تھے - میٹروپالیٹن میوزیم میں شاہ عباس کے عہد کے دو ریشمی ٹکڑے موجود ھیں ، جن پر یہ عبارت مرقوم ھے : "۱۰۰۸ ، عمل حسین" - سولھویں اور سترھویں صدی کے دیگر بافندوں کے جو نام معلوم ھوئے ھیں وہ غیاث ، عبداللہ بن محمد ، معزالدین ولد غیاث اور سیفی عباسی ھیں - ان قطعات میں اس عہد کی تمام خصوصیات موجود ھیں - یعنی رنگ مدھم ھیں ، اور شاہ طہماسپ کے دور کے مقابلہ میں تصاویر زیادہ قدرتی وضع کی ھیں - شاہ عباس کے عہد میں مخمل اور زر بفت کے جو پارچہ‌جات تیار ھوئے وہ بہت نفیس اور پر تکلف ھیں - اور ھمارے میوزیم میں سولھویں اور سترھویں صدی کے پارچہ جات کا جو مجموعہ ھے، وہ خاص طور پر نفیس اور عمدہ ھے -

(تصویر ۱۷۴) میں ایک بڑا مخملی قالین دکھایا ھے جو آجکل ھمارے میوزیم میں محفوظ ھے ، اور شاہ عباس کے عہد کی صناعی کا لاجواب شاھکار ھے - یہ قالین پہلے سیکسنی* کے شاھی خاندان

* Saxony.

Marfat.com

کی ملک میں تھا ۔ ویانا کے دوسرے محاصرہ (۱۶۸۳ء) میں ان کے ہاتھ آیا تھا اور اس وقت سے انہی کے قبضہ میں چلا آیا تھا ۔ اس کے نقشہ میں دو بڑے ہشت پہلو تمغے ہیں ۔ اور ویسی ہی شکل و صورت کے اور خانے ہیں ۔ تمغوں کے اندر اور باہر کی سطح نازک شاخوں اور پھولوں سے آراستہ ہے ۔ جن کا رنگ سرخ یا سبز ہے اور زمین سنہرے رنگ کی ہے ۔ مگر حاشیہ کی زمین نقرئی ہے ۔ یہ خوبصورت قالین غالباً ۱۶۰۰ء کے قریب اصفہان میں تیار ہوا تھا ۔ سترھویں صدی کی مخمل کا نمونہ بھی ہمارے میوزیم میں موجود ہے (تصویر ۱۷۵) ، جس میں پتھروں میں سے پودے اگتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں ۔ ان کے علاوہ چینی طرز کے بادل اور تتلیاں بھی مدھم رنگوں میں بنائی گئی ہیں۔ اور ان سب کی زمین سنہری ہے ۔

سترھویں صدی کی ابتداء سے قدرتی وضع کے پھولوں کے نئے نئے نمونے بہت مقبول ہو گئے ۔ چنانچہ (تصویر ۱۷۶) میں ایک نہایت نفیس اور عمدہ زربفت دکھایا گیا ہے ، جو ایک جبہ کا ٹکڑا ہے ، نقشے اور رنگ آمیزی دونوں اعتبار سے یہ ایک شاہکار ہے۔ اس کی آرائش میں سوسن اور گلاب کے پھولوں سے کام لیا گیا ہے، جو مدھم رنگوں میں بنے ہوئے ہیں اور سنہری زمین کے ساتھ بہت خوبی سے مل جل گئے ہیں۔

شاہ عباس کے زمانے میں پٹکا ایرانی لباس کا ایک ضروری جزو تھا ۔ جس کا استعمال ایران سے مشرق یورپ میں پھیلا ۔ ہمارے میوزیم میں کئی سالم پٹکے اور بعض ٹکڑے بھی موجود ہیں ۔ ان میں سے سب سے نفیس پٹکا مسٹر جارج پراٹ کا عطیہ

Marfat.com

ہے (تصویر ۱۷۷) -

۱۰ - ایرانی زر بفت اور کتان کے پارچہ جات

(سترھویں، اٹھارھویں اور انیسویں صدی)

سترھویں ، اٹھارھویں اور انیسویں صدی کی ایرانی گلکاری کے بہت سے نمونے ھمارے میوزیم میں موجود ھیں ، جن میں مختلف نوع کے ٹانکے استعمال ھوئے ھیں - اسی طرح ایک نمونہ سترھویں صدی کی زردوزی کا ہے ، جس میں گلکاری کے علاوہ انسانوں اور حیوانوں کی تصویریں سیاہ زمین پر شوخ رنگوں میں بنی ھوئی ھیں - بعض کی گنجان گلکاری اس قسم کی ہے جو عورتوں کی شلواروں کے لئے استعمال ھوتی ہے - ھمارے مجموعہ میں بلاد قفقاز کی کشیدہ کاری کے نمونے بھی ھیں ، جن کے نقشے بیشتر اقلیدسی شکلوں کے ھیں - مرقع کاری جس میں مختلف رنگوں کے کپڑوں سے کام لیا جاتا تھا ، اٹھارھویں اور انیسویں صدی میں بہت مقبول تھا - اس کے اندر کچلے ھوئے کاغذ کے گدے رکھے جاتے تھے ، اور ارد گرد سفید ریشمی تاگے سے کشیدہ کاری کی جاتی تھی - اسی قسم کا کام بیشتر رشت اور اصفہان میں ھوتا تھا -

ھمارے عجائب خانہ کے پارچہ جات کے مجموعہ میں چند چھاپے ھوئے سوتی پردے بھی ھیں جن کو قلمکار کہا جاتا ہے - اور جو اصفہان ، ھمدان اور یزد میں تیار ھوتے تھے - ان میں سے

Marfat.com

اکثر انیسویں صدی کے ھیں ۔

۱۱ ۔ ترکی پرچہ جات اور کشیدہ کاری

(سولھویں سے انیسویں صدی تک)

عثمانی عہد کے پارچہ جات بیشتر زربفت اور مخمل کے ھیں ، چند کپڑے پندرھویں صدی کے کہے جا سکتے ھیں کیونکہ وہ ان لباسوں سے مشابہ ھیں جو اسی زمانے کے اطالوی نقاشوں بالخصوص بلینی* (۱۴۲۹—۱۵۰۷) کی کھینچی ہوئی تصویروں میں نظر آتے ھیں ۔ بروسہ جو عثمانی سلطنت کا پہلا دارالحکومت تھا ، ترکوں کے ھاں پارچہ بافی کا سب سے بڑا مرکز تھا ۔ اگرچہ دوسرے شہر مثل سقوطری اور ھرکہ بھی نفیس پارچہ جات کے لئے مشہور تھے ۔

ایرانی پارچہ جات کے مقابلہ میں عثمانی زربفت اور مخملی کپڑوں میں تنوع کم پایا جاتا ھے ۔ ان کے نقشے اور نمونے گلکاری تک محدود ھیں ۔ کیونکہ ان کے ھاں جانداروں کی تصاویر بنانا ممنوع تھا ۔ اگرچہ ترک ایرانی اور اطالوی آرٹ سے متاثر ھوئے ، انہوں نے اپنی ایک خاص طرز پیدا کی ، جس سے ھم شہر

*بلینی (Gentile Bellini) وینس کا ایک مشہور مصور تھا جس نے اپنے اھل وطن کی معاشرت کی بڑی عمدہ تصویریں کھینچیں ۔ وہ قسطنطیہ بھی گیا تھا جہاں اس نے سلطان محمد فاتح کی نہایت اچھی تصویر بنائی جو اب لنڈن کی نیشنل گیلری میں موجود ھے (مترجم) ۔

Marfat.com

ازنیق کی کوزہ گری کے ذریعہ سے خوب واقف ہیں ۔ ترکی کاریگروں نے ایران سے گلکاری کے نمونے حاصل کئے ، اور اٹلی سے انار اور دیگر طرز آرائش سیکھی جو پندرھویں صدی کی وینس کی مخمل میں پائی جاتی ہے ۔ بروسہ کی مخمل کو بعض اوقات اطالوی ساخت سمجھا گیا ہے ، حالانکہ ان کے سادہ نقشے صاف بتا رہے ہیں کہ وہ ترکی ساخت کے ہیں ۔

ترکی مخملی کپڑے جن کا ایک مجموعہ ہمارے عجائب خانہ میں ہے ان کا نقشہ بالعموم ترکی زربفت کے کپڑوں سے الگ ہے اور وہ بیشتر پردوں اور غلافوں کے کام آتے ہیں ۔ سولھویں صدی کی مخملوں کی زمین بالعموم سرخ ہے ، اور ان پر زردوزی کا کام ہے ، جس میں بسا اوقات چاندی کی تاروں کا اضافہ ہے ۔ ہمارے عجائب خانے میں مخمل کا ایک بڑا قطعہ ہے ، (تصویر ۱۷۸) جس میں اطالوی اور ترکی نقشے ملے جلے ہیں ۔ اور جو مخروطی شکلوں سے آراستہ ہے ۔ اور ان کے اوپر سنبل اور گلاب کے پھولوں کی ڈالیاں بنی ہوئی ہیں ۔ اس قسم کے پھول سولھویں صدی کے ترکی مخملی اور زر بفت کے پارچہ جات کے ساتھ مخصوص ہیں ۔ اور ایک مکمل غلاف پر بھی نظر آتے ہیں ۔ مگر ان مخملی غلافوں کے نقشوں اور ان کی کاریگری میں ایک تدریجی انحطاط نظر آتا ہے ۔

سولھویں اور سترھویں صدی کے ترکی زربفت کے کپڑے مشرق فن بافندگی کے بہترین نمونے ہیں ۔ ایرانی پارچہ جات کے مقابلہ میں ان کے رنگ کم شوخ ہیں ۔ مگر نقشے کی عمدگی اور صنعت کی پختگی میں ان کے برابر ہیں ، بلکہ اکثر اوقات ان سے

Marfat.com

بڑھ کر ہیں ۔ ترکی زربفت کے پارچہ جات کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ بیضوی شکل کے خانوں میں سنبل ، گلاب اور دوسرے پھولوں کی ڈالیاں بنائی گئی ہیں ۔ رنگ بالعموم دو یا تین ہوتے ہیں ، مثلاً سنہرا ، سرخ اور نیلا ۔ زمین بالعموم سرخ ہوتی ہے مگر بعض اوقات نیلگوں یا سبز بھی دیکھنے میں آتی ہے ۔ زربفت اور مخمل کی طرز آرائش یکساں ہے مگر زربفت کا نقشہ زیادہ پیچیدہ ہے ۔ وہ کپڑے جن پر انار بنے ہوئے ہیں (تصویر ۱۷۹) اطالوی پارچہ جات کے زیر اثر سولھویں صدی سے تیار ہونے شروع ہوئے ، اکثر ترکی زربفت لباسوں کے لئے استعمال ہوتے تھے ، جن کے کئی نمونے استانبول اور دوسرے شہروں میں ابھی تک محفوظ ہیں ۔ ایک بھاری زربفت کا مکمل جبہ میٹروپالیٹن میوزیم میں بھی ہے (تصویر ۱۸۰) ۔ اس کا سرخ ، نیلگوں اور سبز رنگوں والا نمونہ سولھویں صدی سے منسوب کیا جا سکتا ہے ۔ سترھویں صدی میں بیل بوٹوں نے قدرتی وضع اختیار کر لی ۔ اور اقلیدسی شکلوں کی جگہ ٹہنیوں اور شگوفوں نے لے لی ۔

زر دوزی کا کام ایشیائے کوچک اور یورپی ترکی میں بھی ہوتا تھا ۔ ایشیائے کوچک کے زردوزی کپڑے اپنے نقشہ میں اکثر بروسہ کے مخملی اور زربفتی کپڑوں کی یاد تازہ کرتے ہیں ان میں قدرتی وضع کے گلکاری کے نمونے خاص طور پر نمایاں ہیں ۔ سترھویں اور اٹھارھویں صدی کے پارچہ جات میں کشیدہ کاری ریشمی دھاگے سے کی گئی ہے (تصویر ۱۸۲) ۔

ترکی کشیدہ کار پارچہ جات کا ایک مشہور مجموعہ روما

اور تولیوں پر مشتمل ہے - جو خاص خاص تقریبوں کے موقع پر استعمال میں لائے جاتے تھے - ان میں سے بعض اٹھارھویں صدی کے ھیں اور بعض انیسویں صدی کے - ان میں ریشمی دھاگه استعمال ھوا ہے - ان کی گلکاری میں گلاب کا پھول بہت مقبول ہے - اگرچه مساجد اور سرو کے درخت بھی بکثرت دکھائی دیتے ھیں -

۱۴ - اندلس اور صقلیه کے اسلامی پارچه جات

جب ۷۱۱ء میں عربوں نے اندلس (سپین) فتح کیا تو مشرق قریب کے هنر اور فنون یورپ میں رائج ھونے لگے - چنانچه اندلسی پارچه جات کا ذکر پاپائے روم کے خزائن کی نویں صدی کی فہرستوں میں ملتا ہے - اور عرب جغرافیه نگار شریف الادریسی* (۱۰۹۹ تا ۱۱۶۴ء) نے لکھا ھے که اندلس کے شہر المریه میں قیمتی ریشمی کپڑوں کی بافت کے لئے آٹھ سو کرگے تھے - پارچه جات مرسیه ، اشبیلیه ، غرناطه اور مالقه میں بھی تیار ھوتے تھے - میڈرڈ کی شاھی تاریخی اکیڈیمی** میں ایک پارچه ہے جو مشجر فیتوں سے آراسته ہے جن کا رنگ سرخ اور نیلا ہے - ان کے علاوہ ھشت پہلو خانے ھیں جن میں انسانوں ، حیوانوں اور پرندوں کی تصاویر ھیں - اس میں ایک عربی عبارت بھی ہے جس

* شریف ادریسی نے صقلیه کے نارمن بادشاہ روجر (Roger) کی سرپرستی میں دنیا کا ایک مفصل نقشه تیار کیا تھا (جو طبع ھو چکا ہے) اور اس کی تشریح کے لئے ایک جغرافیه بھی لکھا تھا (مترجم) -

** Royal Academy of History at Madrid.

Marfat.com

میں امیر قرطبہ ہشام ثانی (۹۷۶ — ۱۰۰۹ء) کا نام لکھا ہے۔ اس کا نقشہ بلا شبہ مصری عربی طرز کا ہے اور ان نمونوں سے ملتا جلتا ہے جو اسی زمانے کے اندلس کے ہاتھی دانت کے صندوقچوں میں نظر آتا ہے۔

نیویارک کے کوپر یونین میوزیم میں ایک دلچسپ پارچہ ہے، جو رنگین ریشم کی مشجر کاری سے آراستہ ہے اور جس میں حلقوں کے اندر لوگ مے نوشی کرتے ہوئے دکھائے گئے ہیں۔ ان کو گیارھویں صدی کے اندلسی صندوقچوں کی تصاویر سے بڑی مشابہت ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بھی اسی زمانے کے ہوں گے۔ اسی طرز کا ایک زربفت کا ٹکڑا میٹروپالیٹن میوزیم میں ہے، اس میں چند مطرب دکھائے گئے ہیں جن کے ہاتھوں میں طنبورے ہیں۔ ان تصاویر میں سرخ، نیلا، سبز اور ہلکے بادامی رنگ استعمال ہوئے ہیں اور ان کی زمین سنہری ہے۔ یہ پارچہ خاص طور پر دلچسپ ہے، کیونکہ اس کی تصاویر بارھویں یا تیرھویں صدی کی ہیں۔

اندلسی پارچہ جات کا ایک اور اہم مجموعہ ہے، جو گیارھویں اور بارھویں صدی کا ہے اور جس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں انسانوں، جانوروں اور پرندوں کی تصاویر بڑی ہیں۔ بعض تصاویر میں ایک قوی ہیکل انسان کو شیر کا گلا دبانے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ اور بعض میں ابوالہول کی جوڑیاں ہیں۔ اس طرز کے پارچہ جات آجکل شہر ویش، برلن اور نیویارک کے عجائب خانوں میں محفوظ ہیں۔ ان کی بافت میں سرخ، سبز اور سنہری رنگ استعمال ہوئے ہیں اور ان کی رنگ آمیزی کی اہ

ایک خاص طرز ہے ۔

اندلس کے پارچہ جات کا ایک اور مجموعہ ہے ، جن کی شناخت برلن کے ایک زربفت کے ٹکڑے کی مدد سے کی گئی ہے ۔ یہ ٹکڑا جس میں سلمنکہ کے گرجے کی ایک یاداشت لپٹی تھی ، فیرننڈو دوم شاہ لیون (۱۱۵۸ء تا ۱۱۸۸ء) کے زمانے کا ہے ۔ اس قسم کے پارچہ جات میں جو تیرھویں صدی تک تیار ہوتے رہے ، پرندوں کی تصویریں گول تمغوں کے درمیان بنائی گئی ہیں ، جن کا رنگ بالعموم گہرا بادامی ، سفید یا سنہرا ہے ۔ ہمارے میوزیم میں اس قسم کے زربفت کے تین پارچہ جات ہیں ، جن کا تعلق بارھویں یا تیرھویں صدی سے ہے ۔ تیرھویں صدی کے چند اور زربفت ہیں جن میں آقلیدسی شکلیں ہیں ، اور سنہری تار بکثرت استعمال ہوئے ہیں ۔ ہمارے میوزیم میں ایک ٹکڑا ہے جو کسی زمانے میں ڈون فلپ (متوفی ۱۲۷۴ء) کے جبہ کا ایک حصہ تھا ، یہ جبہ آجکل میڈرڈ* کے عجائب خانہ آثار قدیمہ میں موجود ہے ۔ یہ بادامی اور سنہرے رنگوں میں بنایا گیا ہے ۔ اور اس کے فیتے ایک دوسرے کو آپس میں اس طرح قطع کرتے ہیں جس سے شش پہلو ستارے بن گئے ہیں ۔ ہمارے میوزیم میں تیرھویں صدی کے زربفت کا ایک اور قطعہ ہے ، جو ایسے مربع خانوں سے آراستہ ہے جس میں سیدھی اور پیچیدہ لکیریں کھینچی گئی ہیں ۔ یہ قطعہ غالباً سینٹ ولیریس کے جبہ کا ایک حصہ ہے ، جو شہر

*میڈرڈ آجکل سپین کا دارالحکومت ہے ۔ یہ شہر اسلامی عہد میں بھی موجود تھا ، اگرچہ کوئی خاص سیاسی یا تمدنی حیثیت نہیں رکھتا تھا ۔ عربی مورخین اسے مجریط لکھتے ہیں (مترجم) ۔

Marfat.com

لاردہ کے بڑے گرجے میں محفوظ ہے -

زربفت کے بعض اور پارچہ جات بھی ہیں ، جن میں ایرانی اور چینی اثرات ظاہر ہیں اور جو اندلس کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں - ان کی آرائش میں گلکاری اور جانوروں کی سنہری تصویروں سے کام لیا گیا ہے جن کی زمین نیلی ہے - اس قسم کے دو کپڑے میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ہیں - ایک میں بیل بوٹوں اور کنول کے پھولوں کے درمیان خرگوشوں کی ایک جوڑی نظر آتی ہے - دوسرے میں بیل بوٹوں کے درمیان پرندے دکھائی دیتے ہیں جو ایک چشمہ سے پانی پی رہے ہیں - یہ کپڑے جو غالباً چودھویں صدی میں تیار ہوئے تھے ، دوسرے اندلسی پارچہ جات سے مشابہ ہیں -

چودھویں اور پندرھویں صدی کے پارچہ جات پر جو زیبائش ہے ، اسے الحمراء کی طرز آرائش کہا جاتا ہے - یہ آرائش پیوستہ پٹیوں ، کثیر الزاویہ شکلوں ، عبارتوں اور شوخ رنگوں کے بیل بوٹوں پر مشتمل ہے - ایسے پارچہ جات کے متعدد نمونے جو غالباً غرناطہ میں بنائے گئے تھے ، ہمارے میوزیم* میں موجود ہیں - ان میں سے ایک کپڑے پر زرد اور سرخ رنگ میں حسب ذیل عبارت لکھی ہے - ''ہمارے مولانا سلطان کا بول بالا ہو'' (تصویر ۱۸۴) - عربی اندلسی طرز کے کپڑے سولھویں صدی تک مقبول رہے -

---

* ''ہمارے میوزیم'' سے مصنف کی مراد شہر نیویارک کا The Metropolitan Museum of Art ہے ، جہاں وہ مشرق قریب کے شعبۂ فنون لطیفہ کے منتظم ہیں (مترجم) -

Marfat.com

یہ بات تو ہمیں معلوم ہے کہ صقلیہ میں عربوں کے عہدحکومت میں یعنی دسویں اور گیارھویں صدی میں ریشمی کپڑے بنے جاتے تھے ، مگر کوئی ایسا پارچہ موجود نہیں جسے اس زمانے کے بافندوں کی صنعت اور کاریگری کا نمونہ کہا جا سکے - نارمنوں* کے دور حکومت میں جنہوں نے عربوں کے عادات و اطوار کو قائم رکھا ، فن بافندگی نے بڑی ترقی پائی ، چنانچہ ان کے حکمرانوں نے مشرق دستور کے مطابق پلرمو میں پارچہ جات کی تیاری کے لئے شاھی کارخانے قائم کئے - جہاں اعلیٰ درجے کے ریشمی اور زر دوز کپڑے تیار ہوتے تھے - ویانا کے شاھی خزانے میں چند ایک شاندار چغے اور جبے ہیں ، جن پر ان کی تاریخ ساخت مرقوم ہے ، اور جو صقلیہ کے دار الحکومت پلرمو میں تیار ہوئے تھے - مثلاً ایک چغہ میں جس کی تاریخ ساخت ۵۲۸ھ (۱۱۳۳ء) ہے ، زردوزی کے کام کے ساتھ موتی بھی ٹکے ہوئے ہیں ، اس کی زمین سرخ ہے اور اس میں ایک اونٹ پر شیر ببر حملہ کرتا ہوا دکھایا گیا ہے - ایک اور جبہ نارمن فرمانروا ولیم ثانی کے عہد میں ۱۱۸۱ھ میں بنا تھا - اس کے خوبصورت حاشیہ پر سنہری رنگ کے خیالی پرندے اور کجھور کے چھوٹے چھوٹے درخت ارغوانی زمین پر بنے ہوئے ہیں - انہی کارخانوں

* (The Normans) نارمن شمالی یورپ کی ایک جہازران قوم تھی ، جو قرون وسطیٰ میں اپنے وطن سے نکل کر یورپ کے بہت سے ملکوں پر چھا گئی تھی (مترجم) -

Marfat.com

میں زربفت کا وہ ٹکڑا تیار ہوا ہوگا جو ابھی تک پلرمو* میں محفوظ ہے ، اور جس کے متعلق گمان ہے کہ وہ ہنری ششم (م ۱۱۹۸ء) کے چغہ کا ایک قطعہ ہے -

۱۳ - ہندوستانی پارچہ جات

ہندوستان میں کپڑوں کی بافت کا فن بہت قدیم زمانے سے چلا آتا ہے - چنانچہ باریک ململ کی بافت ہندوستان کا ایک بہت پرانا ہنر ہے جو اب تک جاری ہے - مغلوں کے پارچہ جات شاہی نگرانی میں تیار ہوتے تھے - اور ان میں ایران اور ہندی طرز آرائش ملی جلی ہے - ہندوستان نے بافت کے بعض طریقے ایران سے سیکھے ، اور قالینوں کی گرہ بندی میں اپنے استاد سے بھی گوئے سبقت لے گیا - مغلوں کے عہد کے مخملی کپڑے بہت کمیاب ہیں ، اور بیشتر شاہجہانی دور (۱۶۲۸-۱۶۵۸ء) کے ہیں - ان کی آرائش اکثر قدرتی وضع کے پھولوں اور پودوں پر مشتمل ہے ، جیسی کے اس دور کے قالینوں میں رائج تھی -

مغلیہ عہد میں ہندوستان کے بافندوں نے ریشمی زربفت کی صنعت میں بڑی ترقی کی - اس فن کے بہت سے مرکز تھے جن میں زیادہ مشہور لاہور ، اورنگ آباد دکن ، چندیری

* پلرمو جزیرہ سسلی کا دارالحکومت ہے - عربوں کے عہد میں بھی ان کا صدر مقام تھا - عرب مورخین نے اسے بلرم لکھا ہے - اسلامی زمانے کے بعض آثار اب تک وہاں موجود ہیں (مترجم) -

(ریاست گوالیار) بنارس اور احمد آباد ہیں ۔ یہ ہندوستانی زربفت جن کے نقشے پرتکلف اور رنگ شوخ ہیں اور جن میں سونے کا دریا دلی سے استعمال ہوا ہے ، مردانہ اور زنانہ دونوں قسم کے لباس بنانے میں کام آتا تھا ۔ اسی طرح ہندوستانی ساڑھیوں ، اوڑھنیوں اور کمربندوں کی بانت بھی بہترین تھی ۔ ایسے کئی پارچہ جات میٹروپالیٹن میوزیم میں دیکھے جا سکتے ہیں ۔

چوب کاری ہندوستان کا ایک مقبول اور ہردلعزیز فن تھا ۔ چنانچہ یہ کام سوتی پگڑیوں ، جبوں ، پٹکوں اور غلافوں پر کیا جاتا تھا ۔ ہمارے میوزیم میں مغل دور کی کارچوبی کا ایک عمدہ نمونہ ایک درباری جبے کا بالائی حصہ ہے ۔ جس میں جالیدار سلائی اور زر دوزی کا کام ہے ۔ اس میں پھولدار ٹہنیاں بھی ہیں ، جن میں سبز ، زرد اور سرخ رنگ کے پھول بنائے گئے ہیں ۔ سترھویں صدی کا ایک اور عمدہ نمونہ ایک مرزائی نما سرخ پردہ ہے ۔ اس کی آرائش ایسے بیل بوٹوں سے کی گئی ہے ، جو سوسن سے مشابہ ہیں اور ایک گلدان سے اُگتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں ۔

ہندوستان کے مشہور ترین پارچہ جات جن سے امریکہ کے باشندے بہت زیادہ روشناس ہیں ، کشمیر کی شالیں ہیں ، جو بالعموم اٹھارھویں صدی کی ہیں ۔ ان میں سے بعض بنی ہوئی ہیں اور بعض زردوز ہیں ۔ ان کے مخصوص نقشوں میں گنجان گلکاری اور مخروطی شکلیں شامل ہیں جو ایرانی صنعت سے مأخوذ ہیں ۔

پارچہ جات کی آرائش کے دو قدیم طریقے ہندی الاصل ہیں ۔ بلاک کا چھاپہ اور رنگوں کو پختہ بنانا جو دھلنے کے بعد بھی

Marfat.com

قائم رہیں ۔ یہ فن مغلیہ عہد میں درجۂ کمال کو پہنچ گیا تھا۔ ہمارے میوزیم میں سترھویں اور اٹھارھویں صدی کے چھاپے ہوئے منقش سوتی کپڑوں کے کئی نمونے ہیں ۔ جو انگلستان اور امریکہ میں پالمپور کے نام سے مشہور ہیں ۔ ایسے سوتی کپڑے جو بیشتر مسولی‌پٹم میں بنتے تھے ، گلکاری اور تصاویر سے مزین ہوتے تھے ۔ اس قسم کے متعدد قدیم غلاف بھی ہیں جن پر مردوں اور عورتوں کی شکلیں بنی ہوئی ہیں ۔ (تصویر۱۸۵) جو ایرانی یا ہندی لباس پہنے ہوئے ہیں ، ان یاد داشتوں کی بناء پر جو آن کی پشتوں پر لکھی ہوئی ہیں ، ان کا زمانۂ بافت سترھویں صدی کا وسط قرار دیا سکتا ہے ۔ چھاپہ گری اور نقاشی سوتی کپڑوں پر بھی کی جاتی تھی ، چنانچہ ہمارے میوزیم میں ایک شاندار درباری لباس ہے ، جس کی آرائش میں گلابی اور سنہرے شگوفے دکھائی دیتے ہیں ۔

Marfat.com

باب سیزدھم

قالین

۱ - قدیم اسلامی عہد کے مصری قالین

(آٹھویں سے بارھویں صدی تک)

قالینوں کے ان ٹکڑوں کے ذریعے سے جو فسطاط (یعنی قدیم قاھرہ) میں ملے ھیں یا کھود کر نکالے گئے ھیں ، ھمارے لئے قالین بافی کی قدیم تاریخ کے لئے اھم مواد بہم پہنچا ھے ۔ اس سے ھم قالینوں کی گرہ بندی کی ابتداء معلوم کرسکتے ھیں ۔ قاھرہ کے عربی عجائب خانہ* میں جو قطعات ھیں ان میں دو ٹکڑے ایسے

---

* Museum of Arab Art, Cairo

۱۹۵۲ء میں اس کا نام دارآلاثارالعربیہ کی بجائے متحف الفن الاسلامی رکھ دیا گیا اور اس میں تمام اسلامی ملکوں کی صنعتوں کے عمدہ عمدہ نمونے جمع کر دیئے گئے (مترجم) ۔

Marfat.com

ہیں جن پر خط کوفی کی عبارتیں ہیں اور جن میں سے ایک ٹکڑے
پر ۱۰۲ھ (۷۲۰ء) یا ۲۰۲ ھ لکھا ہوا ہے ۔ ایک اور قطعہ بھی
مصر میں ملا تھا ۔ اس پر بھی قاہرہ کے قطعوں جیسی کوفی خط
کی عبارتیں ہیں ۔ یہ قطعہ واشنگٹن کے عجائب خانۂ ملبوسات میں
ہے ۔ یہ قطعہ اور دیگر کئی قطعات جو سویڈن کے ذاتی مجموعوں
میں موجود ہیں اور جن کو لام (Lamm) نے کتابی شکل
میں شائع کردیا ہے ، عباسی عہد کی قالین بافی کے نمونے تصور
ہونے چاہئیں ۔ جیسا کہ وسطی ایشیا اور اندلس کے قدیم
قالینوں میں دیکھنے میں آتا ہے ، ان کی گرہیں اکہرے تاگوں کے
گرد باندھی گئی ہیں ۔ قالین کا ایک اور دلچسپ قطعہ ہے جو
فسطاط سے ملا ہے اور اب میٹروپالیٹن میوزیم میں محفوظ ہے ۔
(تصویر ۱۸۶) ۔ اس کی آرائش میں مثلثوں کی ایک قطار اور
نیلے ، زرد ، سبز اور بادامی رنگ کے قرص نظر آتے ہیں ۔
زمین سرخ ہے اور حاشیہ میں کوفی خط میں عبارتیں ہیں ۔ جن کا
رنگ سرخ ہے اور زمین گہرے نیلے رنگ کی ہے ۔ مذکورہ بالا قطعات
کی طرح ان کی گرہیں بھی ایک ہی تاگے کے گرد بندھی ہیں
عباسی دور کے قطعات کے مقابلہ میں ان کا خط کوفی زیادہ ترقی یافتہ
ہے ۔ یہ قطعہ فاطمی عہد کا یعنی گیارھویں یا بارھویں صدی
کا تصور ہونا چاہئے ۔ یہ تمام قطعات جو فسطاط سے دستیاب ہوئے
ہیں ، آیا مصر میں تیار ہوئے تھے یا دوسرے ملکوں مثلاً عراق
یا ایران سے درآمد کئے گئے تھے ، یہ ایک ایسا امر ہے جس کا
فیصلہ کرنا تاحال مشکل ہے ۔ بعض ماہرین فن کا خیال ہے
جو قطعات عربی عجائب خانہ میں محفوظ ہیں ، وہ مصر ہی

Marfat.com

تیار ہوئے تھے - یہ بات کہ مصر میں فاطمی دور میں قالین بنتے تھے ، کتابی شہادت سے ثابت ہے - مثلاً یعقوبی شہرا سیوط کے قرمزی قالینوں کی تعریف کرتا ہے اور مقریزی ان قالینوں کے سلسلہ میں جو فاطمی خلفاء اپنے محلات میں استعمال کرتے تھے ، قلمون قسم کا ذکر کرتا ہے ، نیز ایک اور طرز کا جو سرکنڈے سے بنتا تھا اور اس پر طلائی اور نقرئی سوزن کاری ہوتی تھی - عباسی دور کا دسویں صدی کا ایک عمدہ بوریا جو طبریہ (فلسطین) میں تیار ہوا تھا ، میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ہیں -

۲ - ایشیائے کوچک کے سلجوقی قالین

(تیرھویں صدی عیسوی)

ایشیائے کوچک کے سلاجقہ تیرھویں صدی میں اپنے اعلیٰ درجہ کے قالینوں کے لئے مشہور تھے - مارکوپولو* جس نے ۱۲۷۵ء میں ایشیائے کوچک کا سفر کیا تھا ، لکھتا ہے کہ دنیا کے اعلیٰ اور خوبصورت ترین قالین یونانی اور ارمنی کاریگر ترکمانیہ میں تیار کرتے تھے - سلجوقی عہد کے قالینوں کا ایک قابل قدر مجموعہ جو پہلے قونیہ کی جامع علاءالدین میں تھا ، اب استنبول کے

* مارکوپولو (۱۲۵۴-۱۳۲۳ء) ونیس کا ایک شخص تھا جس نے اپنی عمر کے پچیس سال مشرقی ملکوں خصوصاً چین کی سیر و سیاحت میں بسر کئے - واپسی پر اس نے جو سفر نامہ قلمبند کرایا وہ تاریخی لحاظ سے بہت اہم ہے (مترجم) -

Marfat.com

آثار قدیمہ کے عجائب خانہ میں ہے ۔ یہ قالین تیرھویں صدی کے
ہیں اور اس مسجد کے لئے بنائے گئے تھے ، جو ۶۱۶ھ(۱۲۲۰ء)
میں تعمیر ہوئی تھی ۔ آن کی آرائش سر تا سر اقلیدسی اشکال سے کی
گئی ہے ۔ جس میں ہشت پہلو یا بیضوی شکل کے تمغے شامل
ہیں اور حاشیہ پر خط کوفی کی عبارت ہے ۔ ان کے مقبول رنگ
زرد ، نیلا اور سرخ ہیں ۔ قونیہ کے قالین صحیح طرز کی گرہ بندی
کے قدیم ترین نمونے ہیں جو ترکی قالینوں کی خصوصیت ہے ۔
قونیہ کے قالینوں کے مماثل کئی اور نمونے ہیں، جو بک شہر کی مسجد
میں پائے گئے تھے ۔ ان میں سے بعض میں بیل بوٹے اور کھجو
کے پودے زاویہ دار شکلوں میں بنے ہوئے ہیں ، سترھویں او
اٹھارھویں صدی کے اناطولی قالین ان ہی کے نمونے پر ت
ہوئے تھے ۔

۳ ۔ اناطولی اور قفقازی قالین

(چودھویں اور پندرھویں صدی)

چودھویں اور پندرھویں صدی کے اطالوی مصوروں کی تصا
میں ہمیں اکثر ایسے قالین دکھائی دیتے ہیں جن میں پرن
اور جانور مستطیل یا مثمن خانوں میں بنے ہوئے ہیں ۔ اس
کے تصاویر والے قالین اٹلی میں بہت مقبول تھے اور جنوآ اور و
کے راستہ سے درآمد کئے جاتے تھے ۔ ان قالینوں کے مطالعہ
بعد ارڈمان* نے ایک کتاب شائع کی ہے ۔ وہ انہیں چار

*Erdman

Marfat.com

میں تقسیم کرتا ہے - مگر تا حال مشرق میں ان جانوروں والے قالینوں کے صرف تین قطعے دریافت ہوئے ہیں - ان میں سے قدیم ترین قطعہ چودھویں صدی کا ہے جو فسطاط میں ملا تھا اور اب ہمارے عجائب خانہ میں ہے - یہ ایک پرندے کی تصویر سے آراستہ ہے ، جو ایک نیلگوں سبز رنگ کے مثمن خانہ کے اندر بادامی اور سرخ رنگوں میں بنا ہوا ہے - دوسرے قالینوں میں خانوں کے اندر ایک ایک پرندہ بنا ہوا ہے ، یہ خانے ہمیں مربع اینٹوں کے بنے ہوئے فرش کی یاد دلاتے ہیں - پندرھویں صدی کے قالین کا ایک ٹکڑا سٹاک ہوم* کے عجائب خانہ میں ہے اور دوسرا ٹکڑا برلن کے عجائب خانہ میں موجود ہے - سٹاک ہوم والے قطعہ میں دو مکمل خانے نظر آتے ہیں ، جن میں پرندے آمنے سامنے بنے ہوئے ہیں اور ان کے درمیان ایک چھوٹا کھجور کا درخت کھڑا ہے - برلن والے قطعہ میں ہشت پہلو خانوں کے اندر اژدھا اور ققنس کی لڑائی کا نقشہ کھینچا گیا ہے - یہ موضوع چین سے لیا گیا ہے - برلن والے قالین کا جو نقشہ ہے ، اسی کے مشابہ ایک نقشہ شہر سینا** (اٹلی) کے ہسپتال کی دیوار کی تصویر میں نظر آتا ہے ، جو ۱۴۴۰ء اور ۱۴۴۴ء کے درمیان بنائی گئی تھی - جانوروں کی تصویروں والے یہ قالین ایشیائے کوچک یا جنوبی قفقاز کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں ، جہاں اژدھا والے قالین بنائے جاتے تھے - ان قالینوں کو بعض اوقات ارمنی بھی کہا گیا ہے -

*Stockholm, Sweden.
**Siena, Italy.

Marfat.com

۴ - تاتاری اور تیموری دور کے قالین

(چودھویں اور پندرھویں صدی)

اگرچہ چودھویں اور پندرھویں صدی کی کتابی تصاویر میں قالین دکھائی دیتے ہیں مگر ایرانی قالین بافی کے کوئی ایسے نمونے موجود نہیں جن کو یقین کے ساتھ اس قدیم دور کی طرف منسوب کیا جا سکے - بعض قالین اس دور کی طرف منسوب کئے گئے ہیں مگر یہ خیال کمزور دلائل پر مبنی ہے - تاتاری اور تیموری دور کی کتابی تصاویر میں جو قالین نظر آتے ہیں، ان میں اقلیدسی شکلیں بنی ہوئی ہیں - ہشت پہلو خانے ہیں، اور خط کوفی میں عبارتیں بھی ہیں - تہران کے عجائب خانہ میں ۱۴۲۹ء کا لکھا ہوا جو شاھنامہ ہے، اس کی تصاویر میں بڑے قالین دکھائی دیتے ہیں -

قالینوں کے ان نمونوں کو دیکھنے سے جو پندرھویں صدی کی کتابی تصاویر میں نظر آتے ہیں، بالخصوص وہ تصاویر جن کو بہزاد اور اس کے دبستان نے بنایا ہے، یہ محسوس ہوتا ہے کہ قالینوں کے نقشہ میں تبدیلی آ چکی تھی - تیموری دور میں اقلیدسی اشکال کی جگہ بیل بوٹوں نے لے لی، جو تمغوں اور خانوں کے اندر بنائے جاتے تھے - قاھرہ میں "بوستان" کا ایک نسخہ محفوظ ہے، جس کا سنہ کتابت ۸۹۳ھ ہے اور جس میں بہزاد* کی

* کمال الدین بہزاد ایران کا سب سے نامور مصور گذرا ہے، جو ہرات میں پیدا ہوا اور حسین بیقرا تیموری اور شاہ اسماعیل صفوی کی سرپرستی سے مستفید ہوا - اس نے جن کتابوں کو مصور کیا ان میں سے بعض آج تک عجائب خانوں یا کتب خانوں میں محفوظ ہیں - بابر نے اپنی توزک میں اس کے فن کی ستائش کی ہے (مترجم) -

Marfat.com

کھینچی ہوئی متعدد تصاویر ہیں - ان تصاویر میں جو قالین نظر آتے ہیں ، ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سولھویں صدی کے بعض تبریزی قالین انہی کے نمونے پر تیار ہوئے تھے -

قدیم ایرانی قالین کب تیار ہوئے ، اس بارے میں اختلاف رائے ہے مگر یہ بات یقینی ہے کہ اکثر قالین جو عجائب خانوں اور نجی مجموعوں میں نظر آتے ہیں وہ سولھویں صدی سے زیادہ پرانے نہیں ہیں - صرف چند قالین ایسے ہیں جو پندرھویں صدی کے اواخر میں تبریز میں ترکمانی خاندان کے عہد حکومت میں تیار ہوئے ہوں گے - میٹروپالیٹن میوزیم کے مجموعہ* بیلارڈ میں ایک قالین ہے جس کے وسط میں سولہ نوکوں والا ایک ستارہ نما تمغہ ہے اوز اس کے علاوہ نیلی اور سرخ زمین پر پودے اور نازک ٹہنیاں بنی ہوئی ہیں ، ہو سکتا ہے کہ یہ قالین اسی زمانے کا ہو (تصویر ۱۸۷) - اس کے اکثر حصے میں بیل بوٹے بنے ہوئے ہیں جن کی زمین سرخ رنگ کی ہے - اس کا نقشہ اور اس کے شوخ رنگ اس کی قدامت کی طرف اشارہ کرتے ہیں -

۵- صفوی عہد کے ایرانی قالین

(سولھویں اور سترھویں صدی)

بہترین ایرانی قالین سولھویں صدی کے ہیں ، جب ایران میں صفوی خاندان کی حکومت تھی - اس دور میں خصوصاً شاہ اسماعیل

*Ballard Collection of the Metropolitan Museum.

Marfat.com

(۱۵۰۲ء تا ۱۵۲۴ء) اور شاہ طہماسپ (۱۵۲۴ء تا ۱۵۷۶ء) کے عہد میں تبریز کا شہر ایرانی صنعت و حرفت کا بہت بڑا مرکز بن گیا تھا اور اس میں قالین بافی بھی شامل تھی ۔ قالین بافی کے دیگر مرکز کاشان ، ہمدان ، ششتر اور ہرات تھے ، بہترین قالین وہ تھے جو شاہی کارخانوں میں تیار ہوتے تھے ۔

سولھویں صدی کے قالین اور پارچہ جات صفوی عہد کی کتابی تصاویر سے بہت متاثر ہوئے ۔ قالین بافوں کا بڑا کمال یہ تھا کہ انھوں نے قالینوں کے نقشوں میں بیل بوٹے بنائے یہاں تک کہ ان کے شگوفے بھی دکھلائے ، اور بعض میں چینی طرز کے لہراتے ہوئے بادل بھی پیش کئے ۔ شاعروں نے شاہی قالینوں کے نقش و نگار کی بڑی تعریف کی ہے اور ان کو ''گلستان'' اور ''لالہ زار'' کہا ہے کیونکہ ہر ایرانی قالین بیل بوٹوں ، پھولوں اور نازک ٹہنیوں کا ایک متوازن مجموعہ ہوتا تھا ۔

ایرانی قالین بالعموم اپنے مقام ساخت کی بناء پر نہیں بلکہ اپنے نقشوں کی بناء پر مختلف اقسام میں منقسم ہیں ۔ کیونکہ ان کے مقام ساخت کے متعلق ہمارا علم تا حال محض قیاسی ہے ۔

(الف) سولھویں صدی کے تصویر دار قالین

تصویر دار اور تمغوں والے قالینوں کی خصوصیت یہ ہے کہ تمغے ان کے وسط میں بنے ہوئے ہیں ، جن سے بیلیں لٹک رہی ہیں ۔ ان کے علاوہ وہ بیل بوٹوں اور پھولوں سے آراستہ ہیں اور بعض اوقات ان میں سیر و شکار کے مناظر بھی پیش کئے گئے

ھیں - سولھویں صدی کے تغموں والے متعدد قالین امریکہ میں موجود ھیں - اس طرز کے دو مشہور قالین میٹروپالیٹن میوزیم میں بھی ھیں - ایک مجموعۂ آلٹمان* میں ھے (تصویر ۱۸۸) اور دوسرا مجموعۂ بلو من تال** میں ھے - دیگر اعلیٰ نمونے مجموعہ مائرون ٹیلر*** اور مجموعۂ پال گیٹی**** میں موجود ھیں - مجموعۂ آلٹمان والے قالین کے وسط میں ایک تمغہ ھے ، جس سے ڈھال کی شکل کے آویزے لٹک رھے ھیں - اور اس کی گلابی زمین نفیس بیل بوٹوں سے بھری پڑی ھے - اس قالین کی گلکاری اور رنگ آمیزی مجموعۂ بیلارڈ والے قالین سے زیادہ خوشنما ھے جو (تصویر ۱۸۷) میں دکھایا گیا ھے - اس کے بیل بوٹے جو چینی آرٹ سے مأخوذ ھیں ، زیادہ قدرتی وضع کے ھیں -

چند قالینوں کی مدد سے جن کا زمانۂ ساخت معلوم ھے ، ھم صفوی قالینوں کا زمانہ معین کر سکتے ھیں - ان میں قدیم ترین قالین وہ ھے جس میں تمغہ کے علاوہ شکار کے مناظر ھیں - اور جو شہر میلان (اٹلی) کے عجائب خانۂ پولدی پسولی ***** میں محفوظ ھے - اس کا سنۂ بافت****** ۹۲۹ھ (۱۵۲۲ء) ھے اور بافندے کا نام غیاث‌الدین جامی ھے - اس اھم قالین کے وسط میں سرخ

*Altmann Collection.
**Blumenthal Collection.
***Myron Taylor Collection.
****J. Paul Getty Collection.
*****Poldi Pezzoli Museum in Milan.

****** زارے (Sarre) اور دیگر ماھرین فن نے اس کے سن بافت کو ۹۴۹ھ پڑھا ھے (مصنف) -

Marfat.com

رنگ کا ایک تمغہ ہے ، جس کی آرائش گلکاری اور پرندوں کی تصاویر سے کی گئی ہے ۔ اس کی نیلگوں سطح پر شکار کے مناظر ہیں ، اور زمین پر زاویہ دار بیل بوٹے ہیں ۔ جو تصویر ۱۸۷ اور ۱۸۸ والے تمغہ دار قالینوں کی یاد دلاتے ہیں ۔ اور اس شاندار مصور قالین کے مشابہ ہیں جو مجموعۂ پال گیٹی میں موجود ہے ۔ اس کا نقشہ تیموری طرز کا ہے اور اس کا زمانۂ ساخت غالباً وہی ہے جو میلان والے قالین کا ہے یعنی شاہ اسماعیل کا عہد حکومت (۱۵۰۲ء تا ۱۵۲۴ء) ۔

صفوی دور کی صنعت کا شاہکار وہ خانہ دار قالین ہے (تصویر ۱۸۹) جو میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ہے اور جس میں نقشہ کی نفاست اور رنگوں کی شوخی دونوں جمع ہیں ۔ عام مرکزی تمغے کی بجائے نیلے رنگ کے نو چھوٹے چھوٹے تمغے ہیں جن میں چینی طرز کا ایک اژدھا ققنس کے ساتھ لڑتا ہوا دکھایا گیا ہے ۔ ہر تمغہ میں ڈھالیں بنی ہوئی ہیں جن کے رنگ سرخ ، نیلگوں اور سبز ہیں ۔ اور جن میں بیل بوٹے یا اڑتی ہوئی مرغابیاں دکھائی گئی ہیں ۔ ان کے علاوہ گوشہ دار چھوٹے تمغے ہیں جن کی نیلی زمین پر بھاگتے ہوئے شیر نظر آتے ہیں ۔ اور درمیانی جگہوں میں گلکاری ہے یا نیلے ، نارنجی اور سرخ رنگوں میں چینی طرز کے بادل ہیں جن کی زمین سفید ہے ۔ حاشیہ بھی بہت خوبصورت ہے ، اس کی سرخ زمین میں بیل بوٹے ہیں یا چینی وضع کے باریک بادل ہیں ۔ اس کے نقشہ کے رنگوں کی باہم آمیزش ایسی عمدہ ہے کہ وہ پس منظر کے ساتھ بالکل ہم آہنگ ہو گئے ہیں ۔ اس قالین کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں چینی طرز کی بہت سی چیزیں ہیں جن کو صفوی دور کی طرز آرائش

میں بڑا دخل ہے ۔ بہر حال اس قالین میں تیموری دور کی خصوصیات بھی ہیں ، اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ تبریز میں شاہ اسماعیل یا شاہ طہماسپ کے عہد میں بنا ہوگا۔

قالین کے نقش و نگار نے ترقی کرتے کرتے شاہ طہماسپ کے عہد میں جو صورت اختیار کی ، اس کی بہترین مثال تمغوں والا وہ مشہور قالین ہے جو پہلے شیخ صفی اردبیلی* کے مزار میں تھا مگر اب لنڈن کے وکٹوریہ اینڈ البرٹ میوزیم میں ہے ۔ اس کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۱۵۳۹ء میں مقصود کاشانی کی فرمائش پر مکمل ہوا تھا اور پھر اس مقدس مزار پر بطور نذر چڑھایا گیا تھا ۔ اس کی پیچیدہ اور باریک گلکاری اپنی وضع میں اور قالینوں کے مقابلہ میں زیادہ قدرتی طرز کی ہے ۔ ایک اہم سجادہ (تصویر ۱۹۰) جو ہمارے عجائب خانہ کے مجموعۂ فلیچر میں ہے ، دبستان تبریز ہی سے تعلق رکھتا ہے ۔ یہ بیل بوٹوں سے آراستہ ہے اور حاشیہ کے ساتھ ساتھ قرآنی آیات ہیں ۔ اس کا نقشہ اور اس کی رنگ آمیزی ویسی ہی ہے جیسی کہ اردبیل کے مزار والے قالین کی ہے ۔

تمغہ دار قالین اور بھی ہیں ، جو نہ صرف بیل بوٹوں سے آراستہ ہیں بلکہ ان میں جانوروں اور انسانوں کی تصاویر بھی ہیں۔

---

*شیخ صفی الدین جن کو اختصار کے خیال سے شیخ صفی بھی کہا جاتا ہے ، شہر اردبیل کے سادات میں سے تھے اور اپنی پرھیزگاری کی وجہ سے مرجع خلائق تھے ۔ ایران کا ایک مشہور اور اہم حکمران خاندان انہی کے نام پر صفوی کہلاتا ہے ، کیونکہ اس کا بانی شاہ اسماعیل چھٹی پشت میں شیخ صفی کی اولاد سے تھا (مترجم) ۔

Marfat.com

مثلاً (۱) پولدی پسرلی میوزیم والا قالین جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے - (۲) مجموعہ پال گیٹی والا قالین جو تمغوں اور تصاویر سے آراستہ ہے - (۳) اسی کے ساتھ کا ایک اور قالین ہے جو برلن میں قیصر فریڈرک میوزیم* میں موجود ہے ، (۴) اسی طرز کا ایک اور قالین جو ویانا میں کاؤنٹ بوقوا کے مجموعہ میں ہے** -

حسب ذیل مجموعوں کے قالین جو تمغوں اور جانوروں کی تصاویر سے مزین ہیں ، سولھویں صدی کے وسط سے منسوب کئے جا سکتے ہیں :-(۱) پولدی پسولی میوزیم (۲) سٹیگ لٹز میوزیم*** لینن گراڈ (۳) پیرس کا عجائب خانہ فنون لطیفہ (۴) پرنس شوارسن برگ کا مجموعہ ویانا میں**** (۵) لنڈن کا وکٹوریہ اینڈ البرٹ میوزیم ، جس کے ایک شاندار قالین میں چینی طرز کے گلدان نظر آتے ہیں - اسی وضع کا ایک شاندار قالین مسٹر جارج بیکر نے میٹروپالیٹن میوزیم کو بطور ھدیہ پیش کیا ہے - اس میں ایک تمغہ ہے جو بیل بوٹوں اور تصاویر سے خوب آراستہ ہے - اس کی اکثر سطح سرخ رنگ کی ہے - اور اس پر قدرتی وضع کے پودوں اور جانوروں کی تصاویر ہیں - یہ جانور یا تو اکیلے ہیں یا باھم لڑتے ہوئے دکھائے گئے ہیں - بعض حصوں پر طلائی اور نقرئی چوب کاری ہے - یہ قالین غالباً تبریز کے کسی شاہی کارخانہ میں

*Kaiser Friedrich Museum in Berlin.

**Count Boucqoi Collection in Vienna.

***Stieglitz museum in Leningrad.

****Prince Schwarzenberg Collection in Vienna.

Marfat.com

تیار ہوا تھا ، اپنے نقشہ اور عمدہ کاریگری دونوں لحاظ سے یہ قالین بہت شاندار ہے ۔

میٹروپالیٹن میوزیم میں ایک ہی طرز کے دو بہت دلچسپ قالین ہیں (تصویر ۱۹۱) جن کے وسط میں تمغے ہیں ، اور انسانوں کی تصویریں بنی ہوئی ہیں ، یہ لوگ نیلے ، سبز اور سرخ کپڑے پہنے ہوئے ہیں ، اور ساز بجا رہے ہیں یا جانور پکڑے ہوئے ہیں ۔ باقی سطح بیل بوٹوں اور جانوروں کی تصاویر سے آراستہ ہے ، ان کی زمین سرخ ہے ۔ حاشیہ گہرے سبز رنگ کا ہے ، اور اس میں گلکاری کے علاوہ پرندوں کی تصویریں بھی بنی ہوئی ہیں ۔ اس میں چیتے ہرنوں کا تعاقب کرتے ہوئے دکھائے گئے ہیں ، شیر اژدھا سے لڑ رہے ہیں ، اور ریچھ ایک بکری کا پیچھا کر رہے ہیں ۔ ان تمام جانوروں کی شکلیں قدرتی وضع کی ہیں ۔ درمیانی جگہوں میں کھجور کے بڑے بڑے پودے ہیں ، جن کے پتے دندانہ دار ہیں جیسا کہ ہرات کے قالینوں میں اکثر دیکھنے میں آتا ہے (تصویر ۱۹۸) یہ قالین جن کے حاشیہ میں چھوٹے بڑے پودے بکثرت ہیں ، شاید سولھویں صدی کے نصف ثانی سے تعلق رکھتے ہیں ۔

(ب) تصویر دار اونی قالین

تصویر دار اونی قالین بیشتر بیل بوٹوں سے بھرے پڑے ہیں جن میں جانوروں کی تصاویر بھی شامل کر دی گئی ہیں ۔ اس قسم کا ایک نہایت خوبصورت اونی قالین (تصویر ۱۹۲) ہمارے

Marfat.com

میوزیم میں ہے ، جو شیخ صفی اردبیلی کے مزار سے حاصل ہوا تھا ۔ اسی کے ساتھ کا ایک اور قالین اب نیویارک کے مجموعۂ راک فیلر میں ہے ۔ جس میں شیر جانوروں پر حملے کرتے ہوئے دکھائے گئے ہیں ۔ اس کی زمین عنابی ہے ، جس پر ان جانوروں کی تصویروں کو شوخ رنگ کے پھولوں اور بیل بوٹوں کے ساتھ بڑی خوبی سے ملا دیا گیا ہے ۔ چاندی کی تاروں نے اس کے نقشہ کو اور زیادہ خوبصورت بنا دیا تھا مگر وہ تاریں اب اکثر غائب ہو چکی ہیں ۔ حاشیہ میں سادہ طرز کی گلکاری ہے ، اور نیلی زمین پر چینی وضع کے بادل نظر آتے ہیں ۔ اس قالین کا طرز وہی ہے جو سولھویں صدی کے ان قالینوں کا ہے ، جو تبریز سے منسوب کئے جاتے ہیں ۔

(ج) سولھویں صدی کے ریشمی قالین

تمغہ دار پرتکلف ریشمی قالین سرکاری کارخانوں میں بنائے جاتے تھے اور صرف غیر ملکوں کے بادشاہوں کو بطور تحفہ بھیجنے کے لئے تیار کئے جاتے تھے چنانچہ سلطان سلیم ثانی کی تخت نشینی (۱۵۶۶ء) کے موقع پر جو تحائف ایرانی سفیر استنبول لایا ، ان میں چھوٹے بڑے بیس طلائی تاروں والے ریشمی قالینوں کا بھی ذکر آتا ہے ۔ یہ قالین پرندوں ، جانوروں اور پھولوں کی تصاویر سے مزین تھے ۔ آج ہمیں سولھویں صدی کے صرف چار بڑے ریشمی قالینوں کا علم ہے ۔ (۱) ویانا کا مشہور شاہی قالین جس میں شکار کا منظر ہے ۔ (۲) پیرس میں

Marfat.com

بیرن روٹ شلٹ * کے مجموعہ کا قالین جس میں شکار کا منظر دکھایا گیا ہے ۔ (۳) ایک قالین جو سٹاک ہوم (سویڈن) کے شاھی محل میں ہے اور (۴) شہر وارسا کا برانیکی قالین ۔ ایرانی قالین بافی کا ایک اعلیٰ نمونہ ویانا کا وہ قالین ہے جس کی گرہ بندی رنگدار ریشمی تاگے سے ھوئی ہے ۔ اور جو طلائی تاروں سے مزین ہے ۔ اس کی گلابی زمین میں چند سوار نظر آتے ھیں جو صفوی عہد کا لباس پہنے ھوئے ھیں اور مختلف قسم کے جانوروں کا شکار کر رہے ھیں ، اور ان کے پس منظر میں پودوں کی تصاویر ھیں ۔ یہ شہرۂ آفاق قالین غالباً سولھویں صدی کے وسط میں شاہ طہماسپ کے شاھی کارخانہ میں تیار ھوا تھا ۔ اس کا طرز آرائش سلطان محمد کی کتابی تصاویر کی یاد دلاتا ہے ، اور غالباً اسی نے اس کا نقشہ تیار کیا ھو گا ۔

خوش قسمتی سے چھوٹے ریشمی قالینوں کی ایک خاصی تعداد زمانے کی دست برد سے بچ گئی ہے اور ھمارے ملک کے علاوہ بیرونی ممالک کے عجائب خانوں اور ذاتی مجموعوں میں موجود ہے ۔ ھمارے مجموعہ آلتمن میں تین مختلف طرز کے چھوٹے ریشمی قالین ھیں جن کے رنگ خوب شوخ ھیں ۔ ایک قالین کے درمیان (تصویر ۱۹۳) ایک بڑا چوگوشہ نما تمغہ ہے ، جس کی نیلی زمین میں سفید اور سبز رنگوں میں بیل بوٹے بنے ھوئے ھیں ۔

---

* Baron Rothschild روٹ شلٹ یہودی مہاجنوں کا ایک مشہور متمول خاندان ہے جس کی ابتداء جرمنی میں ھوئی مگر اس کی ایک شاخ فرانس میں بھی آباد ہے ۔ علاوہ تمول کے یہ خاندان علوم و فنون کی سرپرستی کے لئے بھی مشہور ہے (مترجم) ۔

Marfat.com

تمغے کو چھوڑ کر باقی زمین عنابی رنگ کی ھے جس میں بیل بوٹوں کے علاوہ شوخ رنگوں میں چینی مذاق کی تصویریں بنی ہوئی ھیں ۔ حاشیہ میں سبز رنگ کی پٹیاں اور کھجور کے پودے دکھائی دیتے ھیں ۔ مجموعۂ آلٹمن کا تیسرا ریشمی قالین (تصویر۴۱۹) ایک اور طرز کا ھے ۔ اس میں جانوروں کی چھ قطاریں ھیں جن میں شیر ، ہرن ،اژدھا ، گیڈر ، لومڑ اور خرگوش دکھائے گئے ھیں ۔ ان کے پس منظر میں کوھستان ھے ، جس میں پھولدار پودے ، درخت اور پرندے نظر آتے ھیں ۔ ان کی زمین شوخ اور چمکیلی قرمزی ھے ۔ اور نیلگونی سبز حاشیہ پر مختلف رنگوں میں کھجور کے پودے اور چکوروں کی جوڑیں دکھائی دیتی ھیں ۔ ان چھوٹے ریشمی قالینوں کو بالعموم کاشان کی ساخت سمجھا گیا ھے ، جو اپنی مخمل اور زربفت کے لئے مشہور تھا ۔ ان قالینوں کی بافت اتنی باریک ھے کہ بعض اوقات ایک مربع انچ میں آٹھ سو گرھیں ھیں ۔ اس لحاظ سے وہ ایرانی مخمل کے ہم پلہ ہو جاتے ھیں ۔

د ۔ گلکار قالین

ایرانی قالینوں کا ایک مقبول نمونہ وہ ھے جس میں سر تا سر گلکاری کے ساتھ کھجور کے پودے اور چینی وضع کے بادل نظر آتے ھیں ۔ اس طرز کے قالین جن کے بہت سے نمونے عجائب خانوں اور ذاتی ملکیت کے مجموعوں میں موجود ھیں ، غلط طور پر اصفہانی کہلاتے ھیں لیکن حقیقت میں وہ ہرات میں تیار ہوئے

تھے۔ اس قسم کے قالین سولھویں اور سترھویں صدی کے ولندیزی اور ہسپانوی مصوروں کی تصویروں میں نظر آتے ہیں۔ اولیاریوس (Olearius) جس نے تقریباً ۱۶۳۷ء میں ڈیوک آف ہویشٹائن گوٹورپ* کی سفارت کے ساتھ ایران کا سفر کیا تھا، لکھتا ہے کہ سب سے خوبصورت ایرانی قالین اس زمانے میں ہرات (خراسان) میں بنتے تھے۔ خراسان اپنی قالین بافی کے لئے بہت مشہور تھا۔ اس امر کی شہادت اور ذرائع سے بھی ملتی ہے۔ لہذا گمان غالب یہ ہے کہ یہ قالین سولھویں اور سترھویں صدی میں ہرات میں تیار ہوئے ہوں گے۔ جو اس صوبے میں قالین بافی کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ ہرات کے قالین دو مختلف قسموں میں تقسیم ہوسکتے ہیں۔ ایک قسم سولھویں صدی کی ہے اور دوسری سترھویں صدی کی۔ پہلی قسم کے قالینوں میں (دیکھئے تصویر ۱۹۵) پیچیدہ گل‌کاری ہے، اور اس کے ساتھ پنکھے کی شکل کے کھجور کے پودے ہیں، جن کے پتے دندانہ‌دار ہیں۔ گل‌کاری کی یہ طرز ان تصویر دار قالینوں میں نظر آتی ہے جو ہرات کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ ان کی زمین شوخ رنگ کی ہے اور حاشیہ سبز ہے یا گہرا نیلگونی۔

سترھویں صدی کے ہراتی قالینوں کا نقشہ وہی ہے جو سولھویں صدی کے قالینوں کا ہے، لیکن نسبۃً جلی ہے چنانچہ کھجور کے پودے بڑے بڑے ہیں (تصویر ۱۹۶) اور ان کے پتے بھی لمبے لمبے ہیں۔ سترھویں صدی کے قالین جو اصفہانی کے نام سے مشہور ہیں، نقشہ کی نفاست اور رنگوں کی موزونیت کے لحاظ سے کمتر درجہ کے ہیں۔ ان میں ارغوانی رنگ کی جھلک بھی نظر

*Duke of Holstein—Gottorp

Marfat.com

آتی ہے جو قدیم نمونوں میں مطلق نہ تھی ۔ اس قسم کے قالین ہندوستان کو بھیجے جاتے تھے ۔ جہاں وہ اکبر بادشاہ کے قائم کردہ کارخانوں میں نمونے کا کام دیتے تھے۔

اٹھارویں صدی کا ایک گلکار قالین میٹروپالیٹن میوزیم کے مجموعۂ بیلارڈ میں ہے ۔ اس میں جعفری کے علاوہ کھجور کے بڑے بڑے پودے شوخ نیلے رنگ کی زمین پر بنے ہوئے ہیں ۔ تجارتی حلقوں میں ایسے قالین عباسی یا جوشگاتی کہلاتے ہیں ، اور نقشہ کے لحاظ سے ہراتی اور گلدانی قالینوں کے مشابہ ہیں جن کا ذکر آگے آئے گا ۔ یہ قالین غالباً جوشگان(وسطی ایران) میں بنے گئے تھے ، جہاں قالین باقی کی صنعت انیسویں صدی کے وسط تک قائم رہی ۔

گلدانی قالین *

سولھویں اور سترھویں صدی کے گلکار قالینوں کی ایک خاص قسم ہے جو گلدانی کہلاتی ہے ، اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان کے آرائشی نقشہ میں گلدانوں سے بکثرت کام لیا گیا ہے ۔ فنی لحاظ سے ان قالینوں کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کا تانا دوھرا ہے ۔ گلدانی قالینوں کی دو قسمیں ہیں ۔ ان میں ایک قسم وہ ہے جس کا ایک اعلیٰ نمونہ استنبول کے عثمانی عجائب‌خانہ میں ہے ۔ اس کی آرائش نیزہ نما لمبے باریک پتوں سے کی گئی ہے جو کھجور کے پودوں اور گلدانوں کو گھیرے ہوئے ہیں اور یہ سب مختلف رنگوں کی زمین پر بنے ہوئے ہیں ۔ مختلف رنگوں کی یہ خوشنما

*Vase Carpets

Marfat.com

آمیزش ایک اور قالین میں بھی نظر آتی ہے ، جو پہلے مسٹر کلیرنس میکے کی ملکیت میں تھا اور جو استنبول والے گلدانی قالین کی طرح غالباً سولھویں صدی کے اواخر کی بافت ہے ۔ گلدانی قالین کی دوسری قسم (تصویر ۱۹۷) کے نقشہ میں جعفری نظر آتی ہے اور اس کے اوپر کھجور کے پودے اور گلدان ہیں جن کی زمین سرخ یا سفید ہے ۔ اپنی طرز کے لحاظ سے اس قسم کے قالینوں کا زمانہ سترھویں صدی کا آغاز ہونا چاہئے ۔

گلدانی قالینوں کی طرح بعض گلکار قالین ہیں ، جن کے نقشہ میں تو گلدان نہیں ، مگر ان میں گلدانی قالینوں کی باقی تمام خصوصیات موجود ہیں ۔ مجموعۂ ہیومائر (Havemeyer) کا ایک قالین اسی زمرہ میں شمار ہو سکتا ہے ۔ اس کی سطح مختلف شوخ رنگوں کے خانوں میں منقسم ہے ، جو کھجور کے پودوں سے پر ہیں ۔ یہ نادر قالین شاید سولھویں صدی کا ہو گا ۔

گلدانی قالین کہاں تیار ہوتے تھے ، یہ امر ابھی تک زیر بحث ہے ۔ کچھ مدت تک علماء ان کو کرمان کی طرف منسوب کرتے رہے ۔ مگر اب انہیں جوشگان (نزد اصفہان) کی ساخت سمجھا جاتا ہے ، اگرچہ اس انتساب کے لئے شہادت ابھی ناکافی ہے ۔

(و) نام نہاد پولستانی قالین

پر تکلف ریشمی قالینوں کا ایک مجموعہ ہے جو گلکار ہیں اور جن میں سونے چاندی کے تار استعمال ہوئے ہیں ۔ ان میں سے

Marfat.com

بعض پر پولینڈ کے امراء کی خاندانی علامات بھی ھیں ۔ ایک مدت تک لوگ ان کو غلطی سے پولینڈ کی ساخت سمجھتے رھے ۔ مگر بوڈے (Bode) اور مارٹن (Martin) نے سب سے پہلے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ یہ خالص ایرانی بافت کے ھیں ۔ اور یہ بات سولھویں اور سترھویں صدی کے دوسرے ایرانی قالینوں کے ساتھ مقابلہ کرنے سے صاف واضع ھو جاتی ھے ۔ یہ امر یقینی ھے کہ اس قسم کے قالین سترھویں صدی میں اصفہان اور کاشان کے سرکاری کارخانوں میں تیار ھوتے تھے اور وہ اصفہان کے شاھی دربار کے مصرف میں آتے تھے یا شاہ کی طرف سے بیرونی فرمانرواؤں کو بطور تحفہ بھیجے جاتے تھے ۔ یہ قالین فرنگی حکمرانوں کی فرمائش پر بھی تیار ھوتے تھے ، چنانچہ پولستانی ذرائع سے معلوم ھوتا ھے کہ سترھویں صدی میں شاھان پولینڈ نے چند ارمنی سوداگروں کو اصفہان اور کاشان بھیجا تھا تاکہ وہ ان کے لئے ریشمی اور طلائی کار چوبی قالین حاصل کریں ۔ اس قسم کے ریشمی قالین شاہ عباس (۱۵۸۷ تا ۱۶۲۸ء) شاہ صفی (۱۶۲۸ء تا ۱۶۴۲ء) اور شاہ عباس ثانی (۱۶۴۲ء تا ۱۶۶۶ء) کے زمانے میں بنتے تھے ۔ اکثر قالین جن کو پولستانی کہا جاتا ھے، غالباً شاہ صفی اور شاہ عباس ثانی کے عہد میں تیار ھوئے تھے ۔ ۱۶۰۳ء ، ۱۶۱۳ء اور ۱۶۲۳ء میں جو قالین ایرانی سفیروں نے وینس کی حکومت کو بطور پیشکش دئے تھے ، وہ شاہ عباس کے عہد کے ھیں ۔ اسی طرز کے دوگلکار قالین اور ھیں، ایک تو ویانا کے مجموعۂ لشٹن شٹائن میں ھے اور دوسرا نیویارک میں آنجہانی مسز رینی روجرس کے پاس تھا ۔

” پولستانی ،، قالین دو قسم کے ھیں ۔ ایک قسم تو وہ ھے جن

کی گرہ بندی ریشم سے ہوئی ہے اور دوسری قسم وہ ہے جن میں ریشم کے علاوہ کلابتون بھی استعمال ہوا ہے ۔ اور جن کی رنگ آمیزی بہت دلاویز ہے ۔ میٹروپالیٹن میوزیم میں اس قسم کے چار قالین ہیں ، جو اپنی کاریگری اور موجودہ حالت کے لحاظ سے مختلف درجہ کے ہیں ۔ ایک عمدہ نمونہ مجموعہ آلٹمن میں ہے (تصویر ۱۹۸) جو زرد ، نیلے اور گلابی رنگ کے بیل بوٹوں سے مزین ہے ۔ اس کی درمیانی زمین نقرئی اور طلائی ہے ، اور باقی خانے ہلکے نیلے اور خاکستری رنگ کے ہیں ۔ حاشیہ میں لمبے لمبے دندانہ دار پتے ہیں جو ہراتی قالینوں میں نظر آتے ہیں ۔

(ز) درختوں والے قالین

باغات کو ایران کی روز مرہ کی زندگی میں بڑی اہمیت حاصل رہی ہے ۔ اس لئے ایرانی مصوروں نے کتابی تصویروں میں باغات دکھائے ہیں اور صفوی عہد میں جو قالین تیار ہوئے ان کے نقشوں میں بھی باغات کو شامل کیا گیا ہے ۔ اس قسم کے قالین کا ایک قدیم اور نادر نمونہ ولیم ٹاؤن کے مجموعہ جوزف ولیم* میں محفوظ ہے ۔ اس کے نقشہ میں پھولدار درختوں اور پودوں کے علاوہ بڑے بڑے سرو ہیں جن کی زمین سرخ رنگ کی ہے ۔ اس کا رنگ اور نقشہ سولھویں صدی کے اوائل کے قالینوں کی یاد دلاتا ہے ۔

اسی طرز کا سولھویں صدی کا ایک اور قالین میٹروپالیٹن میوزیم

* Joseph Lees Williams memorial Collection in Williamstown.

Marfat.com

میں ہے ۔ اس کے نقشے کے درمیان مچھلیوں کا ایک چھوٹا سا حوض ہے ، جس کے گرد چار پھولدار درخت ہیں ۔ پرندے شاخوں پر بیٹھے ہیں یا آس پاس اُڑ رہے ہیں ۔ عنابی رنگ کی زمین میں قدرتی وضع کے درختوں اور کھجور کے پودوں کا ایک متوازن نقشہ ہے ۔ اسی وضع کے درخت سولھویں صدی کے ایک خوبصورت سجادہ میں دکھائی دیتے ہیں ، جو مجموعہ آلٹمن میں موجود ہے ۔

ایرانی قالینوں کا ایک اور دلچسپ مجموعہ بھی ہے ، جس کی خصوصیت یہ ہے کہ ان قالینوں میں باغات کو مستطیل خطوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے ۔ ان خطوں کے درمیان نہریں حائل ہیں اور ان میں درخت اور پودے کھڑے ہیں ۔ ان کا نقشہ کسی حد تک ان تاریخی قالینوں سے ملتا جلتا ہے ، جن کا ذکر عرب مصنفین نے کیا ہے ۔ نقرئی اور طلائی تاگے والے قالین کا قدیم ترین نمونہ ویانا میں مجموعۂ فگڈور* میں ہے ، ہو سکتا ہے کہ یہ شاہ عباس کے زمانے (۱۵۸۷ء تا ۱۶۲۸ء) کا ہو ۔ اسی زمانے کا ایک اور قالین ۱۹۳۷ء میں امیر کے شاہی محل کے توشک خانہ سے ملا تھا جو اب جیپور کے عجائب خانہ میں ہے ۔ اس قالین کے ساتھ یاداشت کی متعدد پرچیاں ہیں ، ان میں سے سب سے قدیم یاد داشت میں ۱۲ صفر ۱۰۴۲ھ (۲۹ اگست ۱۶۳۲ء) مرقوم ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قالین اس تاریخ سے پہلے تیار ہو گا ۔ اس کی شاندار آرائش مجموعۂ فگڈور والے قالین سے ملتی جلتی ہے ۔ بلا شبہ یہ دونوں قالین ایک ہی زمانے کے ہیں ۔

* Figdor Collection in Vienna.

مشجر ریشمی قالین

سترھویں صدی کے بعض ایرانی قالین گرہ بند نہیں ھیں ، بلکہ ان کی بافت مشجر کی طرز پر ھے ۔ اور ان کے تانے کے دھاگے باھم مقفل ھیں ۔ جس کی وجہ سے ان میں ترکی گلیموں کی طرح درزیں نہیں پڑتیں ۔ مگر ان کے نقش و نگار گرہ بند قالینوں کی طرح ھیں ۔ ھمیں تمغہ‌دار قالین بھی ملے ھیں ، جن میں بیل بوٹے اور بادل نظر آتے ھیں ، جو انسانوں اور جانوروں کی تصاویر کے لئے پس منظر کا کام دیتے ھیں ۔

مشجر قالینوں کی دو قسمیں ھیں ۔ ایک قسم وہ ھے جس میں بہت سے شوخ رنگ ھیں اور دوسری قسم وہ ھے جس کے رنگ مدھم ھیں ۔ ان دونوں قسموں کے نمونے میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ھیں ۔ ان ایرانی قالینوں کا عام مروجہ نقشہ تصویر ۲۰۰ میں دکھایا گیا ھے ، یہ قالین پہلے سیکسنی کے شاھی خاندان کی ملکیت تھا ۔ اس کی بافت نہایت شوخ رنگوں میں مشجر کی طرز پر ھوئی ھے جس میں طلائی تاگے کا اضافہ کر دیا گیا ھے ۔ ان کی طرز ساخت اور کتابی شہادت کی بناء پر کہا جاسکتا ھے کہ اس طرز کے اکثر قالین سترھویں صدی کے نصف اول میں تیار کئے گئے ھونگے ۔

شہر میونخ (جرمنی) کے عجائب خانہ میں مشجر بافت کے متعدد اھم قالین موجود ھیں ۔ ایک قالین میں شکار کے مناظر شوخ رنگوں میں پیش کئے گئے ھیں ۔ دوسرے میں پولینڈ کے ایک

Marfat.com

امیر کا خاندانی نشان ہے - یہ دونوں قالین پولینڈ کی ایک شہزادی این کیتھراین کو ستنزا * کے جہیز میں دئے گئے تھے ، جب ۱۶۴۲ء میں اس کی شادی فلپ ولیم** کے ساتھ ہوئی تھی - یہ مشجر قالین کہاں تیار ہوئے تھے اس کے متعلق دلچسپ معلومات پولینڈ کے ایک عالم منکوسکی (Mankowski) نے فراہم کی ھیں - اس نے چند دستاویزیں دریافت کیں - چنانچہ ایک دستاویز میں جس کا سنہ کتابت ۱۶۰۱ء ہے ، چند مشجر قالینوں کی قیمت مندرج ہے جو کاشان میں خریدے گئے تھے - اور جر سگسمنڈ ثالث شاہ پولینڈ کی فرمائش پر تیار ہوئے تھے - لہذا کاشان کو ان مقامات میں شمار کرنا چاہئے ، جہاں سترھویں صدی کے مشجر اور خصوصاً شوخ رنگ والے قالین بنتے تھے - اس طرز کے قالین غالباً اصفہان میں بھی تیار ہوتے تھے -

۶ - ہندوستان کے عہد مغلیہ کے قالین

مغل دور کی مصوری کی طرح اس عہد کی قالین بافی بھی ایرانی الاصل ہے - چنانچہ ابوالفضل لکھتا ہے کہ ''اکبر بادشاہ (۱۵۵۶ء تا ۱۶۰۵ء) نے مختلف طرز کے نہایت خوبصورت قالین بنوائے ھیں - اس کی ملازمت میں بہت سے تجربہ کار کاریگر ھیں جنہوں نے قالین بافی کے بہت سے شاھکار تیار کئے ھیں لوگوں نے اب ایران اور توران کے قالینوں کو فراموش کر د

*Princess Anna Katherina Kostanza.
*Elector Palatine Philip Wilhelm.

Marfat.com

ہے ، اگرچہ سوداگر لوگ اب بھی جوشگان (نزد اصفہان) ، خوزستان کرمان اور سبزوار سے قالین درآمد کرتے ہیں۔ ہر قسم کے قالین باف ہندوستان میں آباد ہو چکے ہیں اور ان کا کاروبار خوب زوروں پر ہے - وہ ہر شہر میں پائے جاتے ہیں ، خصوصاً آگرہ ، فتح پور اور لاہور میں ،، -

کتابی تصاویر میں جو قالین بنائے گئے ہیں ، ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مغل دور کے قالینوں کے نقش و نگار ایرانی نمونوں سے متاثر ہوئے تھے - کیونکہ ہندوستانی بافندوں نے جو شہنشاہ اکبر اور جہانگیر کے سرکاری کارخانوں میں ایرانی ماہرین کی نگرانی میں کام کرتے تھے ، ایران کے پھولدار قالینوں کی نقل اتاری تھی - اس قسم کے متعدد قالین عجائب خانوں اور نجی مجموعوں میں خصوصاً مہاراجہ جیپور کے مجموعہ میں موجود ہیں اور ہندوستانی اصفہانی کہلاتے ہیں - ان کو بسا اوقات ایرانی سمجھا جاتا ہے ، مگر وہ اپنی رنگ آمیزی سے پہچانے جاتے ہیں - ان میں سرخی مائل بادامی اور گہرے نارنجی رنگ بھی استعمال ہوئے ہیں ، مگر یہ رنگ ایران کے اصفہانی قالینوں میں نہیں پائے جاتے -

ہندوستانی قالین بافوں نے رفتہ رفتہ اپنے نقشوں میں قدرتی وضع کے پودے اور پھول وغیرہ بھی داخل کر لئے ، اس کے علاوہ انہوں نے ایرانی قالینوں کے مقابلہ میں اشیاء کے انتخاب اور ان کے اجتماع میں زیادہ آزادی سے کام لیا ہے - جیسا کہ متعدد تصویر دار قالینوں سے ظاہر ہے - ان میں سے ایک واشنگٹن

Marfat.com

(امریکہ) کی نیشنل گیلری کے مجموعۂ ویڈنر میں ہے اور دوسرا شہر بوسٹن (امریکہ) کے عجائب خانۂ فنون لطیفہ میں -

مغلیہ عہد کی قالین بافی کا ایک شاندار نمونہ جو تقریباً ۱۶۰۰ء میں تیار ہوا تھا ، تصویر ۲۰۱ میں دکھایا گیا ہے - یہ قالین پہلے لارڈ سیکول کے مجموعہ میں تھا ، مگر اب میٹروپالیٹن میوزیم میں ہے اس میں درختوں اور پودوں کے درمیان جانور دکھائے گئے ہیں - یہ نقشہ ایرانی قالینوں سے ماخوذ ہے ، مگر اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا پس منظر زیادہ قدرتی وضع کا ہے اور اس میں جو رنگ استعمال ہوئے ہیں ، ان میں گہرا سرخ رنگ زیادہ نمایاں ہے -

ہمارے میوزیم میں ایک اور بڑا قالین ہے جس کی لمبائی تیس فٹ ہے - اس کی زمین سرخ ہے جس میں بیل بوٹے ، پودے اور بڑے بڑے دندانہ‌دار پتے بڑی موزونیت کے ساتھ بنائے گئے ہیں - حاشیہ میں تمغے اور چینی طرز کے بادل ہیں - اس نقشہ میں ہراتی اور کرمانی قالینوں کا اثر صاف واضع ہے - مگر اس کے گہرے رنگ اور اس کی گلکاری خالص ہندوستانی وضع کی ہے - اس کی بعض تفصیلات اس ہندوستانی قالین کی یاد دلاتی ہیں جو آجکل لندن کی گرڈلرز کمپنی * کی ملکیت میں ہے - یہ قالین لاہور کے شاہی کارخانہ میں ماسٹر رابرٹ بیل** کی فرمائش پر تیار ہوا

*Girdlers, Company, London

**Master Robert Bell

Marfat.com

تھا ، پھر اسے موصوف نے ۱۶۳۴ء میں گرڈلرز کمپنی کو بطور ہدیہ دے دیا ۔ ہمارے میوزیم والا قالین بھی اسی زمانے کا ہے یا اس سے ذرا پہلے کا ہے ۔

مغلیہ طرز اس قالین میں زیادہ نمایاں ہے جو تصویر ۲۰۲ میں دکھایا گیا ہے ۔ ہوسکتا ہے کہ یہ شاہجہان کے زمانے کا ہو ۔ اگرچہ اس کا نقشہ ہراتی طرز کا ہے مگر اس میں ہندوستانی وضع کی گلکاری داخل کر دی گئی ہے ۔ جزوئے چھوٹے تدغے بڑی موزونیت کے ساتھ ترتیب دئیے گئے ہیں اور ان کو باہم ٹہنیوں کے ساتھ ملا دیا گیا ہے ، جن سے بڑے بڑے پتے اور خوبصورت پھول نکلے ہوئے ہیں ۔ زمین ان کی عنابی رنگ کی ہے اور حاشیہ خالص ہندوستانی طرز کا ہے ، جس کی نیلگوں سبز زمین پر قدرتی وضع کے پھول دار پودے دکھائی دیتے ہیں ۔ اس کی اونی سطح ریشم کی طرح ملائم اور چمکدار ہے ، اور اس کی رنگ آمیزی ایرانی کی بجائے ہندوستانی وضع کی ہے ۔ شاہجہان اور اس کے امراء کے لئے جو قالین تیار ہوئے تھے ، ان کی آرائش میں اکثر اوقات محض قدرتی وضع کے پودے استعمال ہوئے ہیں ۔ اس زمانے کے بہت سے قالین مہاراجہ جیپور کے مجموعہ میں ہیں ، جو دراصل امیر کے محل کے لئے تیار کرائے گئے تھے جو ۱۶۳۰ کے قریب تعمیر ہوا تھا ۔

مغلیہ عہد کے قالینوں کی ایک اور مقبول قسم ہے ، جو شاہجہان کے زمانے میں تیار ہوئی ہے اور جس کے بہت سے نمونے جیپور میں محفوظ ہیں ۔ ان میں جعفری دکھائی دیتی ہے ، جس کے

Marfat.com

اوپر قدرتی وضع کے پودے ھیں - ھمارے میوزیم کے مجموعۂ آلٹمن میں بھی اس قسم کے قالینوں کے چند ٹکڑے ھیں - ایک ٹکڑے کی جعفری نازک بیل بوٹوں پر مشتمل ہے ، جن کی زمین عنابی رنگ کی ہے -

جہاں تک کمال فن کا تعلق ہے ، شاہجہانی عہد کے ہندوستانی بافندے اپنے ایرانی اساتذہ سے گوئے سبقت لے گئے ھیں - مذکورہ بالا جعفری والے قالین میں فی مربع انچ ۲۰۷ گرھیں ھیں - در حالیکہ مجموعۂ آلٹمن کے ایک اور آونی قالین میں ۱۲۵۸ گرھیں ھیں - ہندوستان میں ریشمی قالین بھی تیار ہوتے تھے ، اور ان میں سے بعض کی گرہ بندی اتنی گنجان ہے کہ ان کی بافت مخمل کے مشابہ ہے - اسی قسم کے ریشمی قالین کا ایک ٹکڑا مجموعۂ آلٹمن میں ہے ، جس کا پس منظر قدرتی وضع کا ہے ، اور جس میں غیر معمولی طور پر فی مربع انچ ۲۵۵۲ گرھیں ھیں -

۷ - ترکی قالین

ترکی قالین دو قسموں میں تقسیم کئے جا سکتے ھیں ، ایک قسم وہ ہے جو سرکاری کارخانوں میں تیار ہوئی اور دوسری قسم وہ ہے جسے دیہاتیوں نے تیار کیا ہے - جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے ، ایشیائے کوچک میں قالین بافی کو سلجوقوں نے رواج دیا تھا - ہم نے ان کے طرز ساخت کو اقلیدسی کہا ہے اور یہی وہ طرز ہے ، جو چودھویں اور پندرھویں صدی کے تصویردار قالینوں میں جاری رہا اور انیسویں صدی تک دیہاتی قالینوں میں بھی نظر آتا ہے -

Marfat.com

(الف) ترکی درباری قالین

مختلف لمبائی کے گلدار قالینوں کی ایک قسم جس میں سجادے بھی شامل ھیں ، مدت دراز تک دمشق کے ساتھ منسوب رھی ، مگر درحقیقت وہ ترکی کارخانوں کی ساخت ھے - اس کے کئی عمدہ نمونے میٹروپالیٹن میوزیم میں محفوظ ھیں (دیکھئے تصویر ۲۰۳) یہ قالین شاندار بیل بوٹوں سے آراستہ ھیں جو ترکی کے ساتھ مخصوص ھیں - ان بیل بوٹوں میں لالہ ، سوسن اور سنبل بھی شامل ھیں اور یہ وہ پھول ھیں جو ایشیائے کوچک کے سولھویں اور سترھویں صدی کے گلی ظروف میں بھی نظر آتے ھیں - ھو سکتا ھے کہ اس قسم کے قالین اُن سرکاری کارخانوں میں تیار ھوئے ھوں جن کو سلطان سلیمان نے استنبول یا بروصہ میں قائم کیا تھا - بلحاظ نفاست کے ان پھولدار قالینوں میں باھم بہت فرق دیکھا گیا ھے - بعض موٹے سوٹے قالین جن کے رنگ بہت شوخ ھیں ، نجی کارخانوں میں بنائے گئے ھونگے - ان دونوں قسموں کے نمونے ھمارے میوزیم میں موجود ھیں - ان دونوں کی زمین سرخ ھے اور حاشیوں کا بیرونی خط سفید ھے جس کے اندر کا نقشہ زرد ، سبز ، سرخ اور نیلے رنگوں میں بنایا گیا ھے - ان کے نقشہ کو دیکھ کر ھم کہہ سکتے ھیں کہ ان میں سے سب سے قدیم قالین سولھویں صدی کی ساخت ھونگے اور باقی سترھویں صدی کے -

ترکی درباری قالینوں میں سجادے بھی شامل ھیں ، جن کا ایک عمدہ نمونہ ھمارے میوزیم کے مجموعۂ بیلارڈ میں موجود ھے (تصویر ۲۰۴) - اس کا رنگ شوخ ھے اور اس کی بافت غیر معمولی طور پر نفیس اور باریک ھے - اس کا حاشیہ نیلے رنگ کا ھے اور

Marfat.com

اس کا نقشہ ویسا ھی ھے جیسا ۱۶۰۰ء کے قریب کے گلی ظروف میں دکھائی دیتا ھے ۔ اس قسم کے قالین اس فن کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے بڑی دلچسپی رکھتے ھیں کیونکہ اٹھارھویں صدی کے اناطولیہ کے سجادے ان ھی کے نمونے پر بنائے گئے تھے (تصویر ۲۰۹) ۔

(ب) اقلیدسی شکلوں والے دمشقی قالین

جن پھولدار ترکی قالینوں کا اوپر ذکر ھوا ، انھی سے ملتے جلتے سولھویں صدی کے قالینوں کی ایک اور قسم ھے جن میں اقلیدسی شکلیں ھیں (تصویر ۲۰۸) - اور جن کو بعض اوقات "دمشقی" کہا جاتا ھے ۔ ان کے اقلیدسی شکلوں کے خانے سرخ ، زرد ، سبز اور نیلے رنگوں کے پھولوں اور پودوں سے معمور ھیں ۔ زمین سرخ ھے ، اور حاشیہ سبز یا نیلگوں ھے ۔ ترکی قالینوں کی طرح ان کے رنگ بھی گہرے ھیں یا ھلکے ۔ اس طرز کے قالینوں کا سب سے عمدہ مجموعہ ویانا کے عجائب خانہ میں ھے ۔ ان میں سے ایک قالین ریشمی ھے ۔

دمشق کے علاوہ اور مقامات بھی ھیں مثلاً مراکو ، ایشیائے کوچک اور مصر جن کے ساتھ ان قالینوں کو نسبت دی گئی ھے ۔ زارے (Sarre) کا خیال تھا کہ یہ قالین قاھرہ کے بنے ھوئے ھیں کیونکہ ان کو مملوکی عہد کے طرز آرائش سے بہت مشابہت ھے ۔ اگرچہ اس نظریہ کو کم و بیش تسلیم کر لیا گیا ھے ، تاھم بعض ماھرین ان کو استنبول یا ایشیائے کوچک کے

ساتھ منسوب کرنے کی جانب مائل ہیں ۔

(ج) اناطولی قالینوں کی دیگر اقسام

ترکی قالینوں کی متعدد اقسام اناطولیہ کے شہر عشاق کی طرف منسوب ہیں ۔ ایک قسم متعدد بڑے بڑے ستاروں اور بیل بوٹوں سے آراستہ ہے جو نیلے ، زرد اور سبز رنگ میں بنائے گئے ہیں اور جن کی زمین بالعموم سرخ ہے ۔ اس قسم کے قالین غالباً وینس والے یورپ میں لائے تھے ، چنانچہ وہ سولھویں اور سترھویں صدی کے اطالوی ، ولندیزی اور ہسپانوی مصوروں کی بنائی ہوئی تصاویر میں نظر آتے ہیں ۔ اس قسم کے دو قالینوں پر جو ارل آف ڈلکیتھ* کے مجموعہ میں ہیں ، ۱۵۸۴ اور ۱۵۸۵ کے سنین مرقوم ہیں ۔ ایک اور قسم ہے جن کے درمیان ایک بڑا مرکزی تمغہ ہے یا متعدد چھوٹے چھوٹے تمغے ان کے لئے باعث آرائش ہیں (دیکھئے تصویر ۲۰۶) ۔

ستاروں اور تمغوں والے قالینوں کے مماثل سجادوں کی ایک اور قسم ہے ، جن میں بیل بوٹوں کے علاوہ ایک محراب بھی بنی ہوتی ہے ۔ اس طرح کے متعدد نمونے بیلارڈ میں موجود ہیں ۔

ایشیائے کوچک کے قالینوں کی ایک اور قسم ہے جو ''عشاق'' اور ''ہولبائن'' دونوں طرح کے قالینوں سے مشابہ ہے ۔ جن کی

---

* Earl of Dalkeith

Marfat.com

سرخ زمین ساری کی ساری زرد اور نیلے رنگ کی گلکاری سے بھری پڑی ہے (تصویر ۲۰۷) - اس طرز کے قالین سولھویں اور سترھویں صدی کی اطالوی اور ولندیزی تصاویر میں دکھائی دیتے ہیں - ان کے سبز حاشیوں میں زرد اور سرخ رنگ کی جو عبارتیں ہیں ، وہ بعینہ ویسی ہیں جیسی ہولبائن طرز کے قالینوں میں ہیں - اور بعض قالینوں کے حاشیے عشاق کے طرز کے قالینوں کی وضع پر ہیں -

ایشیائے کوچک کے قالینوں کی ایک اور قسم ہے جس کو طیوری کہتے ہیں ، ان کی سفید زمین پر بیل بوٹے بنے ہوئے ہیں اور کھجور کے دو پودوں کو اس طرح ترتیب دیا گیا ہے ، جس سے ان پر ایک پرندے کا شبہ ہوتا ہے - مگر یہ مشابہت بالکل اتفاقی معلوم ہوتی ہے -

(د) ہولبائن قالین

ایشیائے کوچک کے قالینوں کی ایک دلچسپ قسم وہ ہے جو پندرھویں اور سولھویں صدی کے اطالوی اور جرمن مصوروں خصوصاً ہانس ہولبائن (Hans Holbein) کی کھینچی ہوئی تصویروں میں نظر آتی ہے - ان کا طرز آرائش سلجوقی نمونوں پر مبنی ہے - اور ان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ بیشتر اقلیدسی شکلوں مثلاً چھوٹے چھوٹے مربعوں اور تمغوں پر مشتمل ہے - حاشیہ میں کوفی خط کی عبارتیں ہیں اور رنگوں میں سرخ اور نیلگوں زیادہ نمایاں اور شوخ ہیں -

Marfat.com

(ہ) کوردھس کے سجادے

اناطولیہ کے بنے ہوئے اکثر سجادے (تصویر ۲۰۸) شہر کوردھس کی طرف منسوب ہیں - ان کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ ان میں محراب بنائی گئی ہے ، جو قبلہ کا رخ ظاہر کرتی ہے - اس محراب کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں ، چنانچہ بعض اوقات ان کے نیچے دو ستون ہوتے ہیں - اور بعض اوقات محراب کے اندر ایک قندیل آویزاں نظر آتی ہے - پھولوں میں سے صرف سنبل ، سوسن ، لالہ اور گلاب کو کام میں لایا گیا ہے اور یہ وہی پھول ہیں جو درباری قالینوں کی زینت ہیں (دیکھئے تصویر ۲۰۴) - سرخ اور نیلے رنگوں کی باہمی متناسب آمیزش نے بھی ان قالینوں کو بہت نظر فریب بنا دیا ہے - یہ قالین اٹھارویں صدی سے پہلے کے نہیں ہیں - اس قسم کا ایک قالین ہمارے میوزیم میں بھی ہے جس کی تاریخ ساخت ۱۲۱۰ھ (۱۷۹۵ء) ہے -

(و) کولا کے قالین

انہی سے ملتے جلتے قالین شہر کولا میں بنتے تھے ، جو کوردھس کے قریب واقع ہے - بعض اوقات ان دو شہروں کے قالینوں میں امتیاز کرنا مشکل ہو جاتا ہے - کیونکہ ان کا نقشہ آپس میں بہت کچھ ملتا جلتا ہے (تصویر ۲۰۸ و ۲۰۹) ، اگرچہ ان میں بہت کچھ فرق بھی ہے - کولا کے سجادوں میں محراب کے نیچے تمام پھول بنے ہوئے ہیں اور ان کا حاشیہ لمبے تنگ خانوں میں منقسم ہوتا ہے - بعض اوقات ان خانوں میں بھی

بیل بوٹے پائے جاتے ھیں جن میں زرد اور نیلگوں رنگ غالب ھیں ۔

لاذیق کے قالین

اناطولیہ کے دلکش سجادوں کی ایک قسم وہ ہے جو شہر لاذیق کے قرب وجوار میں تیار ہوئی تھی ۔ اس کی چند ایک خصوصیات ھیں جو ان کو دوسرے سجادوں سے ممتاز بناتی ھیں ۔ محراب کے اوپر اور نیچے دونو جھگوں میں سوسن کے پھول نظر آتے ھیں اور حاشیہ میں سوسن کے ساتھ گلاب کے چھوٹے چھوٹے پھول بھی دکھائی دیتے ھیں ۔ لاذیق کے قالین اٹھارھویں صدی سے پہلے دیکھنے میں نہیں آتے ۔ میٹروپالیٹن میوزیم میں ان کا ایک نمونہ ھے ، جس پر ۱۲۱۰ھ مرقوم ھے (تصویر ۲۱۰) ۔

پرغامہ کے قالین

ملک ھنگری اور ٹرانسلوانیا کی مسیحی عبادت گاھوں میں ایشیائے کوچک کے بنے ھوئے قالینوں کی ایک قسم پائی جاتی ہے جو زیبن برگن (Siebenburgen) یا ٹرانسلوانین (Transylvanian) کہلاتی ھے ۔ یہ قالین غالباً ایشیائے کوچک کے ضلع پرغامہ (Bergama) میں تیار ھوئے تھے ۔ ان کی آرائش بالعموم بیل بوٹوں سے ھوئی ھے اور ایک یا دو چراغوں سے جن کے لئے سرخ ، نیلگوں ، زرد اور سبز رنگ کام میں لائے گئے ھیں ۔ وہ سترھویں اور اٹھارھویں صدی کی تصاویر میں بھی دکھائی دیتے ھیں ۔ اس نوع کے قدیم ترین نمونے سترھویں صدی کے ھیں ۔

Marfat.com

۸ - قفقازی قالین

بحیرۂ اسود اور بحیرۂ خزر کے درمیانی ملک کو قفقاز* کہتے ہیں - یہاں کے باشندوں نے قالین بافی کی اپنی ایک خاص طرز ایجاد کی جس کا خاصہ یہ ہے کہ اس کا نقشہ خاصا جلی ہے ، اور رنگ آپس میں بہت متضاد ہیں - ان قالینوں کے اکثر نقشے قدیم نمونے کے ہیں مگر جو قالین ملک کے مشرقی حصے میں تیار ہوئے ، جو ایرانیوں کے تسلط میں رہ چکا تھا ، ان میں ایرانی اثر بہت واضح ہے - اکثر قفقازی قالین انیسویں صدی کے ہیں -

گلکار قالین

گلکار قالینوں کو اکثر ''ارمنی'' کہا گیا ہے - ان کے لمبے لمبے دندانہ دار پتوں کے درمیان پودوں کے علاوہ اژدھے نظر آتے ہیں ، جو ققنس کے ساتھ بر سرپیکار دکھائی دیتے ہیں - ان قالینوں کے رنگ شوخ ہیں جس سے ان کی زیب و زینت میں اضافہ ہوتا ہے - ان میں جو تصاویر اژدھا کی بنائی گئی ہیں ان میں چینی عنصر بھی شامل ہے - مگر ان کی گلکار آرائش یقیناً ایرانی الاصل ہے - بعض قفقاری قالین (مثلاً وہ شاندار پھولدار قالین جو پہلے ایشیائے کوچک میں شہر نگدہ کی مسجد میں تھا

* قفقاز (Caucasia)

Marfat.com

مگر اب نیویارک کے ایک نجی مجموعہ میں ہے) رنگ اور نقشہ دونوں اعتبار سے ایرانی گلدان قالینوں کی یاد تازہ کرتے ہیں ۔ اس قسم کا ایک قالین جسے ارمنی سمجھا جاتا ہے ، ہمارے میوزیم کے مجموعۂ ڈیوس میں ہے ۔ یہ جانوروں کی تصاویر سے آراستہ ہے جو شوخ رنگوں میں بنائی گئی ہیں ۔ ہوسکتا ہے کہ یہ قالین سترھویں صدی کی ساخت ہو ۔

اژدھا والے پھول دار قالینوں کی ساخت غالباً سولھویں صدی کے اواخر میں شروع ہوئی اور اٹھارھوبں صدی کے دوران میں جاری رہی ۔ قدیم ترین قالینوں میں اژدھا اور جانوروں والا نقشہ مکمل ہے، جیسا کے برلن میوزیم والے نمونے سے ظاہر ہے ۔ مگر اگلی صدی کے قالینوں میں جن کے دو عمدہ نمونے میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ہیں (دیکھئے تصویر ۲۱۲) جانوروں کے محض خاکے سے رہ گئے ہیں اور اٹھارھویں صدی، کے قالینوں میں اژدھا بالکل غائب ہوگیا ہے ۔

ان قالینوں کو پہلے ارمینیہ کی طرف منسوب کیا جاتا تھا ، مگر یاقوبی (Jacoby) نے اس بات کی تردید کی اور انہیں کوبا کے علاقہ کی طرف منسوب کرنے کے حق میں پرزور دلائل دیئے ، جو بلاد قفقاز کے جنوب مشرق میں واقع ہے ، مگر حال ہی میں ایک ارمنی عالم سکیسیان (Sakisian) نے ارمنی نظریہ کی تائید کی ہے ۔ یہ دو رائیں آپس میں بالکل متناقض نہیں ہیں ، اگر ہم لفظ ارمنی کو اس کے جغرافیائی مفہوم کی بجائے نسلی مفہوم میں استعمال کریں ۔ چونکہ کوبا کے علاقہ میں ارمنی بھی آباد ہیں ، اس لئے ہو سکتا ہے کہ ان قالینوں کے

Marfat.com

بنانے والے ارمنی لوگ ہوں ۔

اٹھارھویں اور انیسویں صدی کے قفقازی قالین

قفقاز کے باشندوں نے اٹھارھویں اور انیسویں صدی میں جو قالین تیار کئے ، ان کو ان کے مقام ساخت کے اعتبار سے مختلف اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے ۔ چونکہ اس کتاب میں ان تمام اقسام سے بحث کرنا ناممکن ہے ، لہذا ہم اپنے بیان کو صرف چند مشہور اقسام تک محدود رکھیں گے ، جن کے نمونے میٹروپالیٹن میوزیم میں موجود ہیں ۔ ان قالینوں کی ایک جاذب نظر قسم وہ ہے جسے قزاق کہتے ہیں اور جو قفقاز کے جنوب مغربی حصے سے دستیاب ہوئی ہے ۔ ان کا خاصہ یہ ہے کہ ان کے ریشے چمکدار اور لمبے ہیں اور ان میں اقلیدسی شکلیں شوخ رنگوں میں بنی ہوئی ہیں ۔ بعض کا نقشہ اژدھا والے قالینوں کے نقشہ سے ملتا جلتا ہے ۔

قفقار کے مشرق اور مغربی علاقوں کے قالینوں میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے ، مثلاً قزاق طرز کے مقابلہ میں ان کی گرہ بندی بازیک ہے ، ریشے چھوٹے ہیں اور کم چمکدار ہیں ، اور رنگ بھی شوخ نہیں ۔ ان میں سب سے زیادہ دلچسپ وہ قالین ہیں جو پھولدار ہیں ۔ اس علاقے کے مشہور ترین قالین شروانی ہیں اور سب سے زیادہ دلچسپ وہ ہیں جو پھولدار ہیں اور جن کے نقشہ اور رنگ آمیزی دونوں سے ایرانی اثر عیاں ہے ۔ قدیم ترین نمونوں میں پودے آپس میں ٹہنیوں کے ذریعہ سے

وابستہ ہیں ، مگر بعد ازاں یہ ٹہنیاں غائب ہوگئی ہیں ۔ شروانی قالینوں کی ایک دلچسپ خصوصیت یہ بھی ہے کہ حاشیہ میں کوفی خط کی نقل اتاری گئی ہے اور یہ خصوصیت ایشیائے کوچک کے قالینوں میں بھی پائی جاتی ہے ۔ شروانی سجادوں کا ایک مجموعہ شہر باکو کی طرف منسوب ہے ۔ ان کا ایک نمونہ ہمارے میوزیم میں بھی ہے جس کی تاریخ ساخت ۱۲۲۳ھ (۱۸۰۸ء) ہے ۔

قفقاز کے مشرقی حصے خصوصاً کوبا اور دربند کے شہروں میں ملائم سطح والے قالین بنتے تھے جن کی بافت مشجر کی مثل مگر اس سے زیادہ پیچیدہ ہوتی تھی ۔ کوبا کے قالین زیادہ نفیس ہوتے تھے ، اور ان کی اقلیدسی شکلیں قفقاز کی مشرق اور مغربی دونوں قسموں کے نقشہ سے ملتی جلتی تھیں ۔

۹ ۔ ترکمانی قالین

وسط ایشیا کے خانہ بدوش ترکمانی قبائل نے ایک مدت دراز سے قالینوں کی بافت میں بڑی مہارت کا ثبوت دیا ہے ۔ یہ قالین ان خیمہ نشینوں کی زندگی میں بہت سے کام دیتے ہیں ۔ یہ نہ صرف بچھانے کے کام آتے ہیں بلکہ ترکمان ان سے خورجیوں ، بوریوں ، تھلیوں اور پردوں کا کام بھی لیتے ہیں ۔ اکثر ترکمانی قالین انیسویں صدی سے زیادہ قدیم نہیں ہیں ۔ یہ قالین بیشتر مغربی ترکستان اور چینی ترکستان میں بنتے تھے ۔ مختلف قبائل قالین بناتے تھے اور پھر یہ قالین انہی قبائل کے ناموں سے موسوم

Marfat.com

ہوتے تھے - ان کا نقشہ بالعموم اقلیدسی اشکال پر مشتمل ہے اور مختلف قبائل کے ہاں مختلف نقشہ مقبول ہوتا ہے - تکہ ترکمانوں کے بنائے ہوئے قالین زیادہ مشہور ہیں اور بعض اوقات ان کو غلطی سے بخاری کہا جاتا ہے - ان کی بافت بالعموم باریک ہوتی ہے ، اور ان کے نقشہ میں ہشت پہلو شکلوں اور گلاب کے پھولوں کے علاوہ مرغابیاں بھی نظر آتی ہیں ، لہذا ان کو "The Flying eagle" کا نام بھی دیا گیا ہے - ان کا رنگ بادامی سرخ ہوتا ہے ، جس میں سفید اور گہرے نیلے رنگ کا اضافہ بھی دیکھا گیا ہے -

افغانستان اور بلوچستان کے قالین ترکستانی قالینوں سے مختلف نہیں ہیں لیکن اپنی بافت ، رنگ اور نقشہ کے اعتبار سے ان سے کمتر درجہ پر ہیں - بخاری قالین جن کو اوزبک قبیلے ہرات اور سمرقند کے درمیانی علاقے میں بناتے ہیں ، اقلیدسی اشکال کے علاوہ ایسے عناصر سے مزین ہیں جو ایرانی قالینوں سے مستعار لئے گئے ہیں ، ان کے رنگ بھی دوسرے ترکمانی قالینوں کے مقابلہ میں زیادہ شوخ ہیں -

مشرقی ترکستان کے قالینوں کے نقشہ میں چینی اثرات صاف عیاں ہیں - چنانچہ کاشغر کے قرب و جوار کے بنے ہوئے قالینوں میں ترکمانی اور چینی عناصر کی آمیزش ہے - ان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ان کے حاشیہ میں مختلف رنگوں کے چینی طرز کے بادل نظر آتے ہیں -

۱۰ - اندلس کے عربی قالین

جب عربوں نے اندلس (سپین) فتح کیا تو اس ملک کو

Marfat.com

مشرق کے صنائع و حرف سے گہرا تعلق پیدا ہو گیا ۔ ہمیں ادبی مصادر سے خوب معلوم ہے کہ بارھویں اور تیرھویں صدی میں سپین میں قالین تیار ہوتے تھے ، مگر چودھویں صدی سے پہلے کے قالین ناپید ہو چکے ہیں ۔ برلن میں ایک قالین ہے جس میں ایک قندیل دکھائی دیتی ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ یہ قالین اسی زمانے کا ہو ۔

پندرھویں صدی کے متعدد قالین ایسے ہیں ، جن پر امراء کی خاندانی علامات ہیں ۔ ان علامات کے ذریعہ سے ان خاندانوں کی شناخت ہو سکتی ہے اور ان کا زمانۂ ساخت بھی معین ہو سکتا ہے ۔ یہ خاندانی علامات ایسی زمین پر بنی ہوئی ہیں جو ہشت پہلو شکلوں سے معمور ہے اور ان شکلوں کے اندر انسانوں اور پرندوں کی تصویریں شوخ رنگوں میں بنائی گئی ہیں ۔ حاشیہ میں کوفی خط کی عبارتیں ، اقلیدسی شکلیں اور خیالی جانوروں کی تصویریں ہیں ۔ اس طرز کا پندرھویں صدی کا ایک مشہور قالین وہ ہے جس میں ہنری خاندان کی فوجی علامت موجود ہے ۔ یہ قالین اب مجموعۂ ولیمز میں محفوظ ہے ۔

اسی زمانے کا ایک نادر اندلسی قالین ہے ، جس میں ہشت پہلو اشکال کے اندر ستاروں کے ذریعے اقلیدسی شکلیں بنی ہوئی ہیں ۔ اس طرز کے قالین کا ایک نمونہ میٹروپالیٹن میوزیم میں ہے اور تصویر ۲۱۳ میں دکھلایا گیا ہے ۔ ان قالینوں کا نقشہ اور ان کی رنگ آمیزی اندلسی طرز آرائش کے ساتھ مخصوص ہے ۔ پندرھویں صدی کے اندلسی قالینوں کی ایک اور قسم کا نمونہ ہمارے میوزیم کے

Marfat.com

مجموعۂ بیلارڈ میں ہے ، جو پرندوں اور پھولوں کی تصاویر سے مزین ہے ۔

اگرچہ سولھویں صدی کے ہسپانی قالینوں میں مغربی طرز آرائش غالب ہے ، تاہم بعض عربی مذاق کے عناصر بھی پائے جاتے ہیں ۔ بعض قالینوں میں ترکی اثر نظر آتا ہے ۔ اس طرز کا ایک نمونہ ہمارے مجموعۂ بیلارڈ میں ہے ۔ اس کے اکثر حصے میں بیل بوٹے ہیں جو ایشیائے کوچک کے قالینوں کے مماثل ہیں ۔ اس کی آرائش میں سفید ، نیلا اور زرد رنگ استعمال ہوئے ہیں ، اور رنگوں کا یہ امتزاج ایسا ہے جو سولھویں صدی کے ہسپانی قالینوں میں اکثر دیکھنے میں آتا ہے ۔

Marfat.com

واقعات تاریخی کی جدول بقید سنین

عہد خلافت*

خلافت راشدہ — ۶۳۲ تا ۶۶۱ء

۶۳۲ — ۶۳۴ء ابوبکر صدیق (رض)
(مدینہ دار الخلافہ تھا)

۶۳۴ — ۶۴۴ء عمر بن الخطاب(رض)
(شام ، عراق ، ایران اور مصر کے ملک فتح ہوئے)

* مسلمان حکمران خاندانوں کی مکمل فہرستیں ذیل کی کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں :-

(1) Stanley Lane-Poole. The Muhammadan Dynasties. London, 1894

(2) Eduard de zambaur, manuel de Genealogie et de—Chronologie pour l' histoire de l' Islam. Hanover, 1927

Marfat.com

٦۴۴ — ٦٥٦ ء عثمان بن عفان (رض)

٦٥٦ — ٦٦١ ء علی بن ابی طالب (رض)
کوفہ دار الخلافہ بنا ۔

خلافت، بنی امیہ - ٦٦١-٧۴٩ء

٦٦١ — ٦٨٠ ء معاویہ (رض)
(دمشق دار الخلافہ رہا)
٦٨٠ - ٦٨٣ ء یزید بن معاویہ
٧۴۴ — ٧۴٩ ء مروان ثانی

خلافت عباسیہ

(٧۴٩—١٢٥٨ء)

٧٥۴ — ٧٧٥ ء منصور

٧٦٢ء میں نئے دار الخلافہ بغداد کی بنیاد پڑی ۔
٧٨٦ — ٨٠٩ ء ہارون‌الرشید

٧٩٥ ء میں شہر رقہ کی بنیاد پڑی ، خلفاء یہاں بھی رہتے تھے ۔

٨۴٣ — ٨۴١ ء مستصم

٨٣٦ ء میں دارالخلافہ نئے شہر سامرا میں منتقل کر دیا گیا ۔

٨۴۴ — ٨٦٢ ء متوکل

Marfat.com

۸۵۸ ء میں کچھ عرصہ کے لئے خلیفہ نے دمشق میں اقامت اختیار کی۔

۸۷۰ — ۸۹۲ ء معتمد

۸۹۲ میں سامرا کو چھوڑ دیا گیا اور خلفیہ بغداد میں واپس آگیا۔

۸۹۲ — ۹۰۲ ء معتضد

۱۲۴۲—۱۲۵۸ ء مستعصم

۱۲۵۸ء میں ایران کے ایلخان ھلاگو نے بغداد فتح کر کے خلافت عباسیہ کا خاتمہ کر دیا۔

اندلس (سپین)

۷۱۰ — ۷۱۳ ء عربوں نے سپین فتح کیا۔

۷۱۳ — ۷۵۶ ء دمشق کے اموی خلفاء کی طرف سے امیر مقرر ہوتے رہے۔

۷۵۶ — ۱۰۳۱ء قرطبہ کے اموی حکمران

۹۱۲ — ۹۶۱ ء عبدالرحمان ثالث

۹۲۹ میں عبدالرحمان ثالث نے خلیفہ کا لقب اختیار کیا

۹۶۱ — ۹۷۶ ء حکم ثانی

۹۷۶ — ۱۰۰۹ء ھشام ثانی

۱۰۱۰—۱۰۹۱ ء مالقہ ، اشبیلیہ ، غرناطہ ، قرطبہ ، طلیطلہ ، بلنسیہ اور سرقسطہ میں ملوک الطوائف حکمران رہے۔

۱۰۵۶—۱۱۴۸ ء مرابطین ، مراکش اور الجزائر کے بربری حکمران

۱۱۳۰—۱۲۶۹ ء موحدین جن کا مرکز حکومت شمالی افریقہ میں تھا

بنو نصر (غرناطہ اور جیان کے فرمانروا) ۱۴۹۲ء

میں فرڈی ننڈ اور ازابیلا نے غرناطہ لے لیا۔

صقلیہ (سسلی)

۸۲۷ — ۹۰۲ء تونس کے آغلبی فرمانروا صقلیہ پر حکمران رہے۔
۹۰۹ — ۱۰۷۱ء مصر کے فاطمی حکمران صقلیہ پر قابض رہے۔
۱۰۷۱ء میں نارمن لوگوں نے صقلیہ کو فتح کر لیا۔

شمالی افریقہ

۶۶۹ — ۸۰۰ء خلفاء کی طرف سے والی مقرر ہوتے رہے۔
۷۸۹ — ۹۸۵ء مراکو کا ادریسی خاندان۔
۸۰۰ — ۹۰۹ء تونس کا اغلبی خاندان۔
۹۰۹ — ۹۷۲ء فاطمی حکمران جن کا دار الحکومت مہدیہ تھا۔
۹۷۲ — ۱۱۴۸ء تونس کا زیری خاندان جن کا دارالحکومت قیروان تھا۔
۱۰۰۷—۱۱۵۲ء الجزائر کے حمادی حکمران، جن کا صدر مقام قلعہ بنی حماد تھا۔
۱۰۵۶—۱۱۴۷ء مرابطین (مراکو۔ الجزائر اور اندلس)
۱۱۳۰—۱۲۶۹ء موحدین
۱۲۲۸—۱۵۳۴ء تونس کا حفصی خاندان۔

مصر

۶۴۱ء عربوں نے مصر فتح کیا۔
۶۶۱ — ۸۶۸ء اموی اور عباسی خلفاء کی طرف سے مصر کے والی مقرر ہوتے رہے۔

Marfat.com

۸۶۸ — ۹۰۴ ء طولونی خاندان جو ترکی نسل سے تھا -
دار الحکومت : قطائع نزد فسطاط

۹۳۵ — ۹۶۹ ء اخشیدی خاندان

۹۶۹ —۱۱۷۱ ء فاطمی حکمران ، یہ فرمانروا شیعی تھے اور شمالی
افریقہ میں بھی ۹۰۹ء سے حکمران رہ چکے تھے -
۹۶۹ء میں نئے دارالحکومت قاہرہ کی بنیاد ڈالی گئی -

۹۹۶ — ۱۰۲۱ء حاکم

۱۰۳۶—۱۰۹۴ ء مستنصر

۱۱۶۹—۱۲۵۰ ء ایوبی خاندان

۱۱۶۹—۱۱۹۳ ء صلاح الدین ایوبی

۱۲۳۸—۱۲۴۰ ء ابوبکر ثانی

۱۲۴۰—۱۲۴۹ ء صالح ایوب

۱۲۵۰—۱۵۱۶ ء مملوک سلاطین، جو چرکسی اور ترکی نسل سے
تھے -

۱۲۵۰—۱۳۹۰ ء بحری مملوک

۱۲۸۰—۱۲۹۰ ء منصور سیف الدین قلاؤن

۱۲۹۳—۱۳۴۰ ء ناصر الدین محمد بن قلاؤن

۱۳۴۷—۱۳۶۰ ء ملک ناصر حسن

۱۳۸۲—۱۵۱۶ ء برجی مملوک

۱۴۶۸—۱۴۹۶ ء قایت بک

۱۵۱۶—۱۸۰۵ ء ترکیہ کے عثمانی سلاطین

۱۸۰۵—۱۹۵۲ ء محمد علی کا خاندان

شام

۶۳۵ — ۶۳۸ء عربوں نے شام فتح کیا۔
۶۶۱ — ۷۴۹ء اموی خلفاء (دارالخلافہ : دمشق)
۷۴۹ — ۸۷۷ء عباسی خلفاء
۸۷۷ — ۱۰۷۶ء مصر کے طولونی اور فاطمی حکمران
۱۰۷۶—۱۱۷۶ء سلاجقہ اور اتابیگ
۱۱۷۶—۱۲۵۲ء ایوبی خاندان
۱۲۳۶—۱۲۶۰ : ملک ناصر یوسف
۱۲۵۲—۱۵۱۶ء مصر کے مملوک سلاطین
صلیبی عیسائیوں اور تاتاریوں کے ساتھ جنگیں جاری رہیں۔
۱۵۱۶—۱۹۱۸ء ترکیہ کے عثمانی سلاطین

عراق

۶۳۳ء عربوں نے عراق فتح کیا۔
۶۶۱ — ۷۴۹ء بنی امیہ کا دور حکومت
۷۴۹ — ۹۴۵ء بنی عباس کا دور خلافت
۱۰۵۵—۱۲۶۲ء سلاجقہ اور اتا بیگ
۱۰۵۵ء سلجوقی سردار طغرل بیگ نے بغداد لے لیا۔
۱۱۲۷—۱۲۶۲ء زنگی خاندان (عراق اور شام کے اتابیگ)
۱۲۳۳—۱۲۵۹ء : بدر الدین لؤلؤ
۱۱۰۱—۱۲۳۱ء ارتوق خاندان (اتابیگان دیاربکر)
۱۱۰۸—۱۱۴۵ء : رکن الدولہ داؤد

Marfat.com

۱۲۵٦—۱۳۳٦ء ایران کے ایلخانی جن کا بانی ہولاگو تھا ۔
۱۲۵٦—۱۲٦۵ء : ہولاگو کا عہد حکومت
۱۲۵۸ء میں اس نے بغداد کو تباہ کر دیا ۔
۱۳۳٦—۱۵۰۲ء آذر بائیجان کے جلائری اور ترکمانی خاندان
۱۵۰۲—۱٦۳۸ء ایران کا صفوی خاندان ۔
۱۱۷۳—۱۲۲۸ء مصر اور شام کے ایوبی فرمانروا ۔

یمن

٦۳۲ — ۸۲۰ء خلفاء کی طرف سے والی مقرر ہوتے رہے ۔
۱۱۷۳—۱۲۲۸ء مصر کے ایوبی مسلط رہے ۔
۱۲۲۹—۱۴۵۴ء رسولی خاندان
۱۴۴٦—۱۵۱٦ء طاہری خاندان

ایران اور ماوراء النہر

٦۳۸ — ٦۴۰ء عربوں نے خوزستان اور ششتر فتح کیا ۔
٦۴۲ء نہاوند کی فتح سے عربوں نے ساسانی خاندان کا تختہ الٹ دیا ۔
٦٦۱ — ۸۱۹ء اموی اور عباسی خلفاء کی طرف سے والی مقرر ہوتے رہے ۔
۸۱۹ — ۱۰۵۵ء ایرانی خاندان
۸۱۹—۱۰۰۴ء : ماوراء النہر کا سامانی خاندان
۸۲۰ — ۸۷۴ء : خراسان کا طاہری خاندان

۸۶۴—۱۰۳۲ء : طبرستان کا علوی خاندان

۸۶۸—۹۰۳ء : صفاری خاندان

۹۳۲—۱۰۵۵ء : ایران اور عراق کے بنو بویہ

۱۰۳۷—۱۱۹۴ء سلاجقہ

۱۰۳۷—۱۱۵۷ء : سلاجقہ عظام (جن کا دارالحکومت اصفہان تھا) ۔

۱۰۳۷—۱۰۶۳ء : طغرل بیگ

۱۰۴۱—۱۱۸۷ء : سلاجقۂ کرمان

۱۰۷۷—۱۲۳۱ء خوارزمشاھی (دارالحکومت : خیوا)

۱۲۰۶—۱۲۵۱ء خوانین عظام

۱۲۰۶—۱۲۲۷ء چنگیز خان

۱۲۵۶—۱۳۵۳ء ایران کا ایلخانی خاندان (تبریز)

۱۲۵۶—۱۲۶۵ء ھلاگو خان

۱۲۸۲—۱۲۸۴ء احمد خان جس نے اسلام قبول کیا تھا ۔

۱۲۹۵—۱۳۰۴ء غازان خان ۔

۱۳۰۴—۱۳۱۴ء الجائتو

۱۳۱۴—۱۳۹۳ء فارس، کرمان اور کردستان کا مظفری خاندان

۱۳۷۰—۱۵۰۰ء تیموری خاندان

۱۳۷۰—۱۴۰۴ء : تیمور (دارالحکومت : سمر قند)

۱۴۰۴—۱۴۴۷ء : شاھرخ (ھرات)

۱۳۷۸—۱۵۰۲ء آق قویونلو (آذربائجان کے ترکمان حکمران)

۱۴۲۸—۱۵۹۹ء شیبانی خاندان (ماوراءالنہر)

Marfat.com

۱۵۰۲—۱۷۳۶ء صفوی خاندان :—

اسماعیل : ۱۵۰۲—۱۵۲۴ء

طہماسپ : ۱۵۲۴—۱۵۷۶ء

عباس اول : ۱۵۸۷—۱۶۲۸ء

صفی : ۱۶۲۸—۱۶۴۲ء

عباس ثانی : ۱۶۴۲—۱۶۶۶ء

ایشیاے کوچک

۱۰۷۷—۱۳۲۷ء سلاجقۂ روم (دارالحکومت : قونیہ)

۱۳۰۰—۱۹۲۴ء عثمانی سلاطین :—

عثمان خان، : ۱۲۹۹—۱۳۲۶ء

اُور خان : ۱۳۲۶—۱۳۶۰ء (دارالحکومت : بروسہ)

مراد خان : ۱۳۶۰—۱۳۸۹ء (دارالحکومت : ادرنہ)

بایزید : ۱۳۸۹—۱۴۰۳ء

محمد خان اول : ۱۴۰۳—۱۴۲۱ء

محمد فاتح : ۱۴۵۱—۱۴۸۱ء

۱۴۵۳ء میں اس نے قسطنطنیہ فتح کر کے اسے دارالحکومت بنایا ۔

بایزید ثانی : ۱۴۸۱—۱۵۱۲ء

سلیم اول : ۱۵۱۲—۱۵۲۰ء

سلیمان : ۱۵۲۰—۱۵۶۶ء

مراد رابع : ۱۶۲۳—۱۶۴۰ء

ہندوستان اور افغانستان

۷۱۱ء عربوں نے سندھ فتح کیا

۹۶۲—۱۱۸۶ء غزنوی خاندان

الپ تگین ، سامانی خاندان کا ایک ترک افسر

۹۶۲—۹۶۳ء سبک تگین ، جس نے راجپوتوں کو شکست دی - ۹۷۷—۹۹۷ء

محمود ، ۹۹۸—۱۰۳۰ء

۱۰۲۴ء : فتح سومناتھ

مسعود ثالث : ۱۰۹۹—۱۱۱۴ء

۱۱۰۰—۱۲۱۵ء غوری خاندان

۱۲۰۶—۱۵۵۵ء سلاطین دھلی

۱۳۹۱—۱۵۷۲ء شاھان گجرات

۱۵۲۶—۱۸۵۸ء شاھان مغلیہ

بابر : ۱۵۲۶—۱۵۳۰ء

ھمایوں : ۱۵۳۰—۱۵۵۶ء

۱۵۴۰—۱۵۵۵ء تک ایران میں پناھگزین رھا -

Marfat.com

اکبر : ۱۵۵۶—۱۶۰۵ء

۱۵۶۹—۱۵۸۴ تک فتح پور سیکری میں

مقیم رہا ، بعد ازاں لاہور چلا آیا ۔

جہانگیر : ۱۶۰۵—۱۶۲۸ء

شاہجہاں: ۱۶۲۸—۱۶۵۸ء

اورنگزیب : ۱۶۵۸—۱۷۰۷ء

Marfat.com

اشاریہ ۱

اعلام

آق قویونلو ۱۹
اکبر ۸۸
ایلخان ۱۷
الغ بیگ ۱۷۶
بابر ۸۸
بلینی ۳۸۰
بہرام گور ۲۹۰
بہزاد ۳۹۶
تانگ چین ۲۳۷
حسن بغدادی ۱۱۳
جزری ۵۳
جہانگیر ۹۳
حکم ثانی ۲۲۷
حامد علی خان ۴
چسٹر بیٹی ۱۰۴
خواجو کرمانی ۲۲۳
خواند میر ۷۱
دیسقوریدس ۵۰
ڈیمنڈ ۵
روٹ شلٹ ۳۴۲
زنگی خاندان ۲۱۱
ساسانی ۱۳۲

Marfat.com

سائیرس ۱۳
سنجر ۱۳۳
سلجوق ۱۹۹
سلطان علی مشہدی ۱۰۸
شاردین ۳۰۰
شاہرخ ۱۱۰
شریف ادریسی ۳۸۳
صفی الدین ۴۰۱
طہماسپ ۱۱۳
عبدالرحمان خوارزمی ۱۰۸
عبدالرشید دیلمی ۱۱۲
عماد حسنی ۱۱۲
غازان خان ۱۰۵
فاطمی خاندان ۱۴۷
قرہ مصطفی پاشا ۳۷۵
قزوینی ۱۰۹
قلیج ارسلان ۱۴۱
کیقباد ۳۷۲
مائیلو ۴
مانی ۴۶
محمود ، سلطان ۱۳۳
مارکوپولو ۳۹۳
مقریزی ۴۷
موحدین ۱۵۶
میر سید علی ۸۹
ملک شاہ ۱۳۷
منصور ۱۵۲
نارمن ۳۸۷
الناصر ، خلیفہ ۱۴۰
ناصر خسرو ۳۵۴
نورالدین زنگی ۱۲۸
ہارون الرشید ۱۹۰
ہمایوں ۸۹

Marfat.com

اشاریه ۲

مقامات

آمل	۲۳۹	دیاربکر	۱۳۷
اخمیم	۳۶۵	رصافه	۲۷۹
اشبیلیه	۱۸۰	رقه	۲۷۶
اصفهان	۱۷۵	رے	۲۵۶
بروصه	۳۱۵	سامراء	۱۶، ۳۵
بعلبک	۳۱۱	سرقسطه	۱۵۵
بغداد	۳۹	سلطانیه	۲۸۳
پلرمو	۳۸۸	سوسه	۲۳۱
تبریز	۸۱، ۸۹	شام	۱۳۹
حضره	۳۰	صغد	۳۷۰
حلب	۱۳۹	فاس	۱۰۲
داغستان	۱۳۲	فتح پور سیکری	۸۹

Marfat.com

فسطاط	١٨٢	مدینةالزهراء	١٥٣
قاهره	٧٣، ١٦٣	مراغه	١٠٦
قوص	١٦٦	مشتی	١٢٣
قونیه	١٧٣	مغرب	١١٨
قیروان	١٦٠	موصل	٢٠٣
کاشان	٢٦٢	نیشاپور	١٣١
کوچه	٣٥	نیقیه	٣١٨
مالقه	٣٢٣	همدان	٢٦٠
مدائن	٣٣	یزد	٢٩٥

اشاریه ۳

اسماء کتب

	صفحه
آئین اکبری	۹۰
اکبر نامه	۹۱
انجیل	۹۲
بوستان سعدی	۱۱۹،۷۳
توزک جهانگیری	۹۳
تیمور نامه	۹۱
حکایات بیدپا	۵۰
خمسه نظامی	۱۱۴،۶۶
داستان امیر حمزه	۹۰،۸۹
دیوان جامی	۱۰۸،۶۹
دیوان نوائی	۱۰۸
رامائن	۹۸

شاهنامه فردوسی	۱۱۰
ظفرنامه	۴۳
عجائب المخلوقات (قزوینی)	۱۰۹
قرآن مجید	۱۰۰
کلیله و دمنه	۵۲
گلستان سعدی	۶۴
مقامات حریری	۵۱
منافع الحیوان	۵۶
مہابھارت	۹۳
هما و همایون (کرمانی)	۱۰۸
یوسف زلیخا (جامی)	۱۱۱

Marfat.com

اشاریہ ۴

حواشی از مترجم

آق‌قویونلو ۱۹
آمل ۲۳۹
اخمیم ۳۶۵
اشبیلیه ۱۸۰
اشوری ۳۲
اصفهان ۱۷۵
اکانتس ۲۳
اویغور ۴۵
ایلخان ۱۷
ایلخانی خاندان ۵۵
ار صنوبر ۴۵
رلن میوزیم ۸۸
روصه ۳۱۵
نطینی حکومت ۱۳
بعلبک ۳۱۱
بلینی ۳۸۰
برام گور ۲۹۰
بہزاد ۳۹۶
پاپئیے ماشے ۱۲۰
پلرمو ۳۸۸
تانگ چین ۲۳۷
جامع دمشق ۱۵۹
الجزری ۵۳
الحضره ۳۰
حکایات بیدپا ۵۰
حکم ثانی ۲۲۷
الحمراء ۱۵۷

خط کوفی ۱۰۸
خمسہ نظامی ۱۱۴
خواجو کرمانی ۲۲۳
خواند میر ۷۱
داغستان ۱۴۲
دورا ۲۸
دیسقوریدس ۵۰
رصافہ ۲۷۹
رقہ ۲۷۶
روٹ شلٹ ۳۴۲
رے ۲۵۶
زارے ۲۴۸
زنگی خاندان ۲۱۱
سامراء ۱۶
سامی اقوام ۱۳
سائرس ۱۳
سرقسطہ ۱۵۵
سلطانیہ ۲۸۳
سوسہ ۲۳۱
سیمرغ ۱۹۴
سلجوق ۱۹۹
شاردیں ۳۰۰
شاہ عباس ۲۹۹
شاہرخ ۱۱۰
شریف ادریسی ۳۸۳
شوکۃالیہود ۱۲۵
صرچہلی مدرسہ ۱۴۰
صفوی خاندان ۱۱۱
صغد ۳۷۰
صفی‌الدین ۳۰۱
طفلیس ۲۷
عبدالرشید دیلمی ۱۱۲
عربسک ۴۰
عربی‌رسم‌الخط ۱۰۲
علی بن محمد ۲۷۱
غازان خان ۱۰۵
فاس ۱۰۲
فاطمی خاندان ۱۴۷
فسطاط ۱۸۲
قاہرہ ۱۶۳
قبط ۲۴
قرہ قویونلو، ۶۹
قرہ مصطفی پاشا ۷۵
قزوینی ۰۹
قصیرہ عمرہ ۲۲
قم ۷۲

Marfat.com

قوص ۱٦٦
قونیه ۱۷۳
قیروان ۱٦۰
لوور ۲۰٦
کاشان ۲٦۲
گرفن ۱۹۵
کیقباد سلجوق ۳۷۲
مالقه ۳۲۴
مانی ٦۵
مدائن ۳۳
مارکوپولو ۳۹۳
مدینةالزهراء ۱۵۳
متحف‌الفن‌الاسلامی ۱۹۱
مثنوی خسرو شیرین ٦۹
مجریط ۳۸۵
مراغه ۱۰٦
مشتی ۱۲۴
مشهد کا کتبخانه ۱۰۷
مصطفی چلبی ۱۲۰
مغرب ۱۱۸
مملوک خاندان ۳۴۰
موحدین ۱۵٦
موصل ۲۰۴
مقبره محمود کا دروازه ۱۷۱
منگ خاندان ۳۱٦
میر عماد حسنی ۱۱۲
موصل ۴۲
مقریزی ۴۷
میڈرڈ ۳۸۵
مقامات حریری ۵۱
نارمن ۳۸۷
ناصر خسرو ۳۵۴
نورالدین زنگی ۱۲۸
نیشا پور ۱۳۱
نیقیه ۳۱۸
واتیکان ۳٦۹
ورامین ۲۸۷
وکٹوریا اینڈالبرٹ میوزیم ۱۵۱
وزیقوطی حکمران ۱۵۳
هخا منشی
همدان ۲٦۰
یزد ۲۹۵

Marfat.com

Marfat.com

۱ - پتھر کی ایک منبت کار محراب
(قبطی — چھٹی صدی عیسوی)

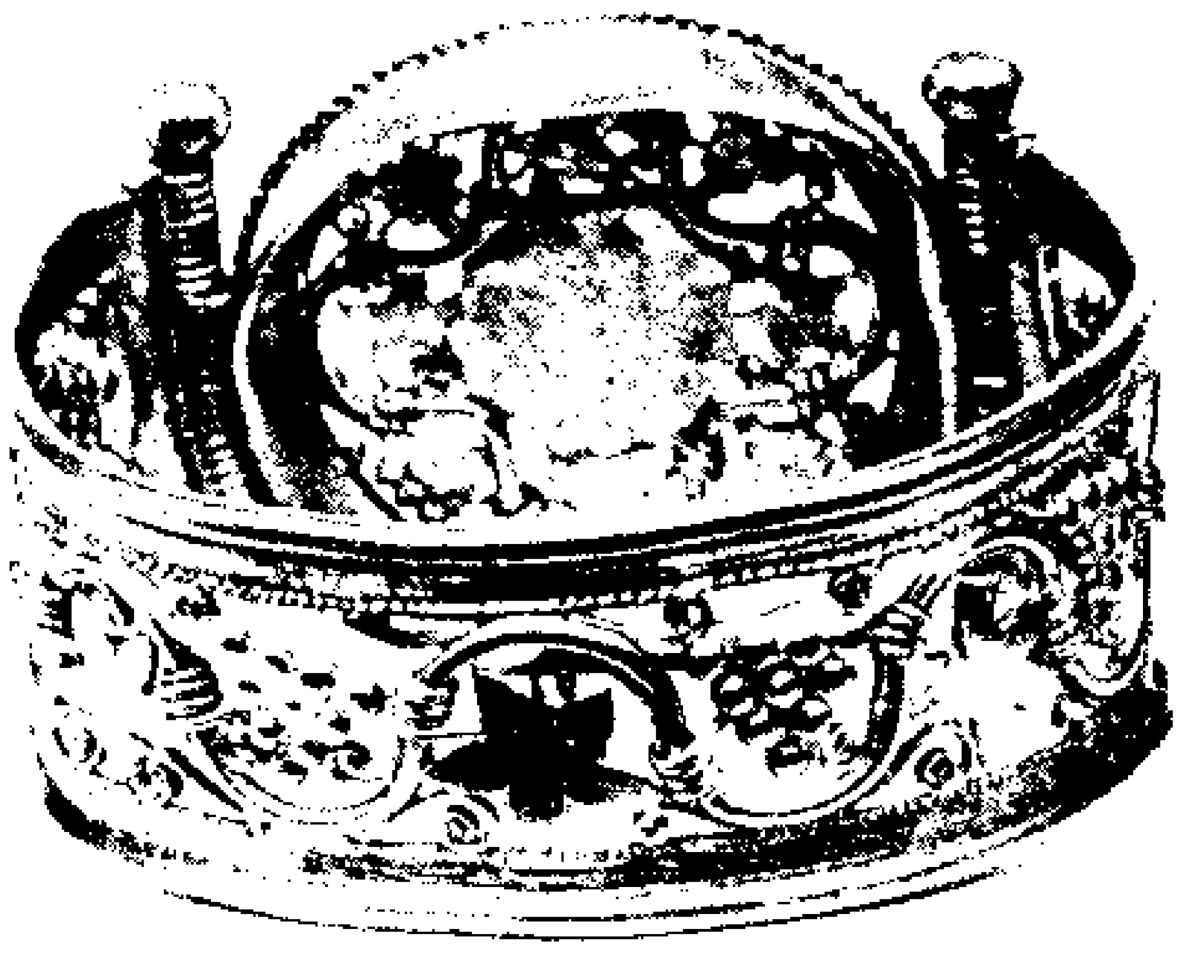

۲ - طلائی کنگن (شام - پانچویں
یا چھٹی صدی عیسوی)

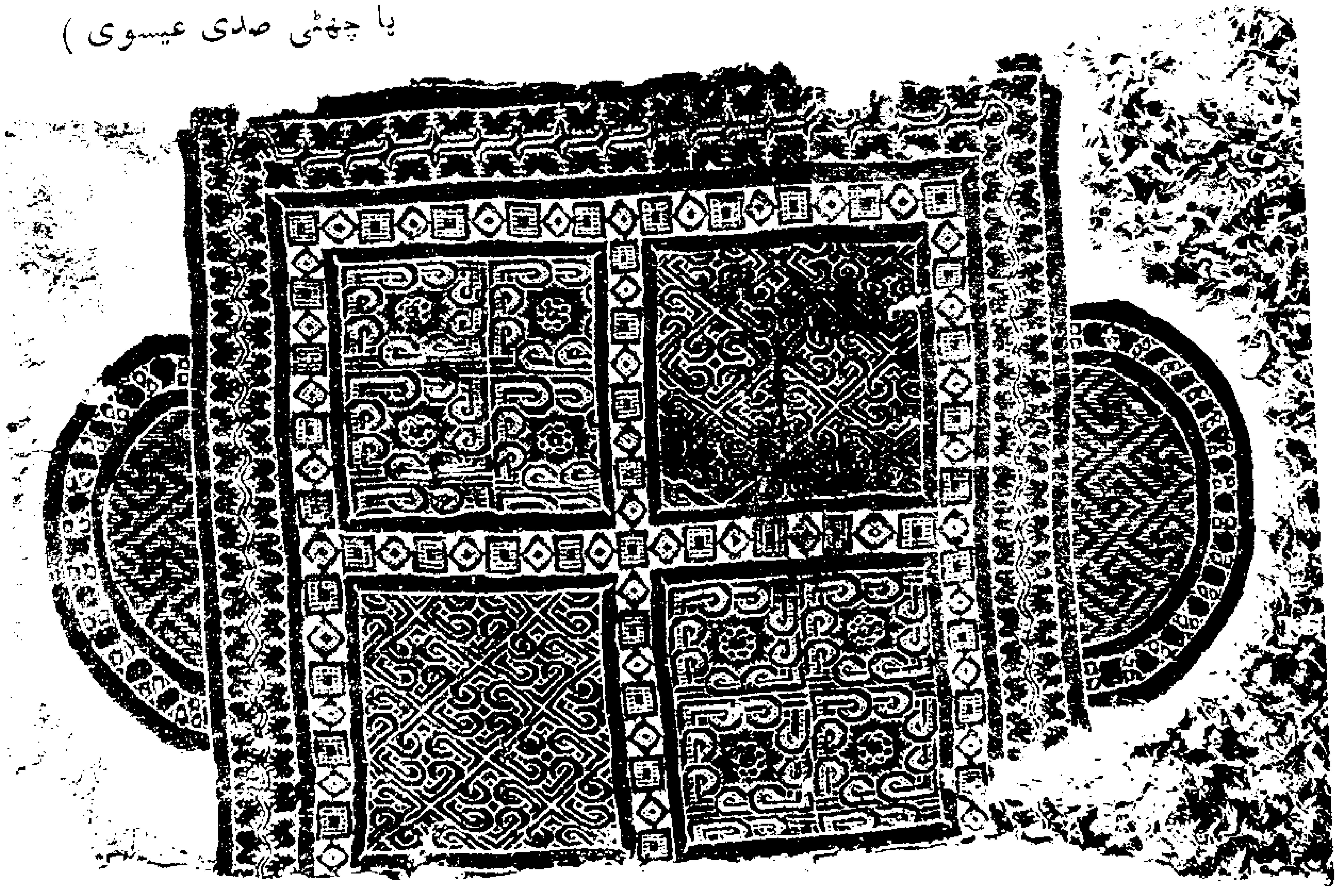

۳ - مشجر پارچہ (قبطی ، تیسری صدی عیسوی)

Marfat.com

۴ - مشجر پارچہ (قبطی ساتویں صدی عیسوی)

٦ - طلائی بازو بند (پارتھین پہلی یا دوسری صدی)

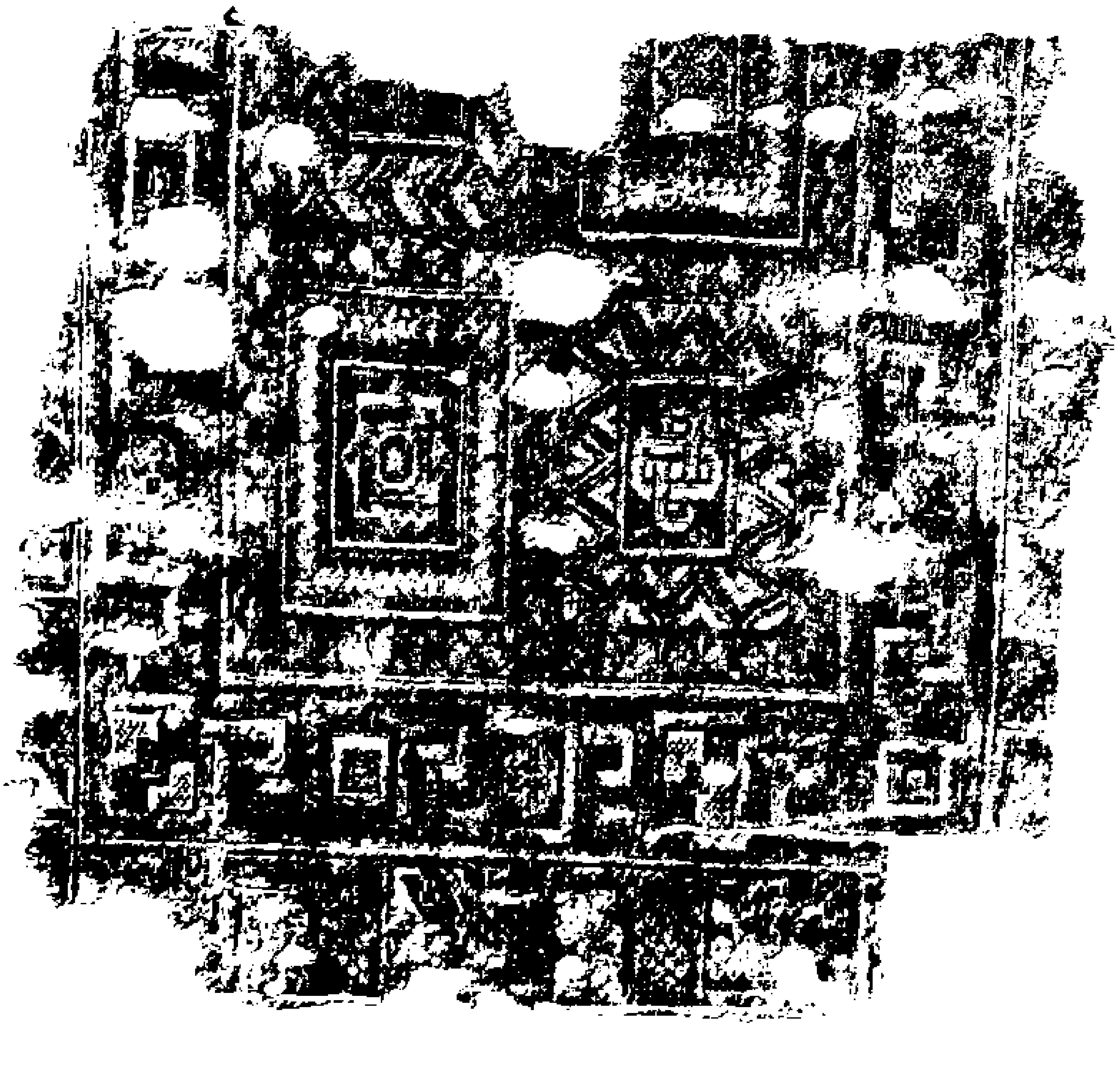

۵ - قالین کا ایک قطعہ (قبطی ، تقریباً ۴۰۰ء)

Marfat.com

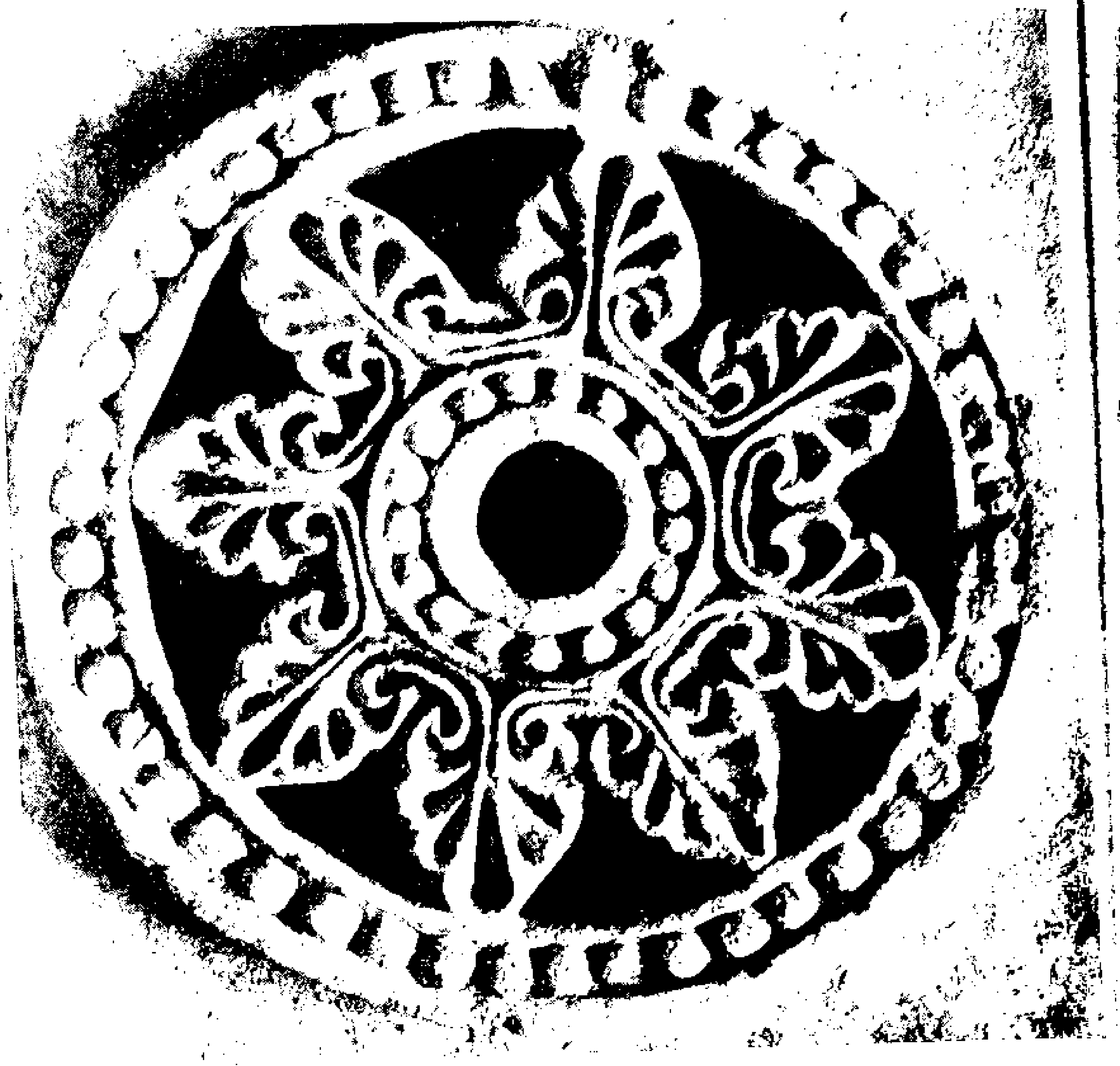

۷ - برجستہ گچکاری کا نمونہ ، المدائن سے -
(ساسانی - پانچویں یا چھٹی صدی)

۸ - برجستہ گچکاری المدائن سے (ساسانی پانچویں صدی)

۹ - مطلا نقرئی رکابی (ساسانی عہد کی - پانچویں صدی)

۱۰- ریشمی پارچہ شامی - (چھٹی یا ساتویں صدی

Marfat.com

۱۱ - دیواری نقاشی کا نمونہ، نیشاپور، (نویں صدی کی ابتدا)

۱۲- رنگین پلستر کا ایک طاق
نیشاپور (ایران) آٹھویں صدی

۱۳ - کتاب المفردات کی ایک تصویر
(عراق، ۱۲۲۲ء)

Marfat.com

۱۳ - کتاب المفردات کی ایک تصویر، عراق (۱۲۲۲ء)

۱۵ - تصویر از نسخهٔ خطی جامع التواریخ، ایران (آواخر قرن چهاردهم)

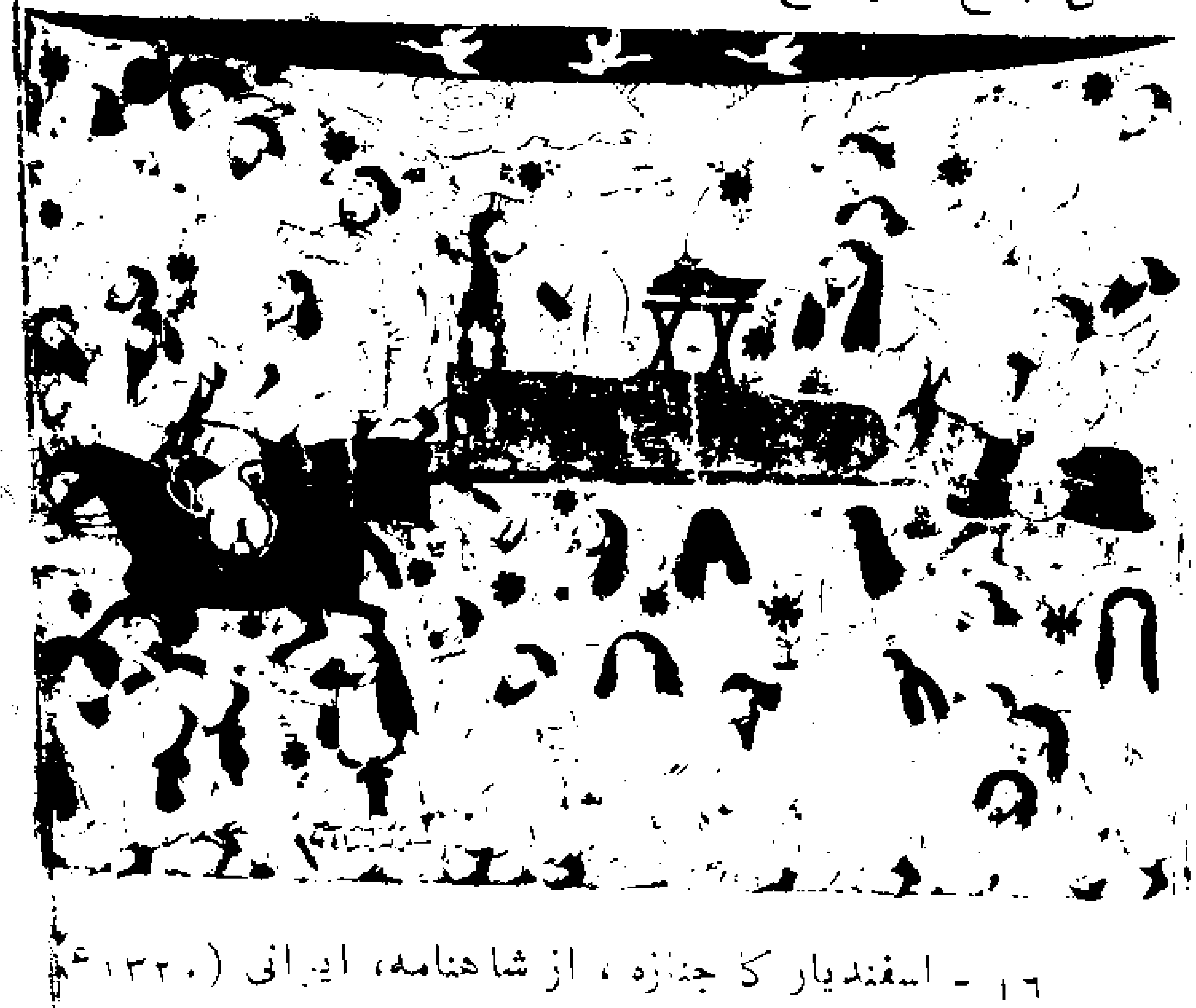

۱۶ - اسفندیار کا جنازہ، از شاهنامه، ایرانی (۱۳۲۰ء

Marfat.com

۱۷ - ضحاک اور اس کے مذہبی پیشوا از شاہنامہ ، ایرانی (پندرھویں صدی)

۱۸ - نسخہ' مونس الاحرار کی ایک تصویر، ایرانی (۱۳۴۱ء)

Marfat.com

۱۹ - رستم رخش کو پکڑ رہا ہے - از شاہنامہ
عہد تیموری ، (پندرھویں صدی)

۲۰ - خسرو و شیرین از خمسهٔ نظامی،
۱۴۴۷ء ، عہد تیموری، ایرانی

۲۱ - شیرین بر دوش فرہاد از
خمسهٔ نظامی ، ۱۴۴۹ء ، ایرانی

Marfat.com

۲۲ - نسخهٔ دیوان جامی کی ایک تصویر، ایرانی ، تیموری عہد ، (پندرھویں صدی)

۲۳ - درویشوں کا ایک طائفہ، بطرز بہزاد از دیوان حافظ (ایرانی ، پندرھویں صدی)

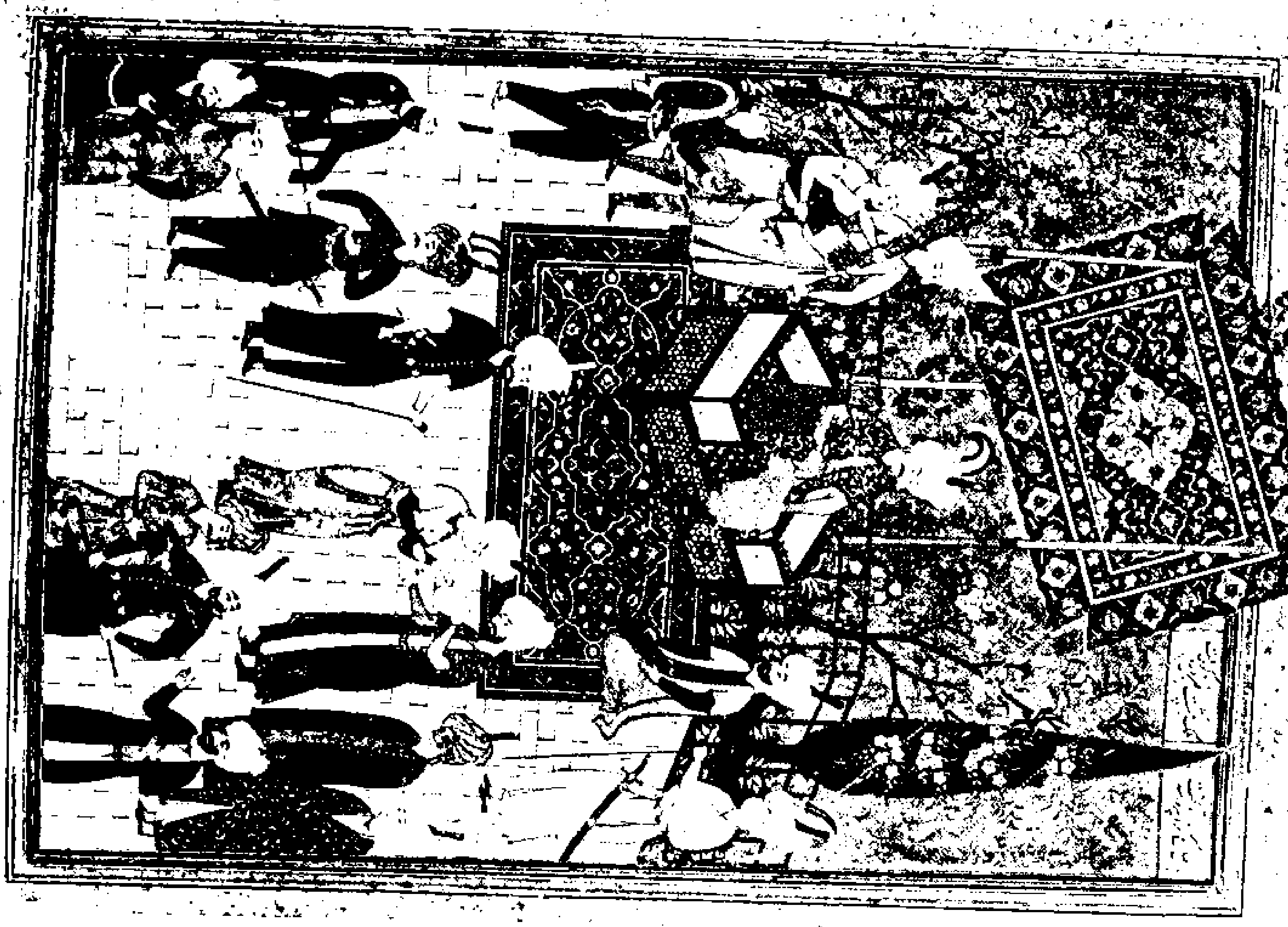

۲۴ - خسرو اور اس کے درباری از خمسہ' نظامی عہد صفوی، ایران (۱۵۲۴ء)

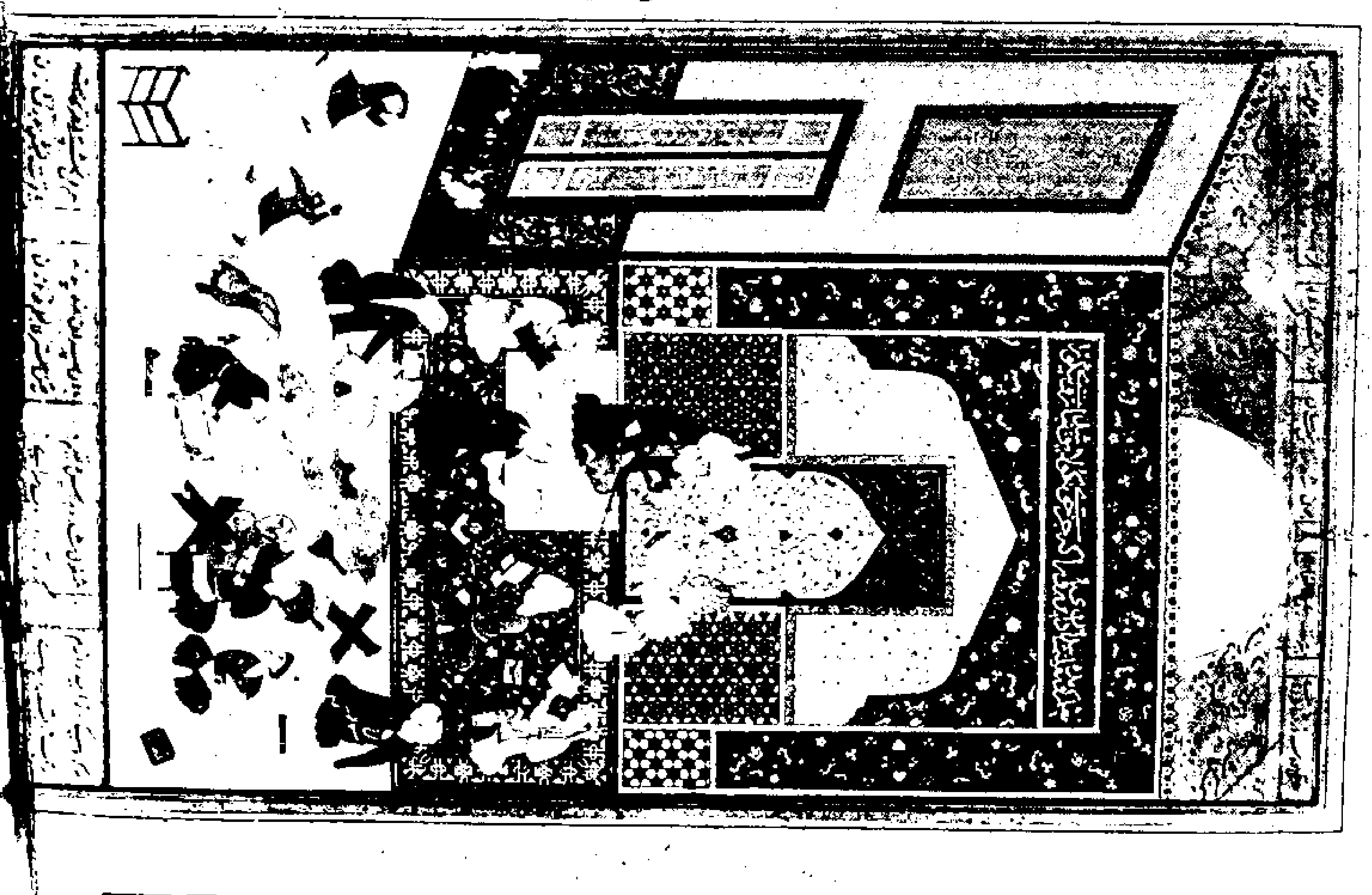

۲۴ - الف - لیلیٰ مجنون - خمسہ' نظامی کے قلمی نسخے سے ایرانی، عہد صفوی (۱۵۲۴ء)

Marfat.com

۲۵ - اسکندر خاقان کے دربار میں، عمل سلطان محمد، از خمسۂ نظامی (۱۵۲۴ء)

۲۶ - ایک کتابی تصویر بطرز استاد محمدی، ایرانی، (سولھویں صدی کا نصف ثانی)

Marfat.com

۳۷ ـ سلطان تمام درویشوں سے گفتگو کر رہا ہے از
بوستان سعدی؛ (دبستان بخارا ، سولھویں صدی)

Marfat.com

۲۸ - ایک خاکہ ، عمل رضاے عباسی،
ایرانی ، (سترھویں صدی کی ابتدا)

۲۹ - رنگین خاکے ، عمل رضاے عباسی ، ایرانی
بعہد صفوی — سترھویں صدی

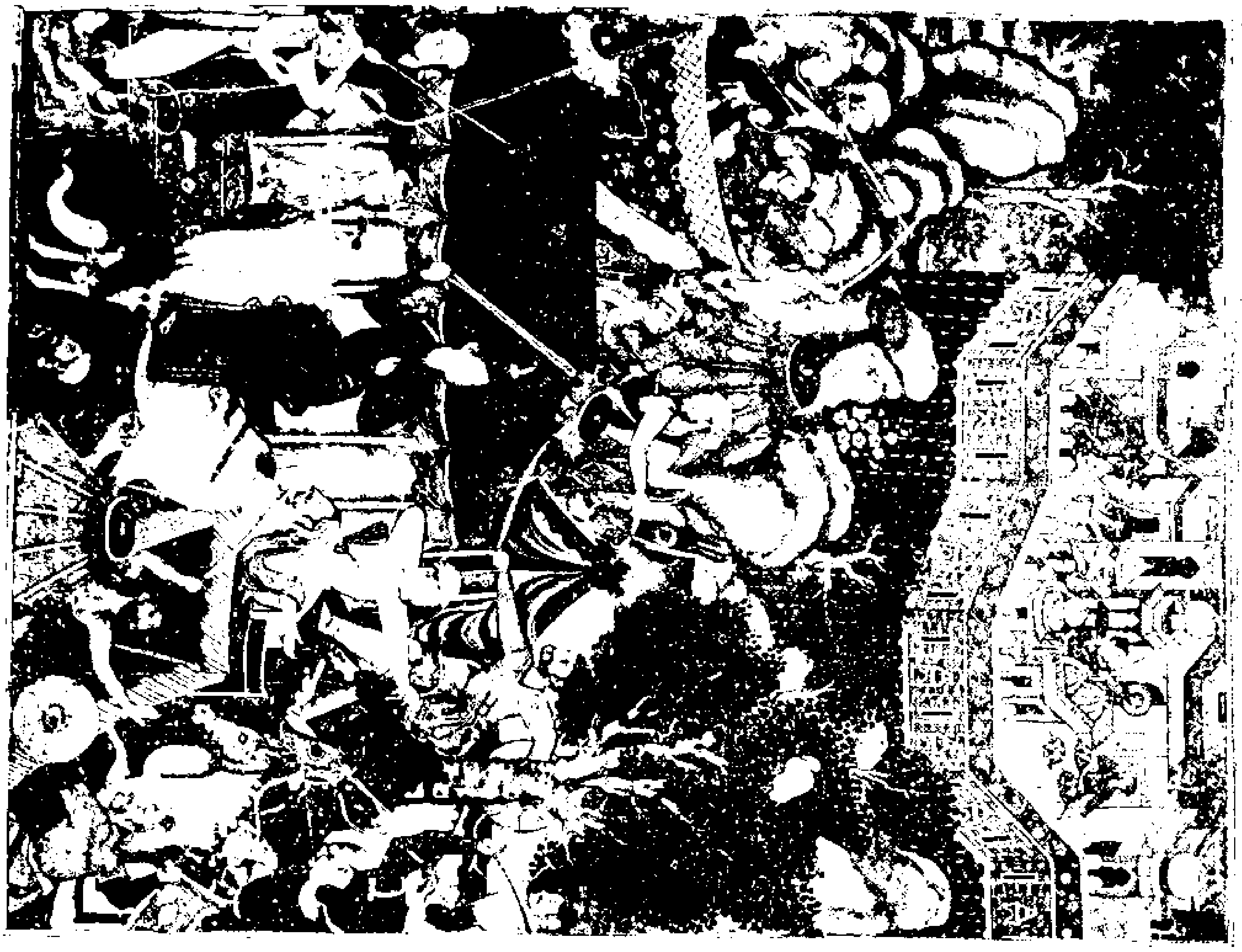

۳۰ - ایک کتابی تصویر ترکی، (سولھویں صدی)

۳۱ - نسخۂ امیر حمزہ کی ایک تصویر (مغولی طرز، سولھویں صدی)

Marfat.com

۳۲ - ایک مسلمان زائر اور برھمن کی ملاقات (از خمسہ' امیر خسرو دہلوی ، مغولی طرز، تقریباً ۱۵۹۵ء)

۳۲ - ترکی قیدی تیمور کے دربار میں (منسوب بہ دھرم داس ، از تیمور نامہ عہد اکبری)

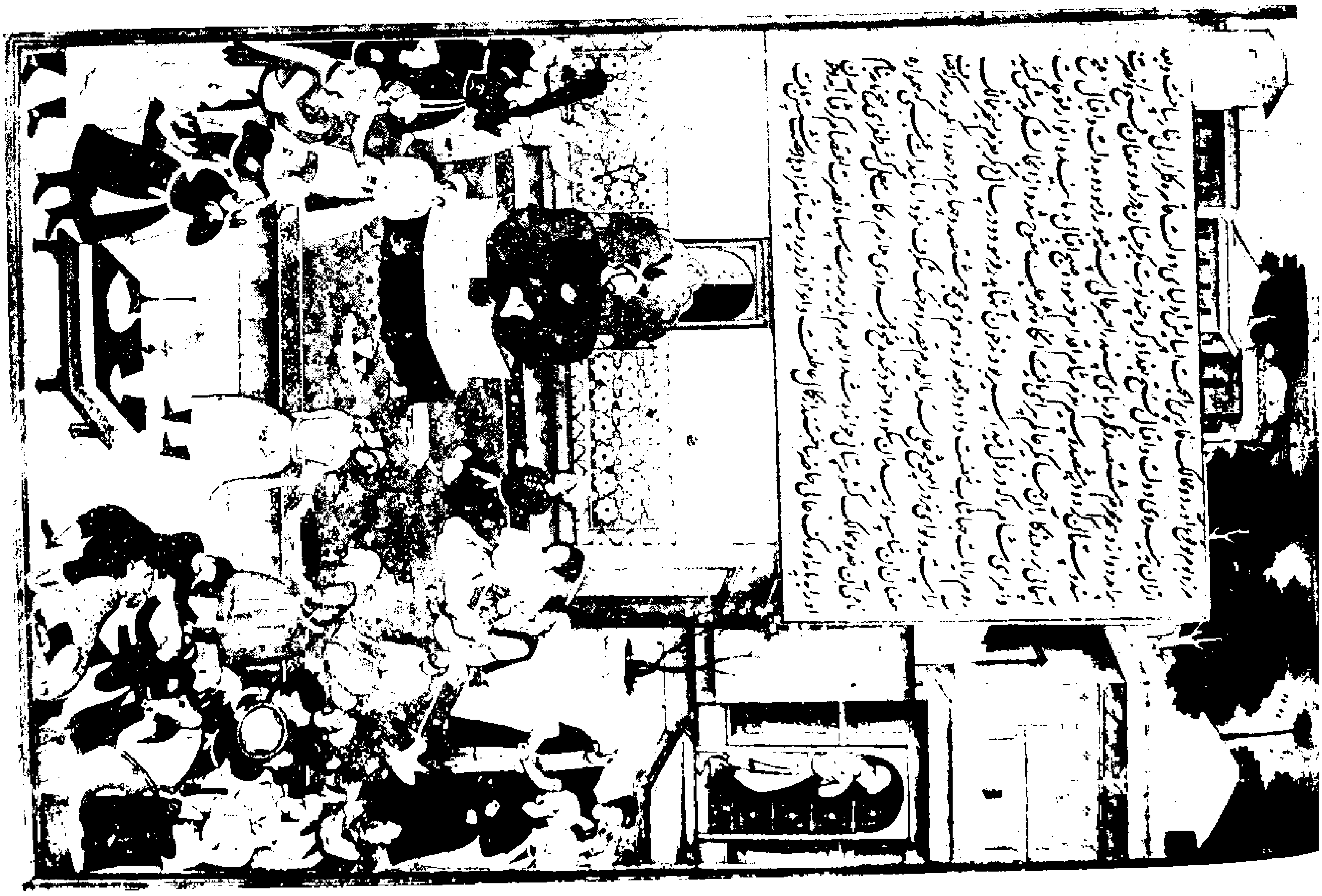

Marfat.com

۳۴ - ہاتھیوں کی لڑائی
(عہد جہانگیری)

۳۵ - شبیہ شاہجہان (عہد شاہجہانی)

۳۶ - ایک مطرب ، بطرز راجستھانی ،
سولھویں صدی

Marfat.com

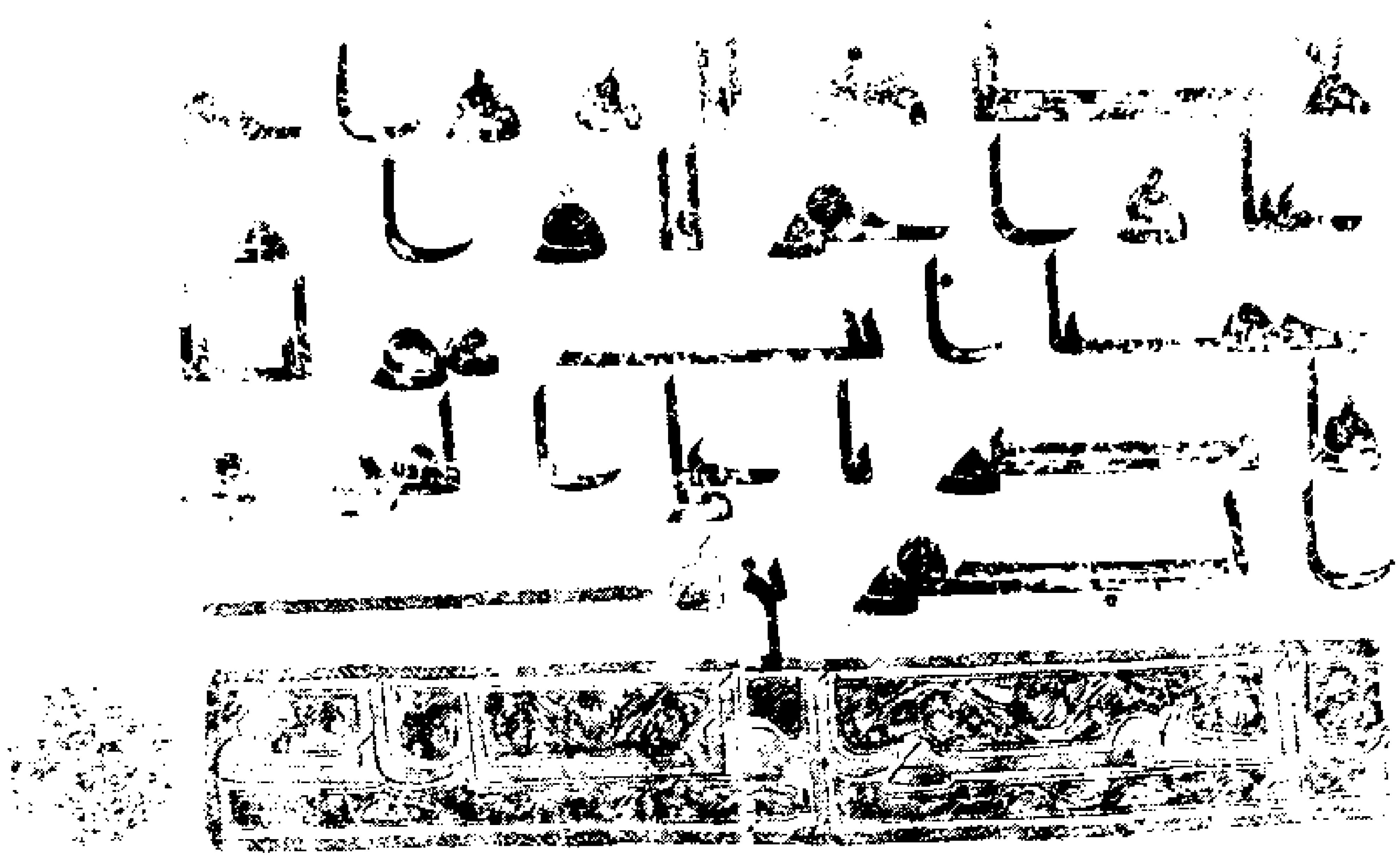

۳۷ - قرآن مجید کا ایک ورق ،
عراقی ، عہد عباسی (نویں صدی)

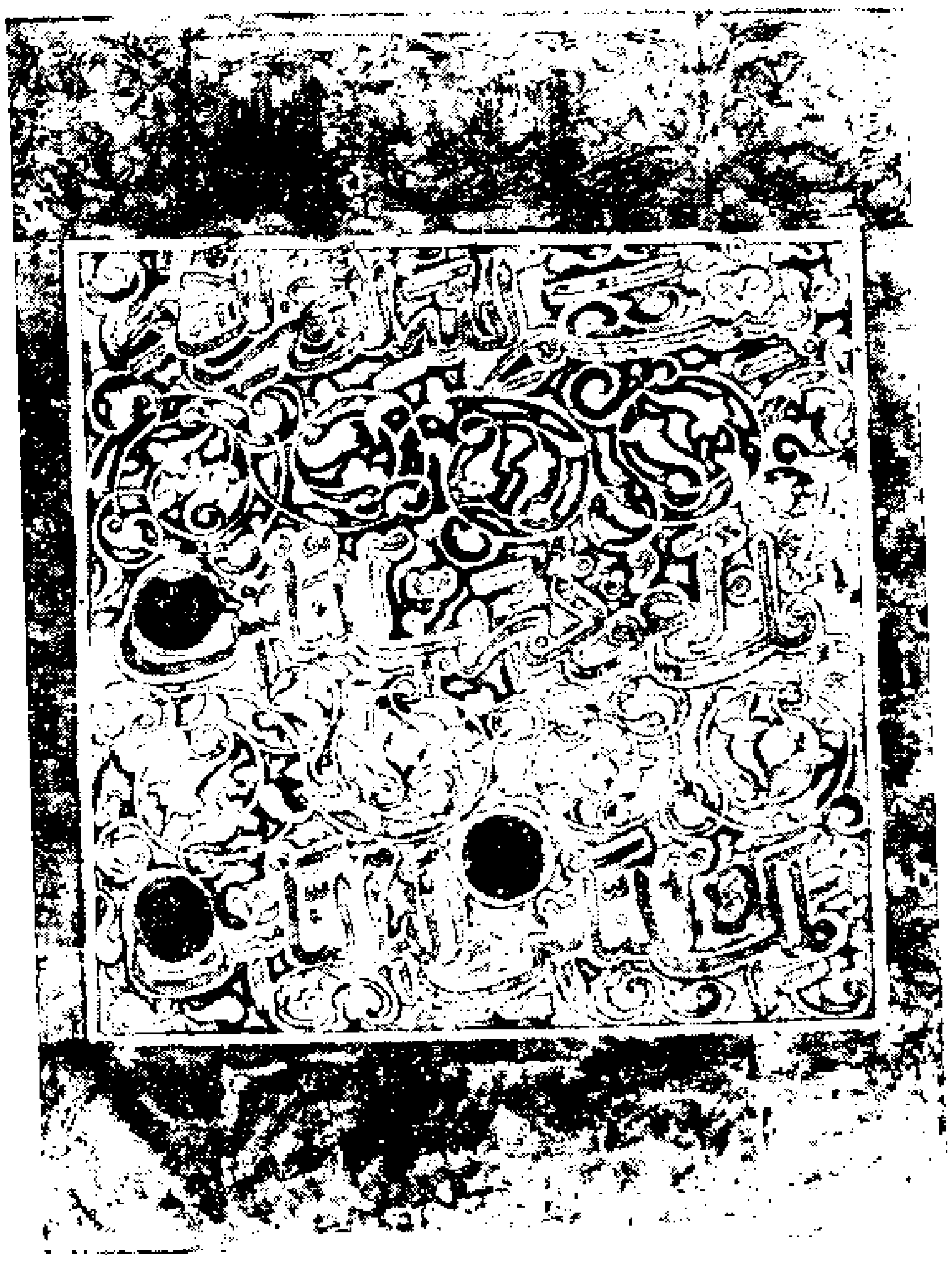

۳۸ - قرآن پاک کا ایک ورق ،
مصری، مملوکی عہد (تیرھویں صدی)

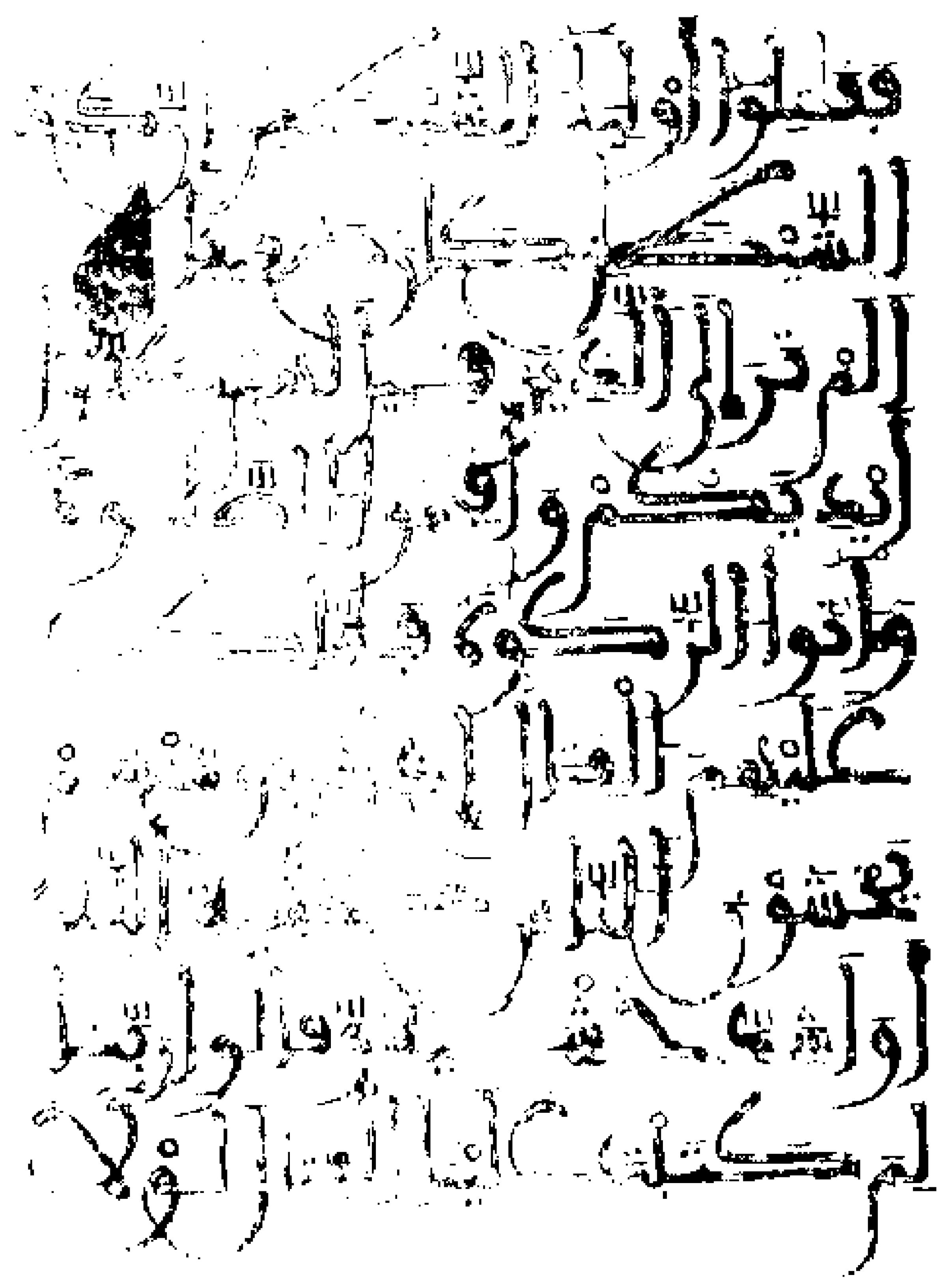

۳۹ - قرآن مجید کا ایک ورق ،
مراکش ، (بارھویں صدی)

Marfat.com

- قرآن مجید کا ایک ورق ،
ہد سلاجقہ ، ایران (۱۰۷۰ء)

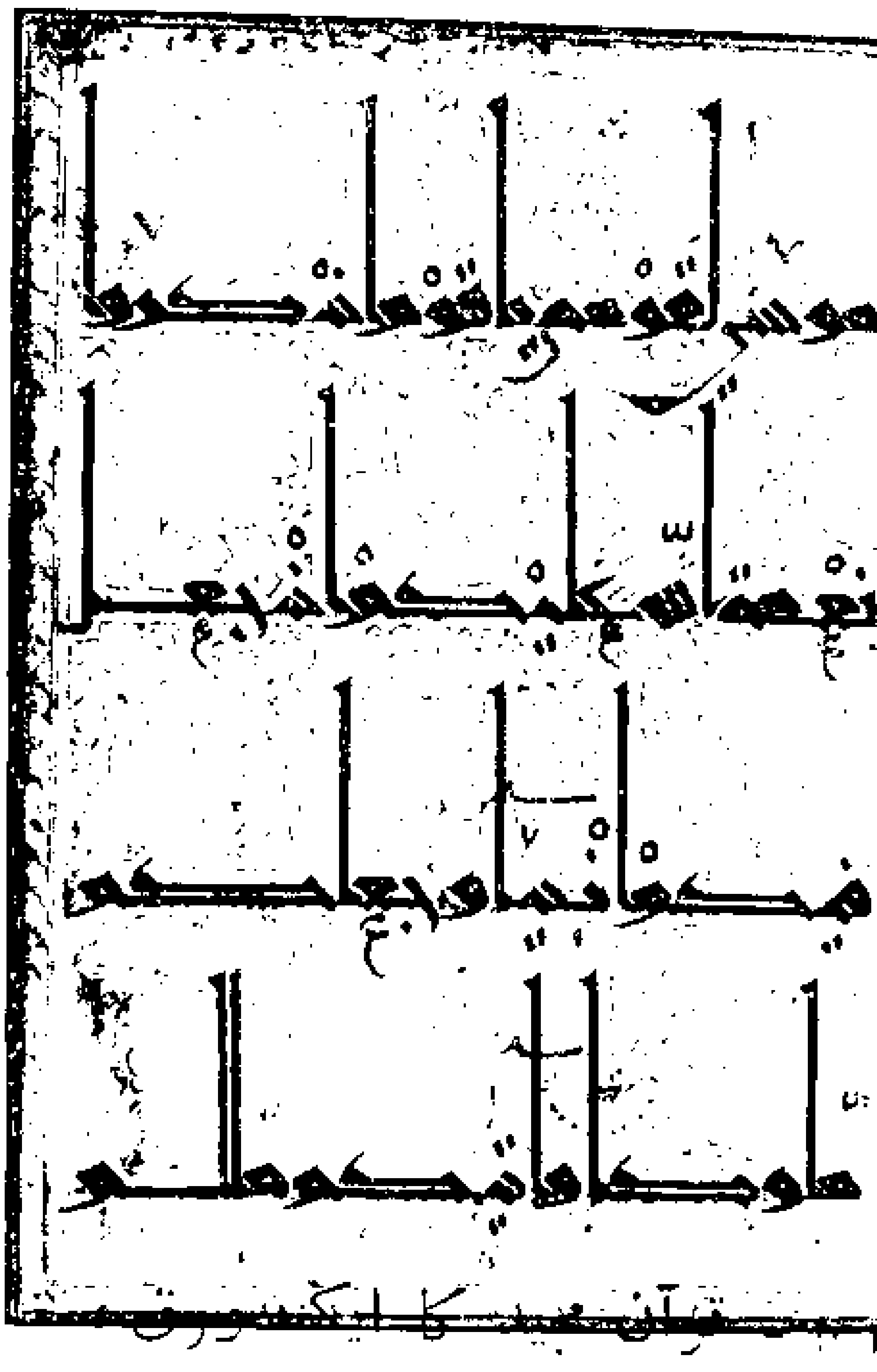

قرآن مجید کا ایک ورق ،
ران ، سلجوقی عہد (بارھویں صدی)

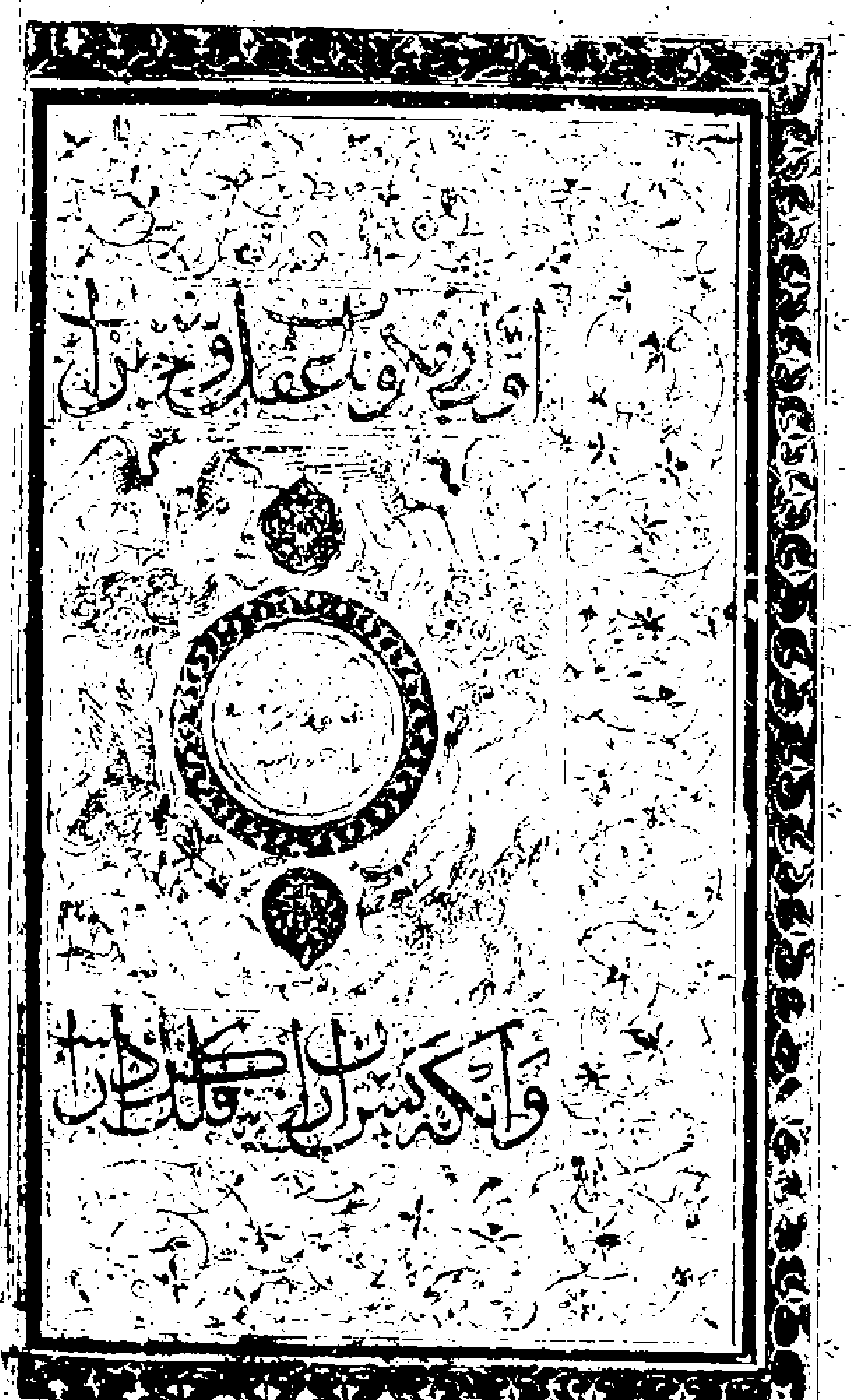

۲۲ - قزوینی کی عجائب المخلوقات کا سرورق ،
ایرانی ، تیموری عہد ، (پندرھویں صدی)

Marfat.com

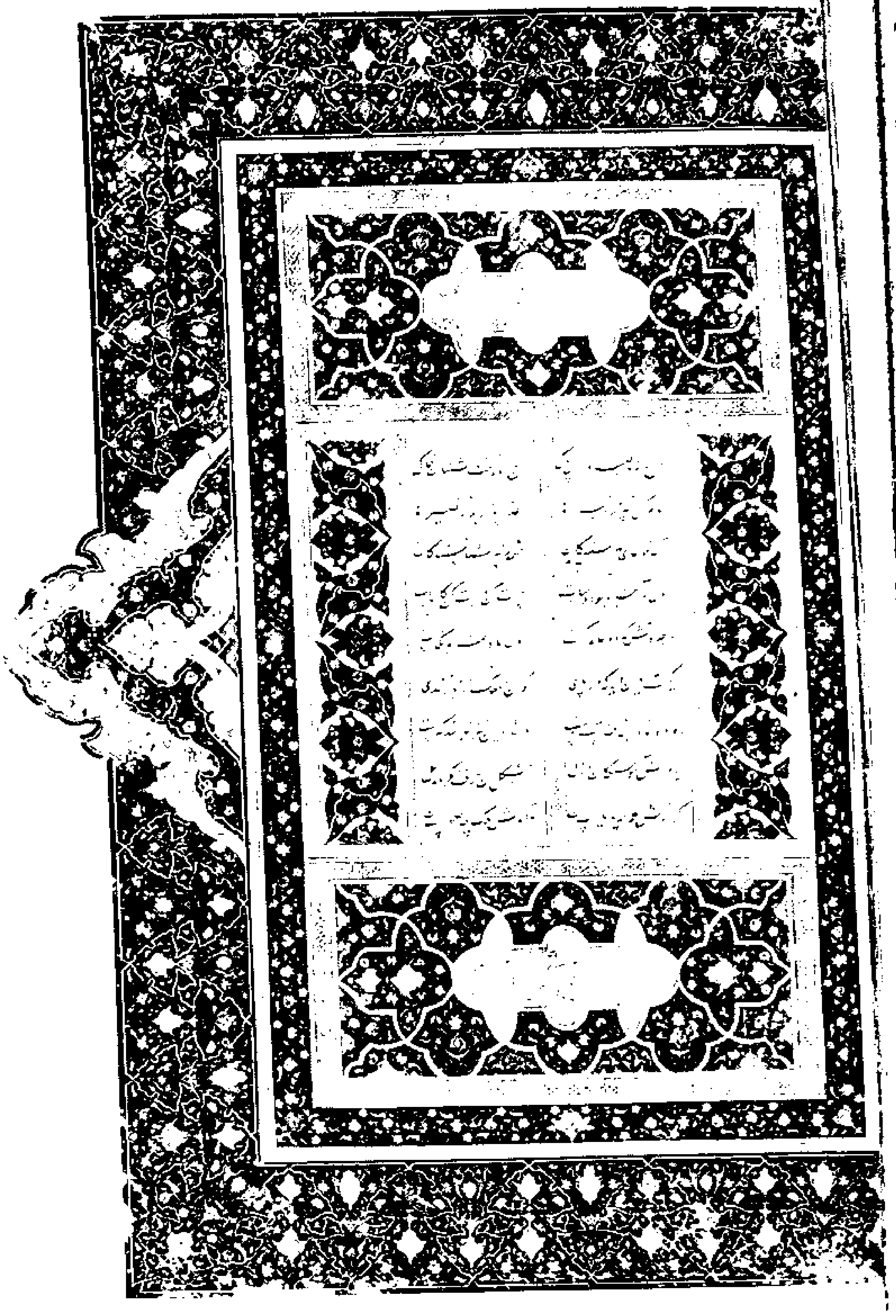

۴۳ - خمسۂ نظامی کا سر ورق ، ۱۵۲۰ء ، ایرانی طرز

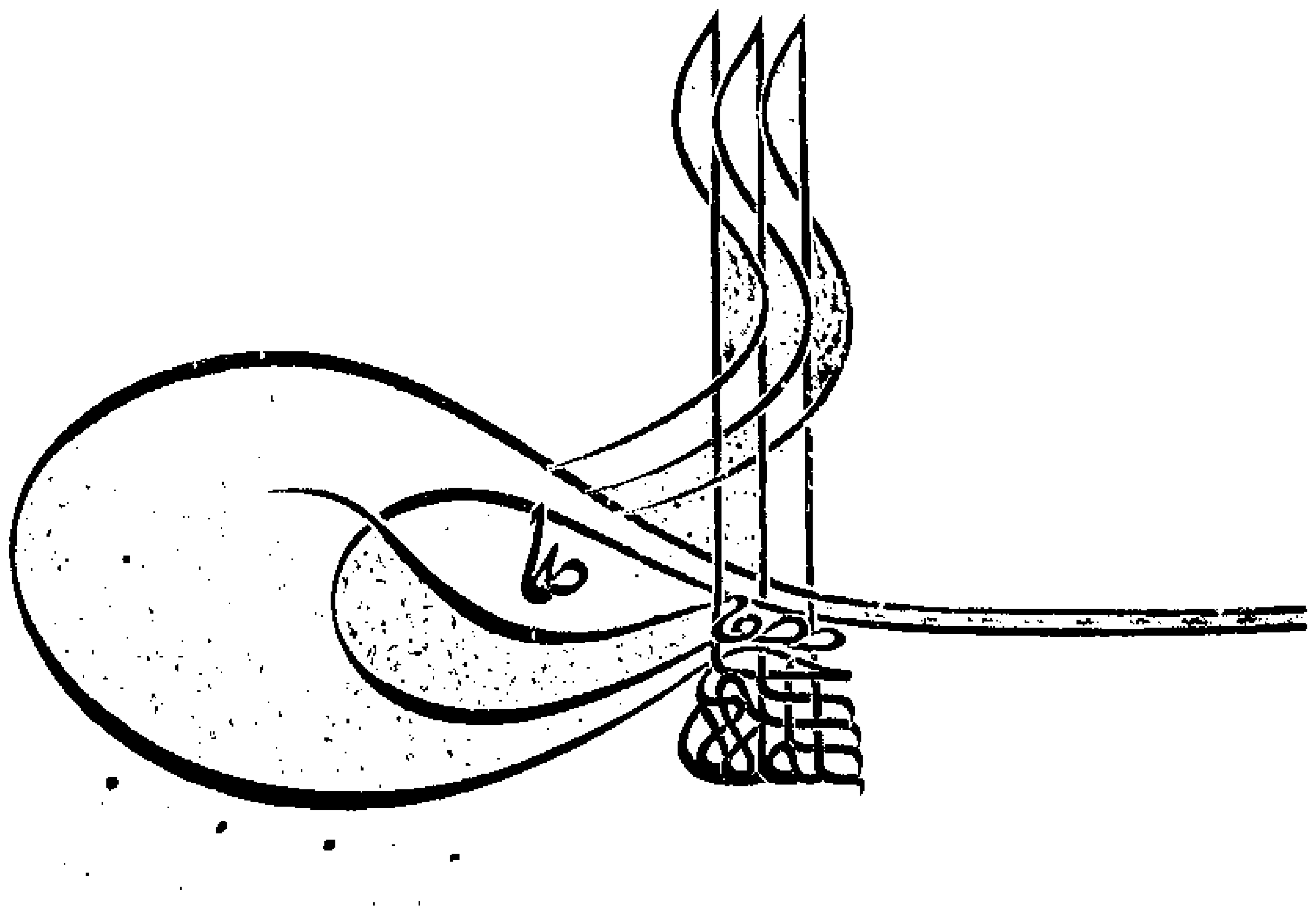

۴۵ - سلیمان اعظم کا طغرا ، ترکی

Marfat.com

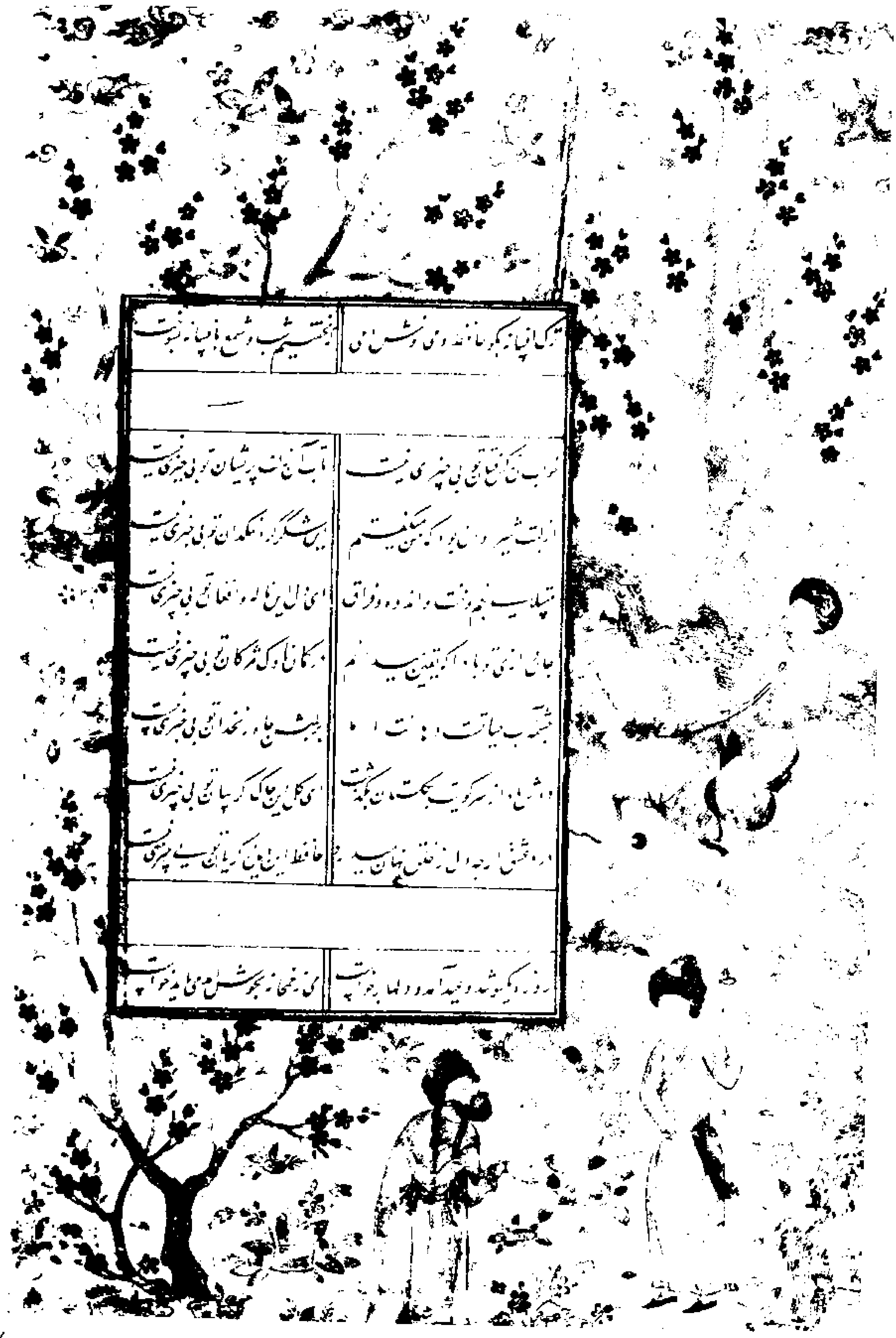

۳۴ - دیوان حافظ کا ایک ورق ، عہد صفوی (سولھویں صدی)

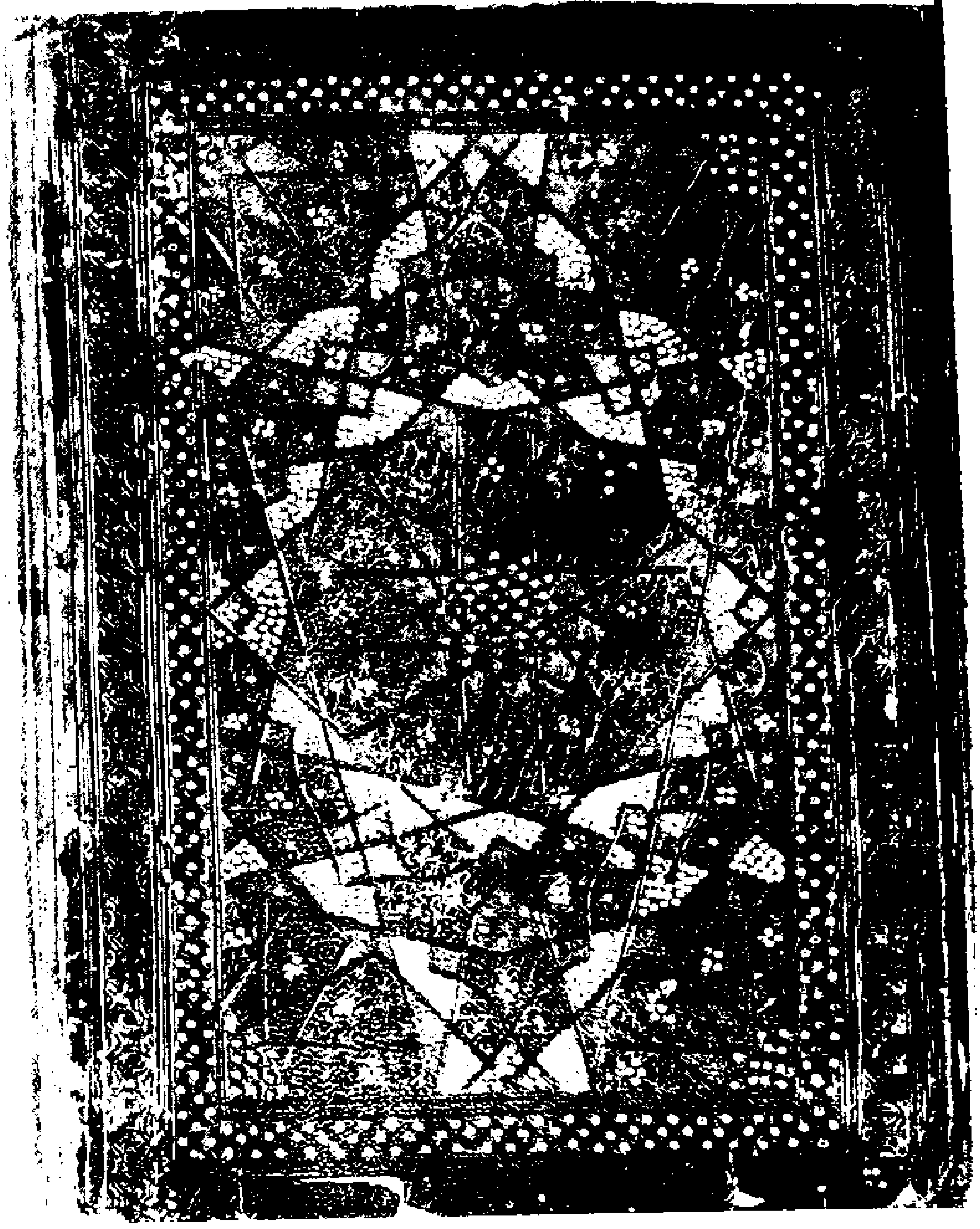

۴٦ ـ ایک کتاب کی جلد ، مصری ،
مملوکی عہد (تیرھویں صدی)

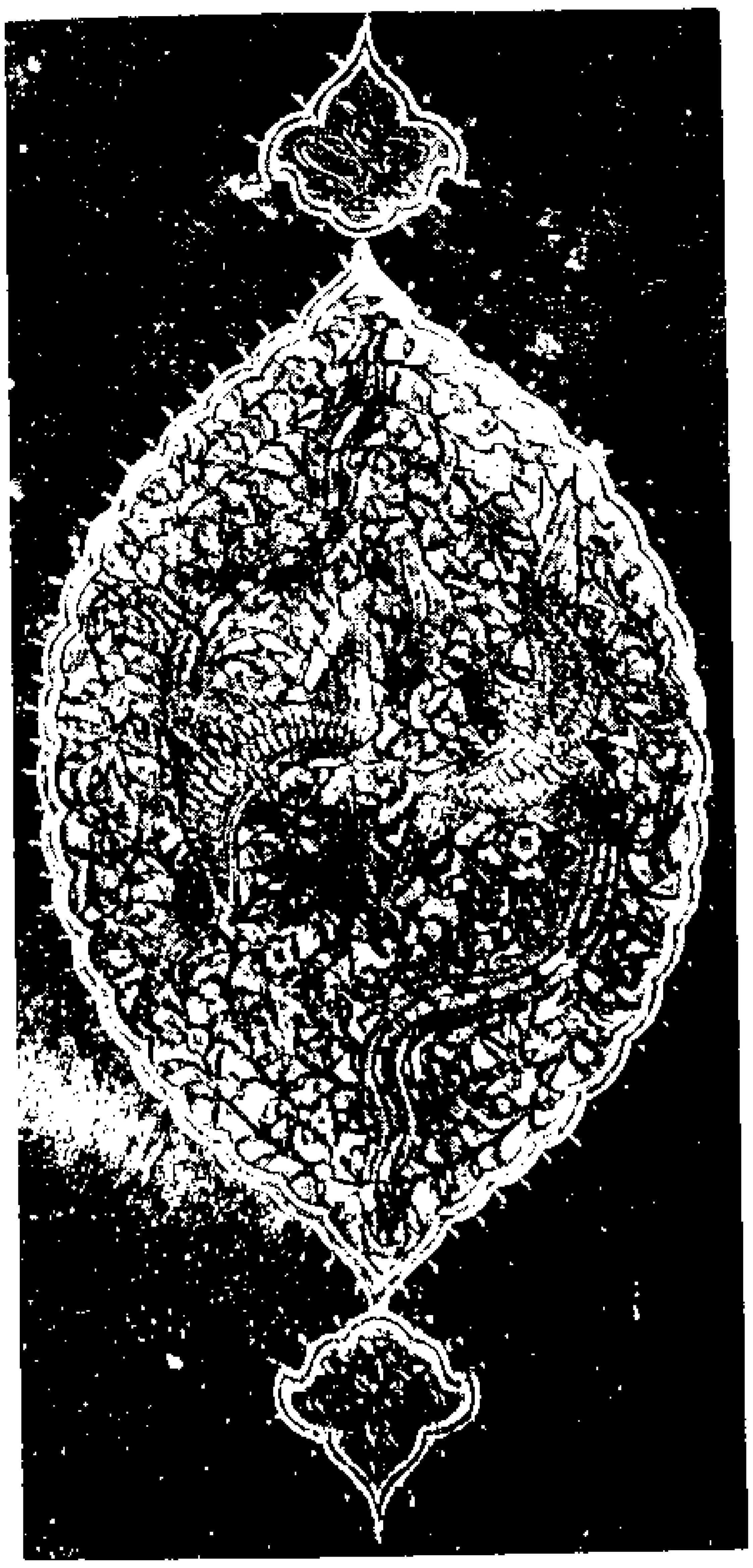

۴۷ ـ ایک جلد کا اندرونی ورق

Marfat.com

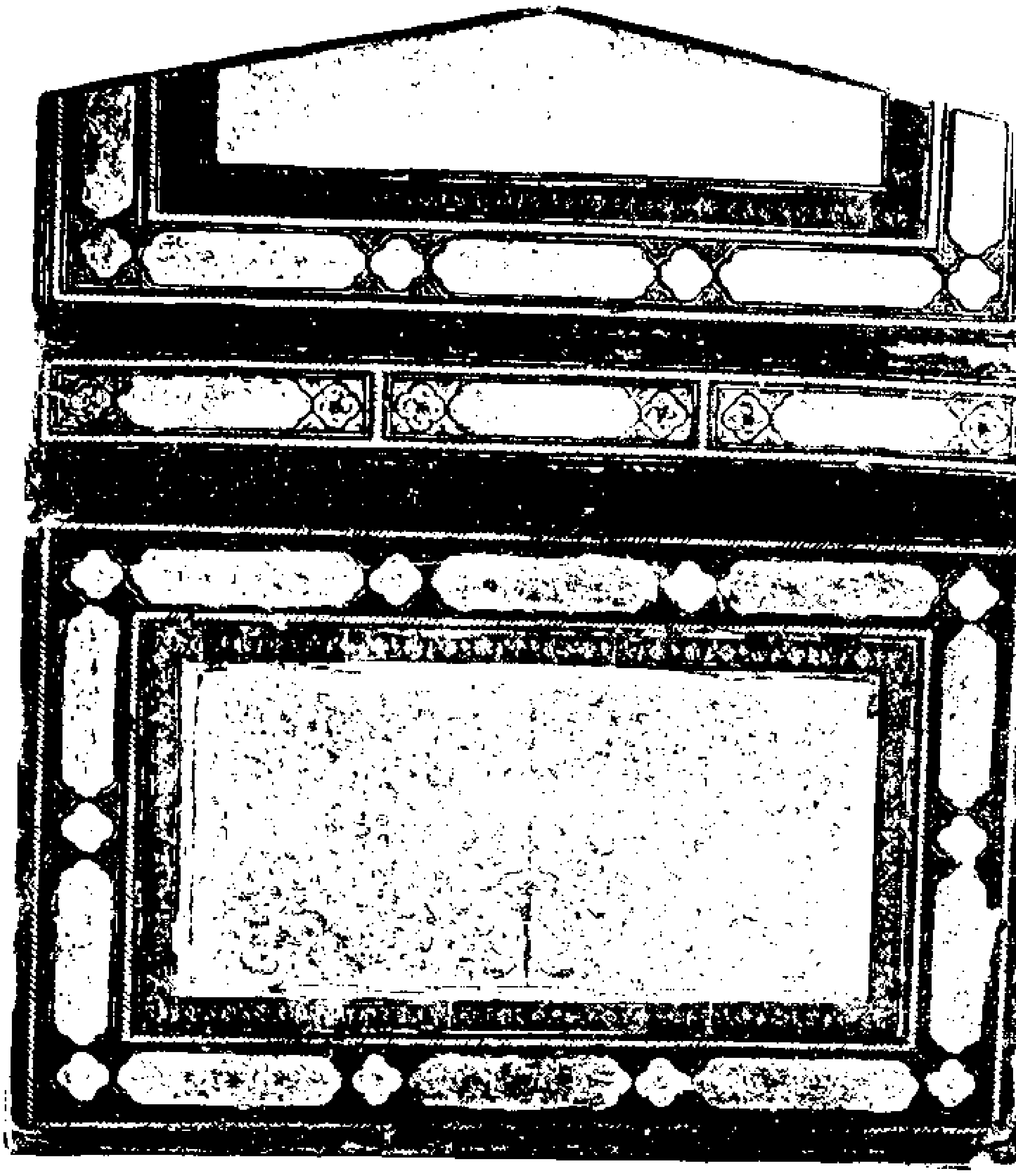

۴۸ - ایک جلد کا بیرونی حصہ ، ایرانی، عہد صفوی (سولھویں صدی)

۴۹ - ایک کتابی جلد کا اندرونی ورق

Marfat.com

۵۰ - ایک کتابی جلد کا بیرونی حصہ - عہد صفوی، ایران (سولھویں صدی)

Marfat.com

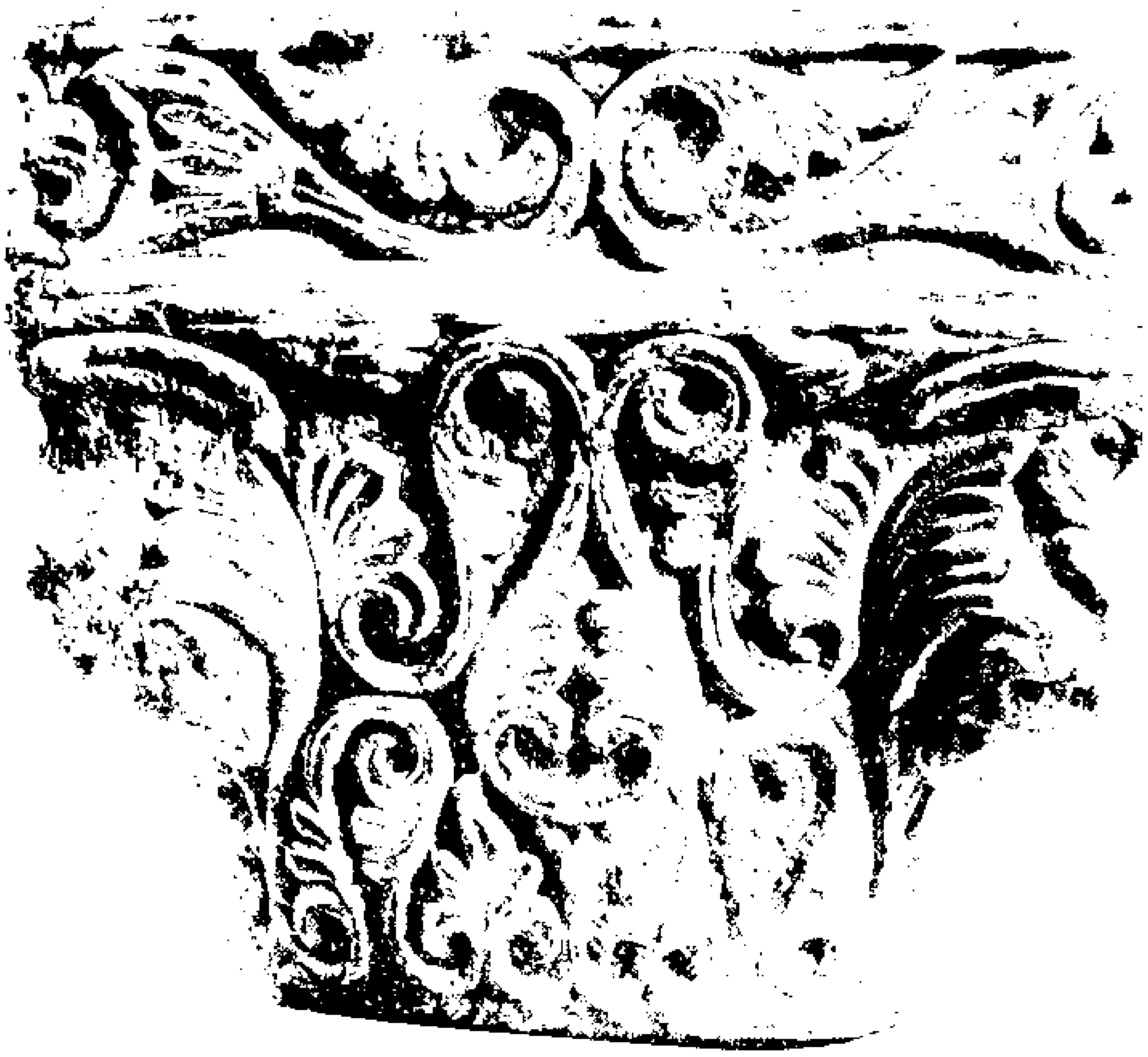

۱ ـ چھوڑ کا ایک سرستون، عہد عباسی (تقریبا ۸۰۰ء)

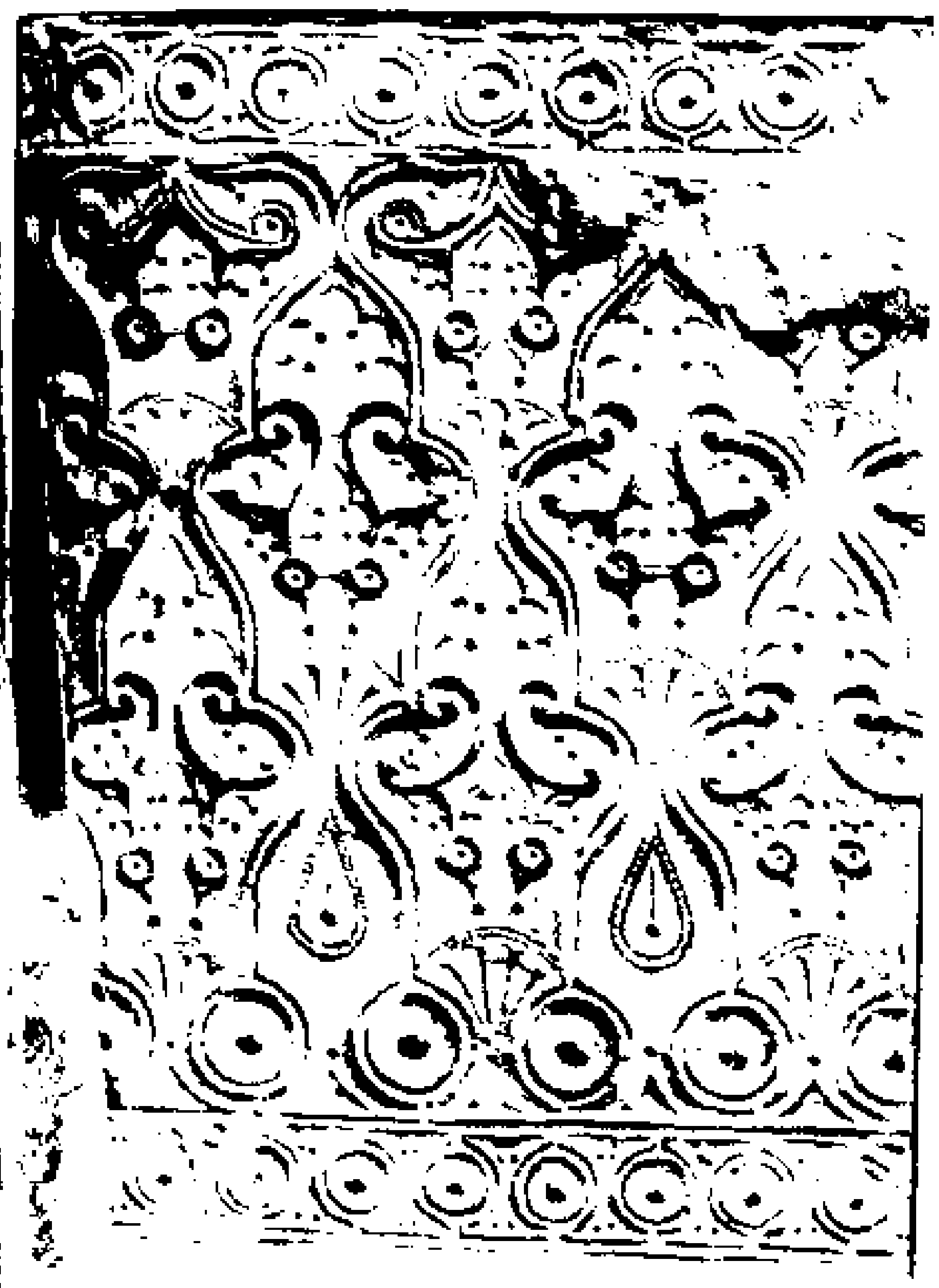

۳ ـ سامرا کی ایک دیواری ...
عراق، عہد عباسی (نویں ...

۲ ـ سلک جراحت کی ایک سرستون ـ عہد عباسی (۱۰۰۰ء)

Marfat.com

۴۴ - گچکاری از نیشاپور
ایران ، عہد سامانی
(دسویں صدی)

۴۵ - ایک انسانی سر جو گچ سے بنایا گیا ہے ، عہد سلاجقہ

۴۶ - گچکاری کا ایک قطعہ ، عہد سلاجقہ ،
ایران (بارھویں صدی)

Marfat.com

ـ سنگی منبت کاری ، داغستان (بلاد قفقاز) (بارھویں صدی)

۹ ۲ ـ پانی کا مشکا ، مصری عرب
مملوکی عہد (چودھویں صدی

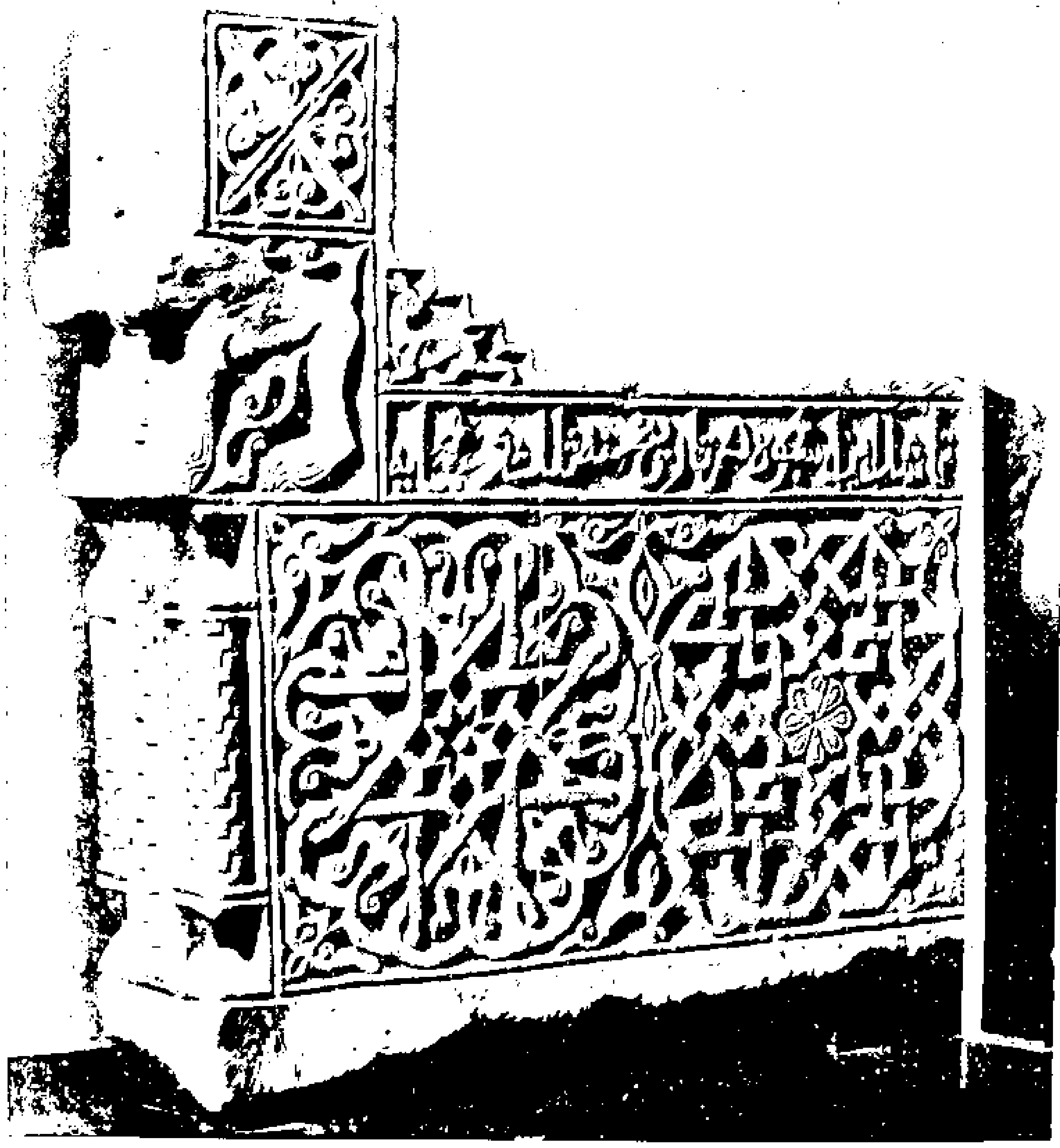

۸ ۲ ـ سنگی منبت کاری ، ایران ، عہد مغول (۱۳۰۳ء)

Marfat.com

۶۰ - سنگی سرستون، اندلس (دهمین صدی)

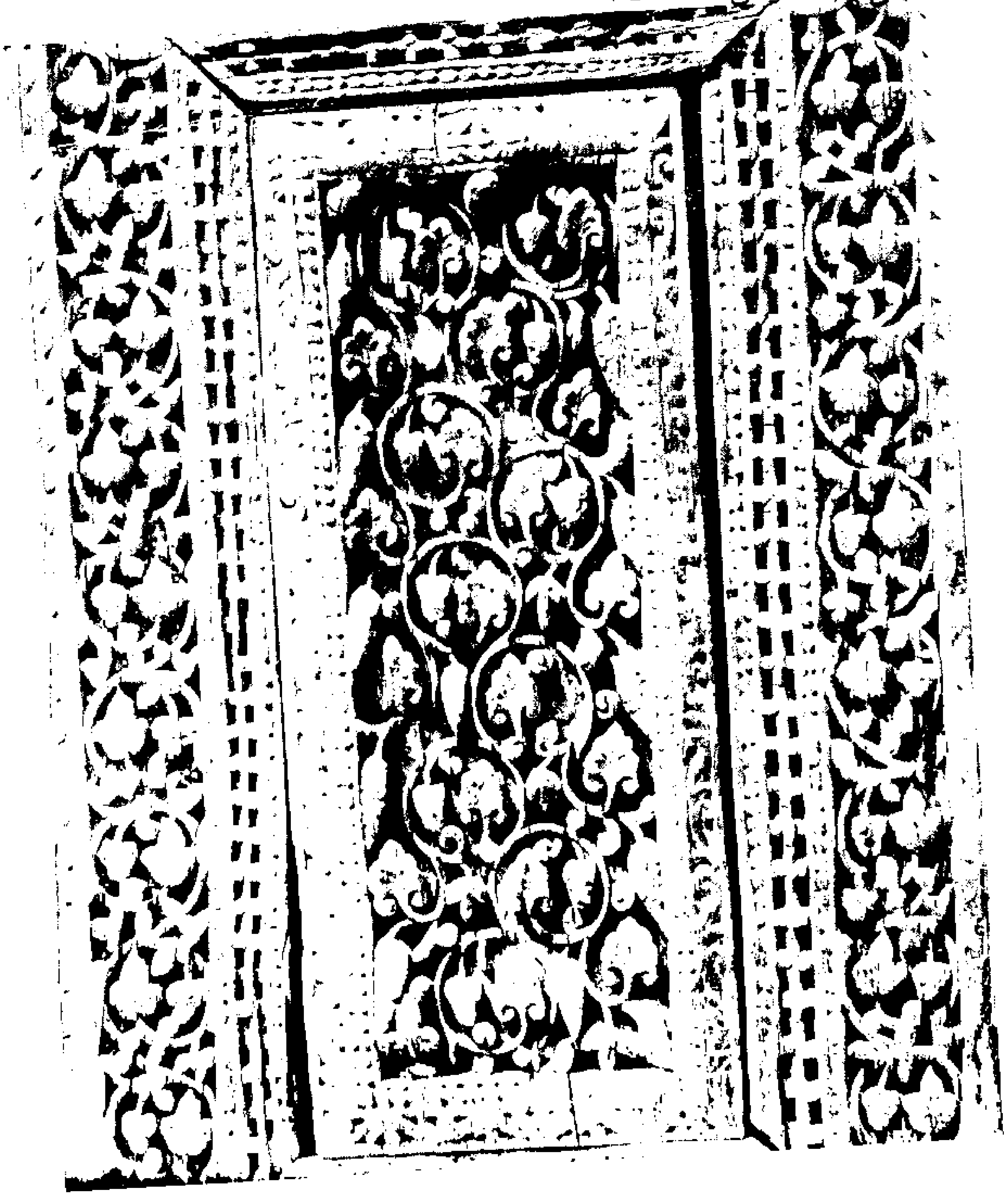

۶۱ - چوبی منبت کاری، عراق، عهد عباسی (تقریبا ۸۰۰)

Marfat.com

٦٢ - چوبی دروازہ از سامرا،
عہد عباسی (نویں صدی)

٦٣ - منبت کار چوبی دروازہ، مصری عربی،
عہد فاطمی (گیارھویں صدی)

٦٣ - منبت کار چوبی دروازہ، عربی مصری
عہد فاطمی (گیارھویں صدی)

Marfat.com

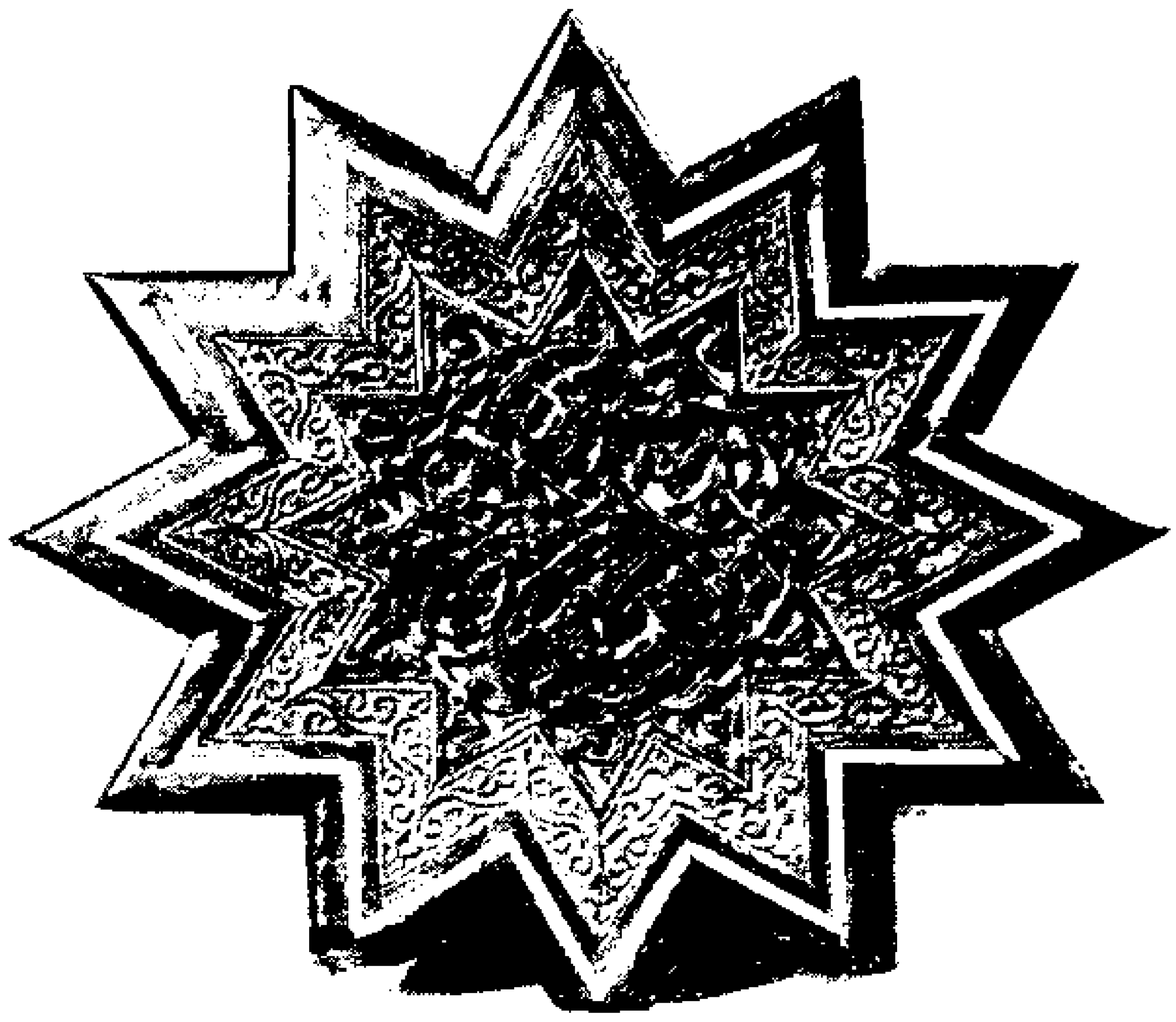

٦٥ - چوبی منبت‌کاری کا ایک نمونہ، عربی مصری ، مملوکی عہد (تیرھویں صدی

٦٦ - منبت کار چوبی رحل (١٣٦٠ء)
ایرانی ، عہد مغول

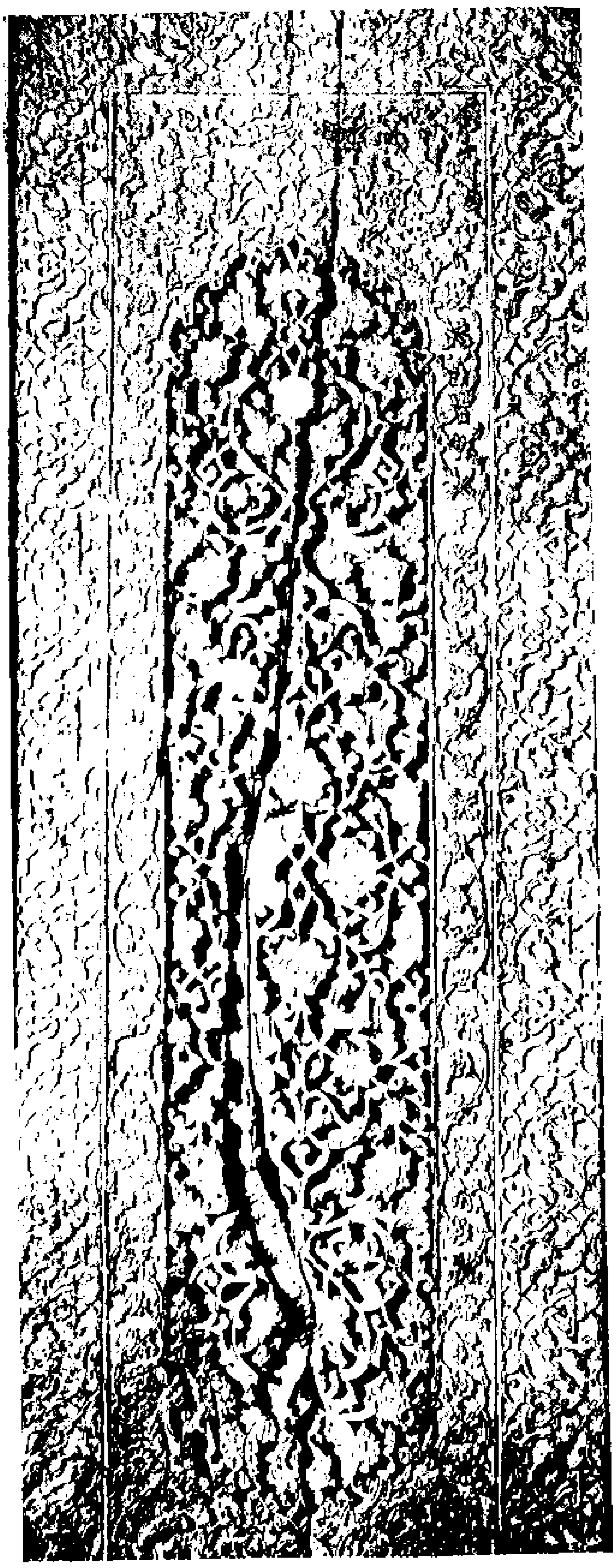

٦٧ - کوکند کا ایک منبت‌کار چوبی دروازہ
مغربی ترکستان (پندرھویں صدی)

Marfat.com

۶۹ ۔ مرصع محرابیں ، عرب مصری (آٹھویں صدی)

۷۰ ۔ ہاتھی دانت کی منبت کاری
عہد فاطمی (گیارھویں صدی

۷۱ ۔ ایران کے چوبی منقش کے رنگین دروازے ،
ایران ، (سترھویں صدی)

Marfat.com

۷۲ - ہاتھی دانت کا صندوقچہ ، ہسپانوی -
موری، (دسویں صدی کے آخر کا)

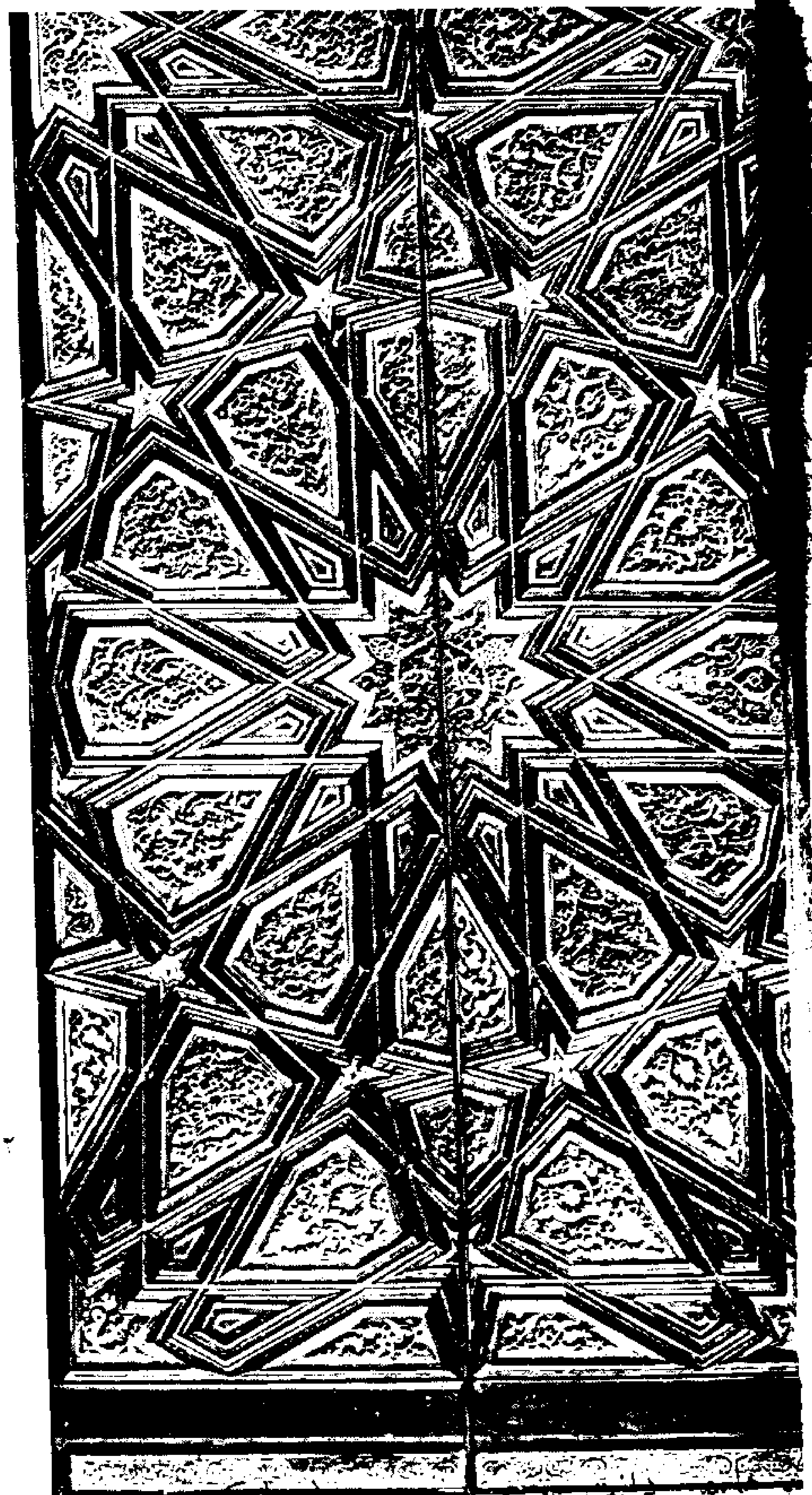

... (مملوکی عہد مصری عربی)

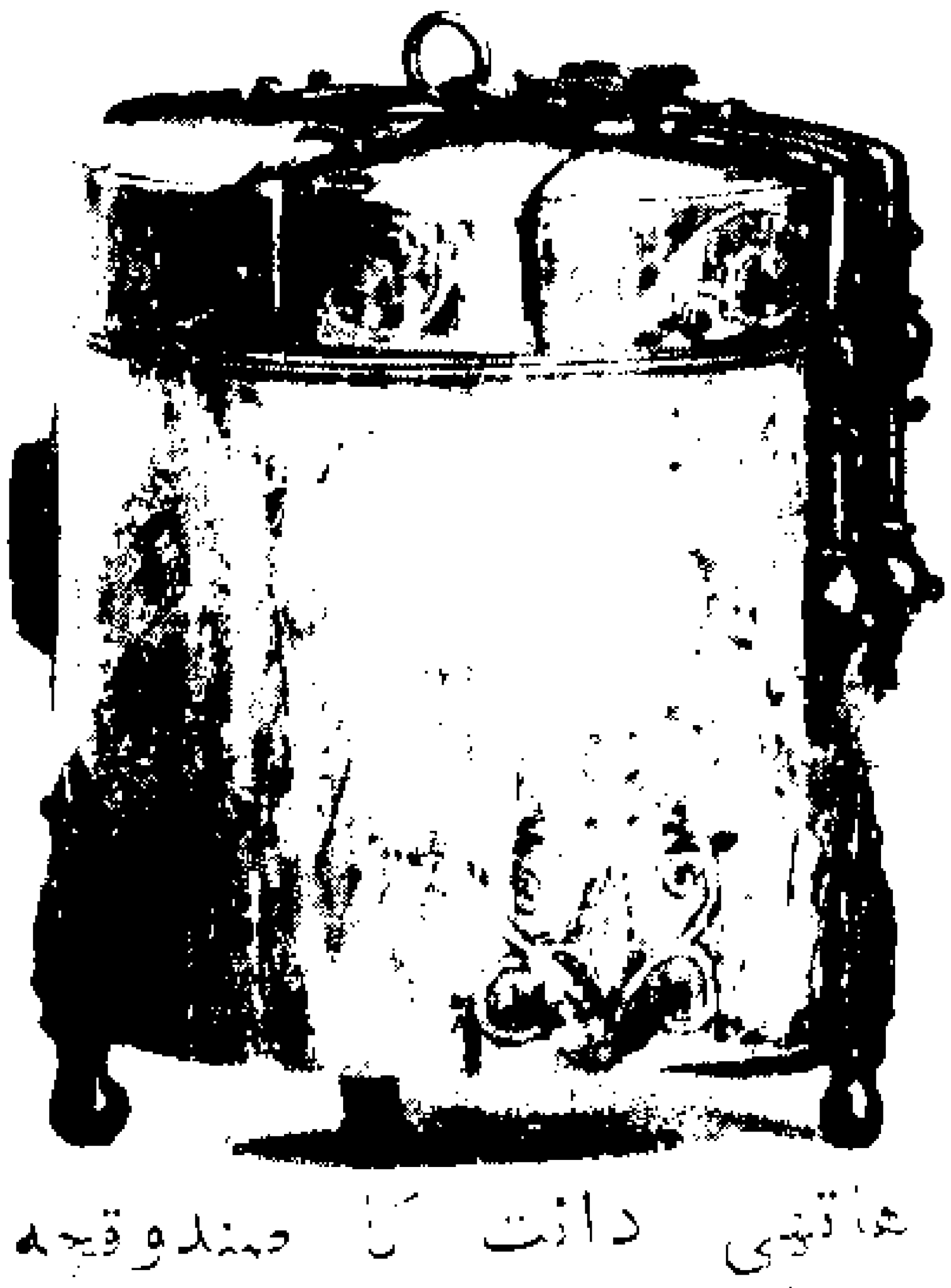

۷۴ - ہاتھی دانت کا صندوقچہ،
صقلیہ (بارہویں صدی)

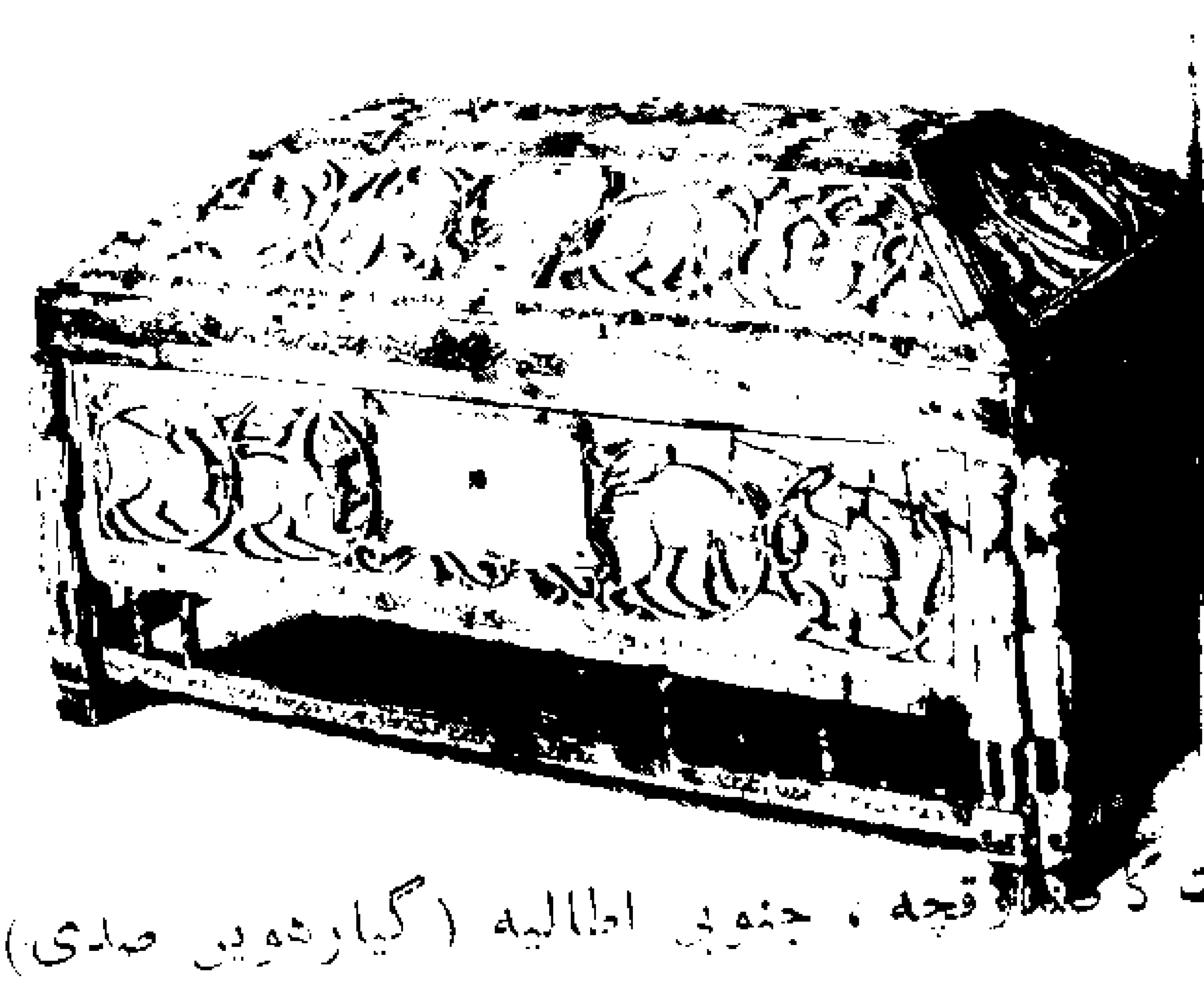

...ت کا صندوقچہ ، جنوبی اطالیہ (گیارہویں صدی)

Marfat.com

۷۵ - کانسی کا ابریق ، ایرانی، عہد اموی (آٹھویں صدی)

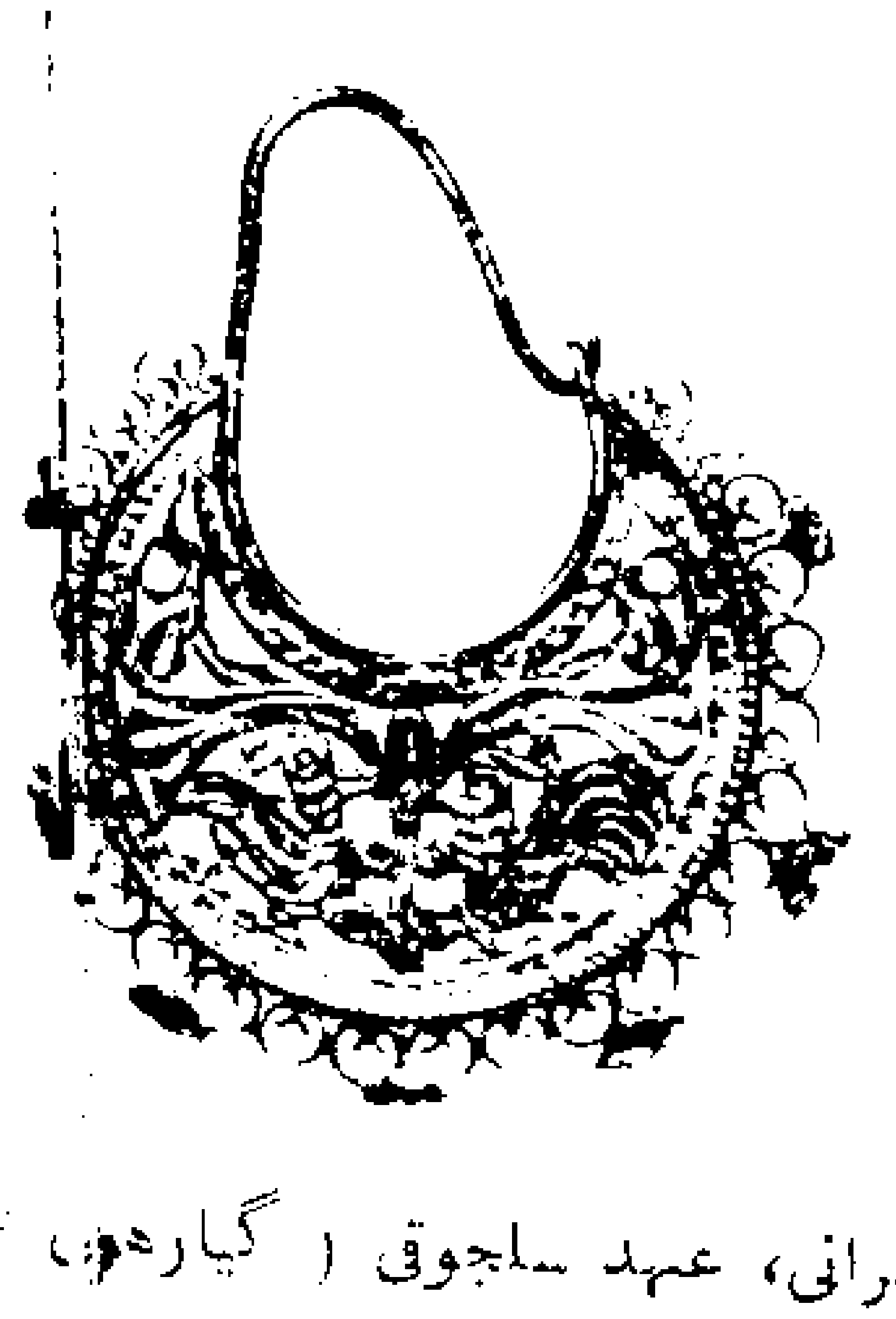

۷۶ - طلائی آویزہ، ایرانی، عہد سلجوق (گیارھویں

۷۷ - طلائی گوشوارہ ، ایران
عہد سلجوق (بارھویں صدی)

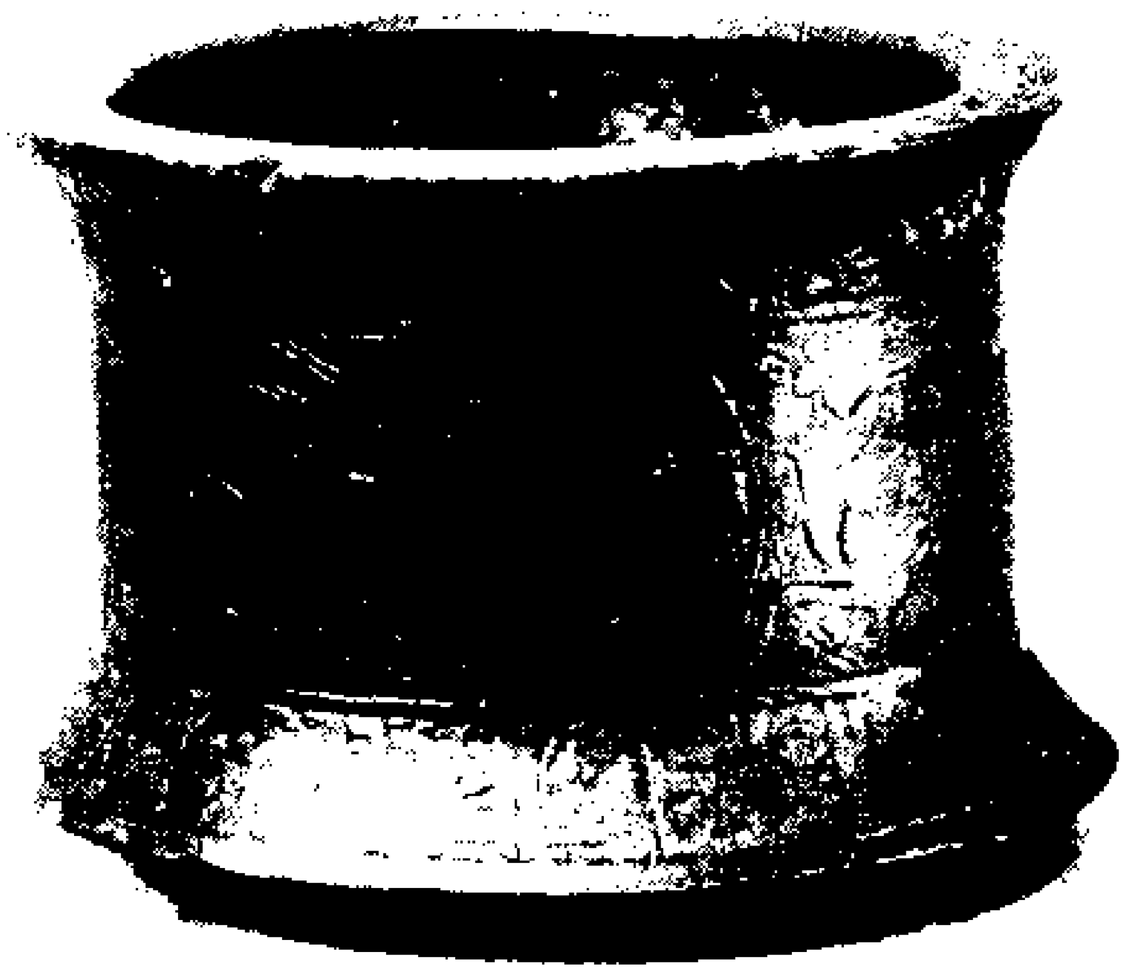

۷۸ - کانسی کا آئینہ، ایرانی،
عہد سلجوقی (بارھویں صدی)

۷۹ - کانسی کا ہاون، ایرانی ، عہد سلجوقی
(بارھویں صدی)

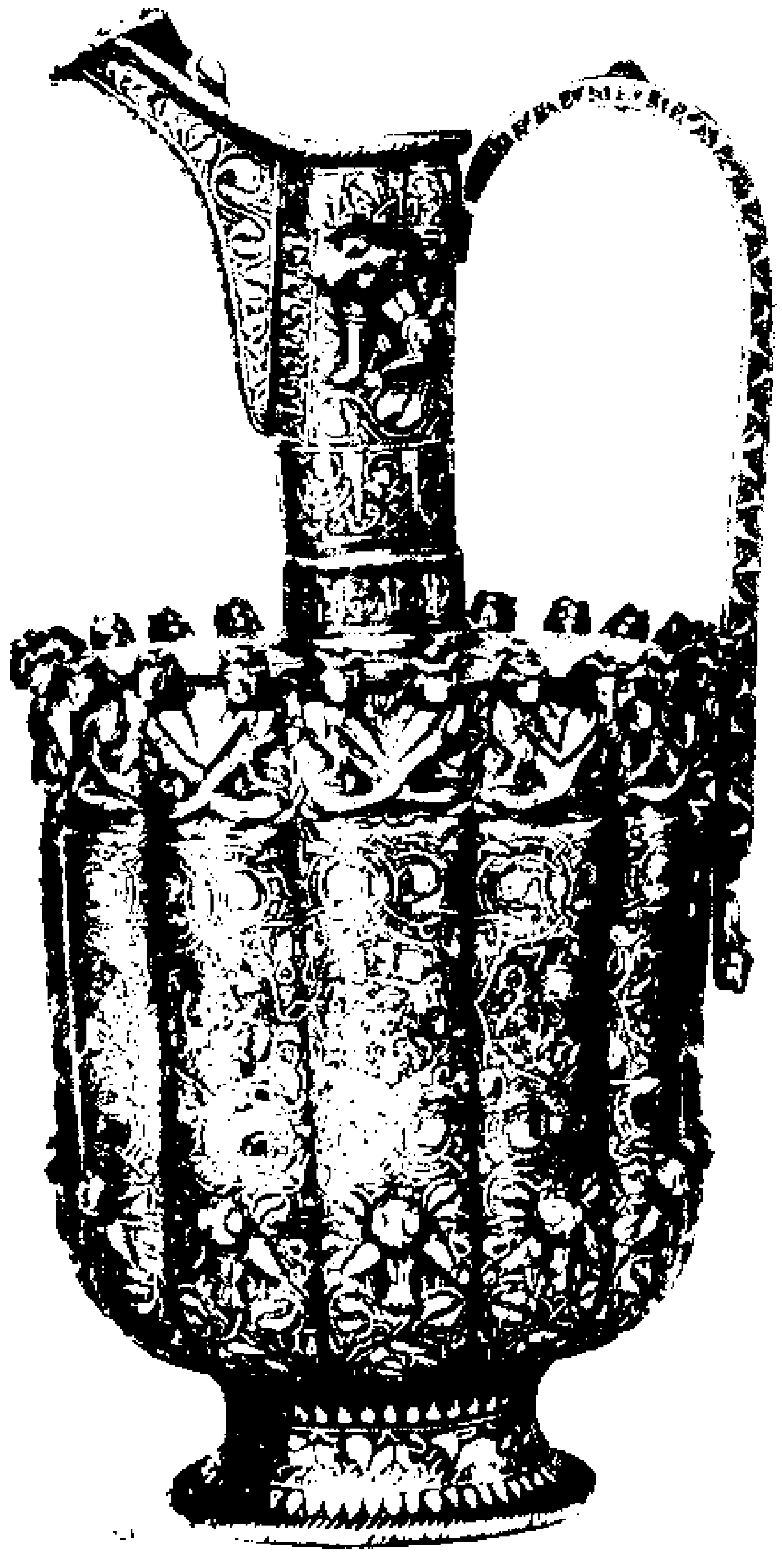

۸۰ - بخوردان ، ایرانی ، عہد سلجوقی
(بارھویں صدی)

۸۱ - پیتل کا ابریق مرصع بنقرہ ، ایران
(تیرھویں صدی)

Marfat.com

۸ - کانسی کا ڈبہ جو چاندی
اور تانبے سے مزین ہے -
ایرانی، ہرات (بارھویں صدی)

۸۳ - کانسی کا ابریق جو چاندی سے مرصع،
ایرانی،سلجوق عہد (بارھویں صدی)

۸۴ - کانسی کا پیالہ جو چاندی سے مرصع ہے - ایرانی

۸۵ - پیتل کا ابریق جو چاندی سے مرصع ہے، عراق، موصل (۱۲۲۶ء)

۸۶ - پیتل کا ابریق جو چاندی سے مرصع ہے، مصری عربی عہد مملوکی (چودھویں صدی)

Marfat.com

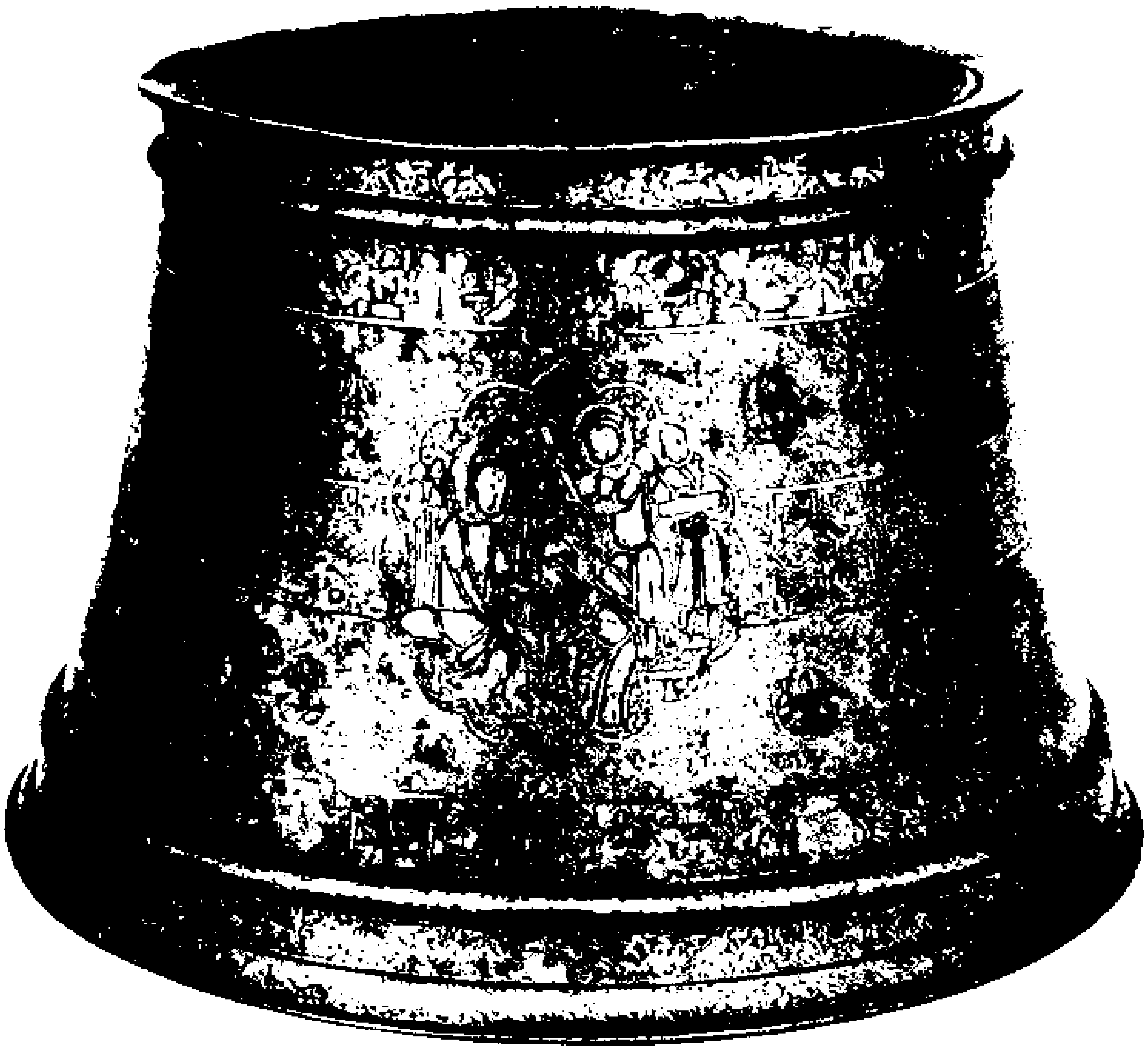

۸۷- پیتل کا شمعدان جو چاندی سے مرصع ہے ،
موصل (عراق) (تیرھویں صدی)

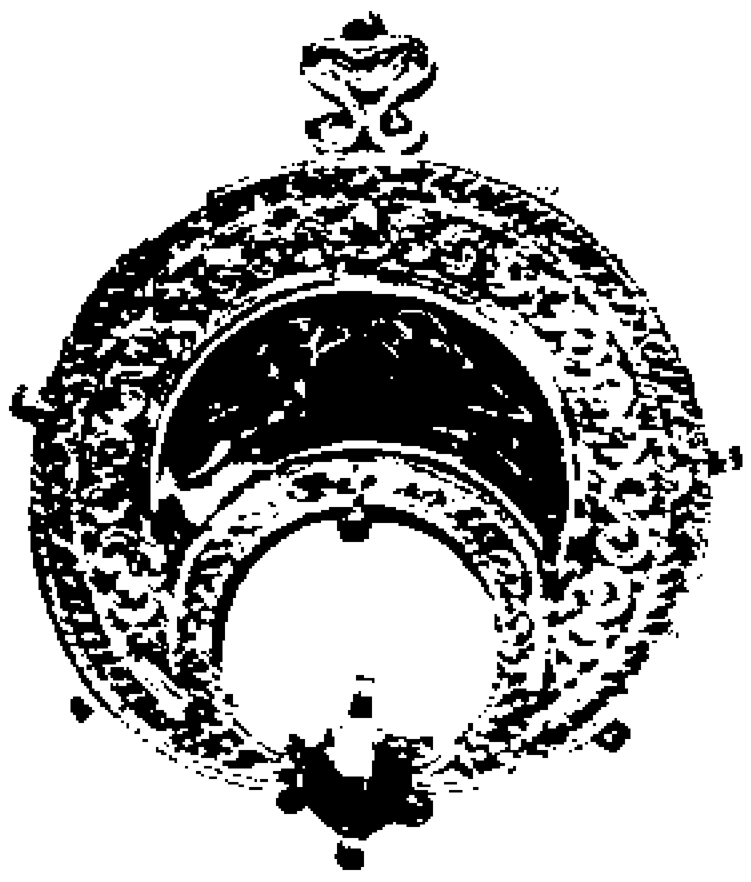

۸۸ - طلائی آویزہ میناکار
مصری عربی، عہد فاطمی

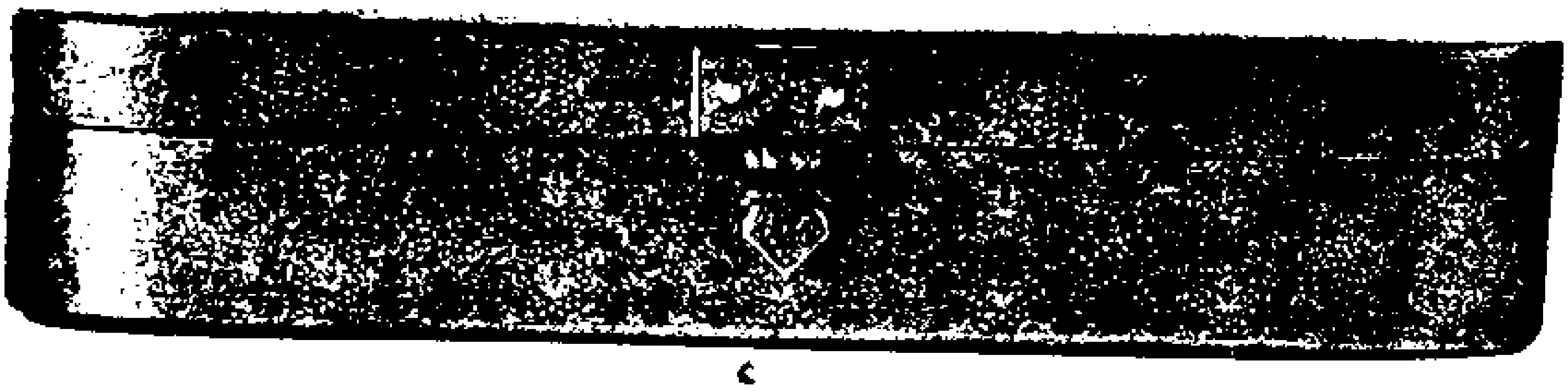

۸۹ - مرصع قلمدان، شامی ، دمشق (تیرھویں صدی عیسوی)

۹۰ - پیتل کا مرصع بخوردان جو [illegible]
سلطان مظفر یوسف کے لئے بنایا

Marfat.com

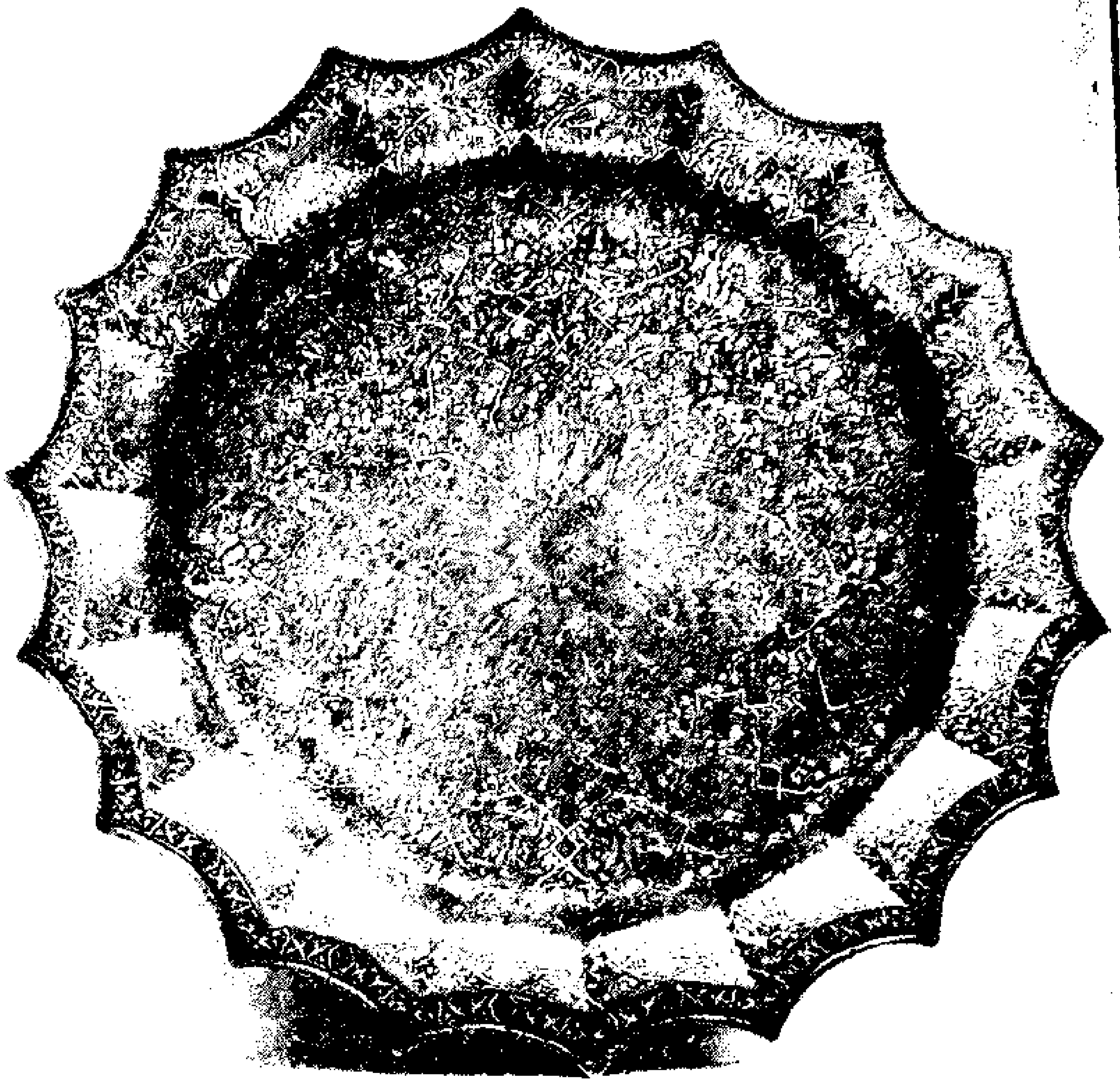

۹۱ - پیتل کی مرصع تشتری، ایرانی عہد مغول
(چودھویں صدی)

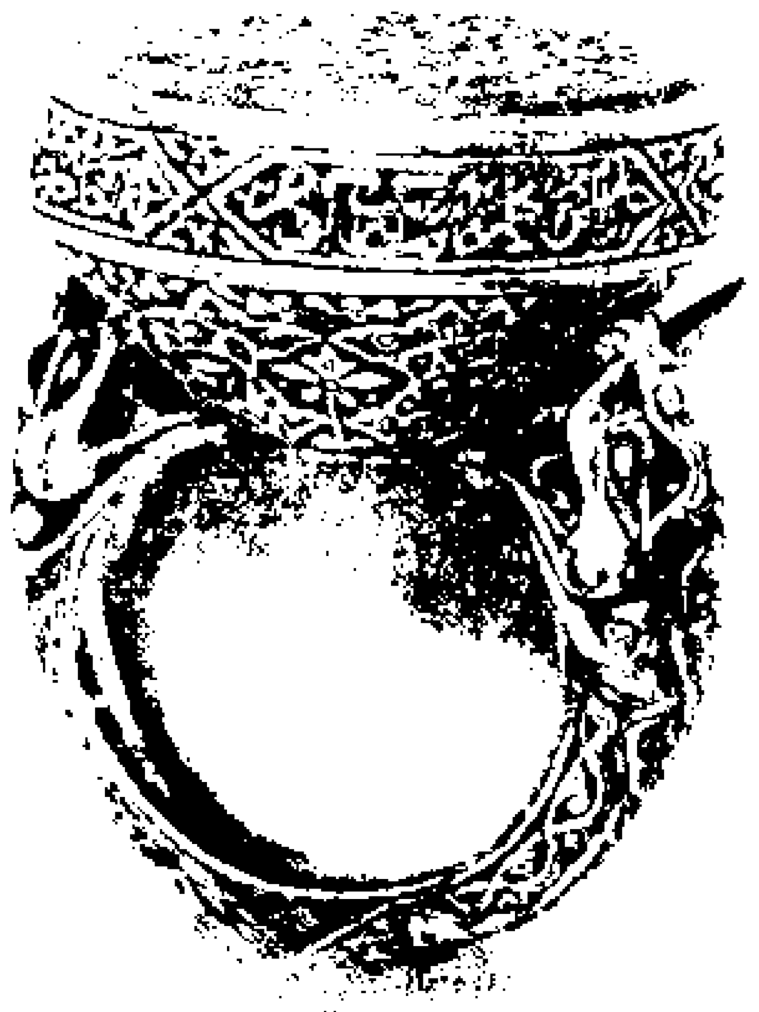

۹۳ - طلائی انگشتری
(ایرانی ، عہد تیموری)

۹۲ - پیالہ جو چاندی سے مرصع ہے ۔
ایرانی عہد مغول (چودھویں صدی)

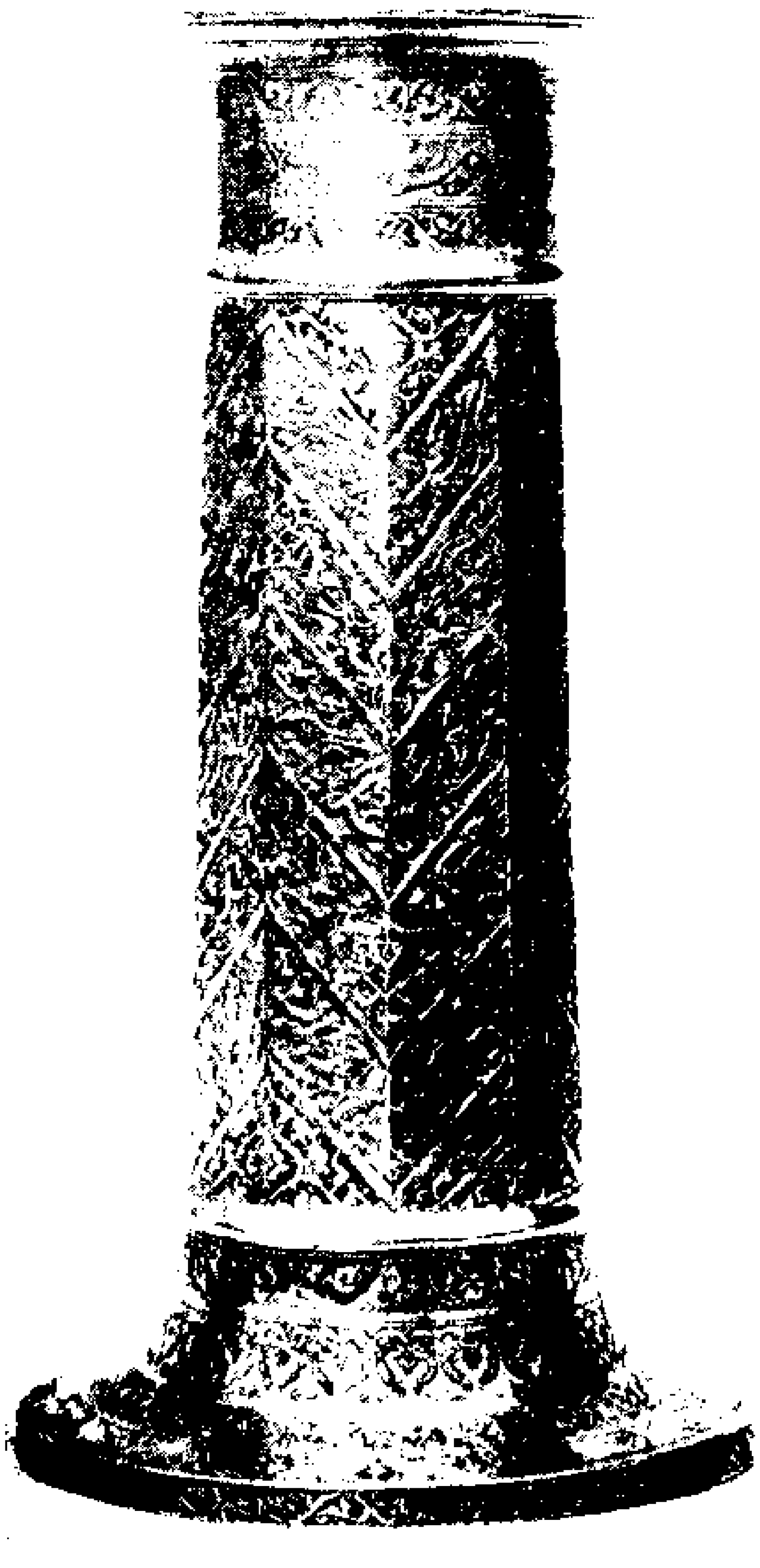

۹۴ - پیتل کا شمعدان
۱۵۷۸ء ایرانی عہد صفوی

Marfat.com

۹۵ - پیالہ، نیشاپور،
ایرانی (نویں صدی)

۹۶ - پیالہ ، آمل
(دسویں صدی)

۹۷ - پیالہ ، نیشاپور،
ایرانی (دسویں صدی)

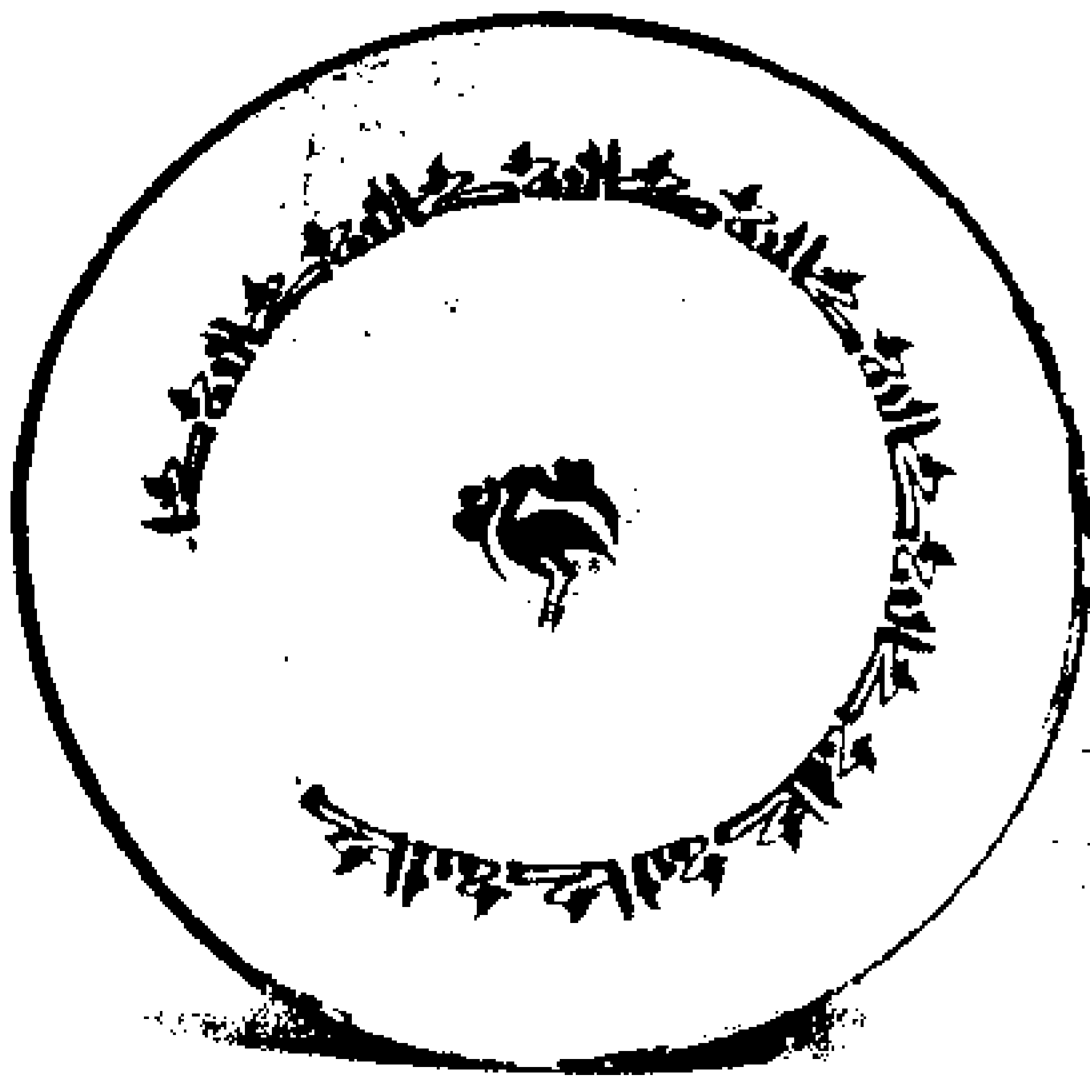

۹۸ - نیشاپور کا ایک
پیالہ، ایرانی (نویں صدی)

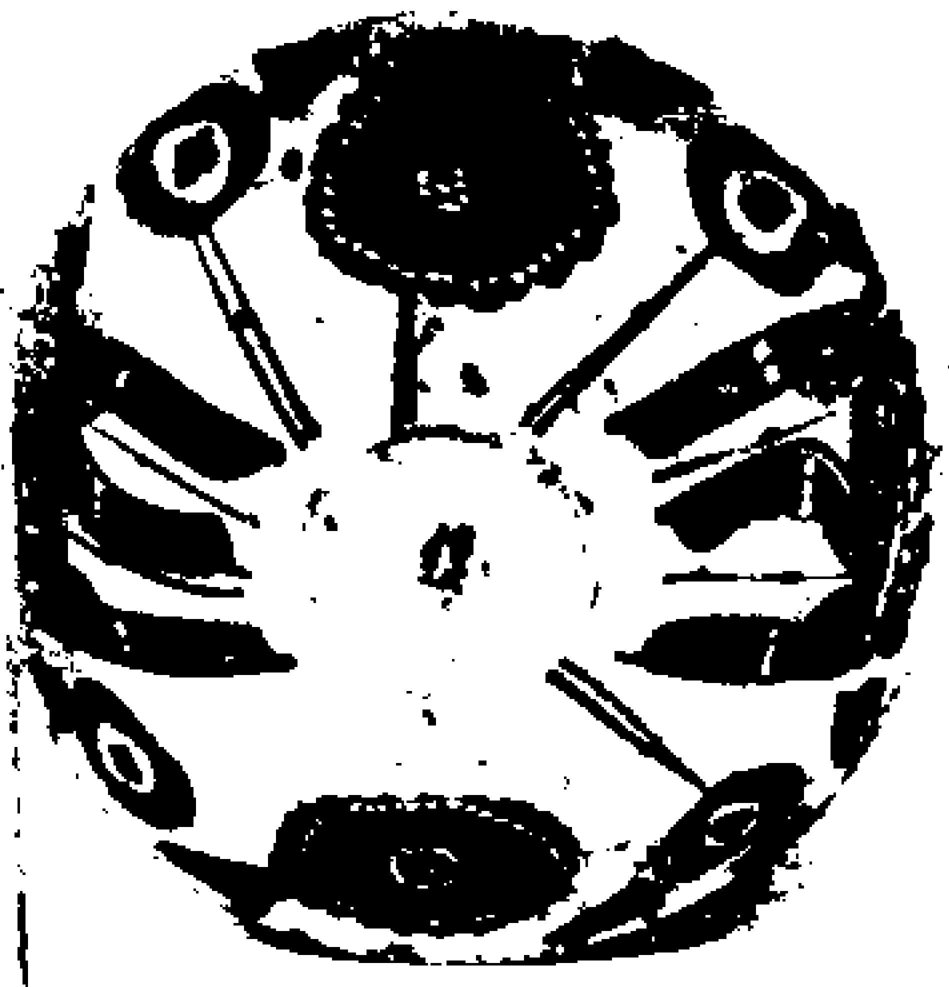

۹۹ - ایرانی پیالہ، آمل
(دسویں صدی)

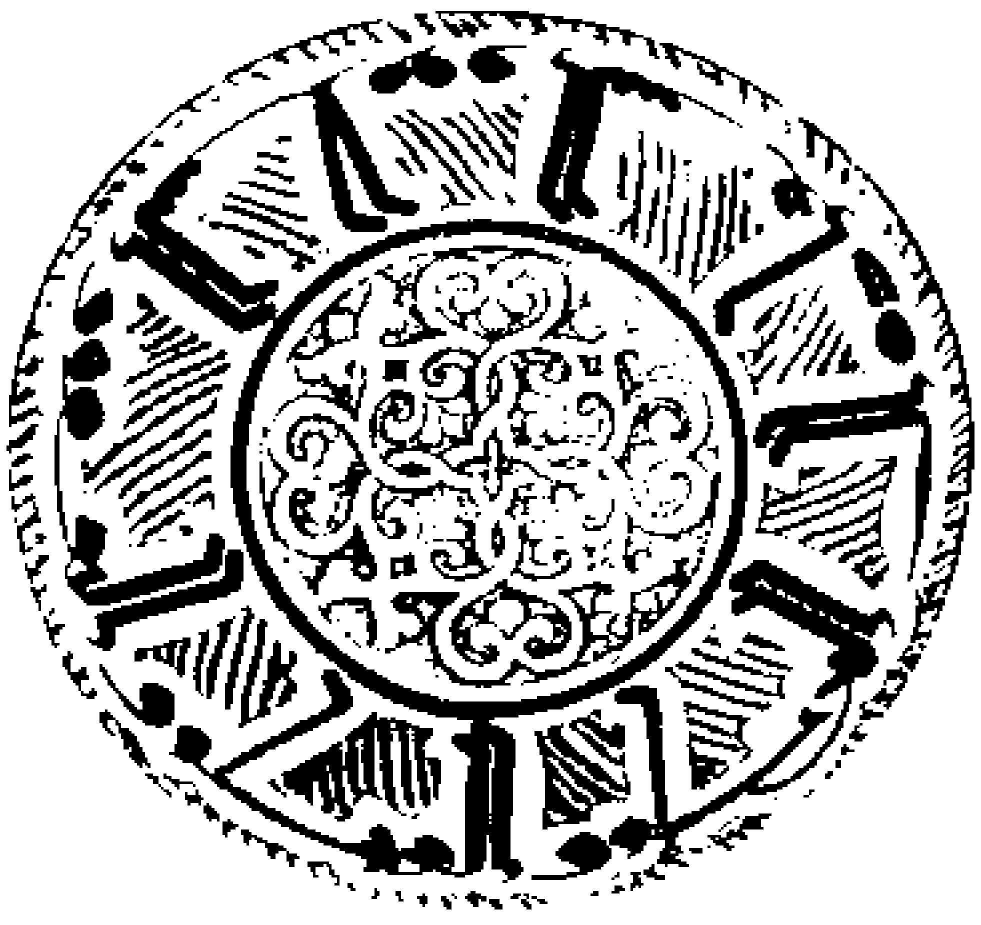

۱۰۰ - نیشاپور کا ایک
پیالہ ، عہد سامانی

Marfat.com

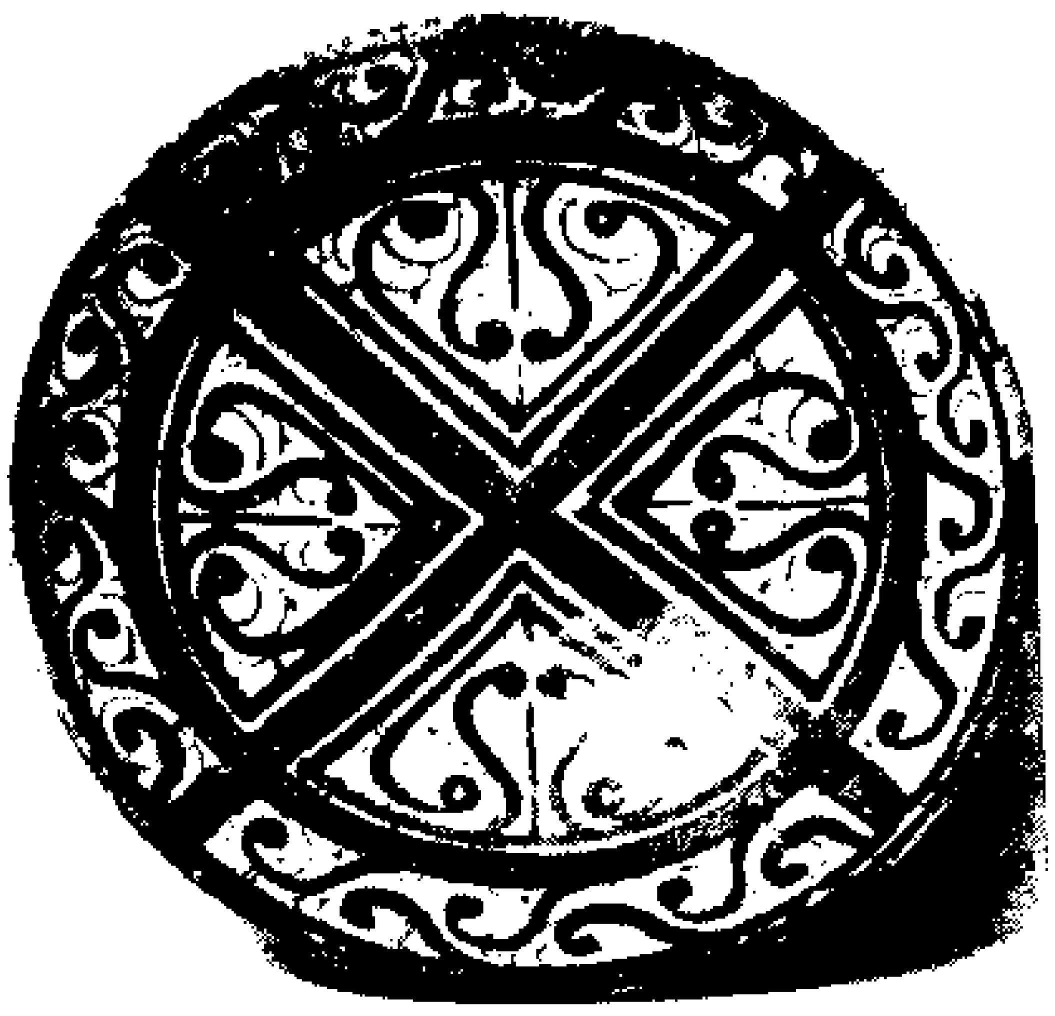

۱۰۱ - سمرقند کا ایک
پیالہ ، عہدسامانی ،
(دسویں صدی)

۱۰۲ - روغنی پیالہ -
عہدعباسی (نویں صدی)

۱۰۳ - روغنی پیالہ -
ایرانی یا عراق ،
عہدعباسی (نویں صدی)

۱۰۴ - ایک روغنی پیالے
کے نقش و نگار- عراق،
عہد عباسی نویں صدی)

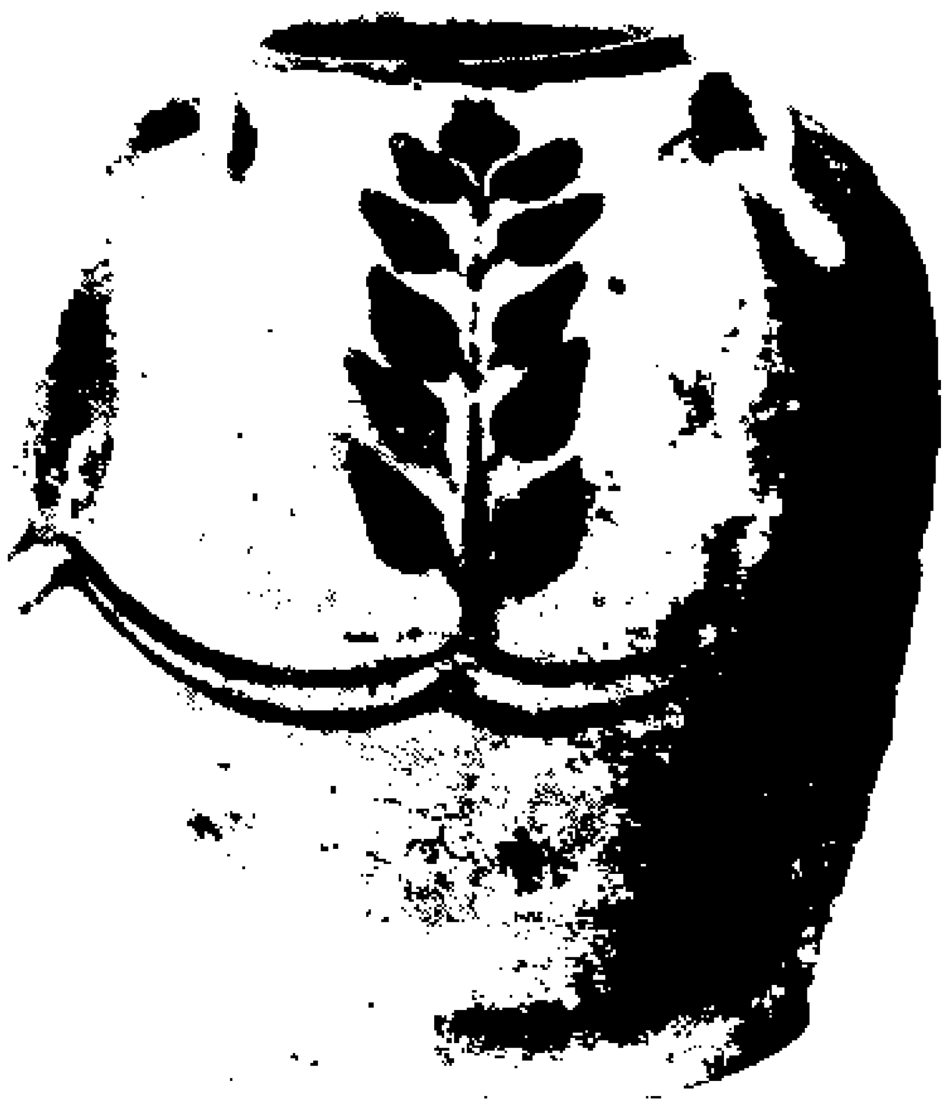

۱۰۵ - روغنی مرتبان ،
ایرانی، عہد عباسی
(نویں صدی)

۱۰۶ - ابریق، ایرانی
(گیارھویں صدی)

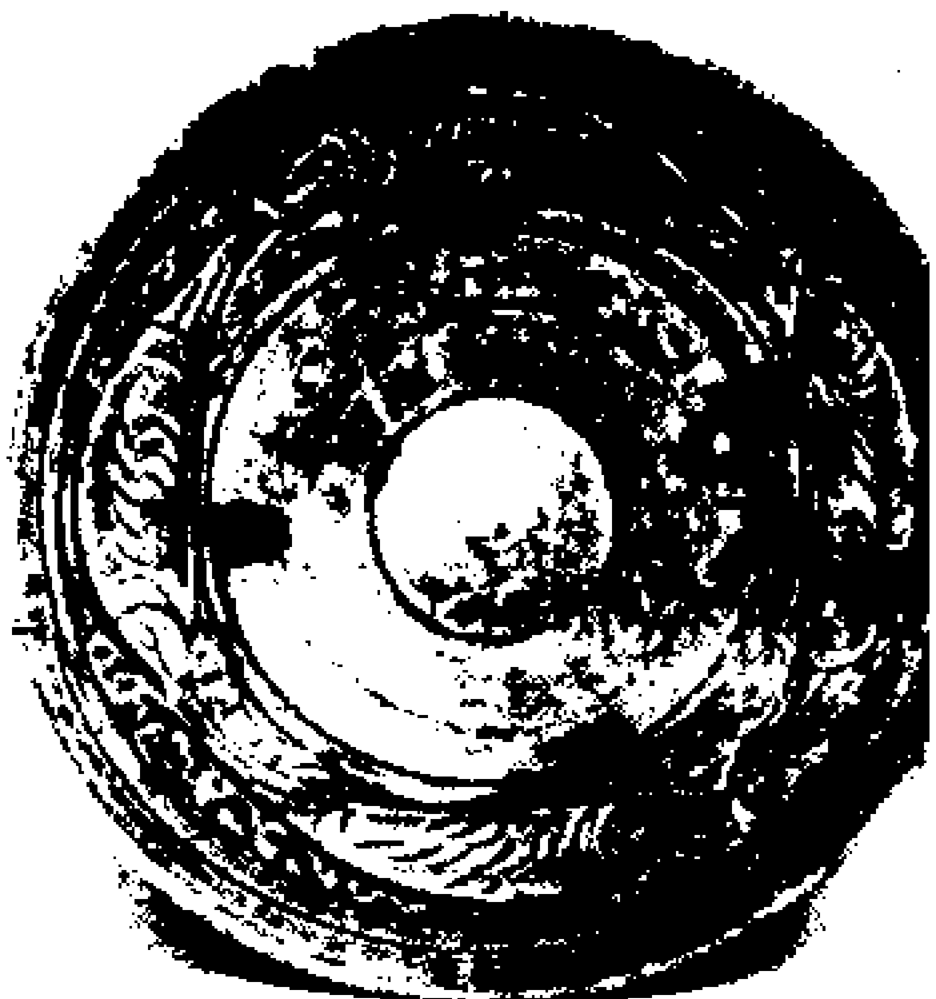

۱۰۷ - پیالہ، ایرانی، عہد سلجوق (گیارھویں صدی)

۱۰۸ - ایک ایرانی پیالہ، عہدسلجوق (گیارھویں صدی)

۱۰۹ - ایک ایرانی پیالہ عہدسلجوق (گیارھویں صدی

۱۱۰ - ایک ایرانی ابریق تیرھویں صدی

۱۱۱ - مرتبان، ایرانی (تیرھویں صدی)

Marfat.com

۱۱ - جالیدار پیالہ، ایرانی
(تیرھویں صدی عیسوی)

۱۱۳ - ایک ایرانی پیالہ جو جالیدار کام سے
آراستہ ھے

۱۱۴ - روغنی تشتری، رے (ایران) بارھویں صدی

Marfat.com

۱۱۸ - روغنی تشتری، رے (ایران). ۱۲۰۰ء

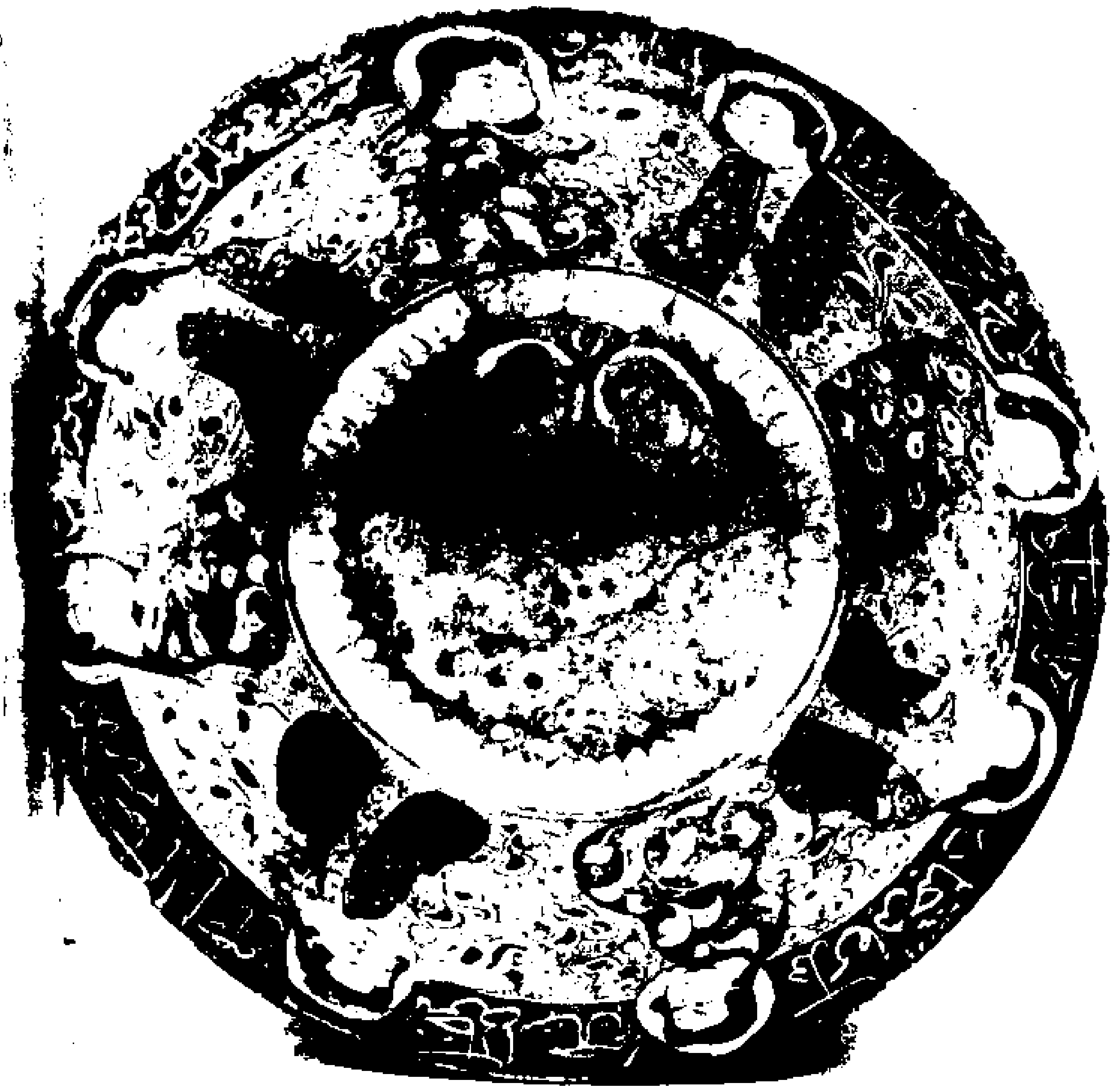

۱۱۹ - روغنی پیالہ کاشان (ایران) تیرھویں صدی

Marfat.com

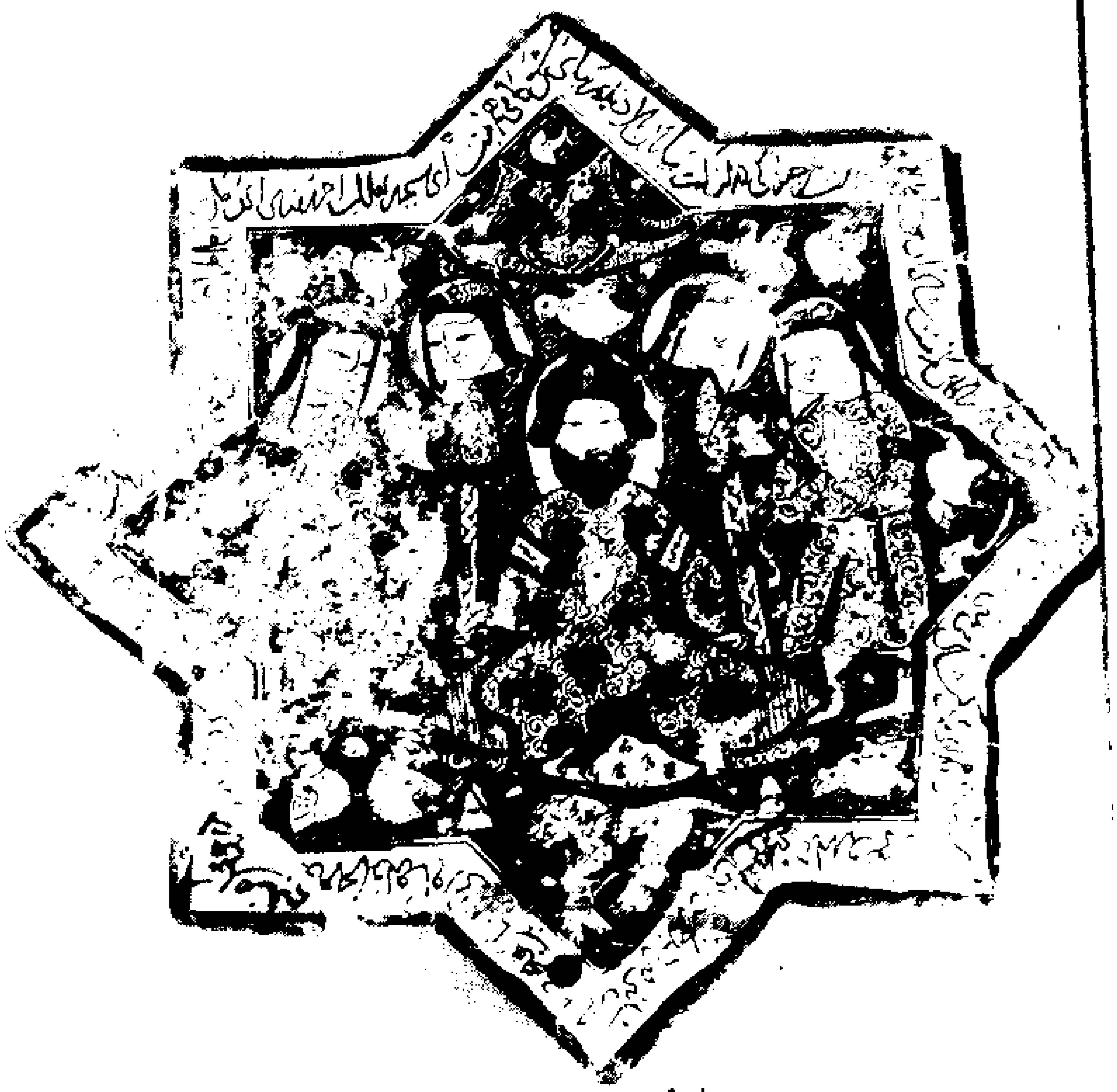

۱۱۷ - روغنی ٹائل کاشان(ایران)۱۲۱۱ء

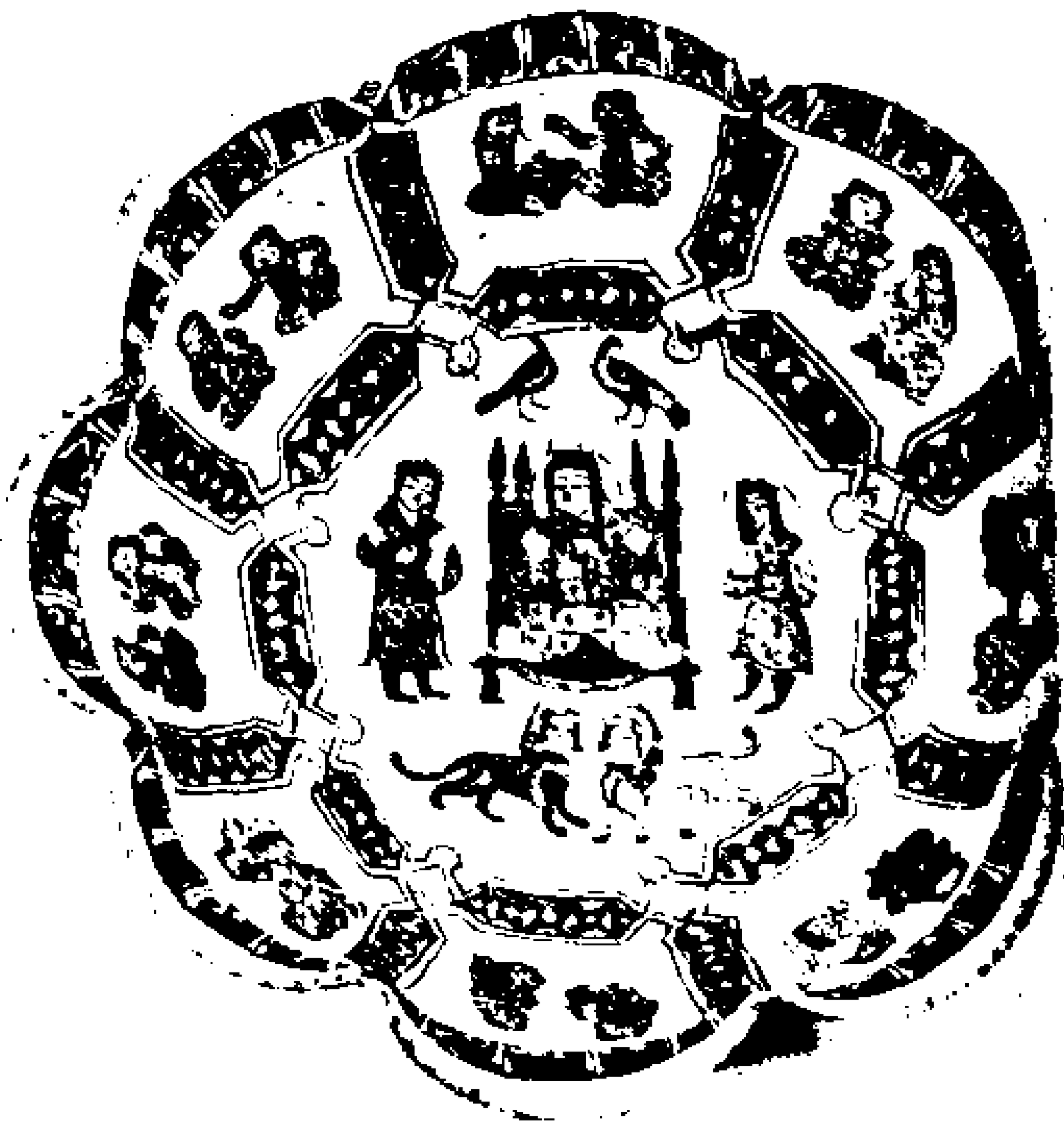

۱۱۸ - گلی تشتری جو مختلف
رنگوں سے مزین ہے۔
رے(ایران)تیرھویں صدی

۱۱۸ - الف - کوزہ جس پر کثیر رنگی آرائش
ہے - ایرانی ، رے(تیرھویں صدی)

۱۱۹ - تشتری جو مختلف رنگوں سے مزین ہے،
رے(ایران) تیرھویں صدی

۱۲۰ - روغنی مرتبان رقہ (الجزیرہ) بارھویں صدی

Marfat.com

۱۲۱ - روغنی مرتبان ، رقه(الجزیره) (بارھویں تیرھویں صدی)

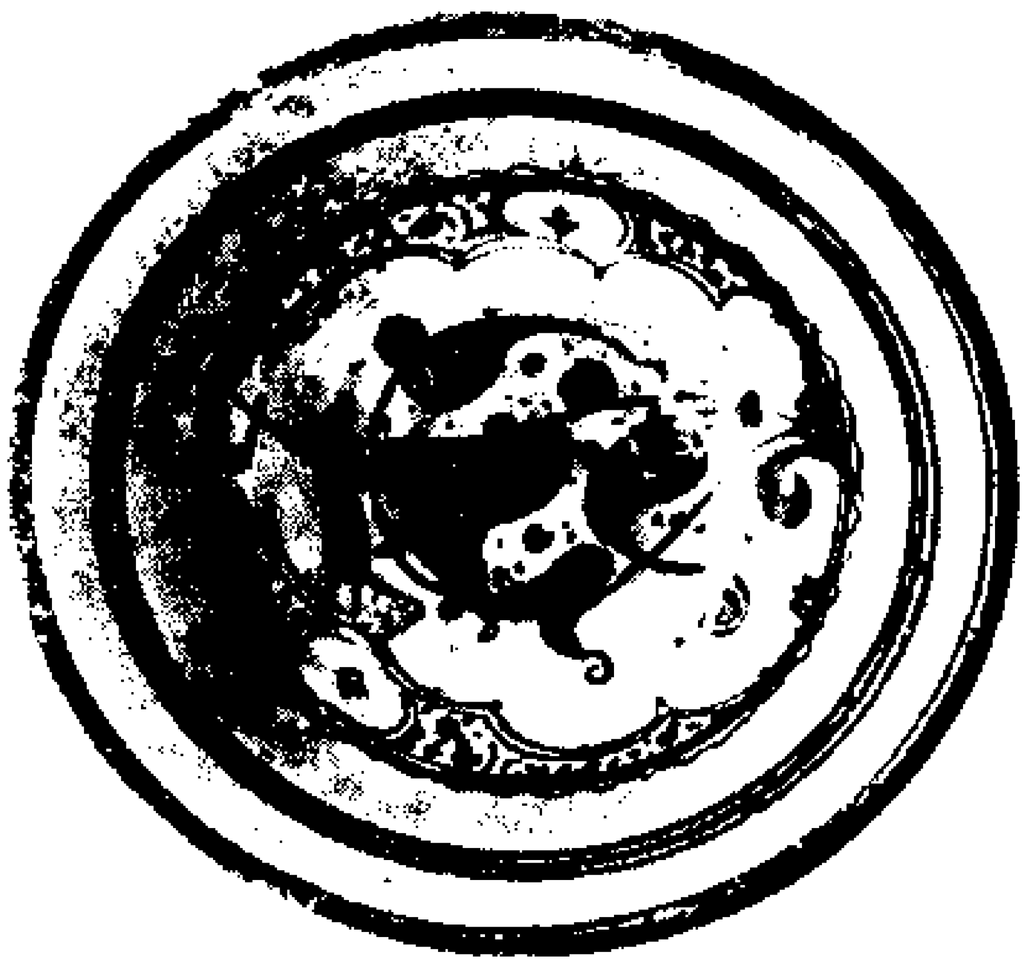

۱۲۲ - پیالہ، رقه (الجزیرہ) (بارھویں تیرھویں صدی)

۱۲۳ - پیالہ، رقه (الجزیرہ) (بارھویں صدی)

۱۲۴ - تشتری، رقه(الجزیرہ) بارھویں تیرھویں صدی

Marfat.com

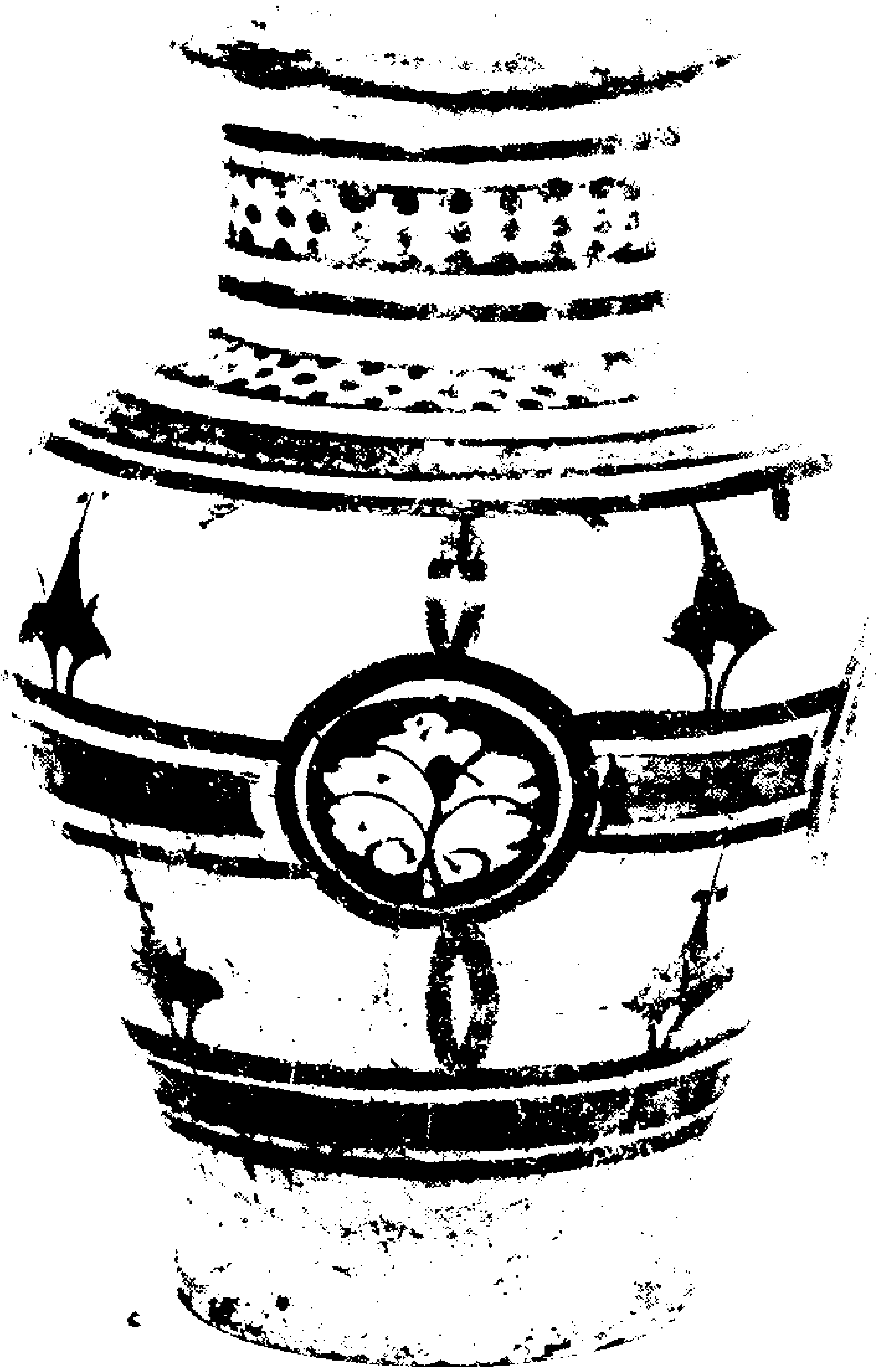

۱۲۵ - مرتبان، رصافه(شام)تیرهویں صدی عیسوی

۱۲۶ - ساده ابریق،عراق،
(گیارهویں صدی)

۱۲۷ - مرتبان کا ڈهکنا

Marfat.com

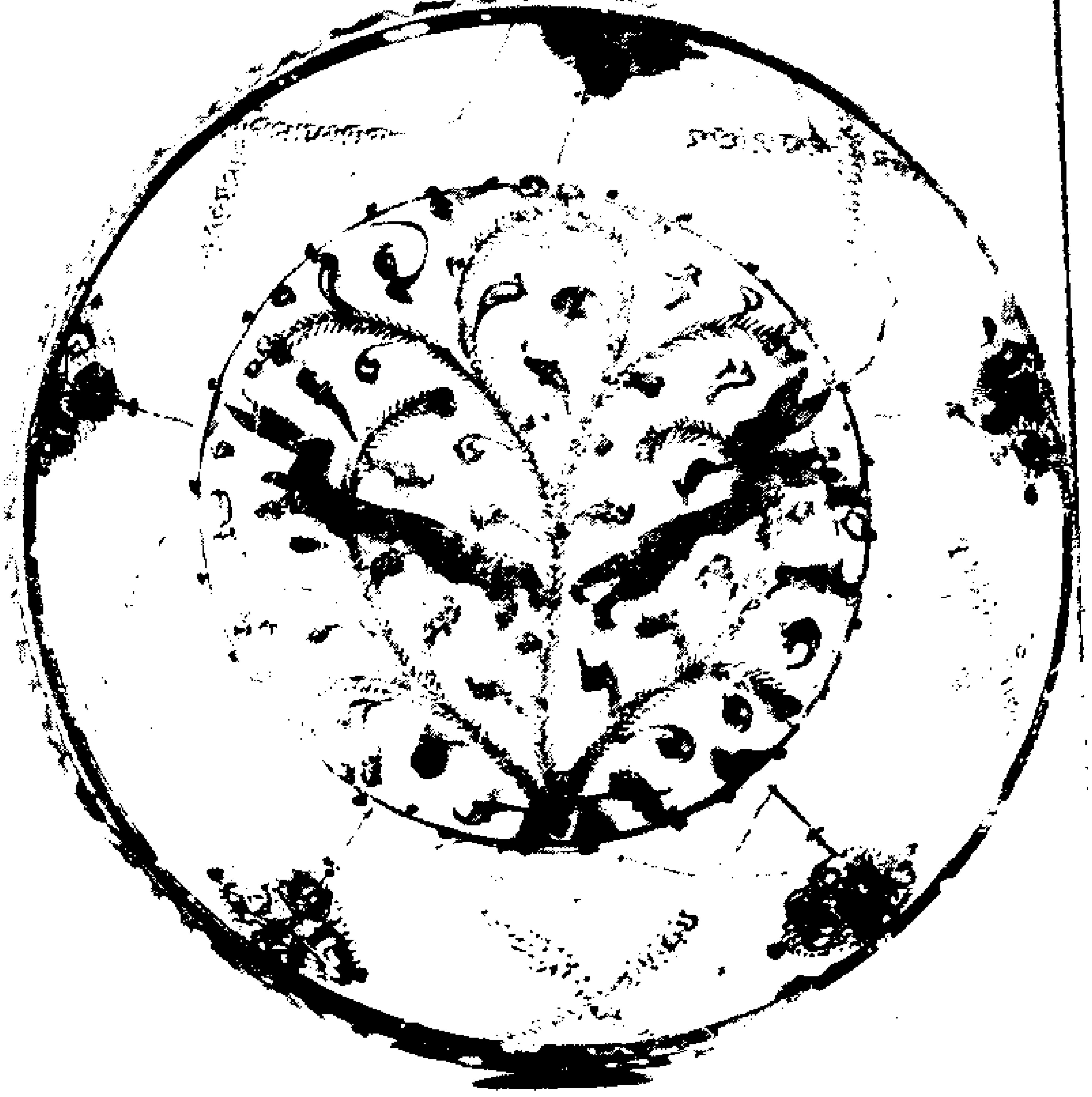

۱۲۸ - ایک ایرانی تشتری ، عہد مغولی (تیرھویں صدی
کا نصف ثانی)

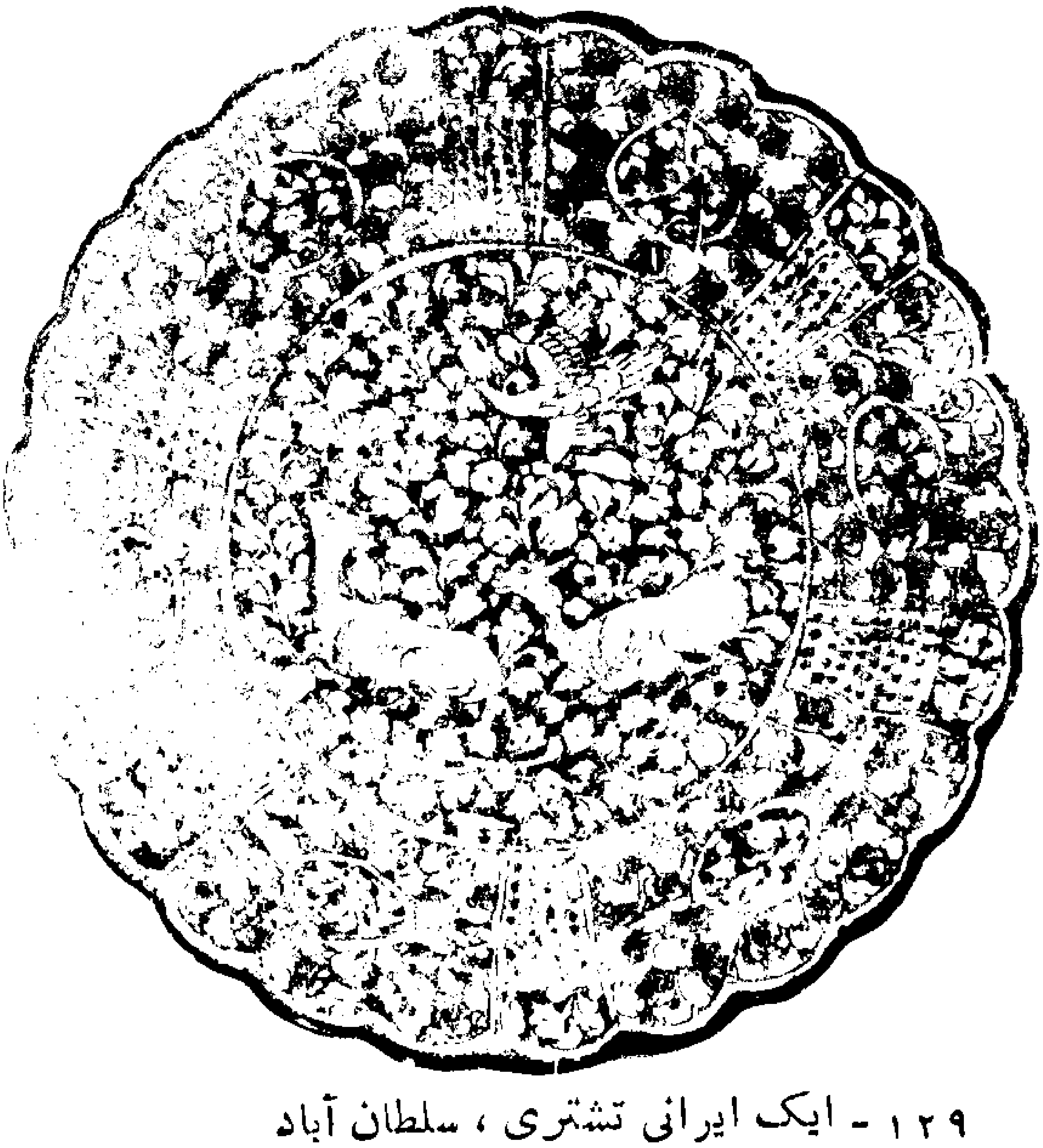

۱۲۹ - ایک ایرانی تشتری ، سلطان آباد
(چودھویں صدی)

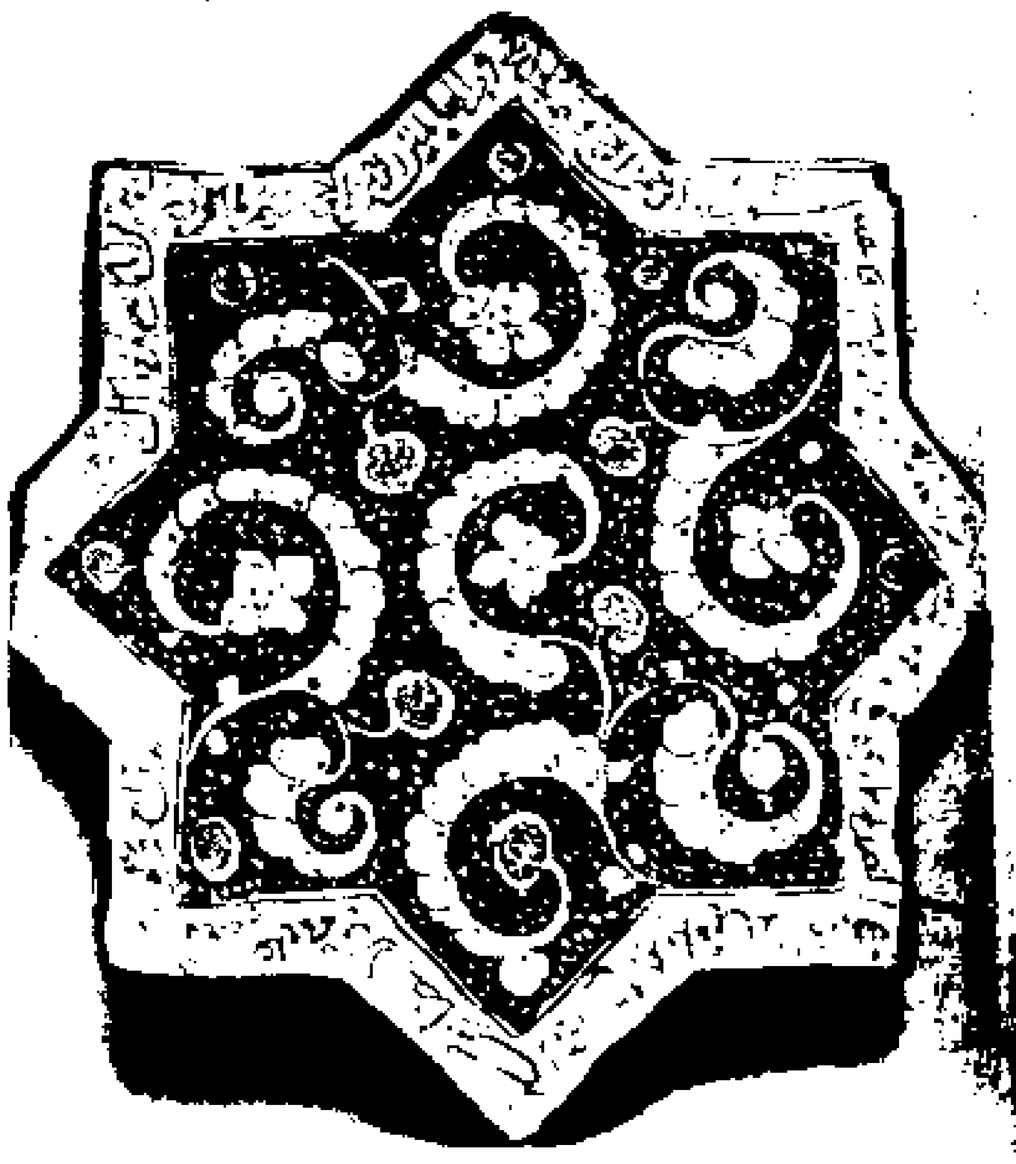

۱۳۰ - روغنی ٹائل
کاشان، ایران
(۱۲۶۳ء)

Marfat.com

۱۳۲ -روغنی ٹائل کاشان(ایران)
چودھویں صدی

۱۳ - روغنی ٹائل جس پر بہرام گور اور
آزادہ کی تصویر ہے، کاشان(ایران)

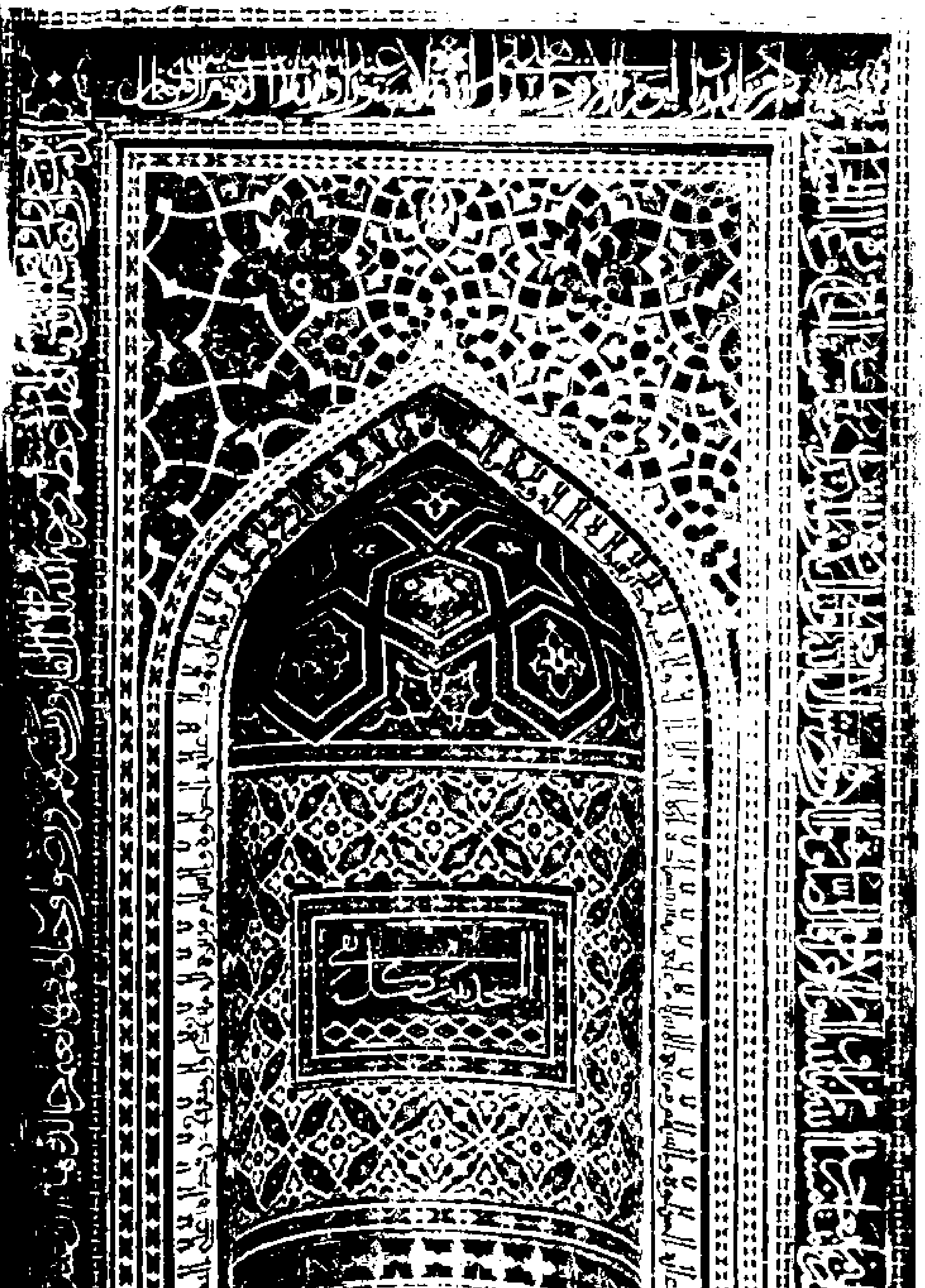

۱۳۴ - مدرسۂ امامی(اصفہان) کی محراب ، ۳۵۴
عہد صفوی

۱ - روغنی ٹائل کاشان (ایران)
(چودھویں صدی)

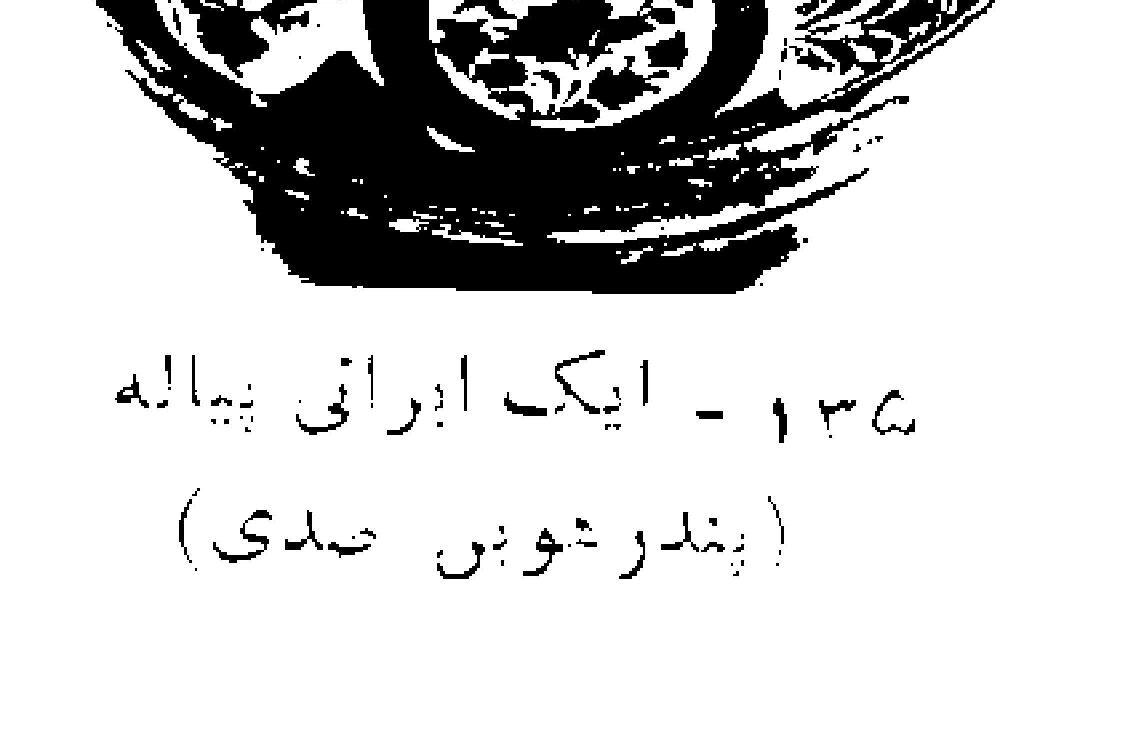

۱۳۵ - ایک ایرانی پیالہ
(پندرھویں صدی)

Marfat.com

۱۳۶ - ایک ایرانی صراحی ،
عہد صفوی (سولھویں صدی)

۱۳۷ - ایک ایرانی روغنی صراحی عہد صفوی
(سترھویں صدی)

۱۳۸ - اصفہان کے محل کی ایک دیوار جو تصویر دار ٹائلوں سے مزین ہے -
عہد صفوی (سترھویں صدی)

Marfat.com

۱ - ایک ایرانی تشتری بطرز قباچہ
(۱۶۰۰ء)

۱۴۰ - روغنی مرتبان، مصری عربی
عہدفاطمی (گیارھویں صدی)

۱۴۱ - ایک شامی تشتری (تیرھویں صدی)

۱۴۲ - ایک مسجد کا چراغ ، مصری عربی مملوکی عہد

(پندرھویں صدی)

۱۴۳ - ترکی مینا کار ٹائل، ایشیائے کوچک،

(پندرھویں صدی)

Marfat.com

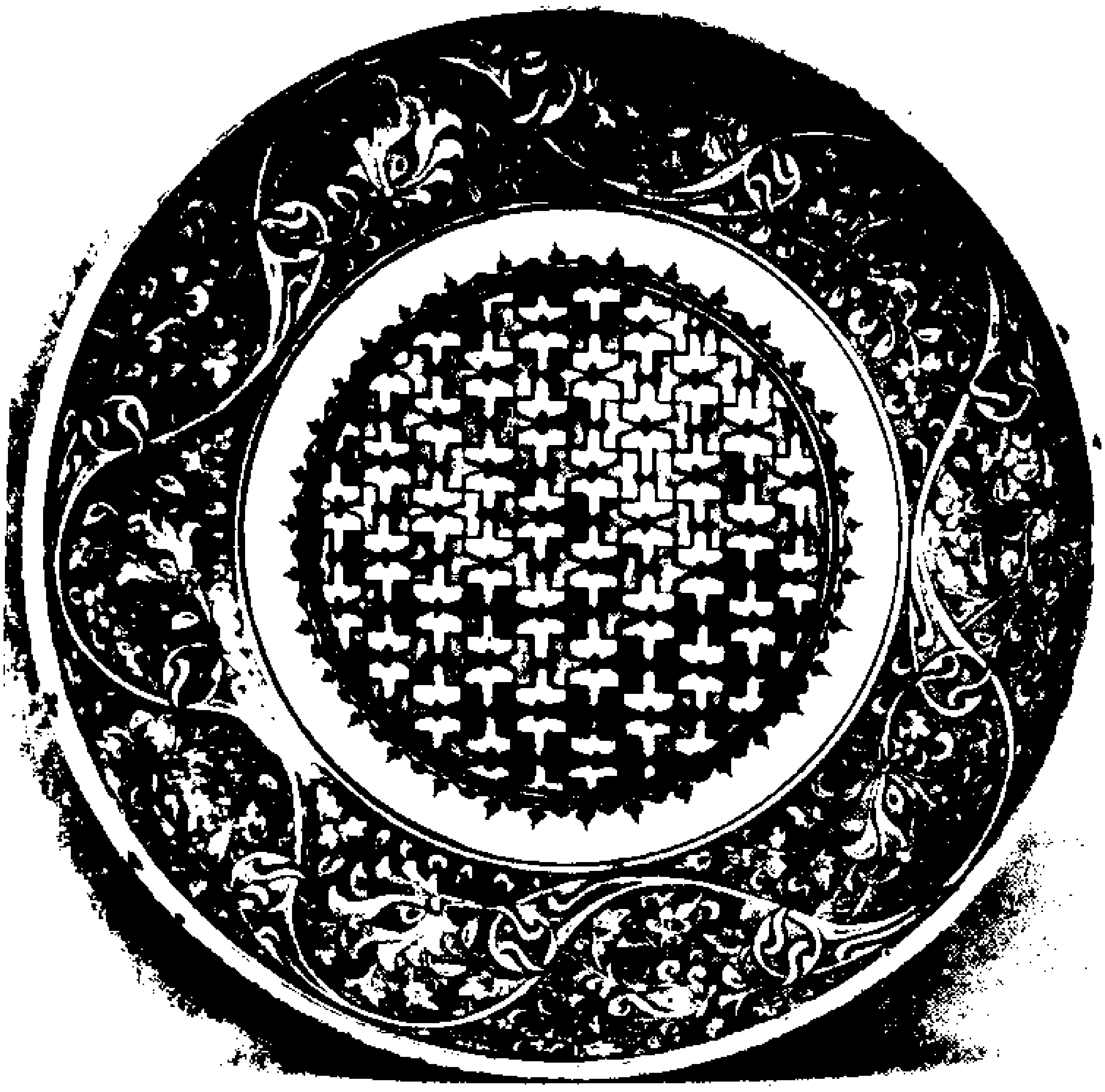

۱۴۴ - ترکی تشتری ، ایشیائے کوچک (پندرھویں صدی)

۱۴۶ - ایک مسجد کا چراغ ، ایشیائے کوچک (سولھویں صدی)

۱۴۵ - ترکی روغنی ٹائل ، ایشیائے کوچک (سولھویں صدی)

Marfat.com

۱۴۷ - ترکی تشتری ،
ایشیائے کوچک (سترھویں صدی)

ایک دمشقی تشتری
(سترھویں صدی)

۱۴۸ - الف- کھپریلوں کا تختہ ، ایشیائے کوچک (سولھویں صدی)

Marfat.com

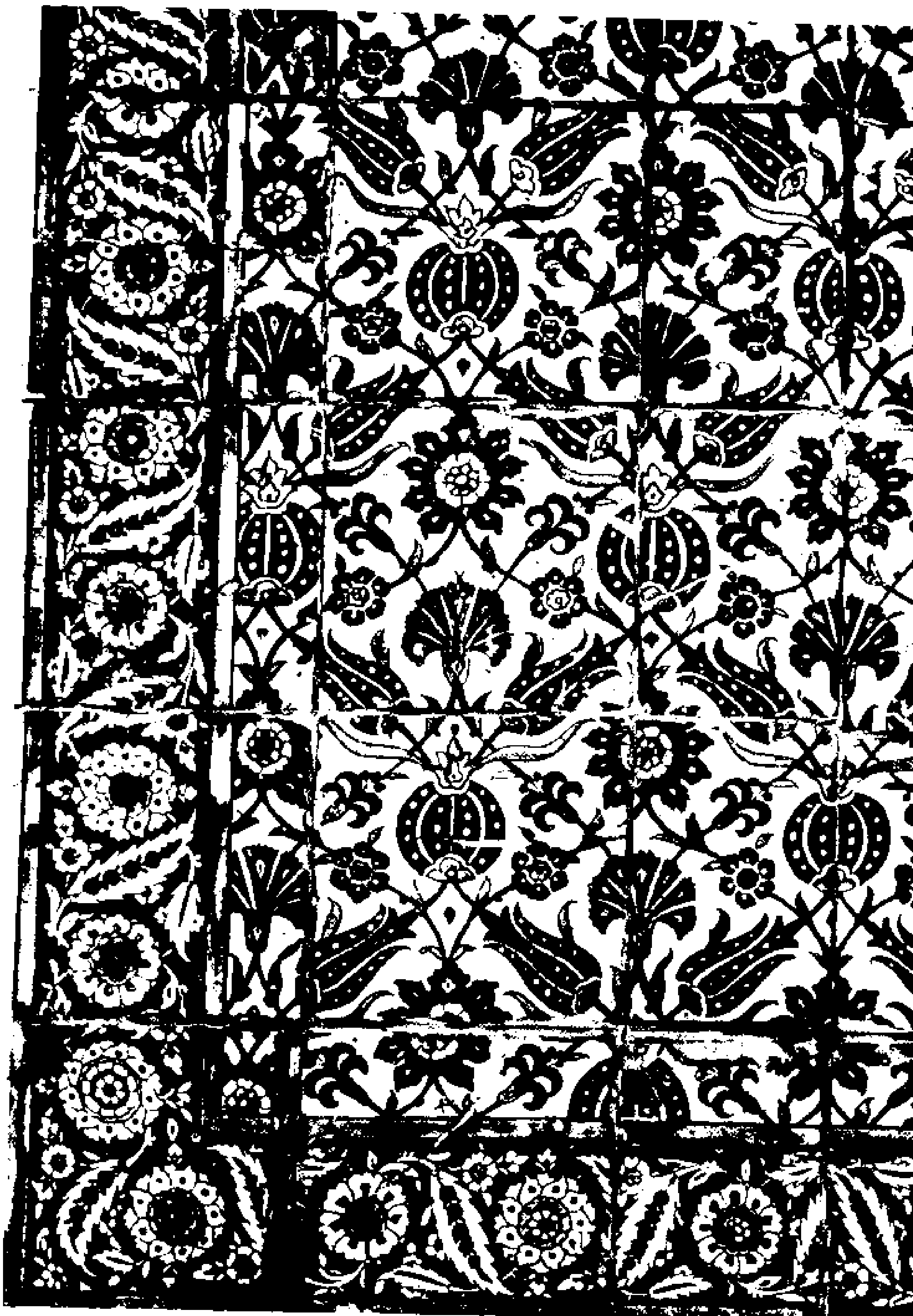

۱۴ - روغنی ٹائلیں ، دمشق(شام)سولھویں صدی

۱۵۰ - لمبوترا روغنی مرتبان،
اندلس(پندرھویں صدی)

Marfat.com

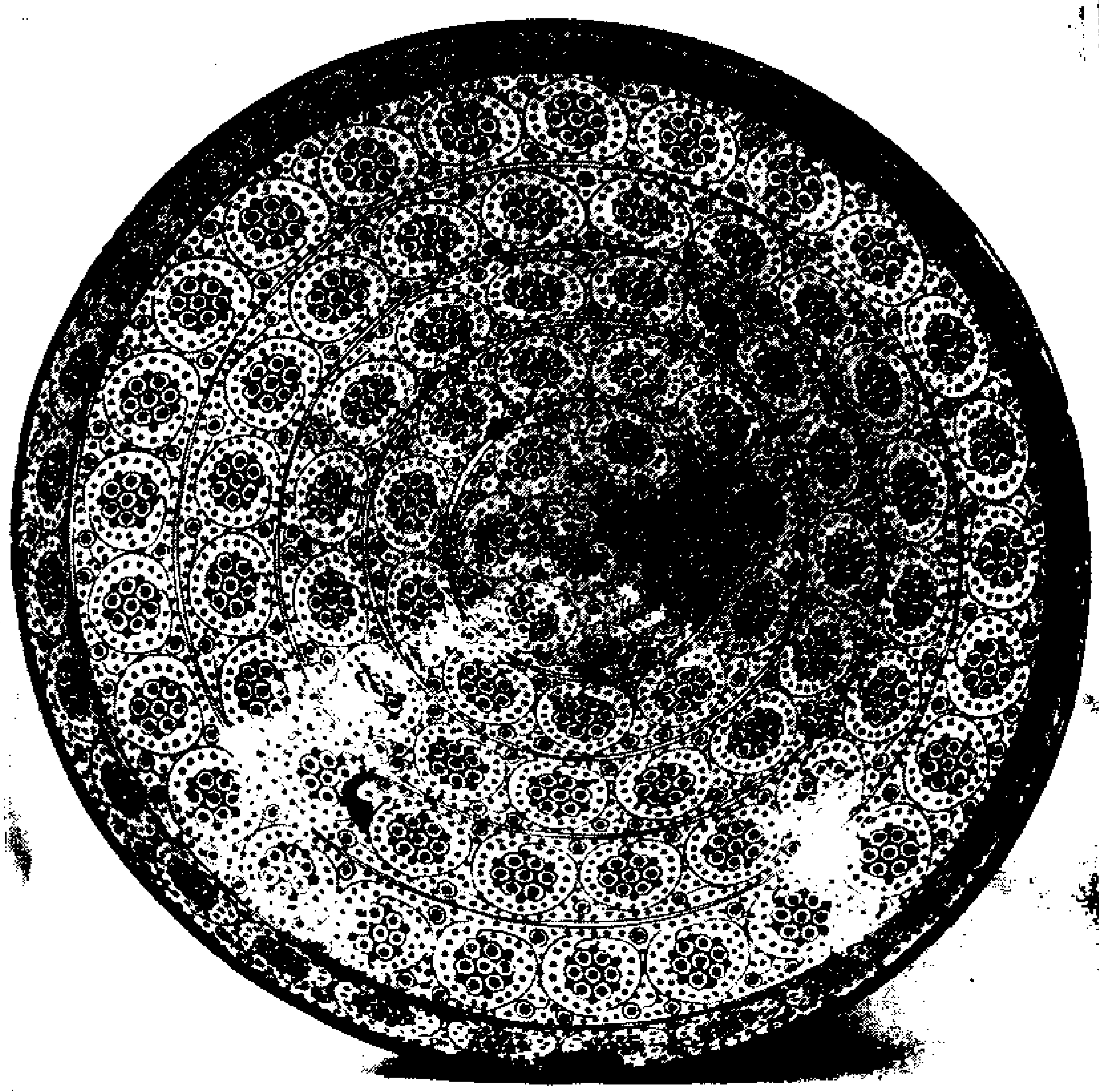

۱۵۱ - ایک روغنی تشتری، اندلس (پندرھویں صدی)

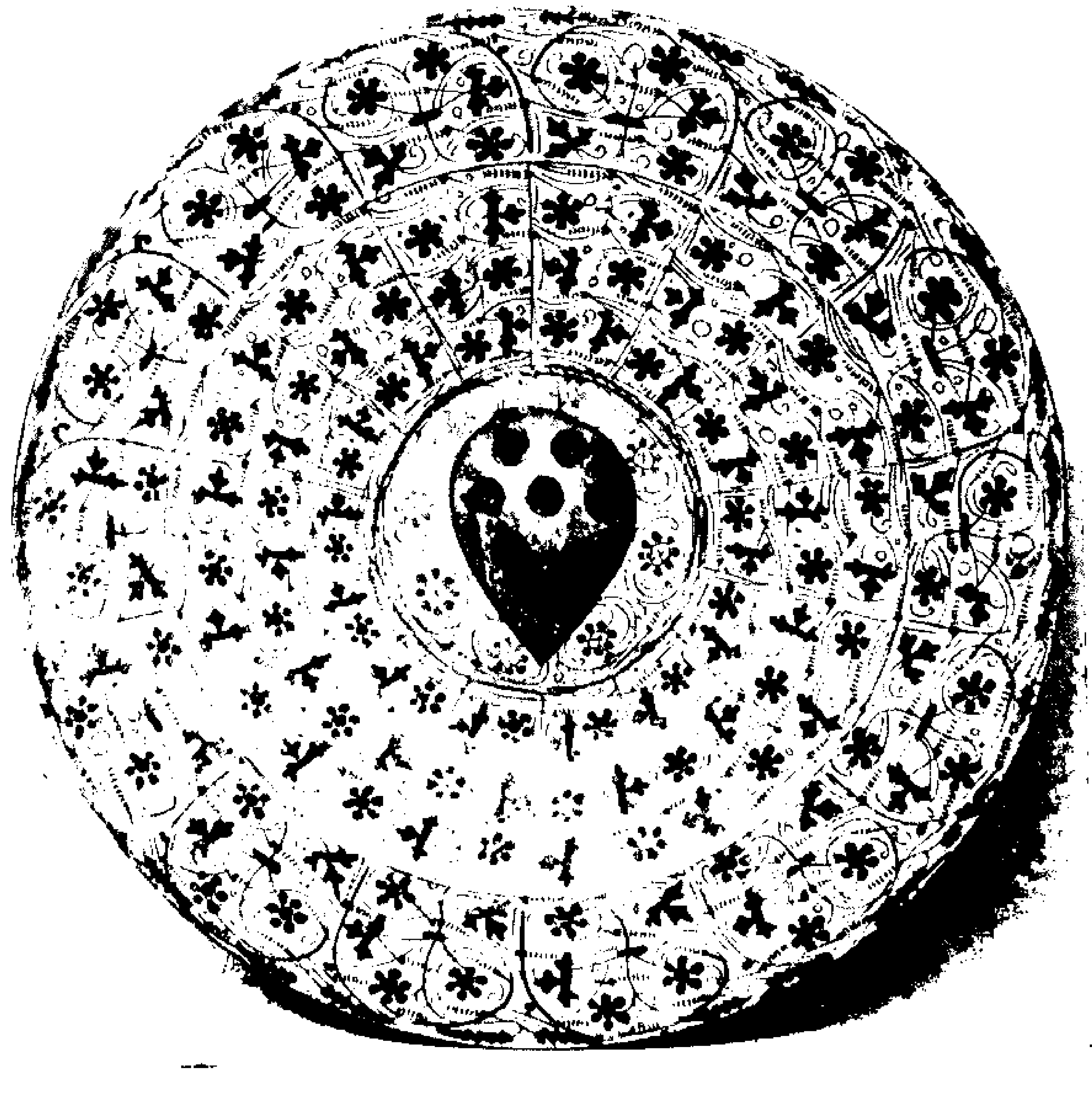

۱۵۲ - ایک روغنی رکابی ،اندلسی (پندرھویں صدی)

Marfat.com

۱۵۳ - شیشے کی صراحی
مصری عربی ، عہد فاطمی ،
(گیارھویں بارھویں صدی)

۱۵۵ - شیشے کا میناکار جام (تیرھویں صدی)

۱۵۶ - شیشے کا میناکار چراغ ، شام ، عہدمملوکی
(تیرھویں صدی)

Marfat.com

۱۵۷ - شیشے کا میناکار چراغ مسجد، شام، عہد، مملوکی،
(چودھویں صدی)

۱۵۴ - بلور کی صراحی،
مصری عربی، (دسویں صدی)

۱۵۸ - شیشے کا میناکار چراغ مسجد، شام عہد مملوکی،

Marfat.com

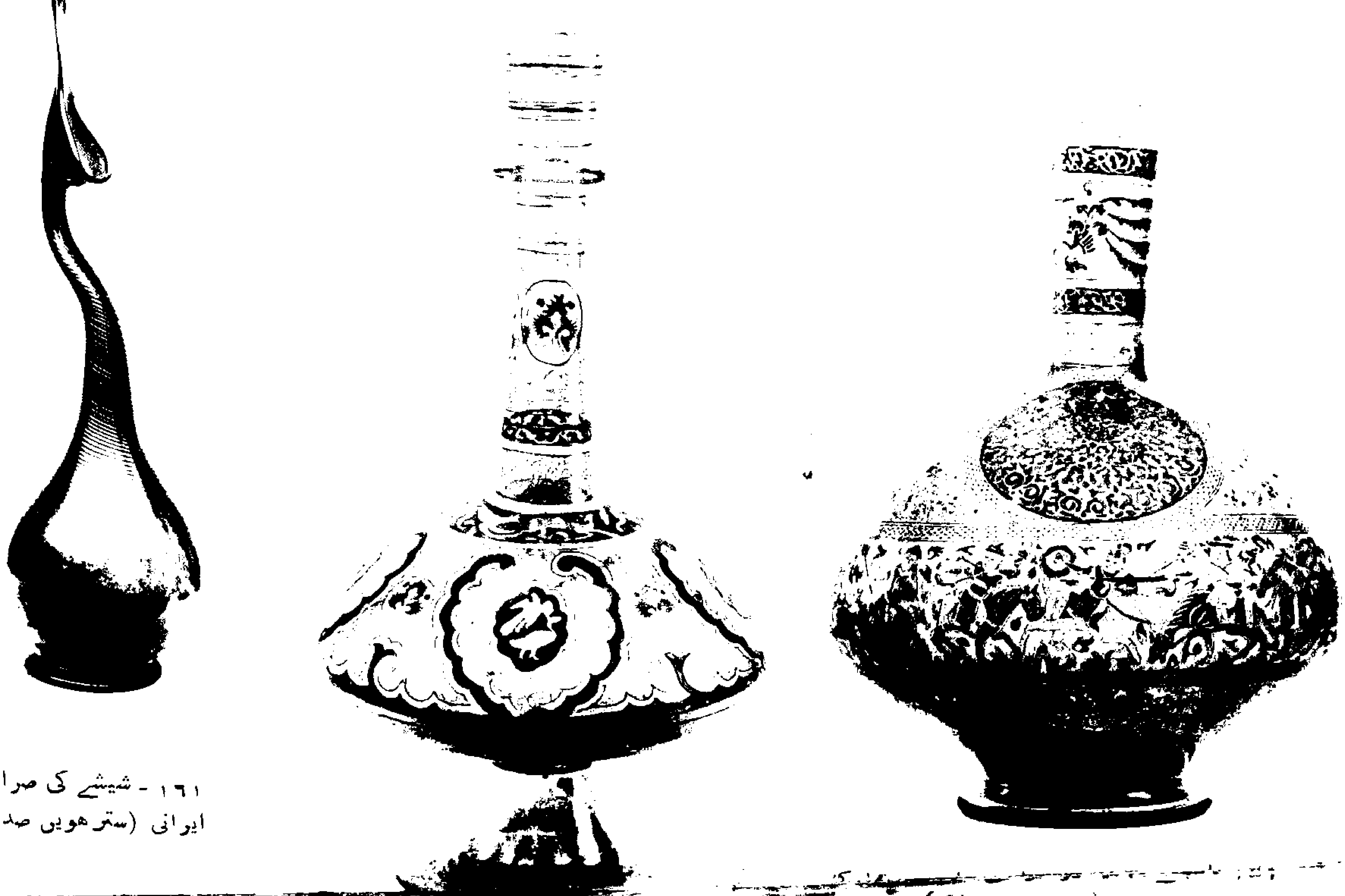

۱۶۱ - شیشے کی صراحی
ایرانی (سترھویں صدی)

Marfat.com

۱۰۔ قبطی صنعت کا مشجر اونی پارچہ ،
عہد طولونی، (نویں صدی)

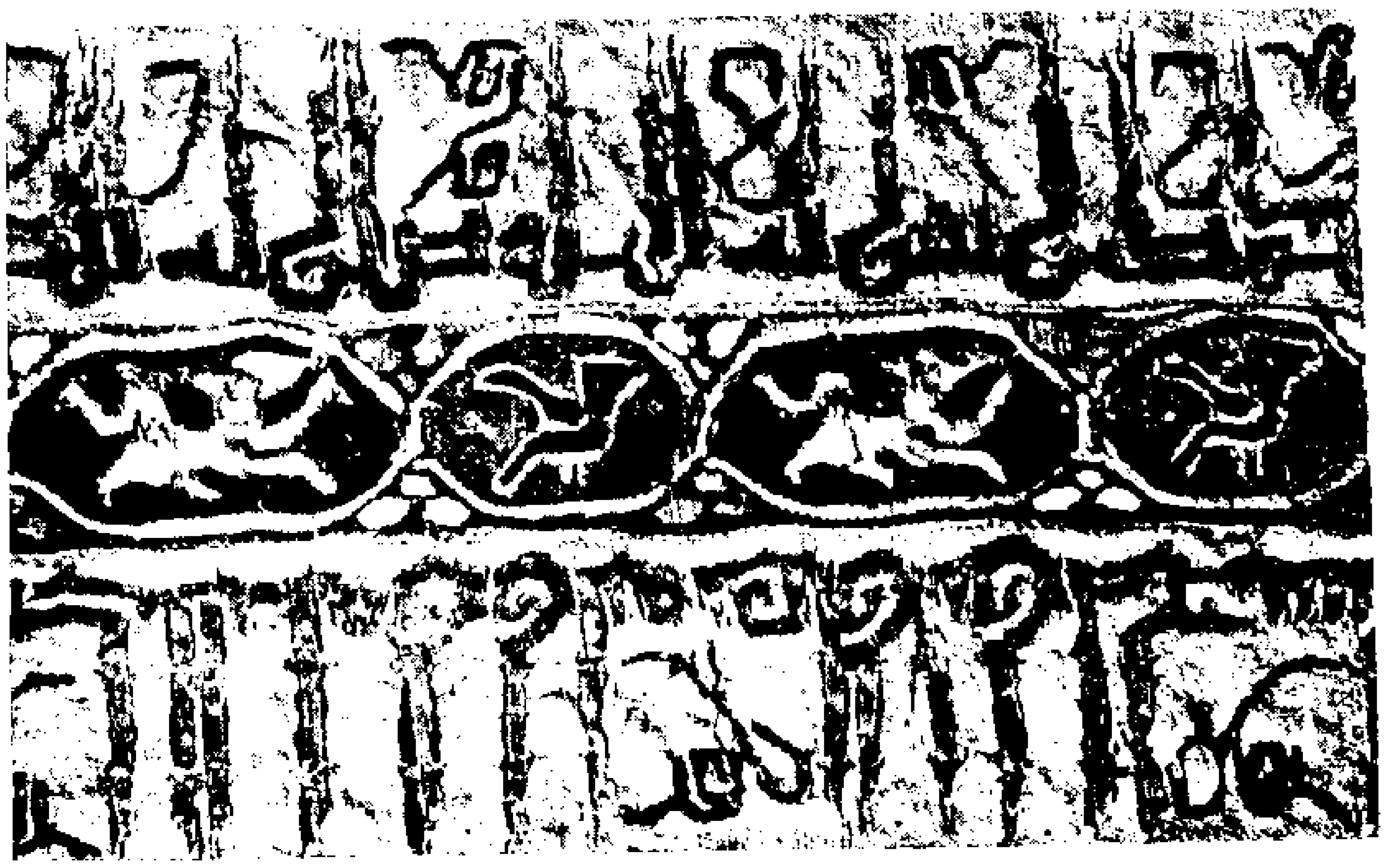

۱۶۳ - کتان کا ایک پارچہ بطرز مشجر، مصری عربی ،
عہد فاطمی (۱۰۲۱ء)

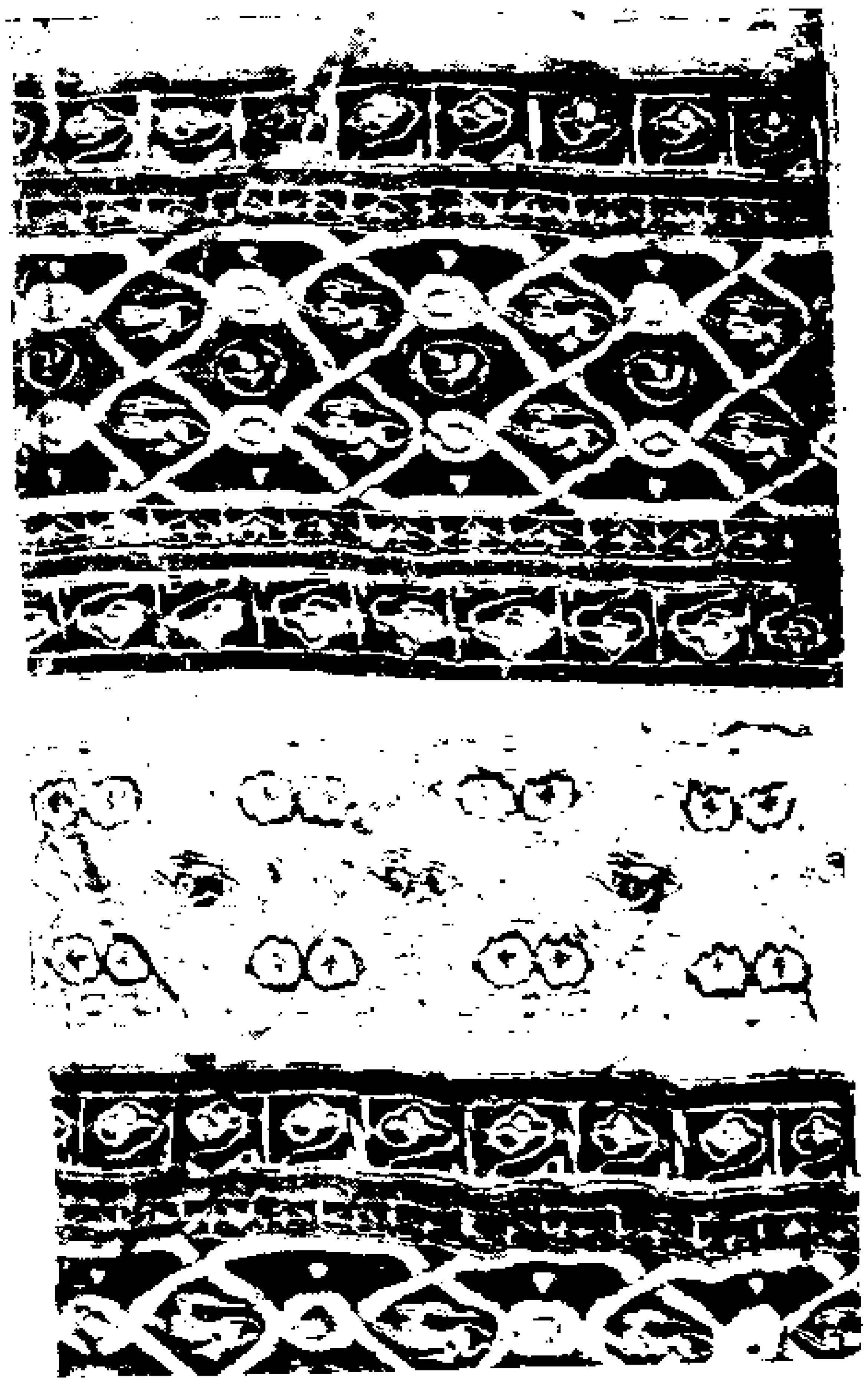

مشجر ریشمی پارچہ، مصری عربی،
ہد فاطمی (گیارھویں صدی)

۱۶۵ - کتان کا پارچہ جس کی آرائش بطرز مشجر ہے ،
مصری عربی، عہد فاطمی (گیارھویں صدی)

Marfat.com

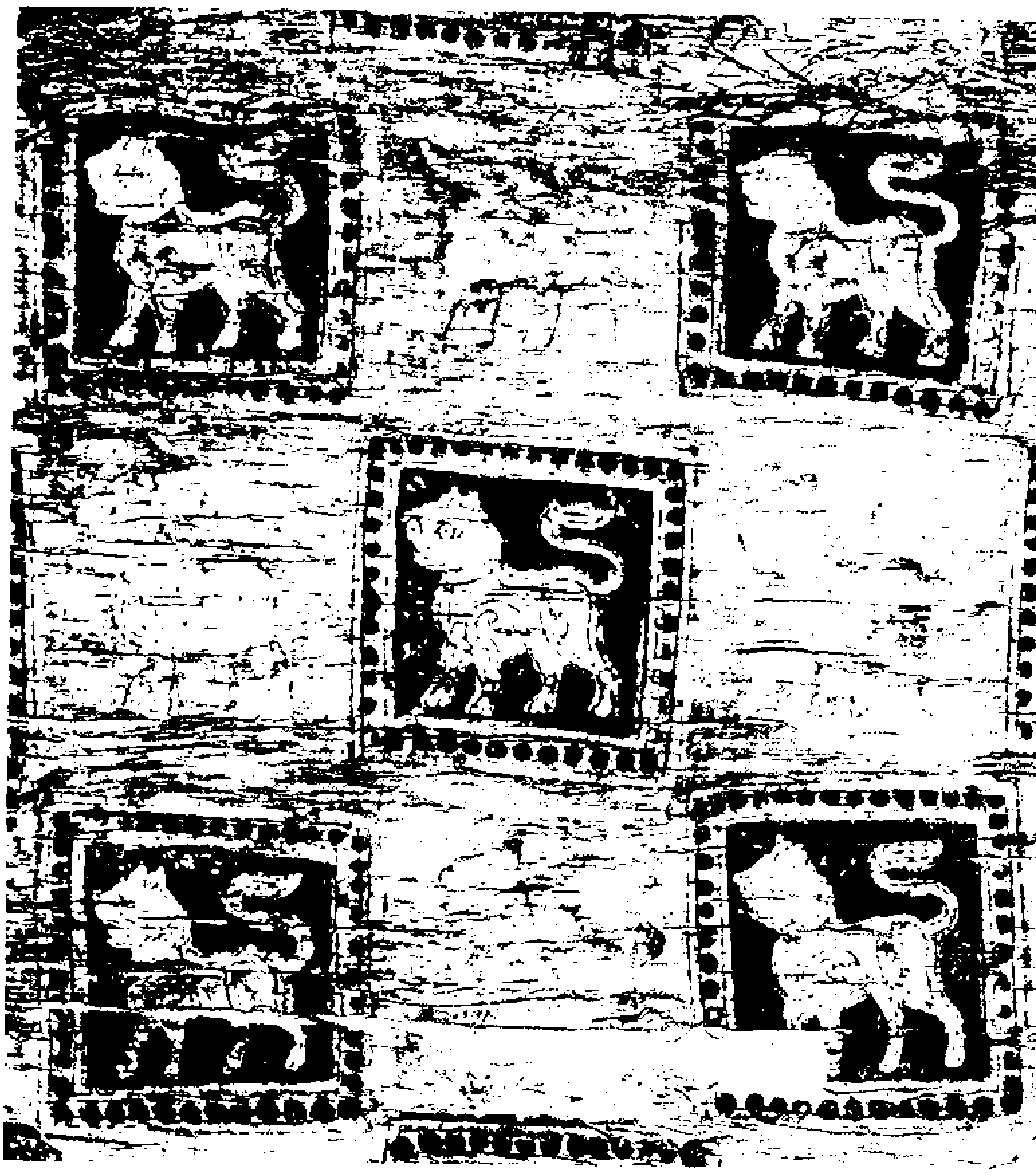

۱۶۶ - کتان کا پارچہ جس کی چھاپ کے ساتھ زیب و زینت کی
گئی ہے - مصری عربی، بعہد فاطمی (دسویں صدی)

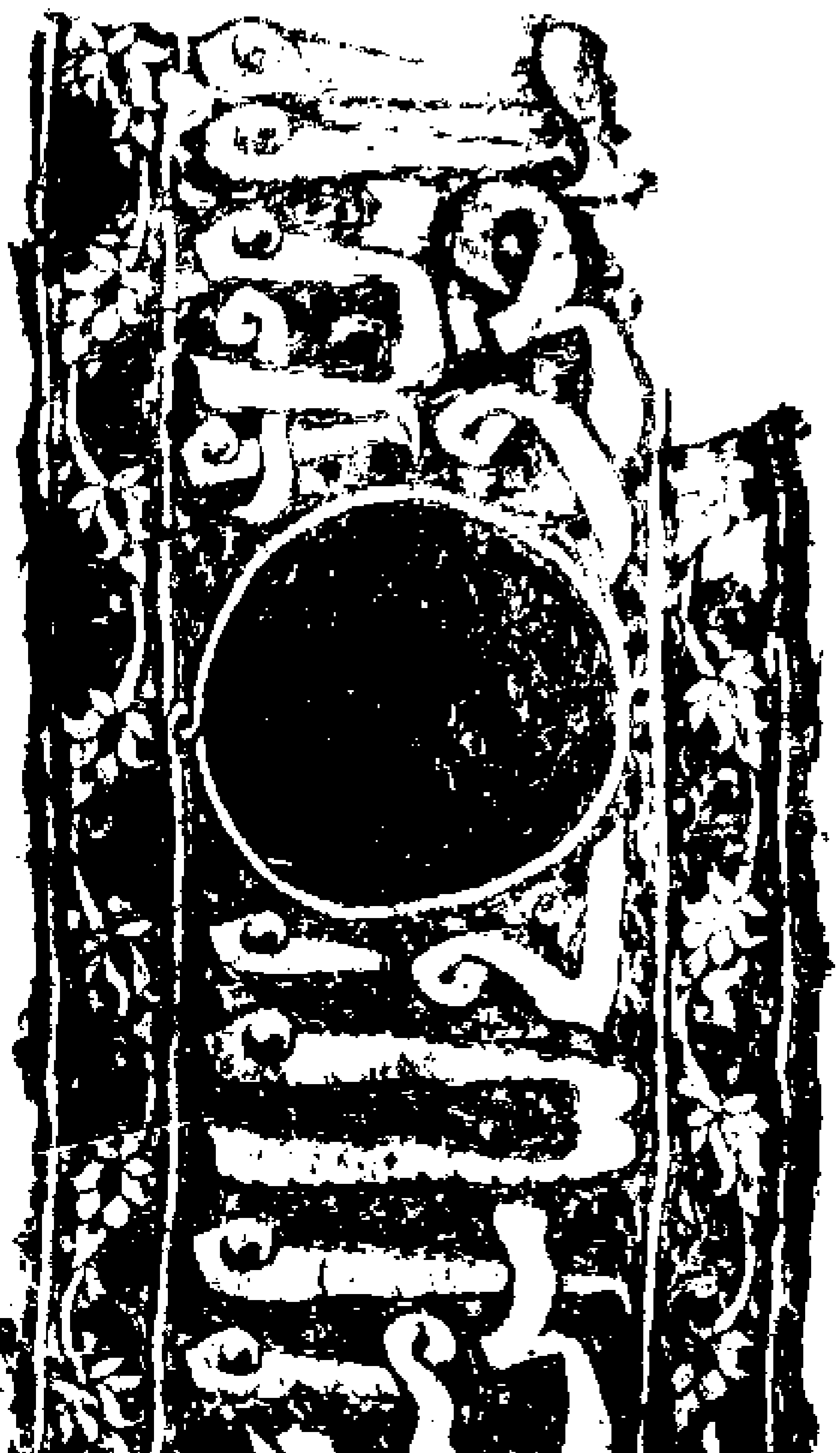

۱۶۷ - ریشمی پارچہ بطرز مشجر
مصری عربی، عہد مملوکی (۱۳۰۰ء)

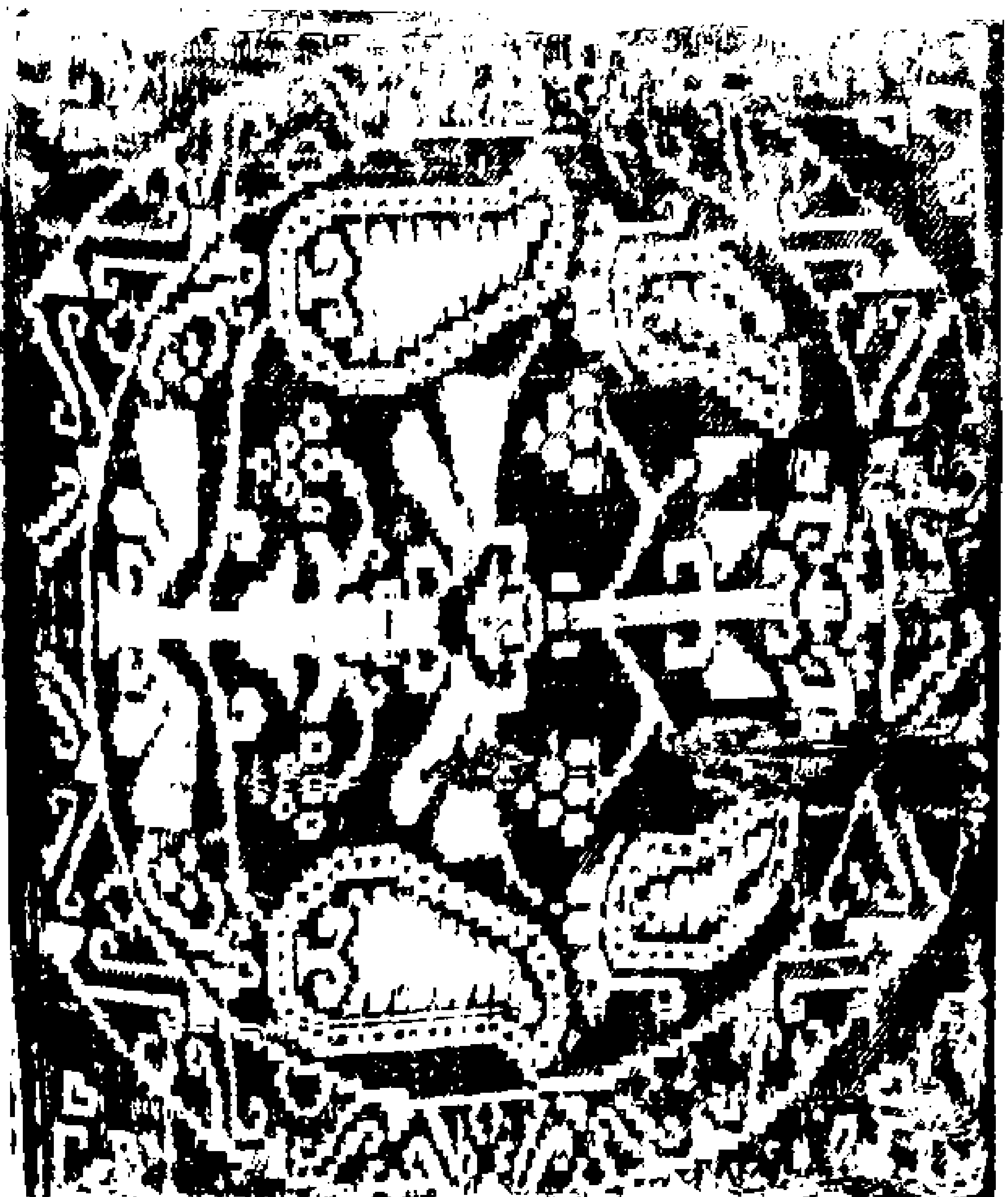

۱۶۸ ریشمی پارچہ، شامی، (آٹھویں صدی)

Marfat.com

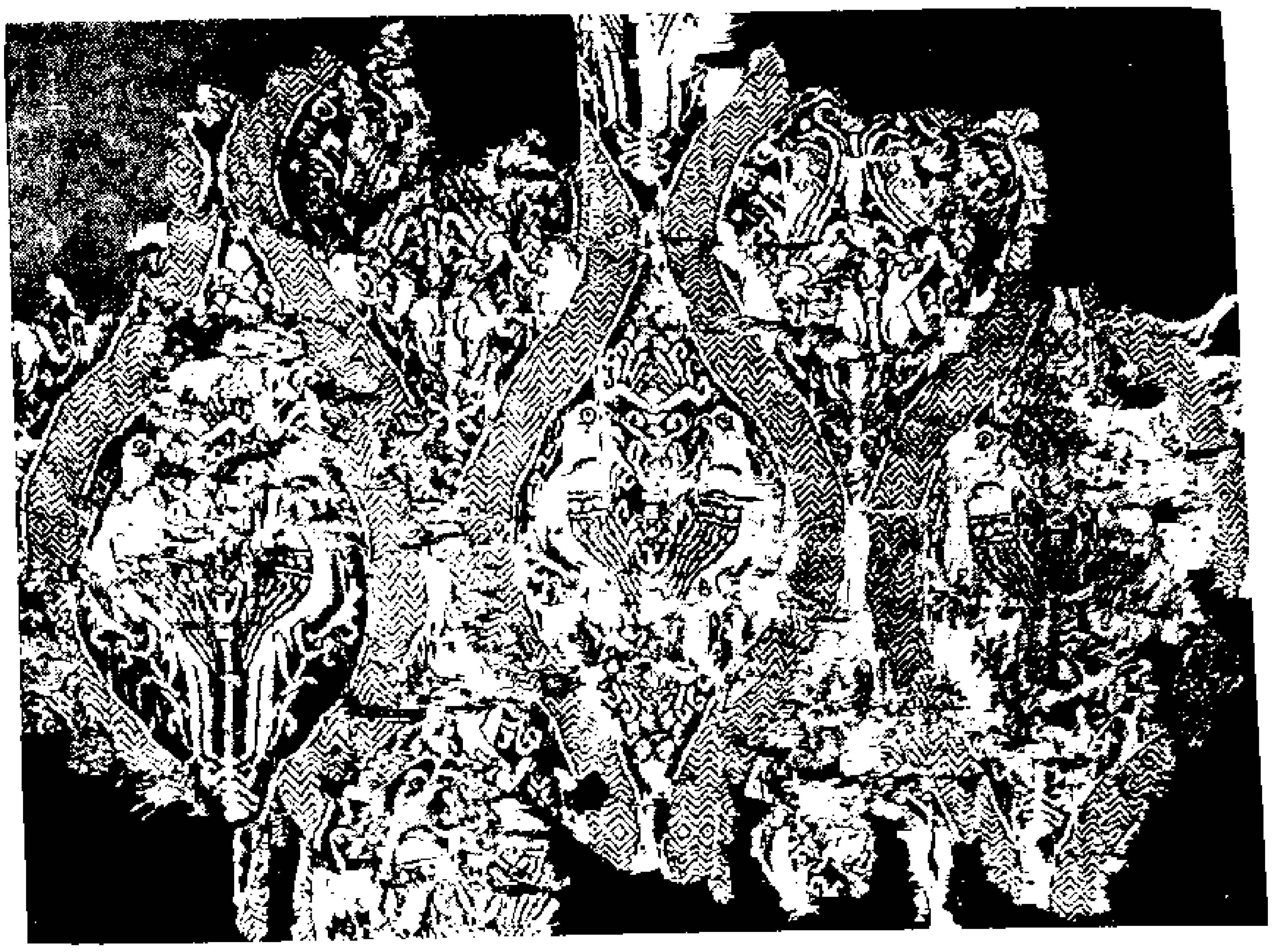

۱۶۹ - ریشمی پارچہ ، شام عہد ایوبی (تیرھویں صدی)

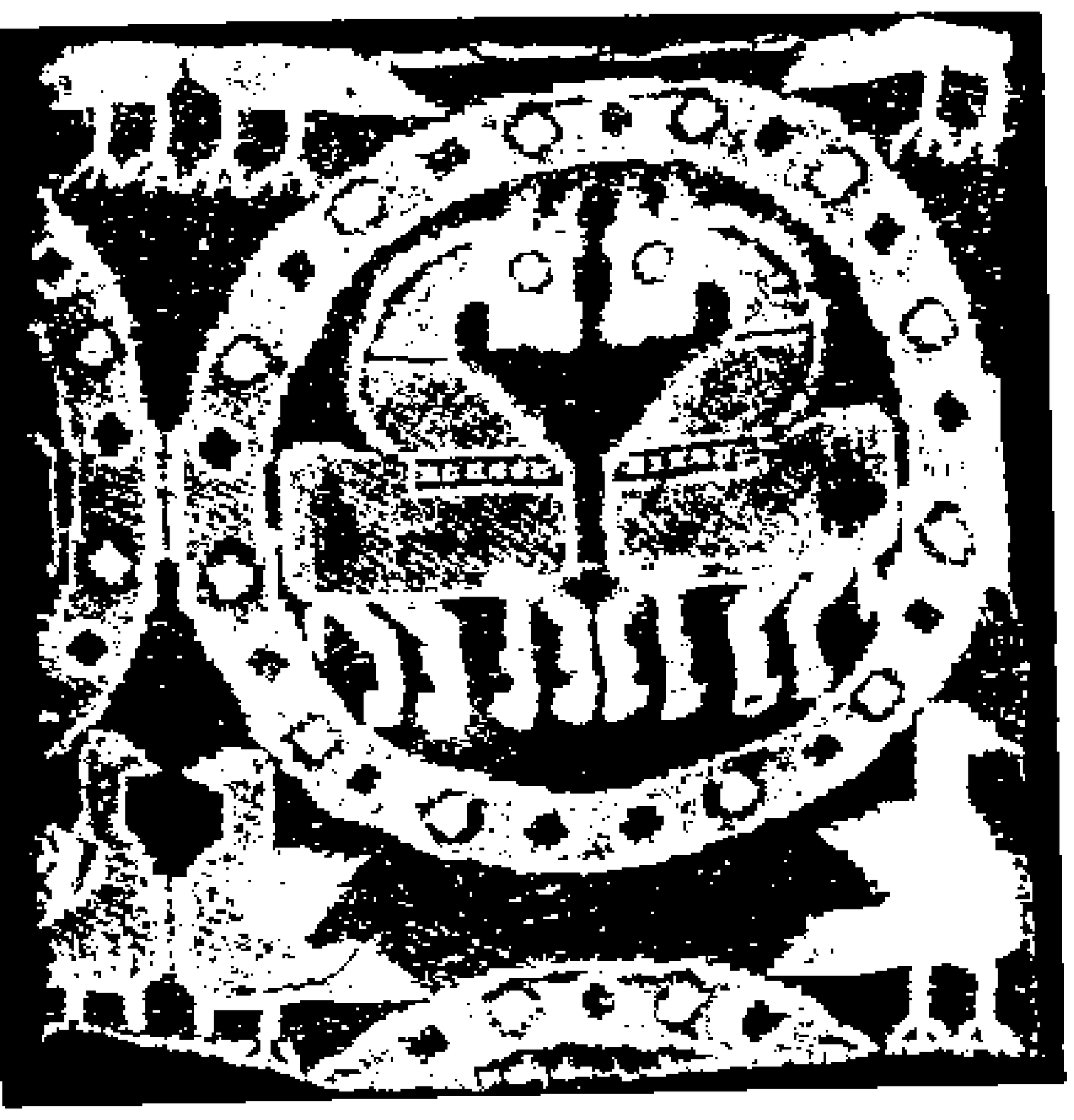

۱۷۱ - ایرانی ریشمی پارچہ
(آٹھویں صدی عیسوی)

۱۷۰ - شامی ریشمی پارچہ، عہد مملوکی (چودھویں صدی)

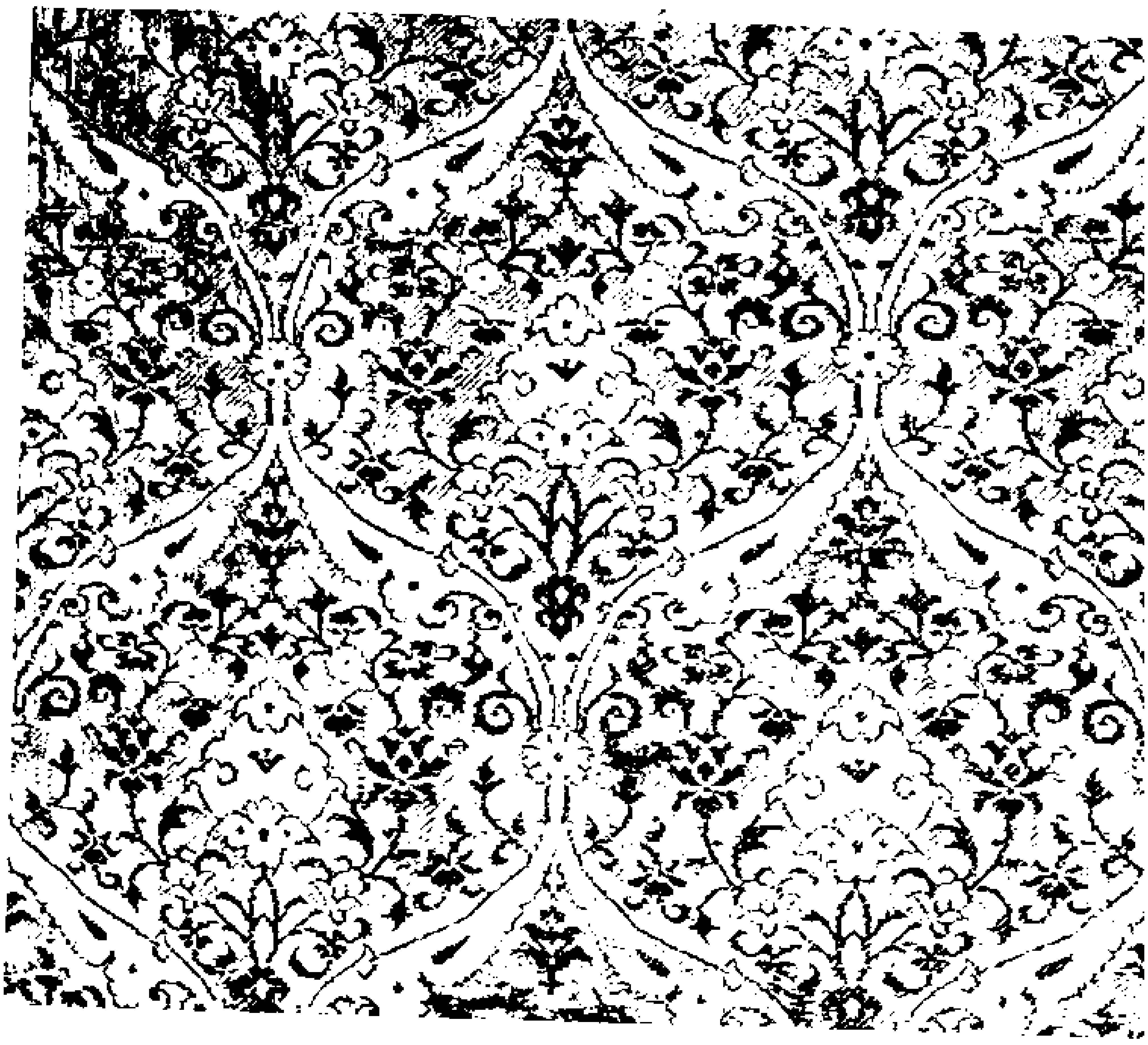

۱۷۲ - ایرانی ریشمی زربفت (پندرھویں صدی)

۱۷۳ - ایک ایرانی مخملی قطعہ، عہد صفوی (سولھویں ص-ی

Marfat.com

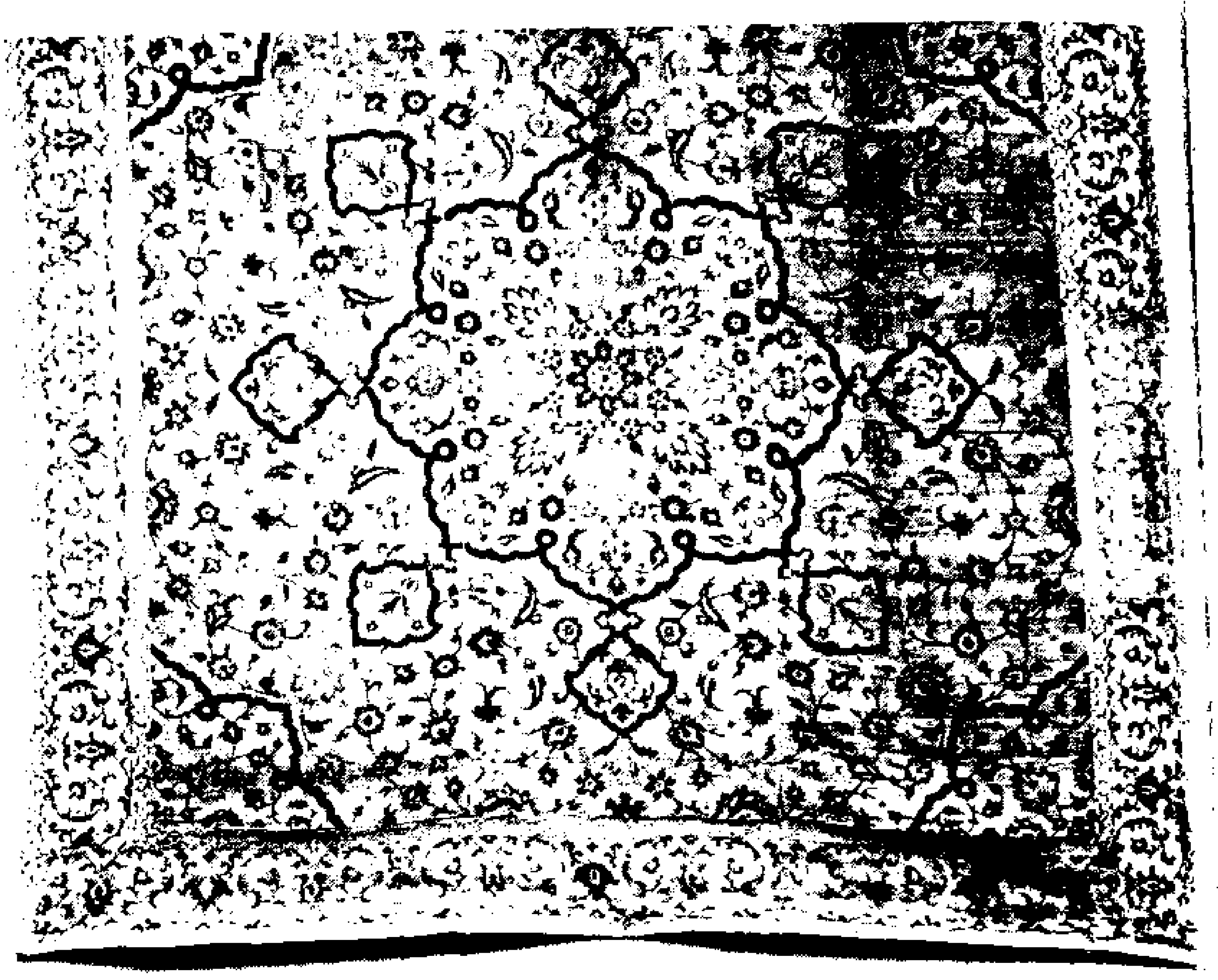

۱۷۳ - ایک ایرانی ریشمی قالین، عہد صفوی (۱۶۰۰ء)

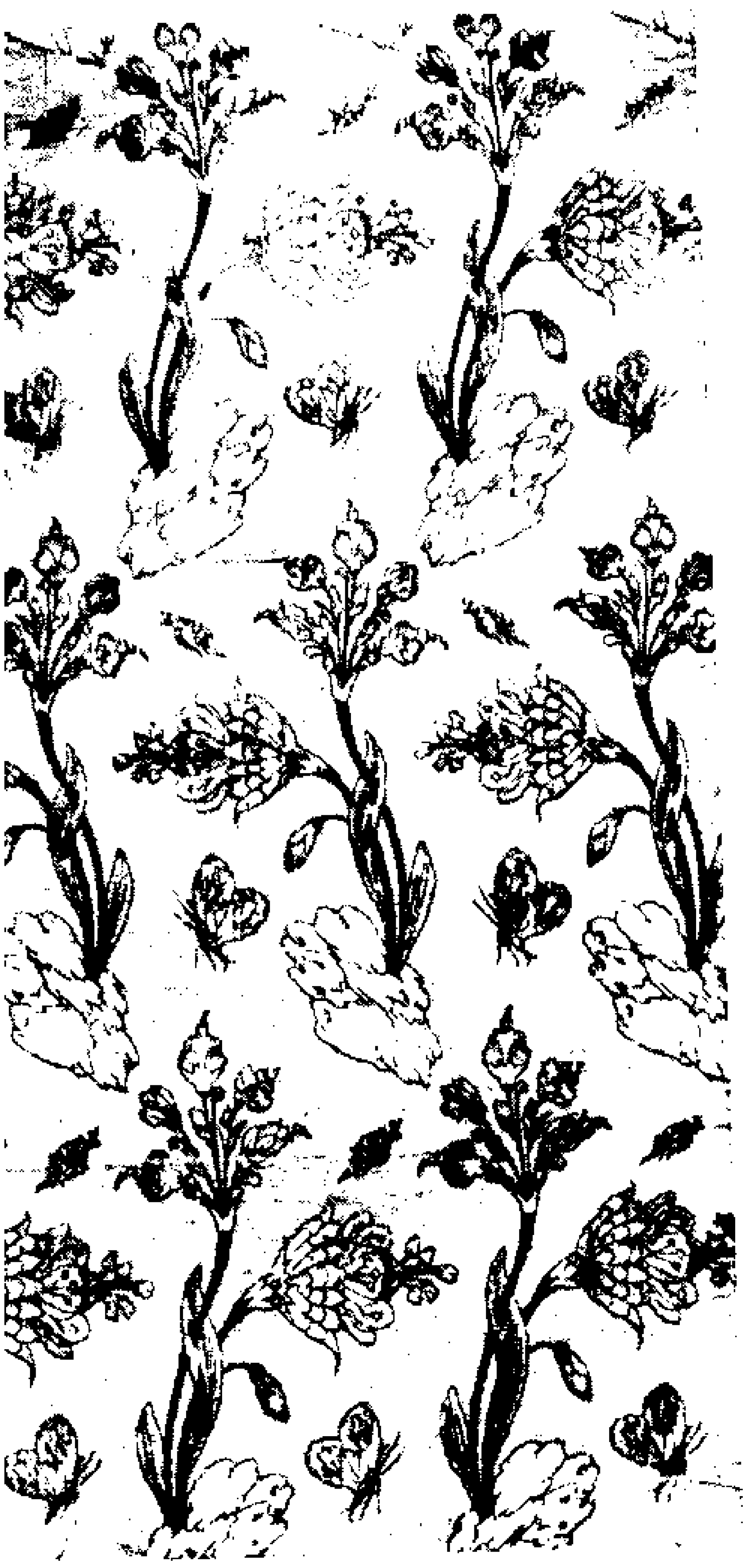

۱۷۴ - ایرانی مخمل، عہد صفوی
(سترھویں صدی)

۱۷۶ - ایرانی ریشمی زربفت
عہد صفوی (سترھویں صدی)

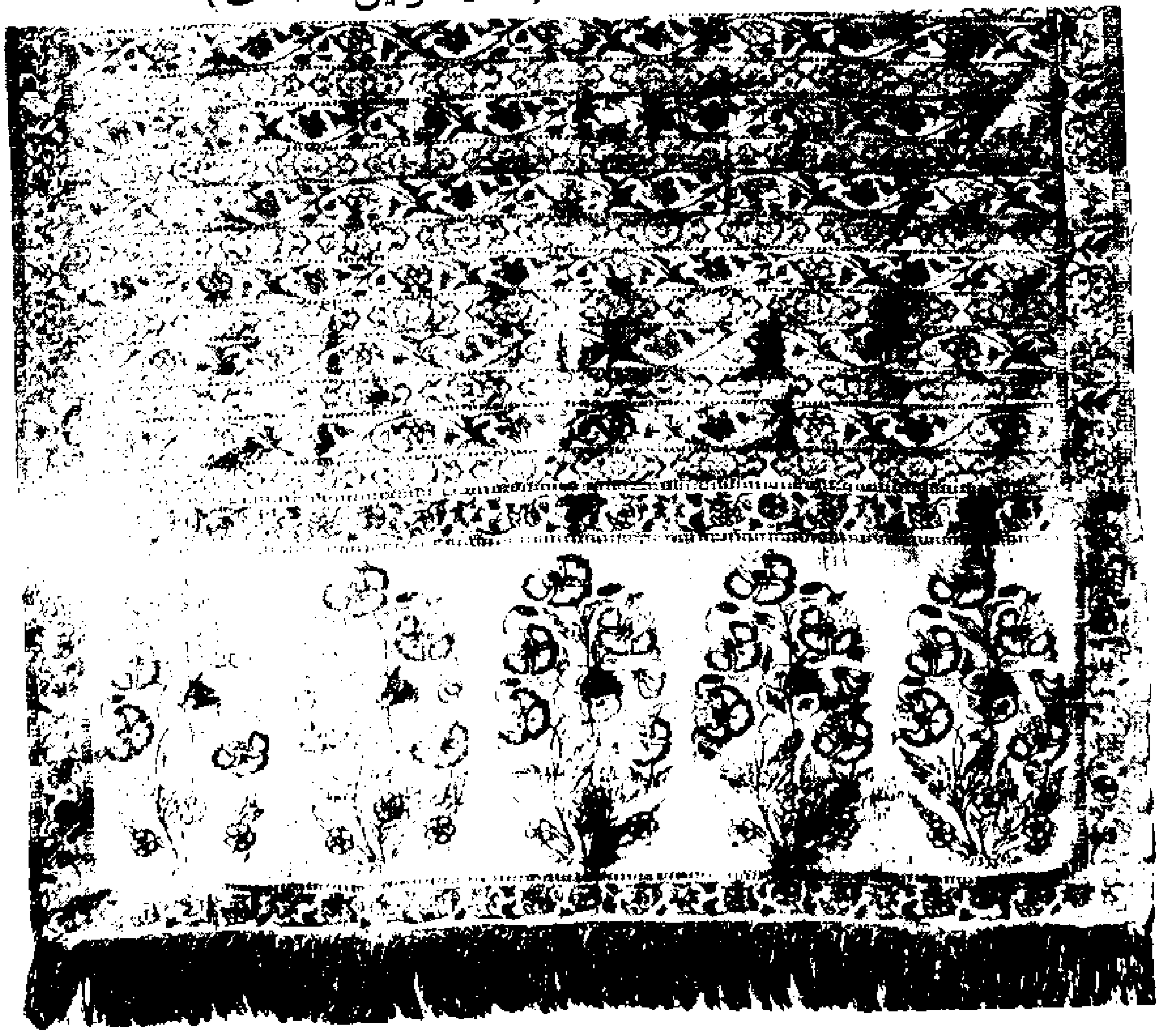

۱۷۷ - ایرانی چادر، عہد صفوی (سترھویں صدی)

Marfat.com

۱۷۰ - الف - ریشمی بافت ، ایران (سولهویں صدی)

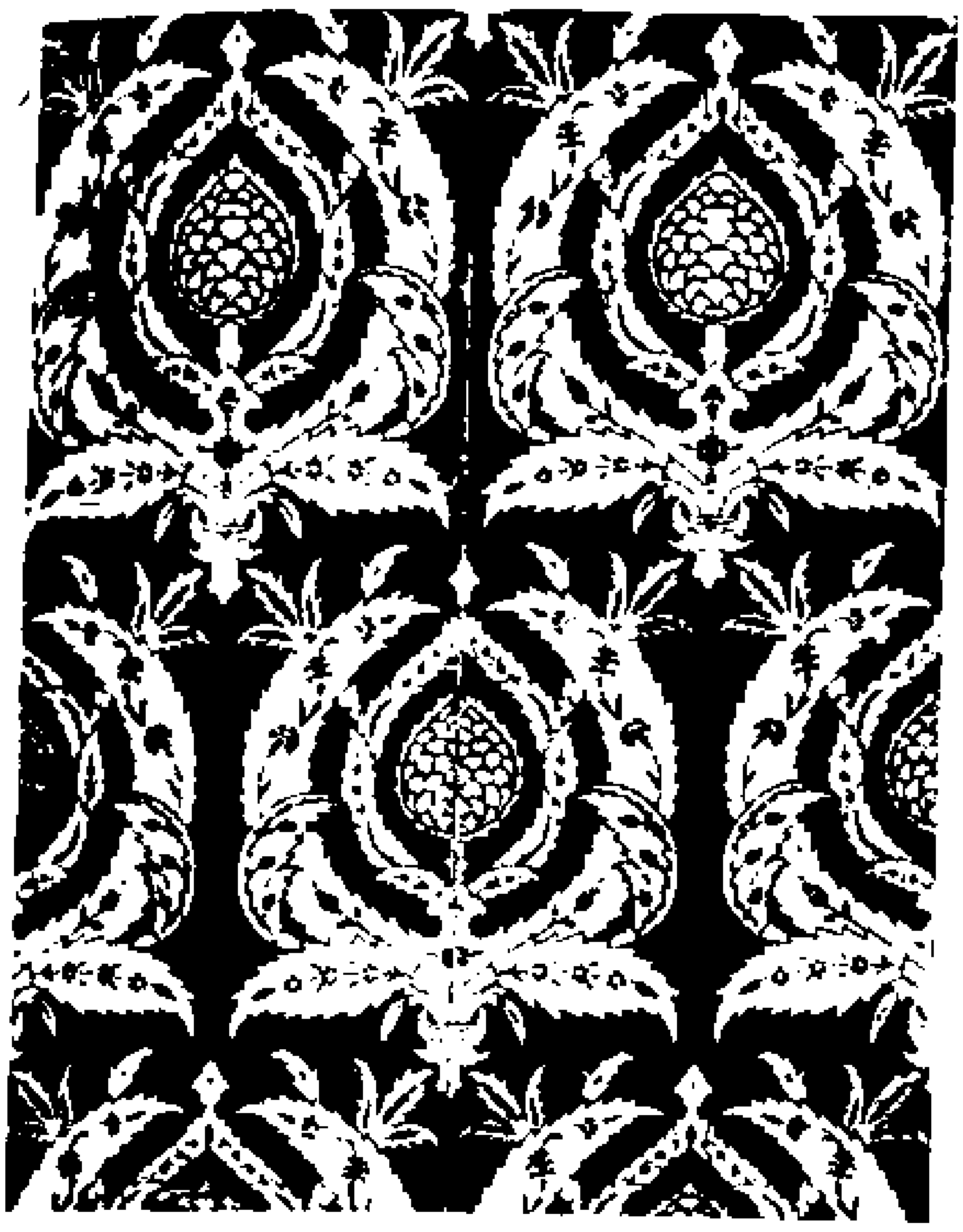

۱۷۸ - ترکی مخمل(سولهویں صدی)

۱۷۹ - ترکی ریشمی کمخواب
(سولهویں صدی)

Marfat.com

۱۸۱- ترکی زربفت(سترھویں صدی

۱۸۰ - زربفت کی ترکی عباء (سولھویں صدی)

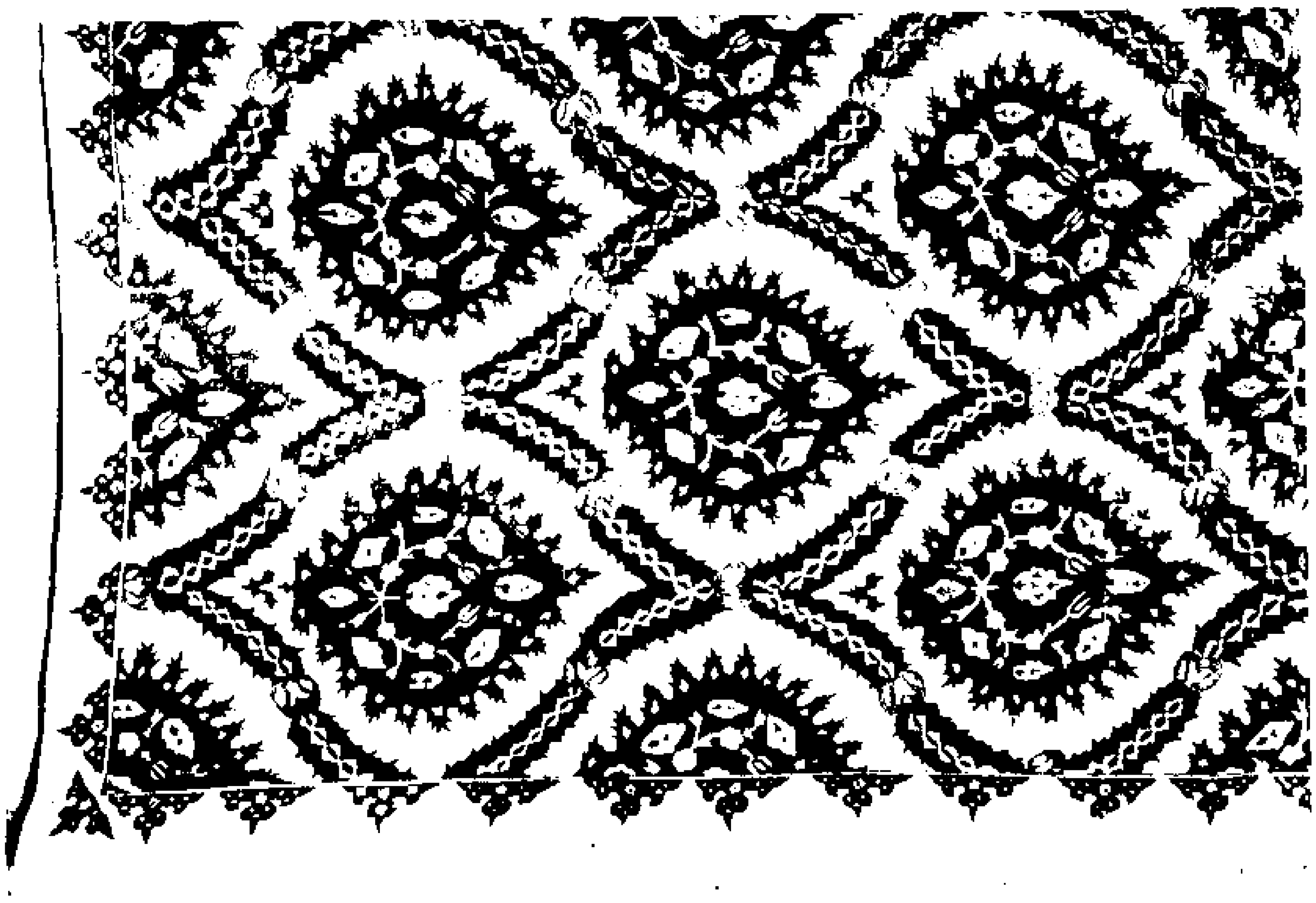

۱۸۲ - ترکی سوزن کاری - ایشیائے کوچک
(سترھویں صدی)

Marfat.com

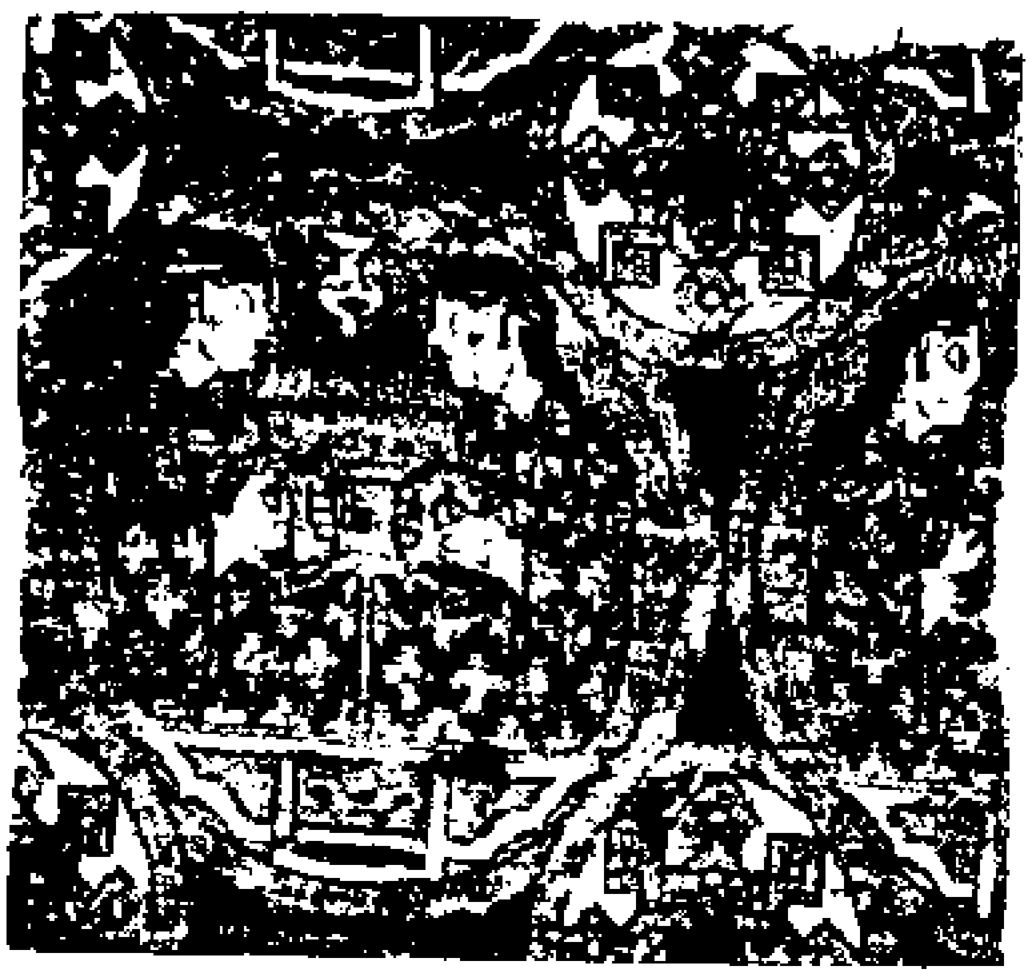

۱۸۳ - اندلسی زربفت (بارھویں صدی)

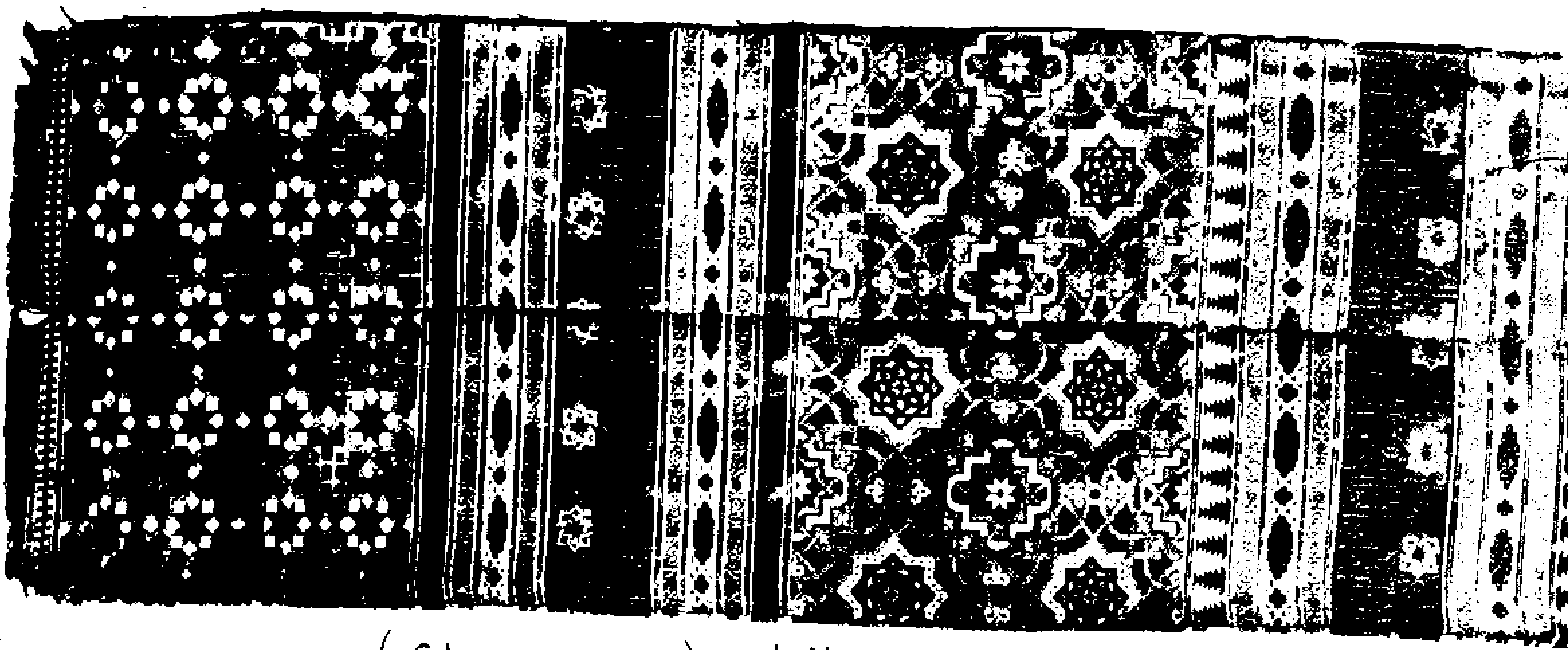

۱۸۴ - ریشمی پارچہ، عربی اندلسی (چودھویں صدی)

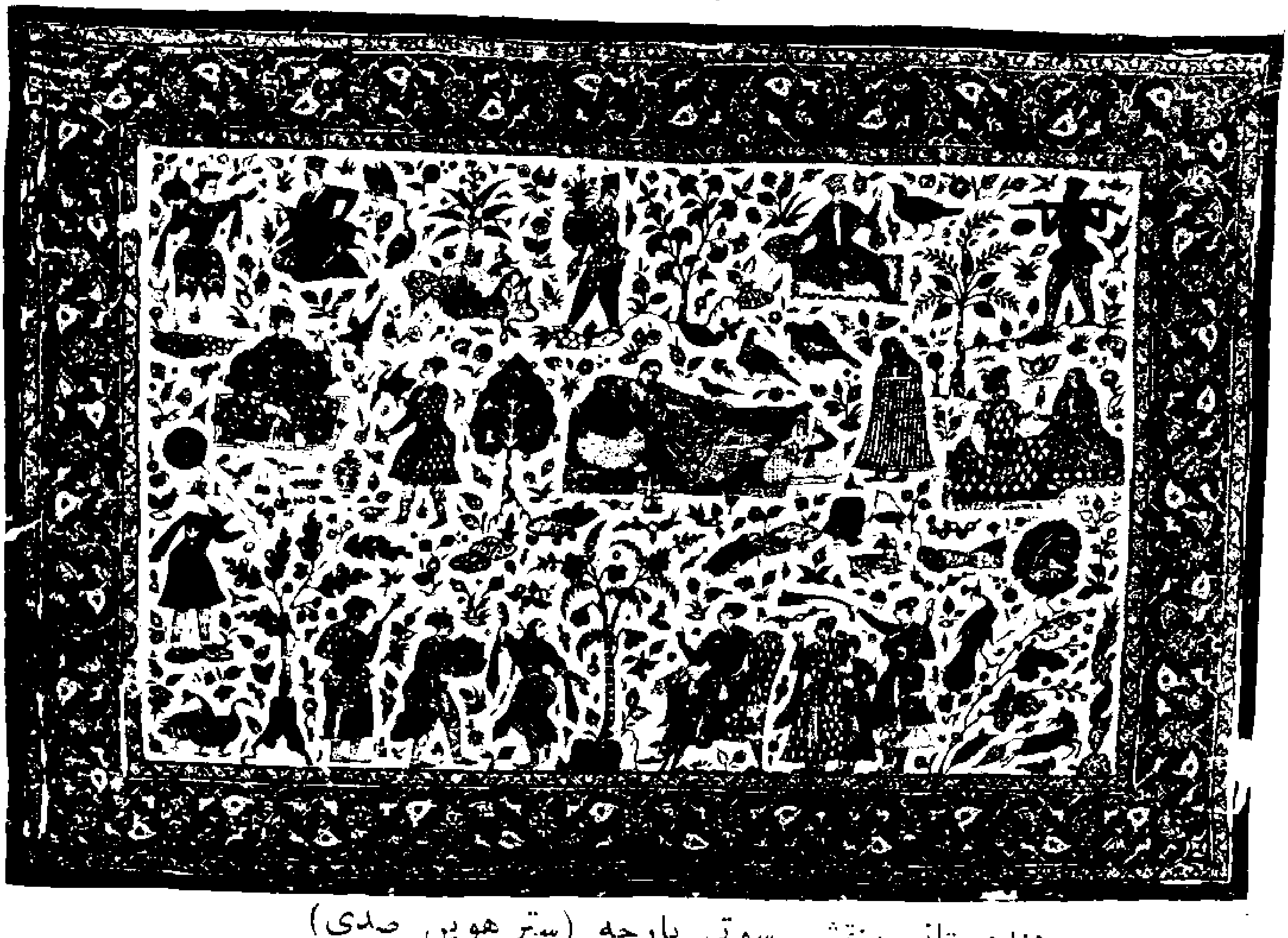

۱۸۵ - ہندوستانی منقش سوتی پارچہ (سترھویں صدی)

Marfat.com

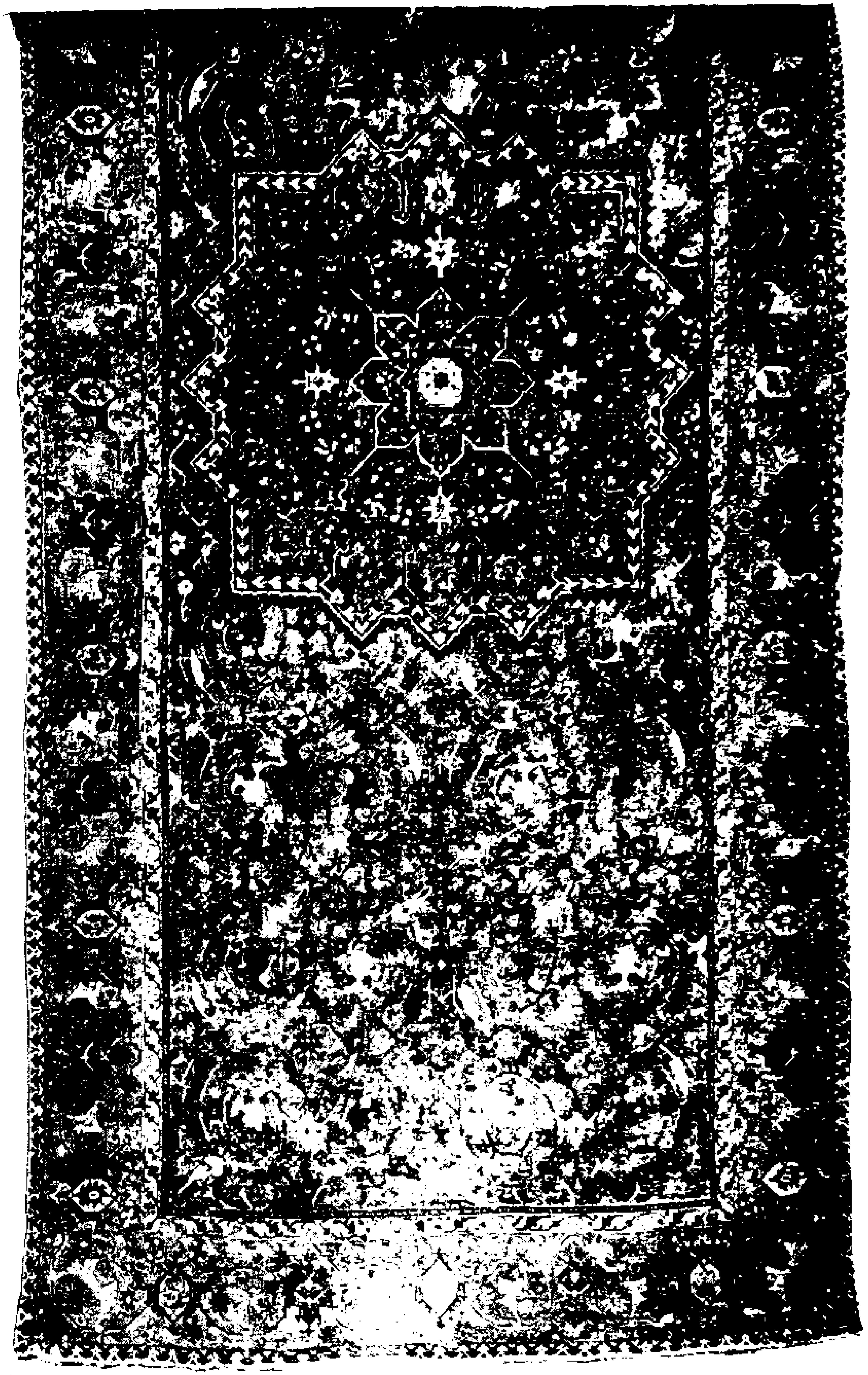

١٨٦ - فسطاط کا
ایک قالین کا ٹکڑا
مصری عربی
(پندرھویں صدی)

Marfat.com

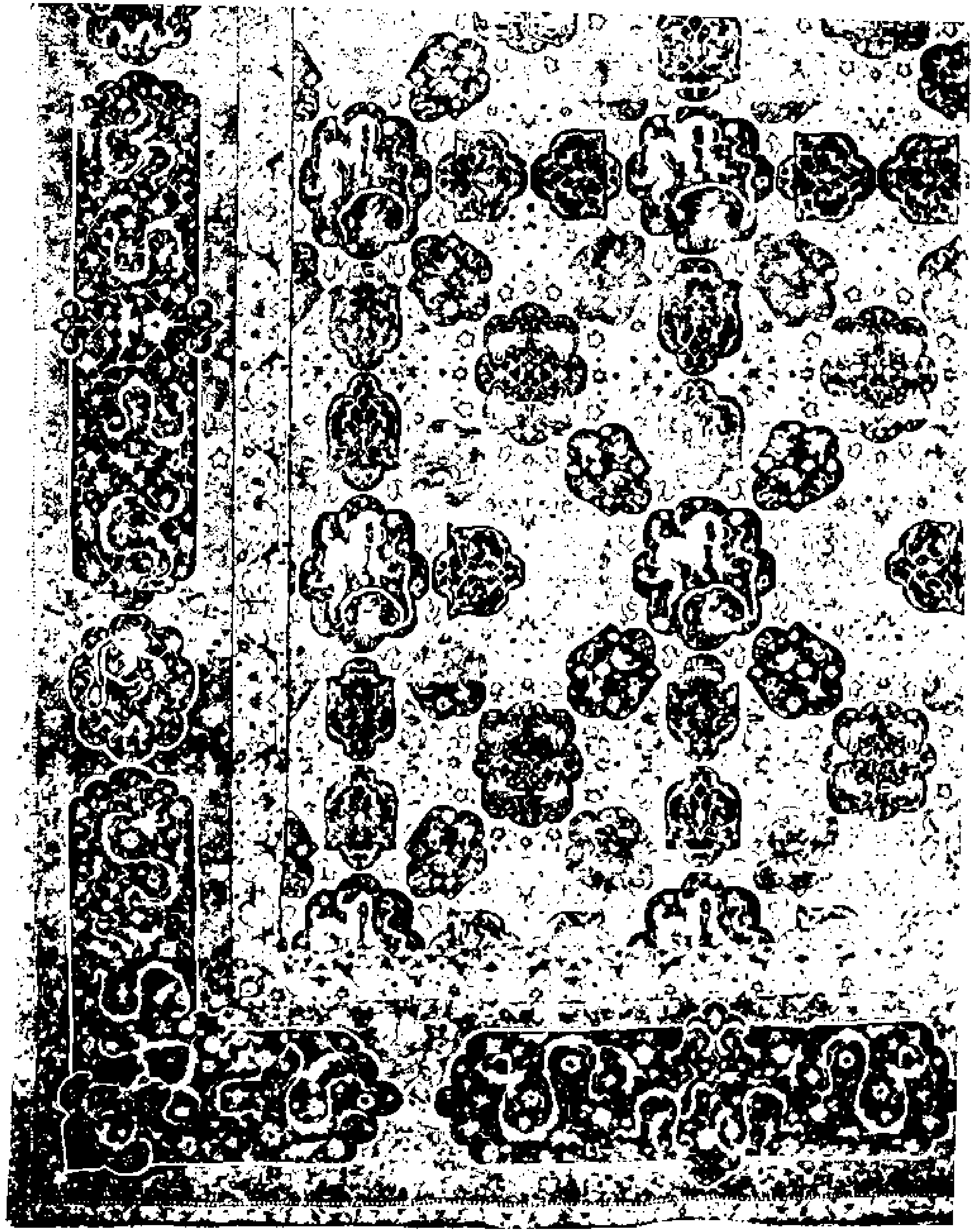

۱۸۹ - ایرانی خانہ‌دار قالین ، عہد صفوی (سولھویں صدی)

۱۹۰ - ایرانی سجادہ ، عہد صفوی (سولھویں صدی)

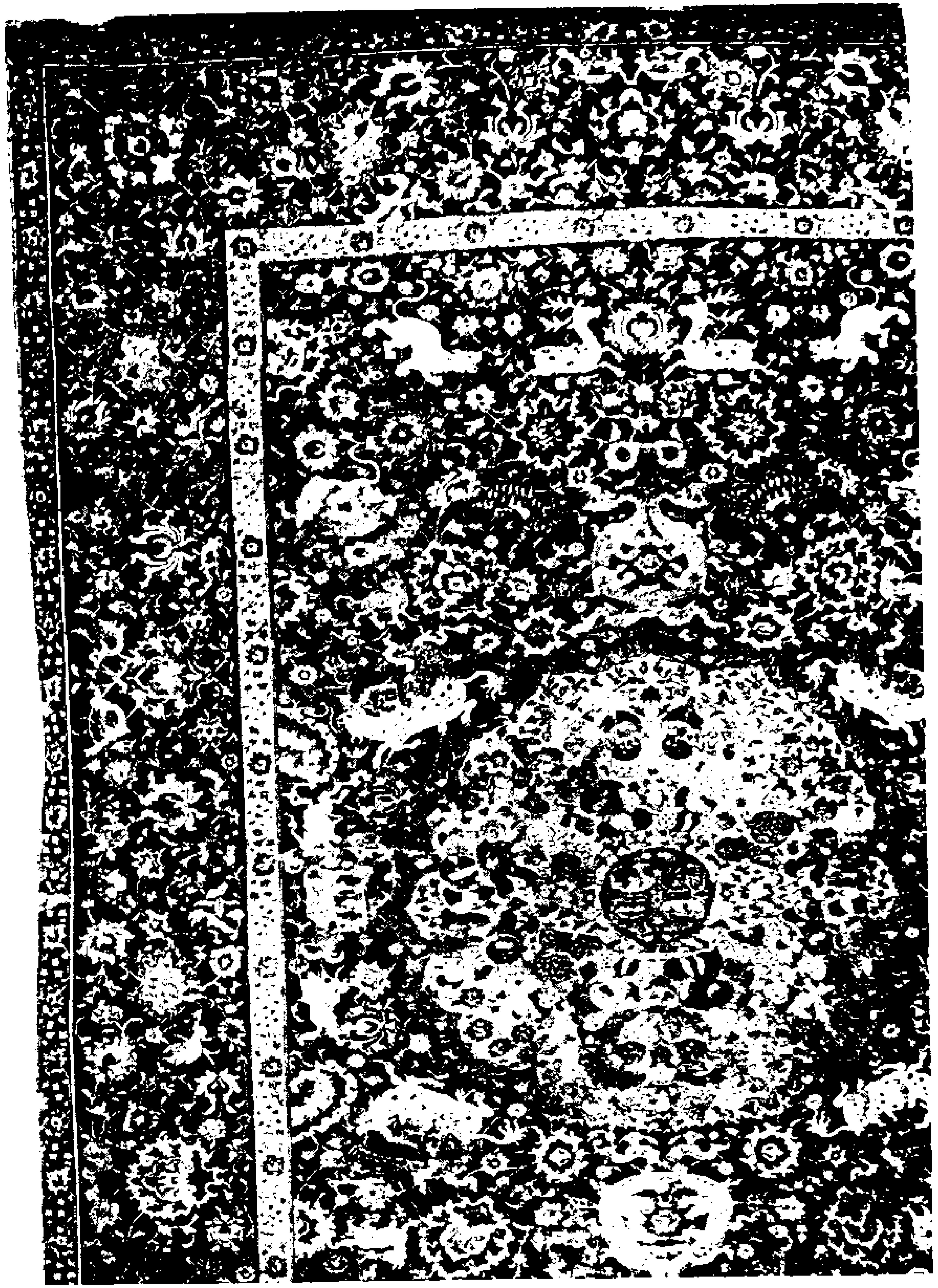

۱۹۱ - صفوی عہد کا ایک ایرانی قالین (سولھویں صدی)

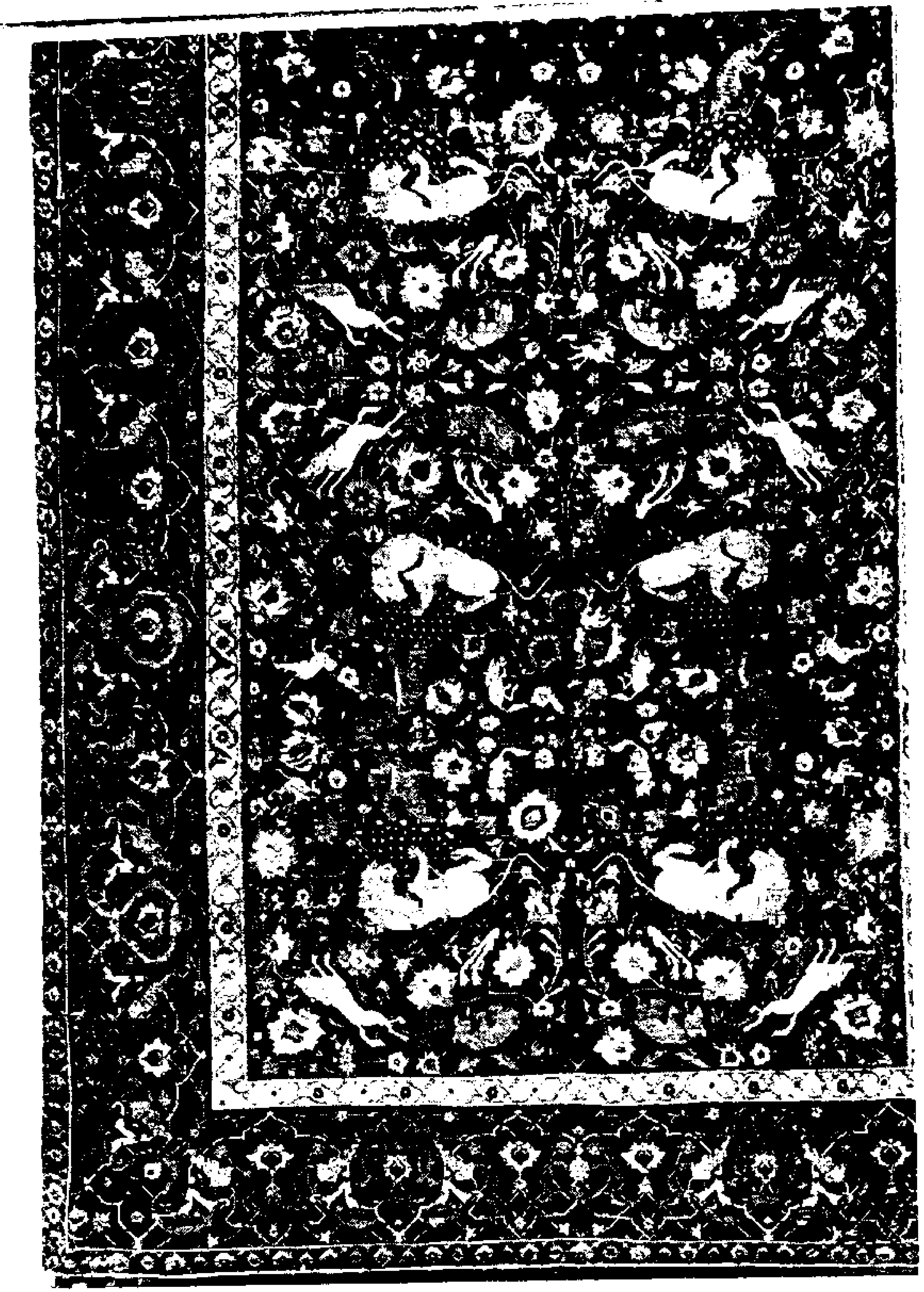

۱۹۲ - ارد بیل (ایران) کا ایک قالین جو جانوروں کی تصاویر سے مزین ہے - عہد صفوی (سولھویں صدی)

Marfat.com

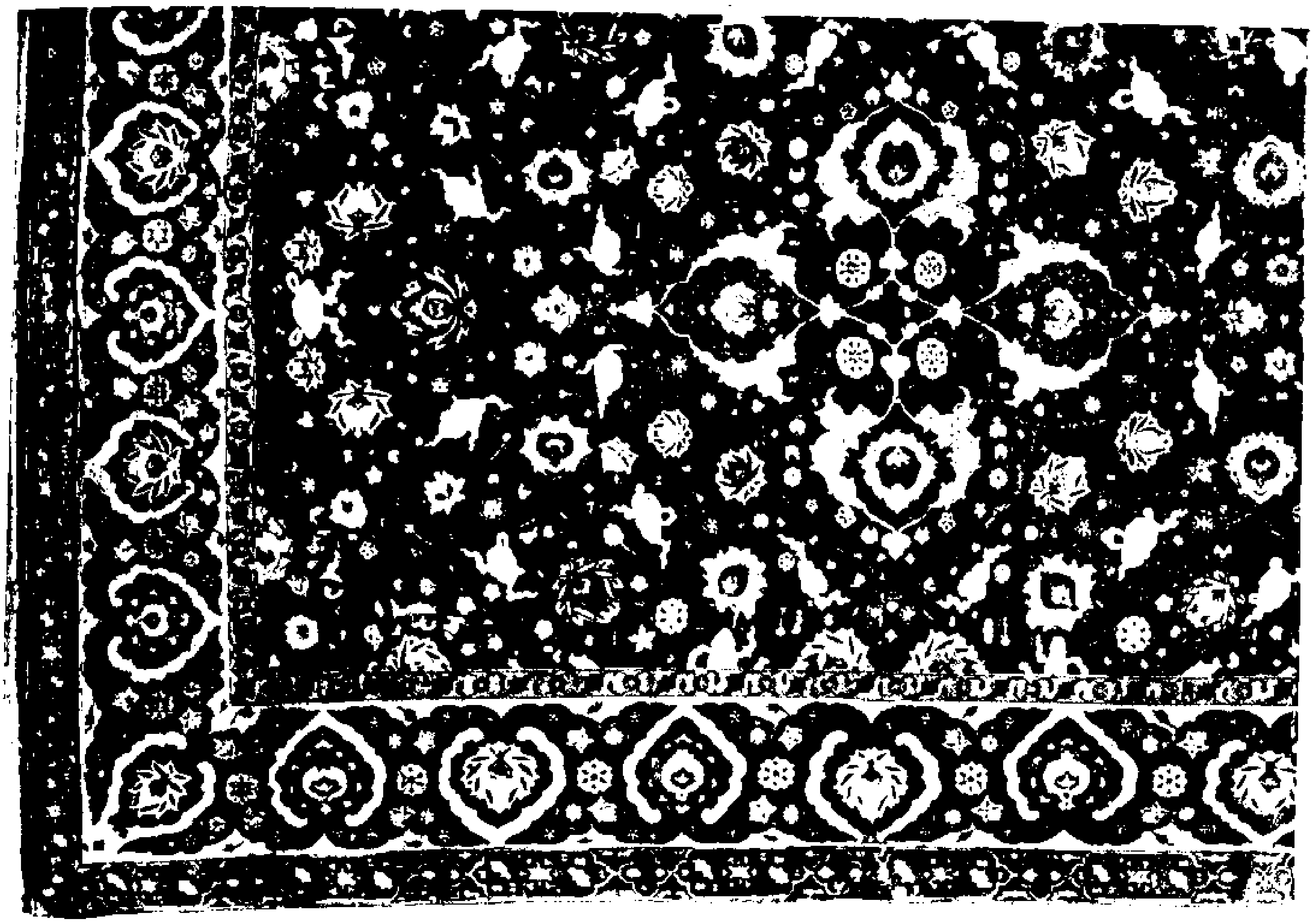

۱۹۳ - ایرانی ریشمی قالین، عہد صفوی (سولھویں صدی)

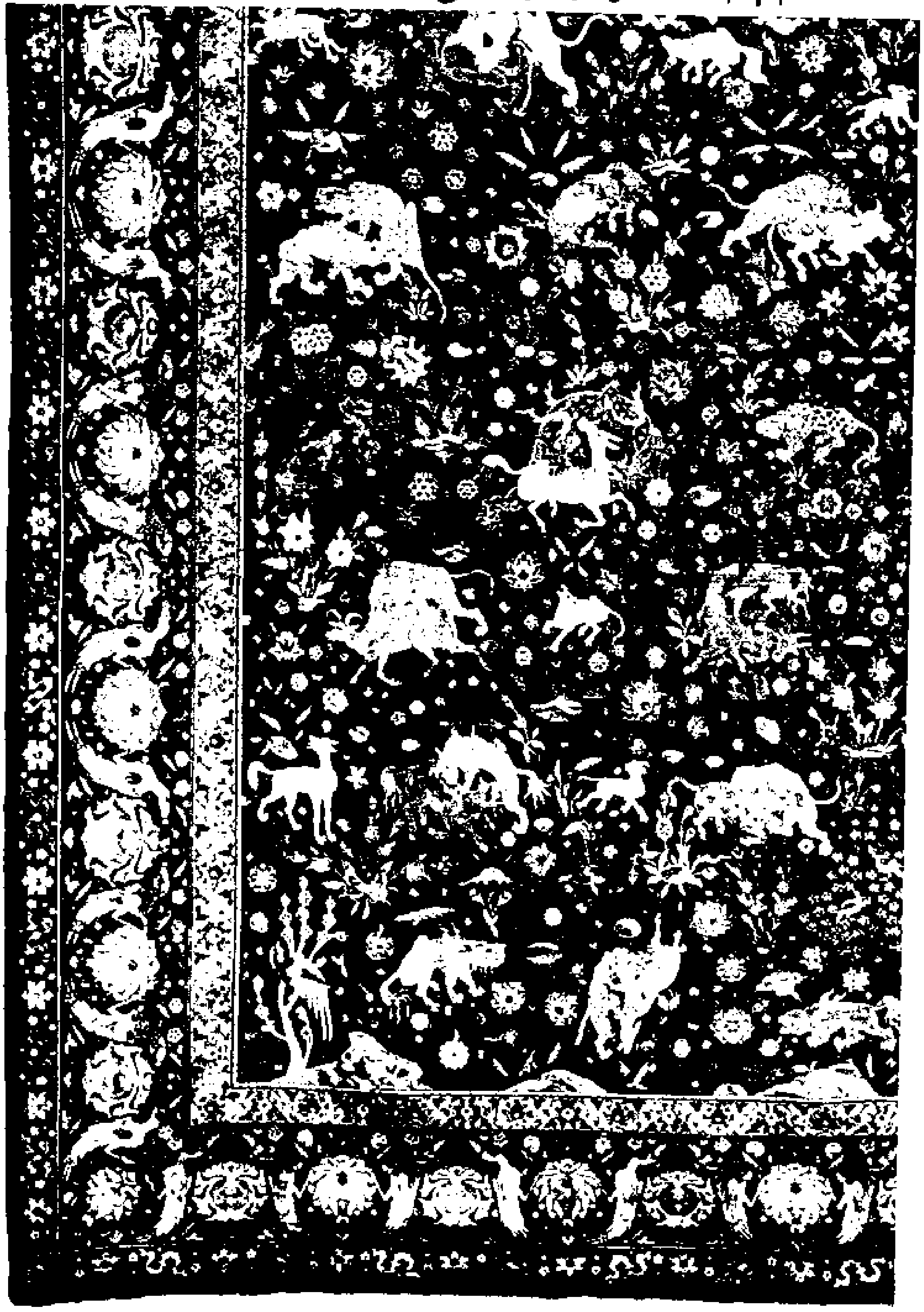

۱۹۴ - ایرانی ریشمی قالین جس میں جانوروں کی تصاویر ہیں

Marfat.com

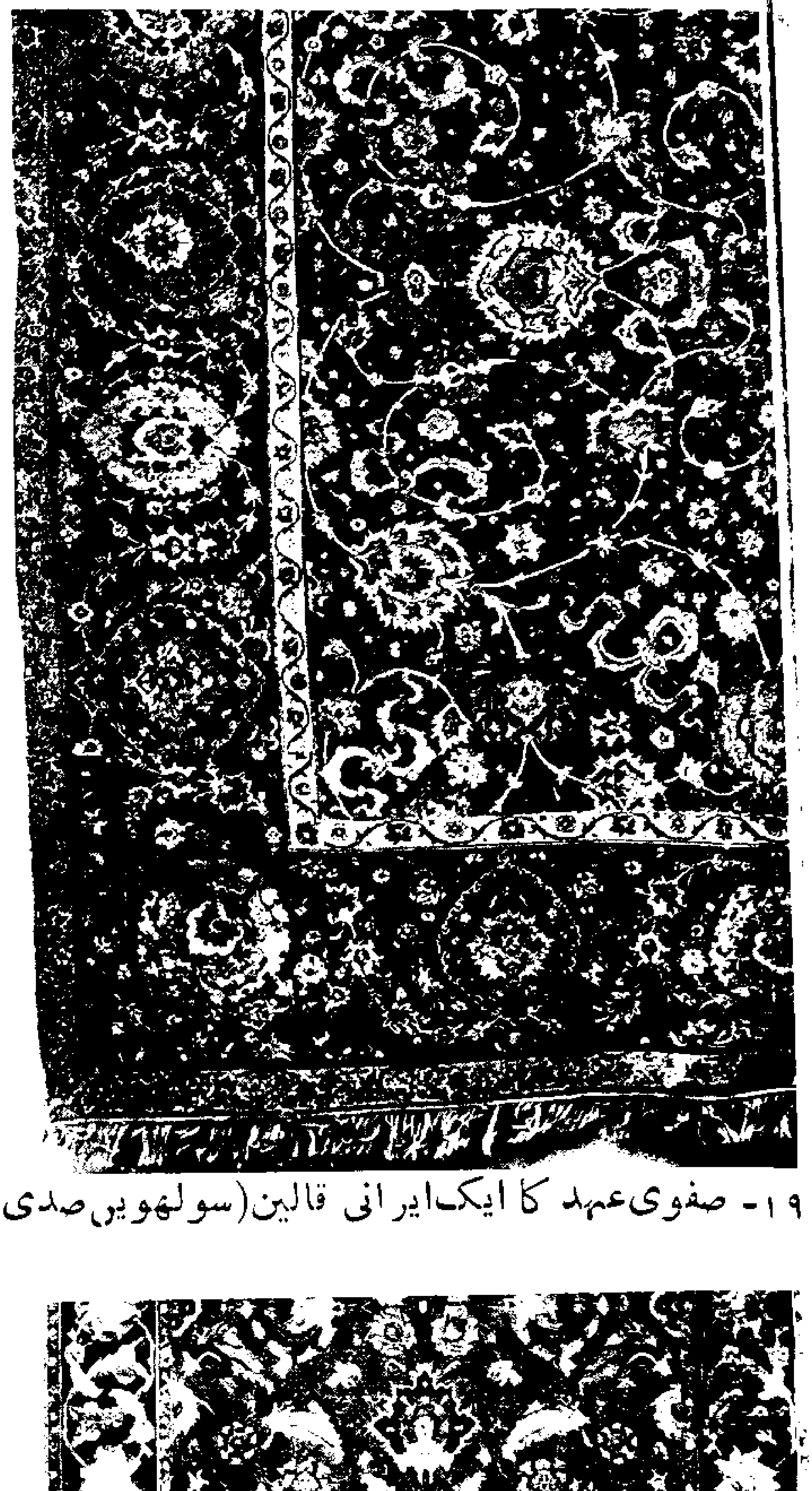

۱۹- صفوی عہد کا ایک ایرانی قالین (سولھویں صدی)

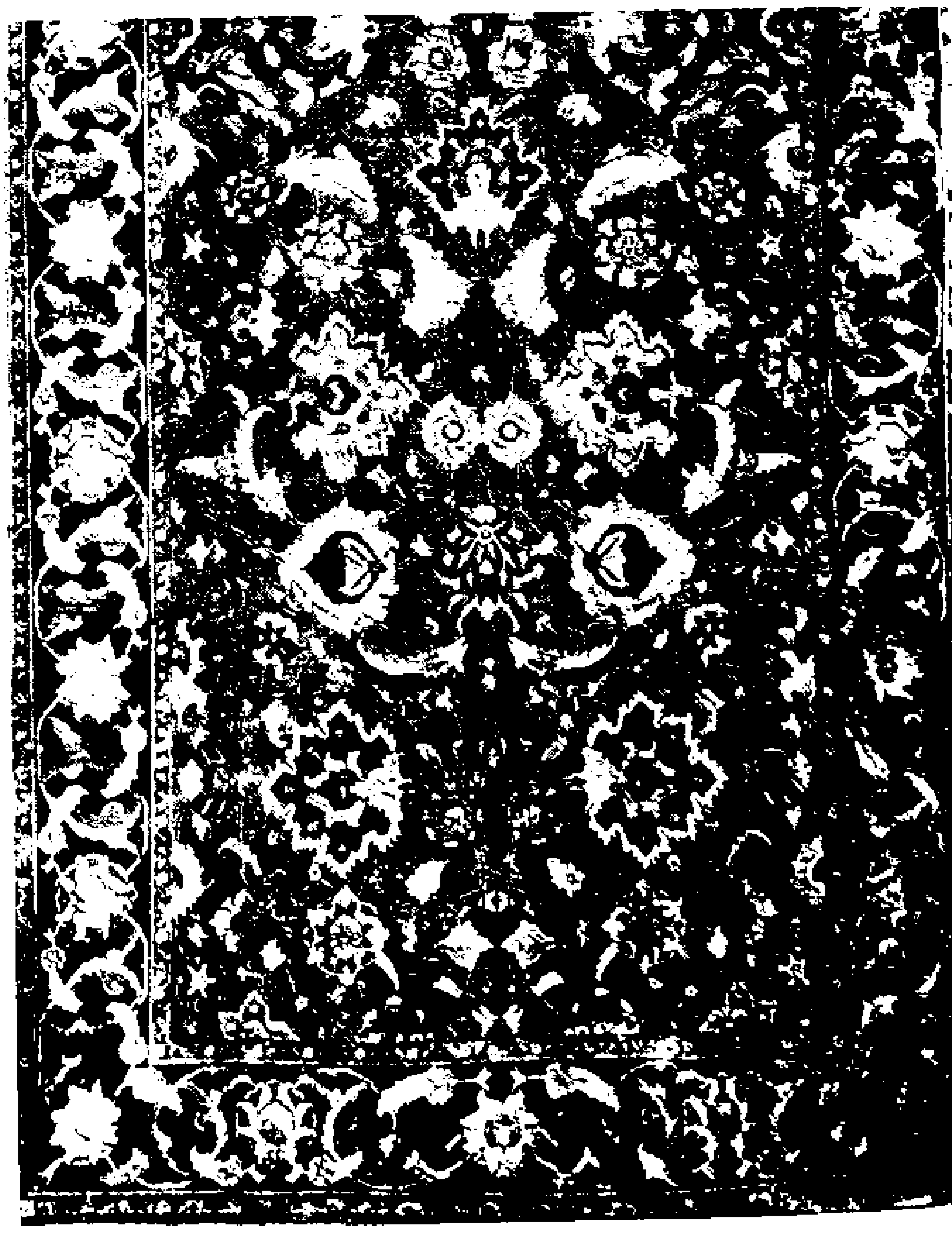

۱۹۶ - صفوی عہد کا ایک ایرانی قالین
(سترھویں صدی)

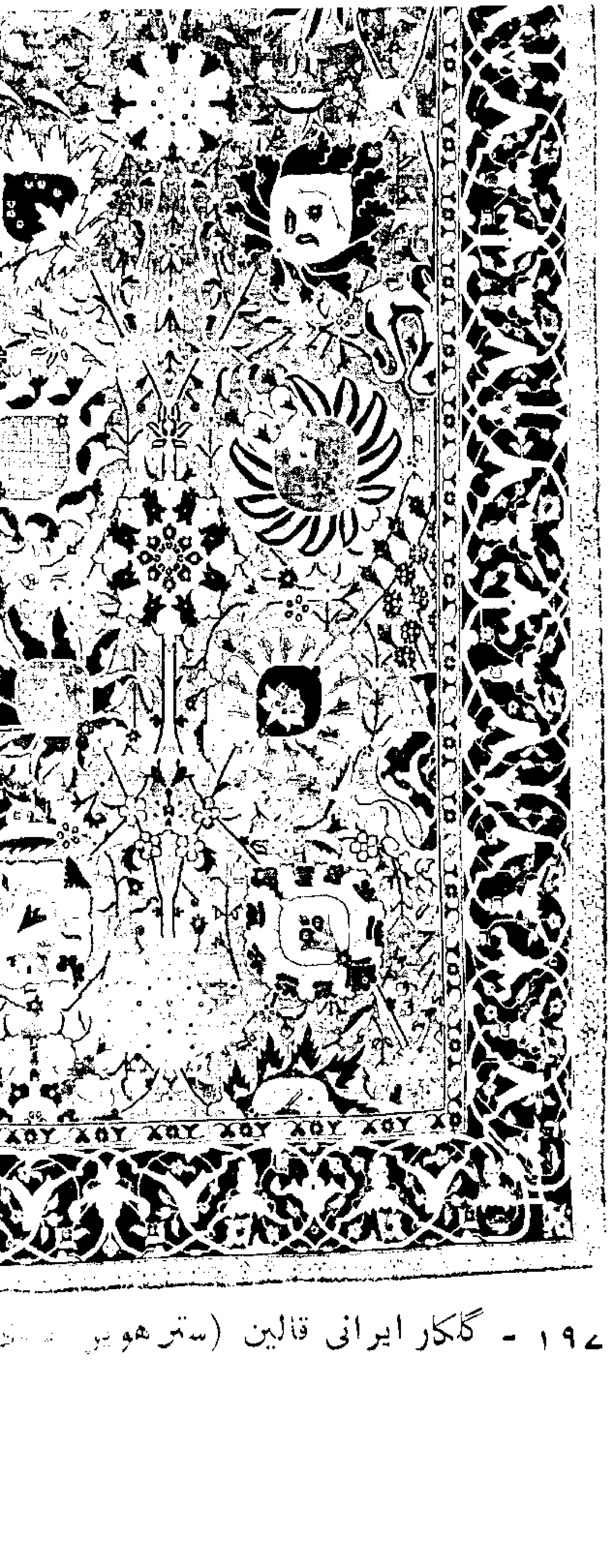

۱۹۷ - گلکار ایرانی قالین (سترھویں

Marfat.com

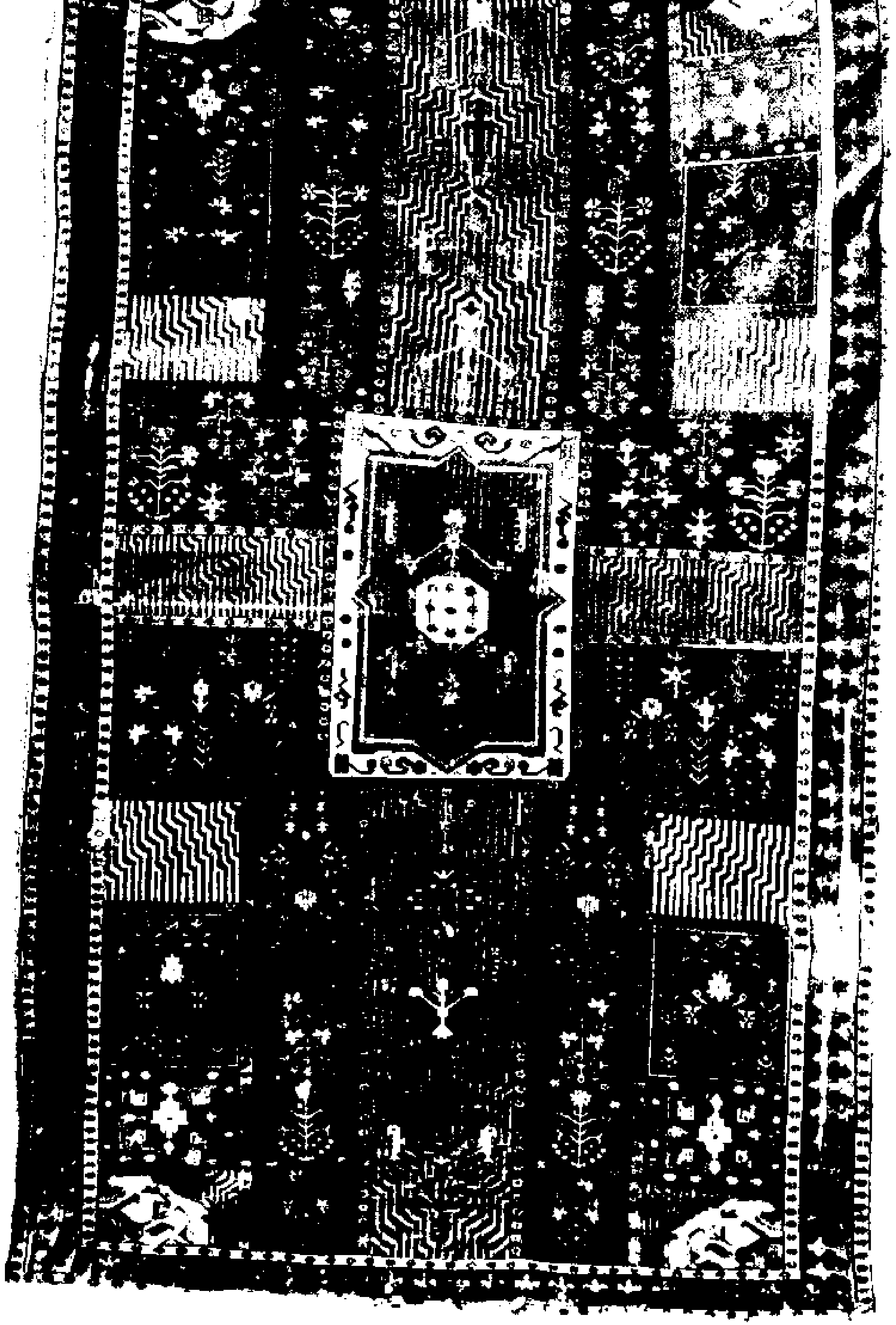

۱۹۹ - قالین (ایرانی یا قفقازی) اٹھارھویں صدی

Marfat.com

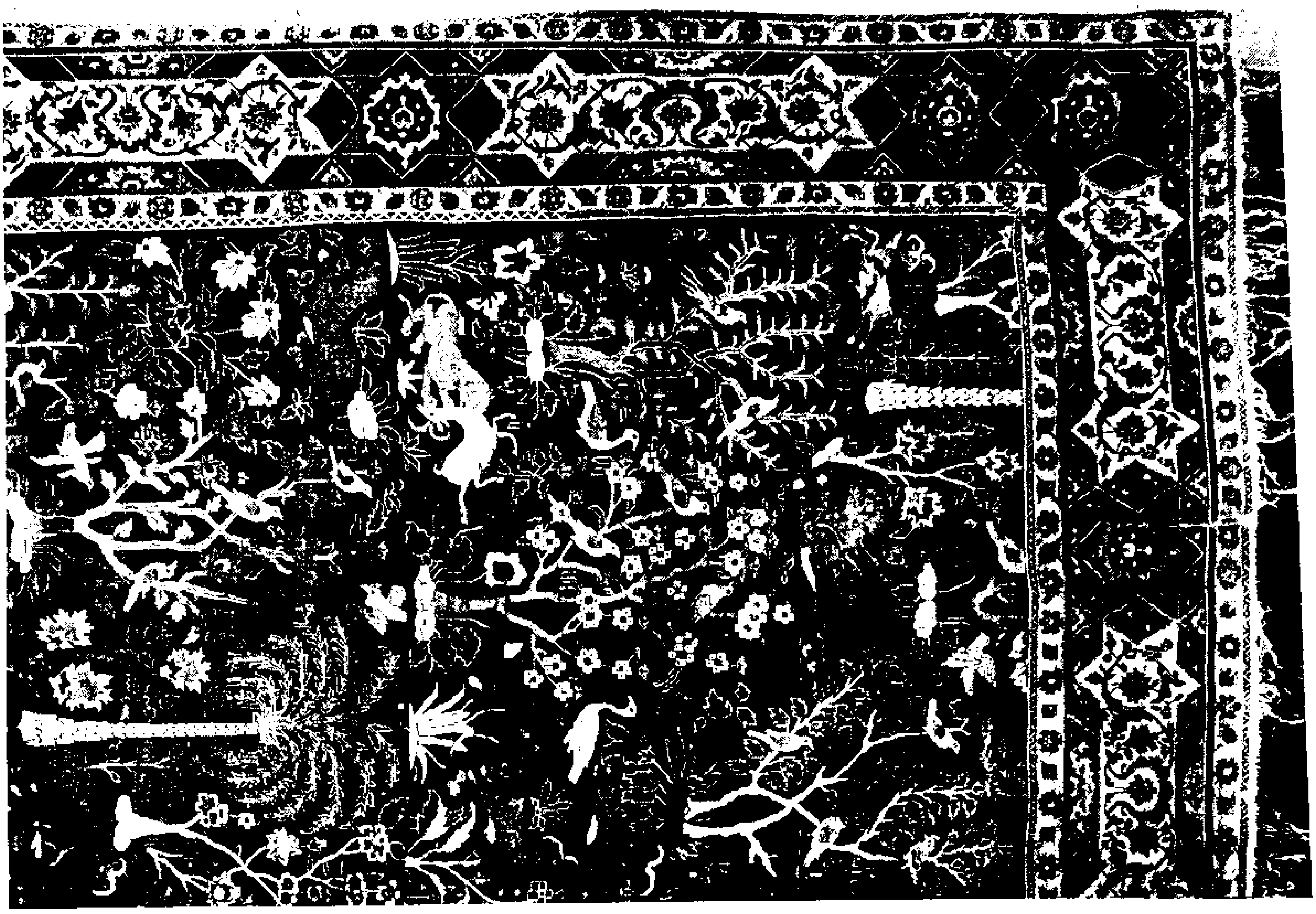

Marfat.com

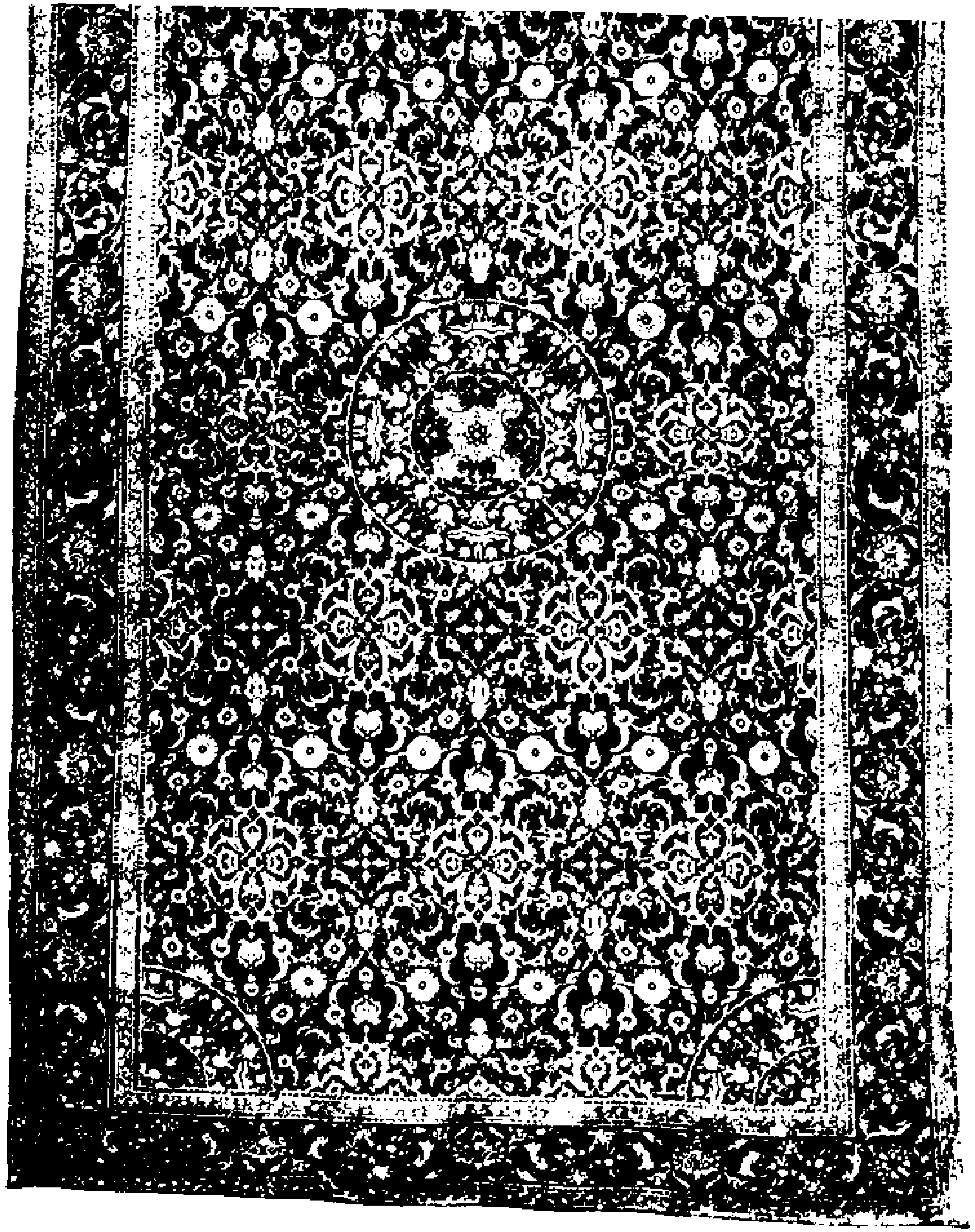

۲۰۳-ترکی قالین(سولھویں صدی)

- ہندوستانی قالین (سترہویں صدی)

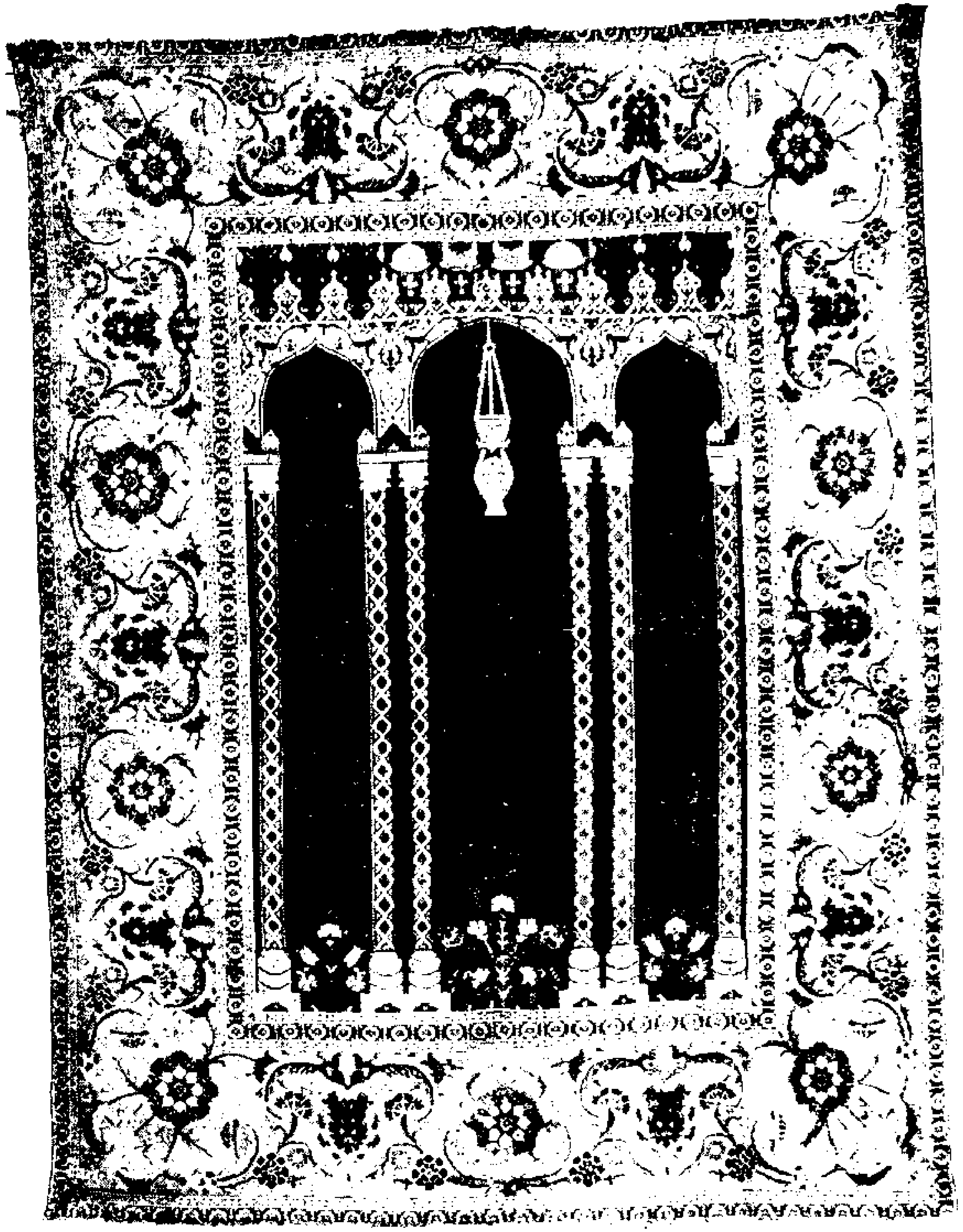

۲۰۳ - ترکی سجادہ، ۱۶۰۰ء

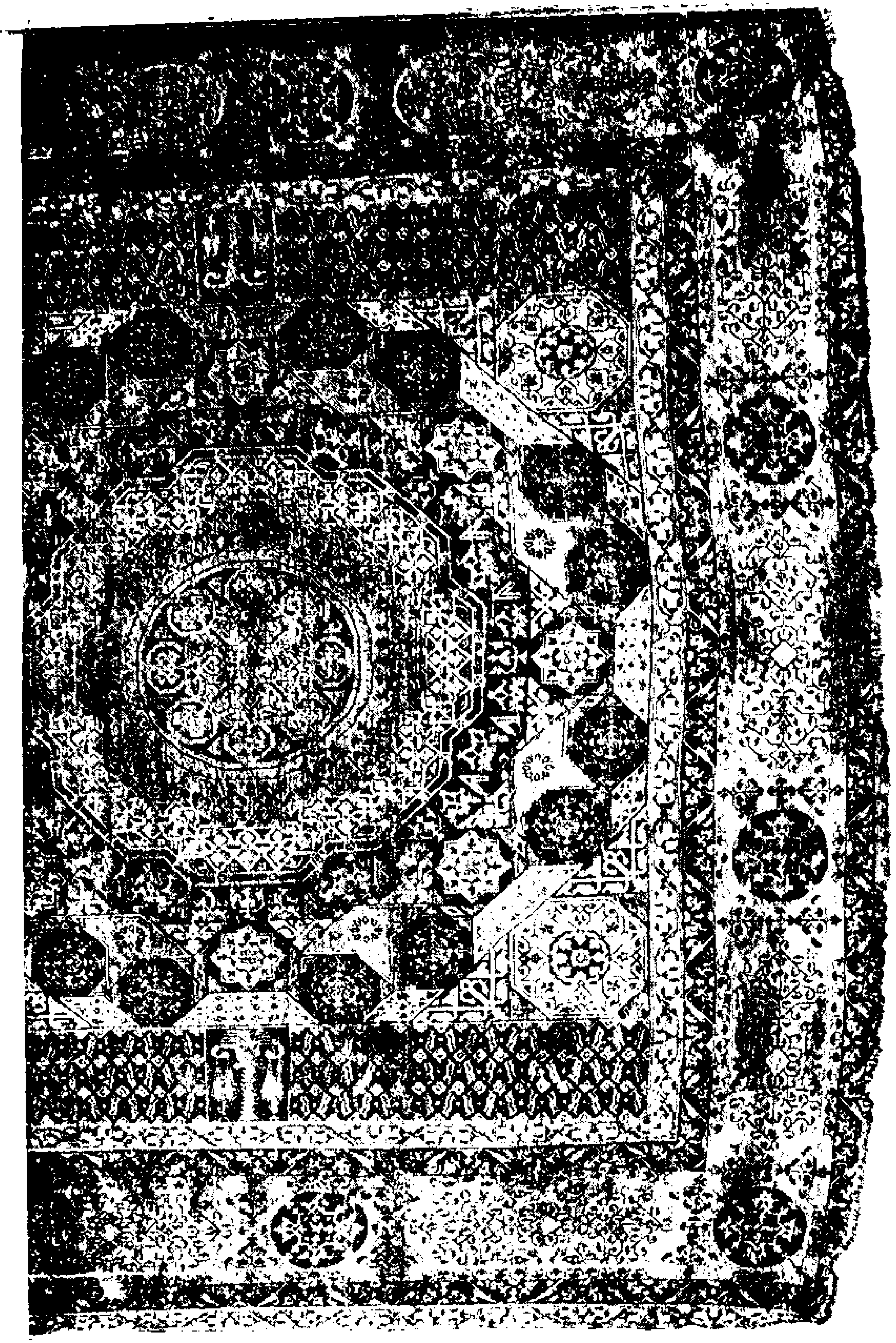

۲۰۵ - قالین جو غالباً مصری ہے (سولھویں صدی)

Marfat.com

قالین ایشیائے کوچک (سترھویں صدی)

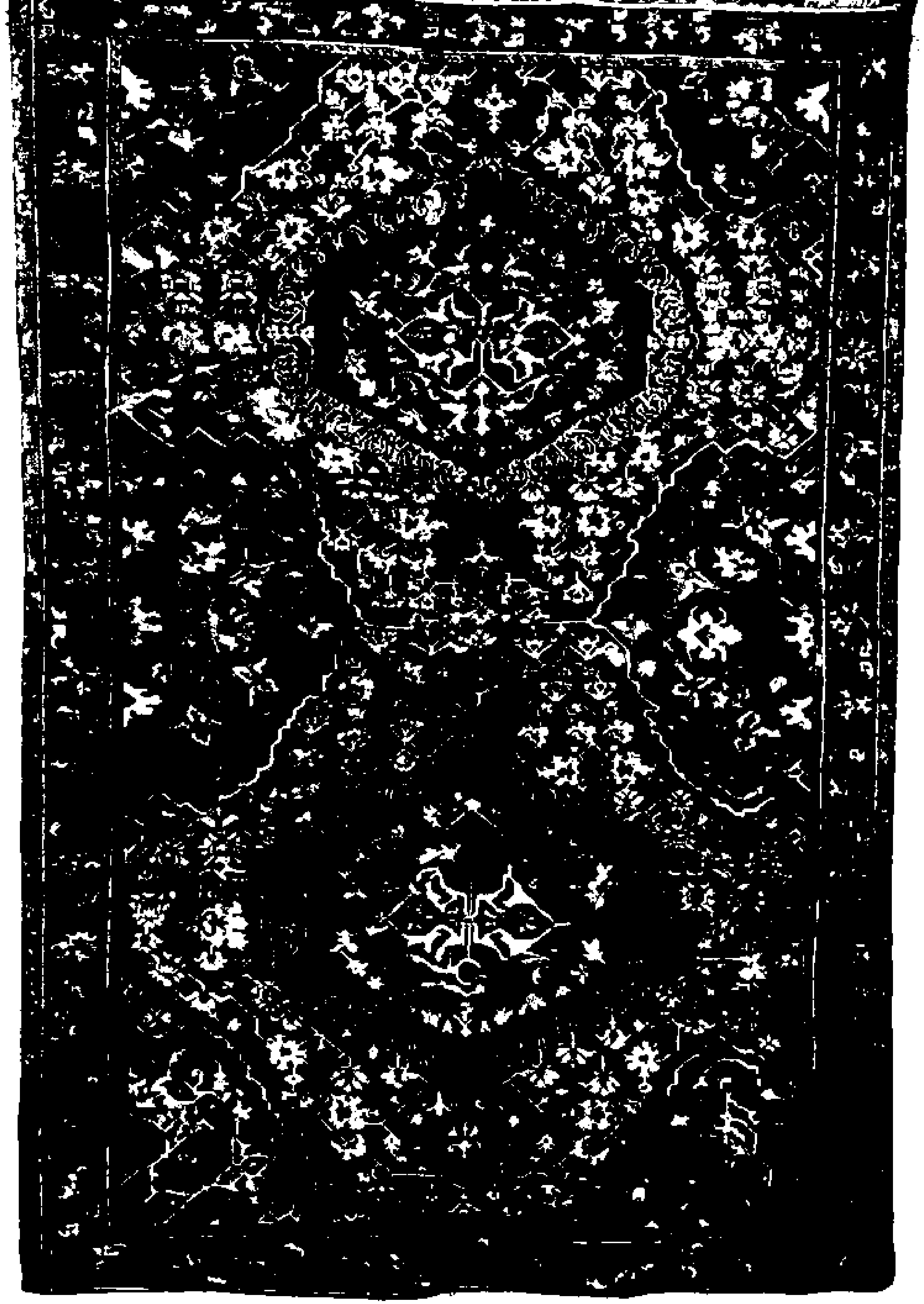

قالین ایشیائے کوچک (سترھویں صدی)

Marfat.com

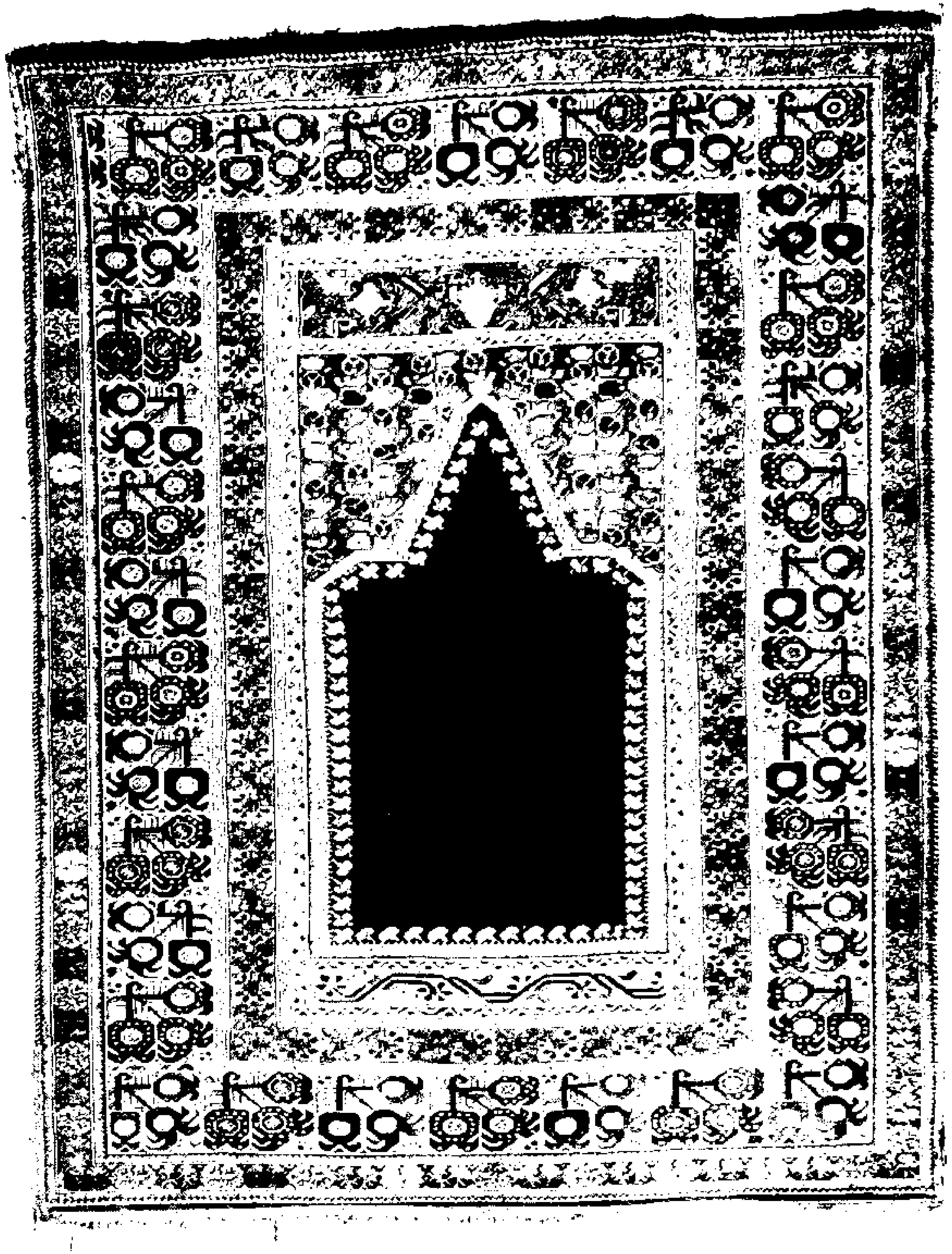

۲۰۸ - ترکی سجادہ (اٹھارھویں صدی)

۲۰۹ - ترکی سجادہ (اٹھارھویں صدی)

Marfat.com

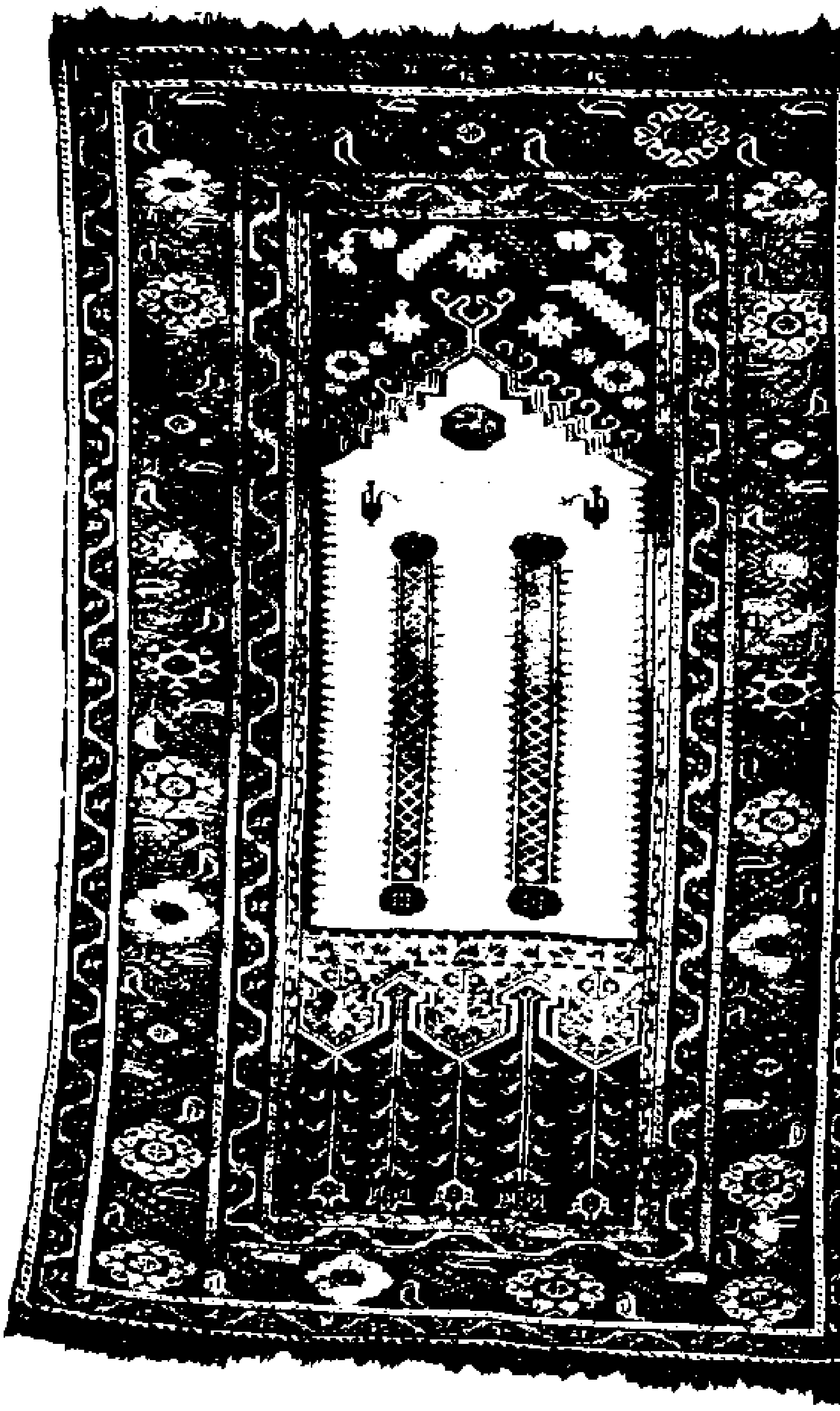

۲۱۰ - ترکی سجادہ ، ۱۷۹۵ء

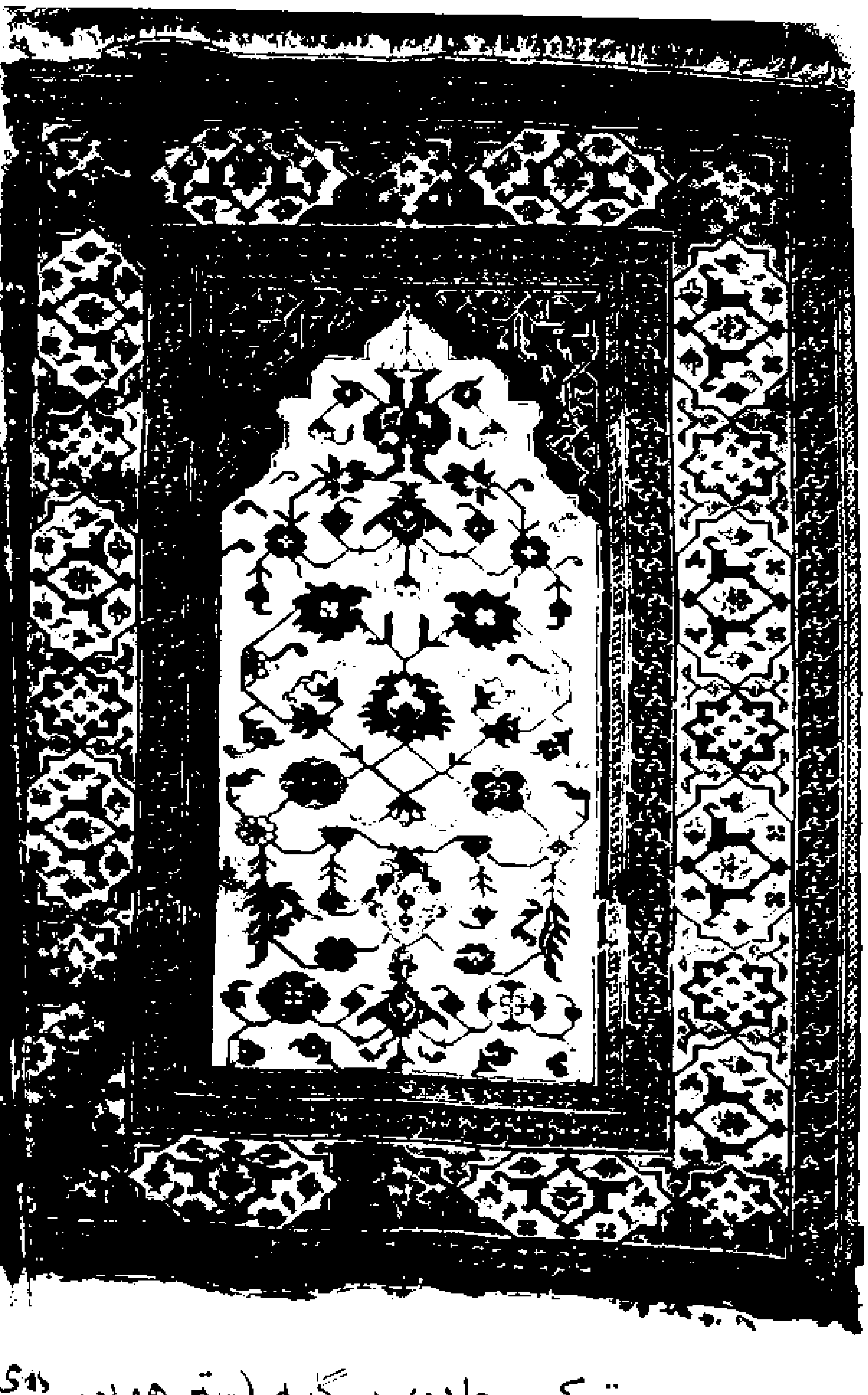

۲۱۱ - ترکی سجادہ، برگمہ (سترھویں صدی

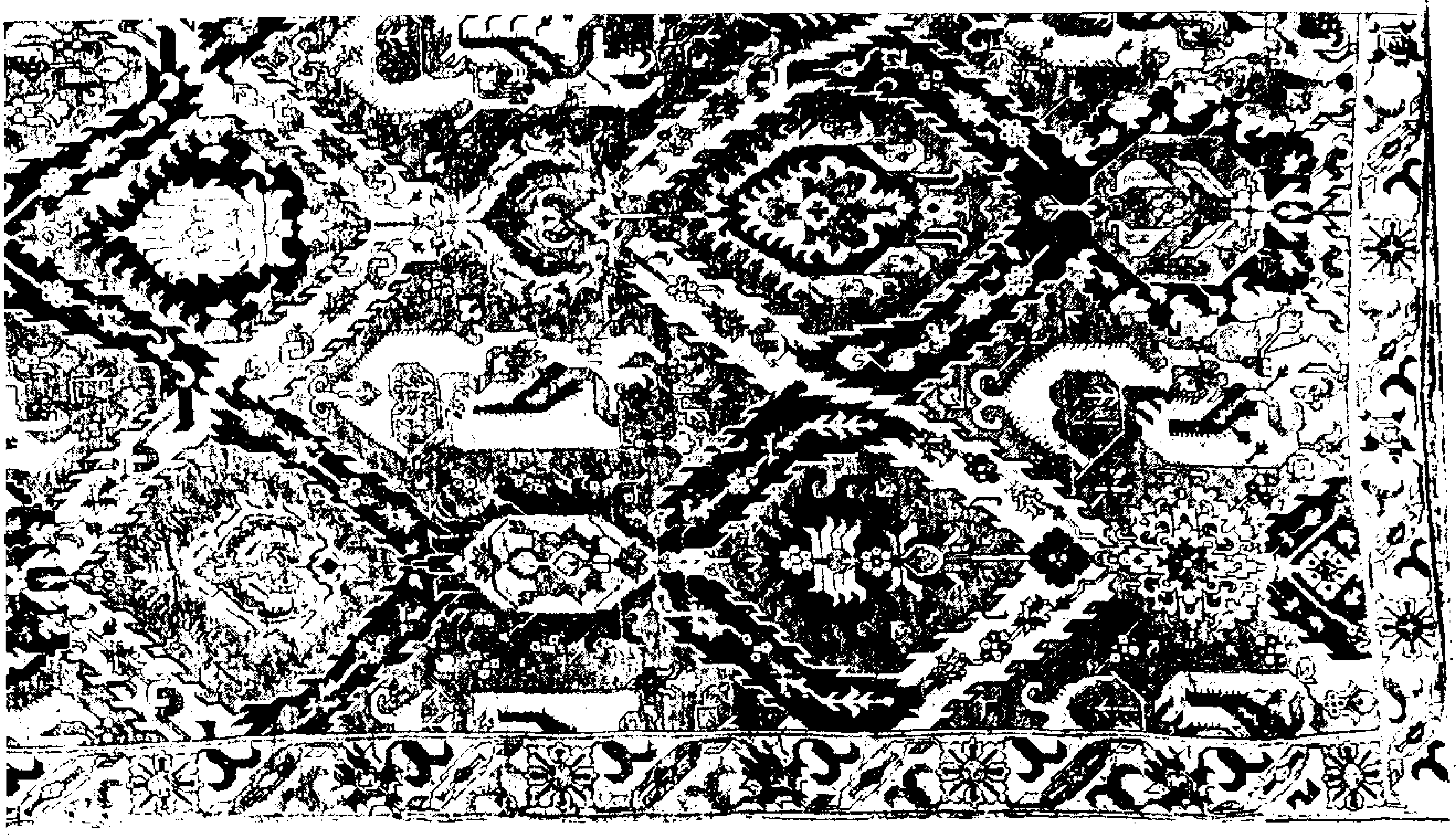

۲۱۲ - قفقاز کا ایک قالین جس پر اژدھا کی تصویر ہے(سترھویں صدی)

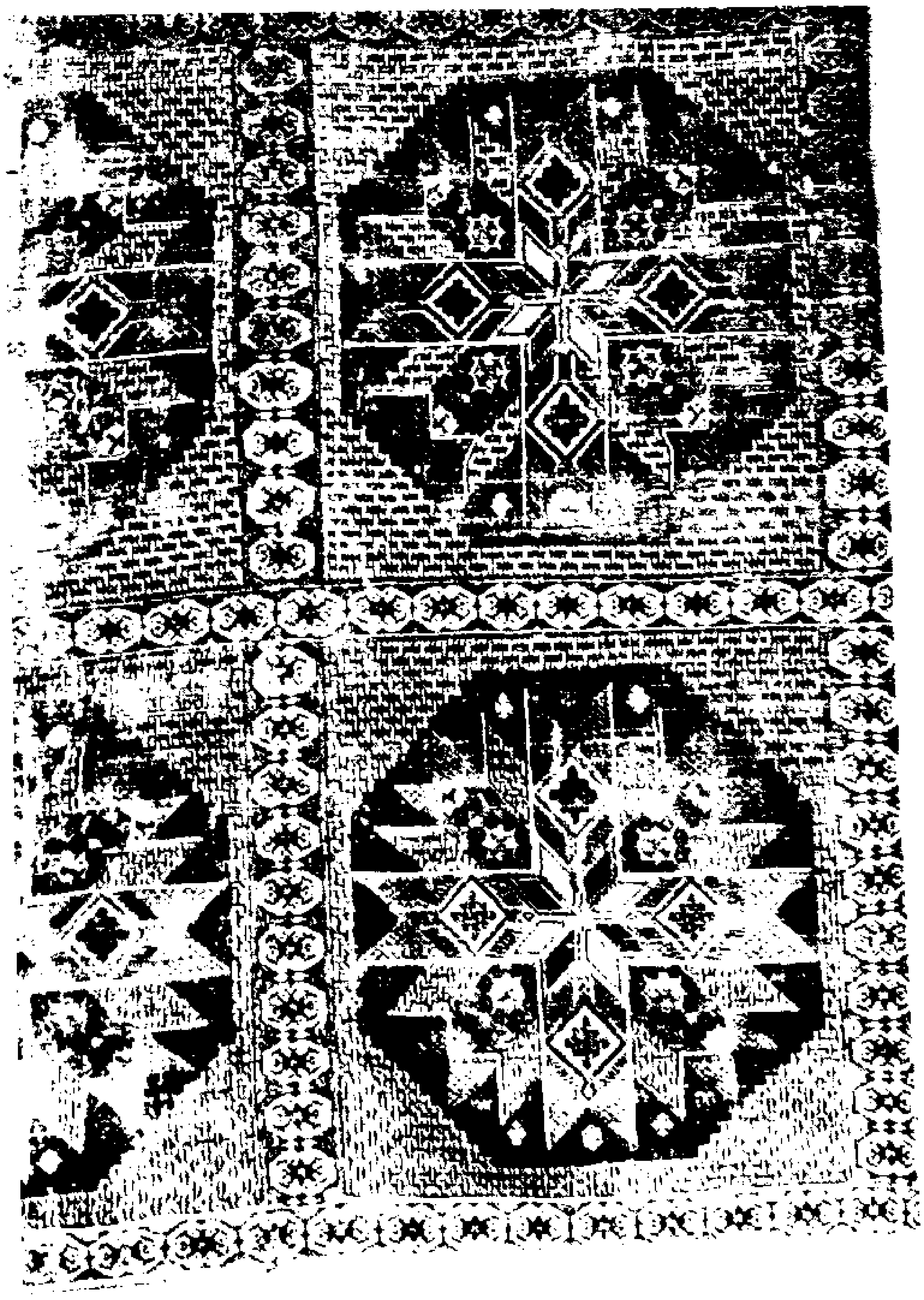

۲۱۳ - اندلس کا عربی طرز کا قالین(پندرھویں صدی)

Marfat.com

Marfat.com

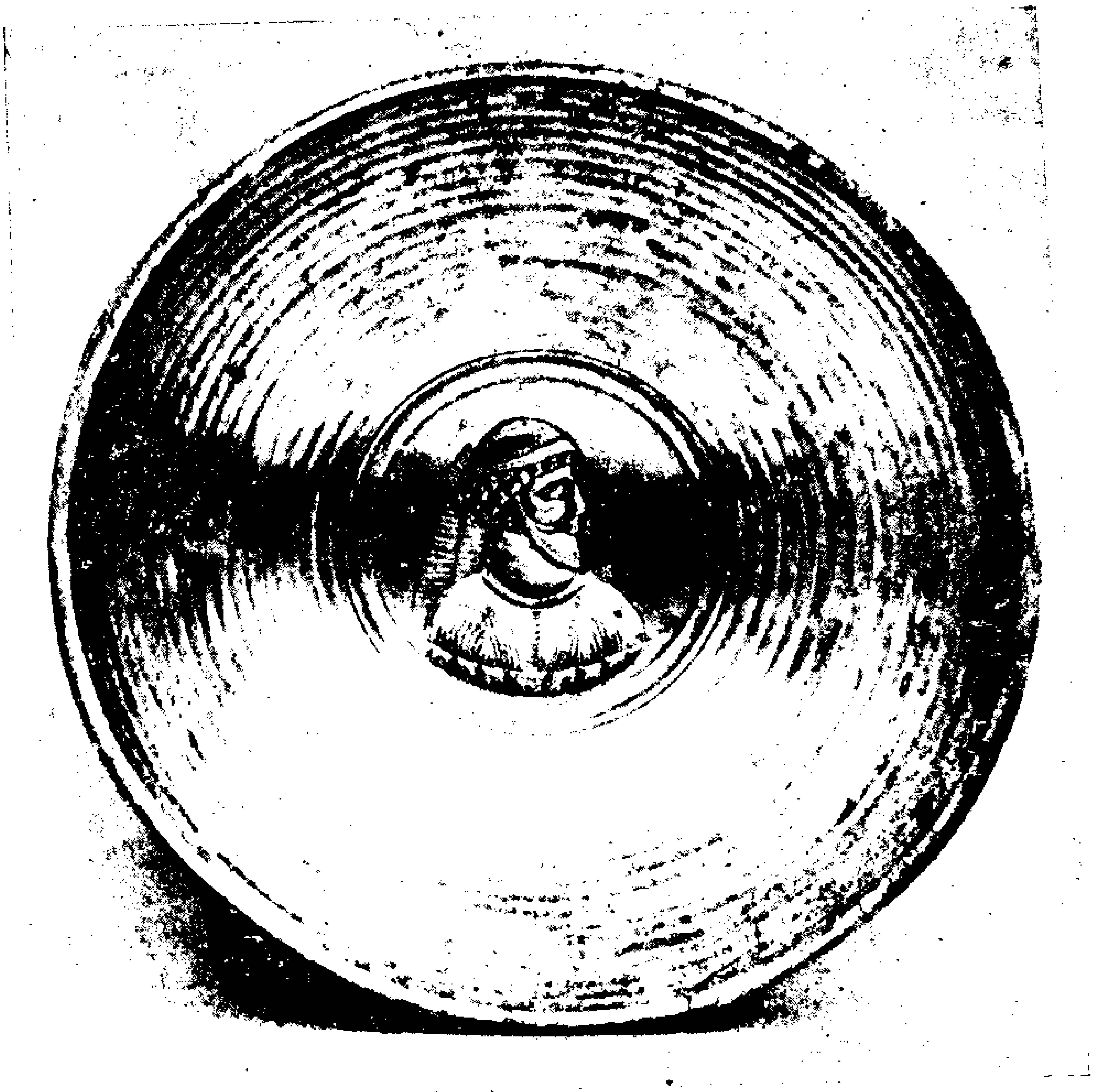

۲۱۷ - نقرئی تشتری جس کے درمیان ایک مجوسی مذہبی پیشوا کی تصویر ہے اور جو ساسانی عہد (تیسری چوتھی صدی عیسوی) کی ساخت ہے - یہ ان چار ظروف میں سے ہے ۰ جو قصر شیریں سے حاصل ہوئے۔

۲۱۳ - پیتل کا ایک ابریق جو کھجور کی شاخوں اور کنول کے شگوفوں سے مزین ہے اور عہد ساسانی (پانچویں چھٹی صدی عیسوی) کی ساخت ہے۔ یہ ابریق جو پرنس اورلوف (Prince Orloff) کے مجموعہ میں محفوظ ہے ، ساسانی عہد کے کانسی کے بہترین ظروف میں شمار ہوتا ہے۔

Marfat.com

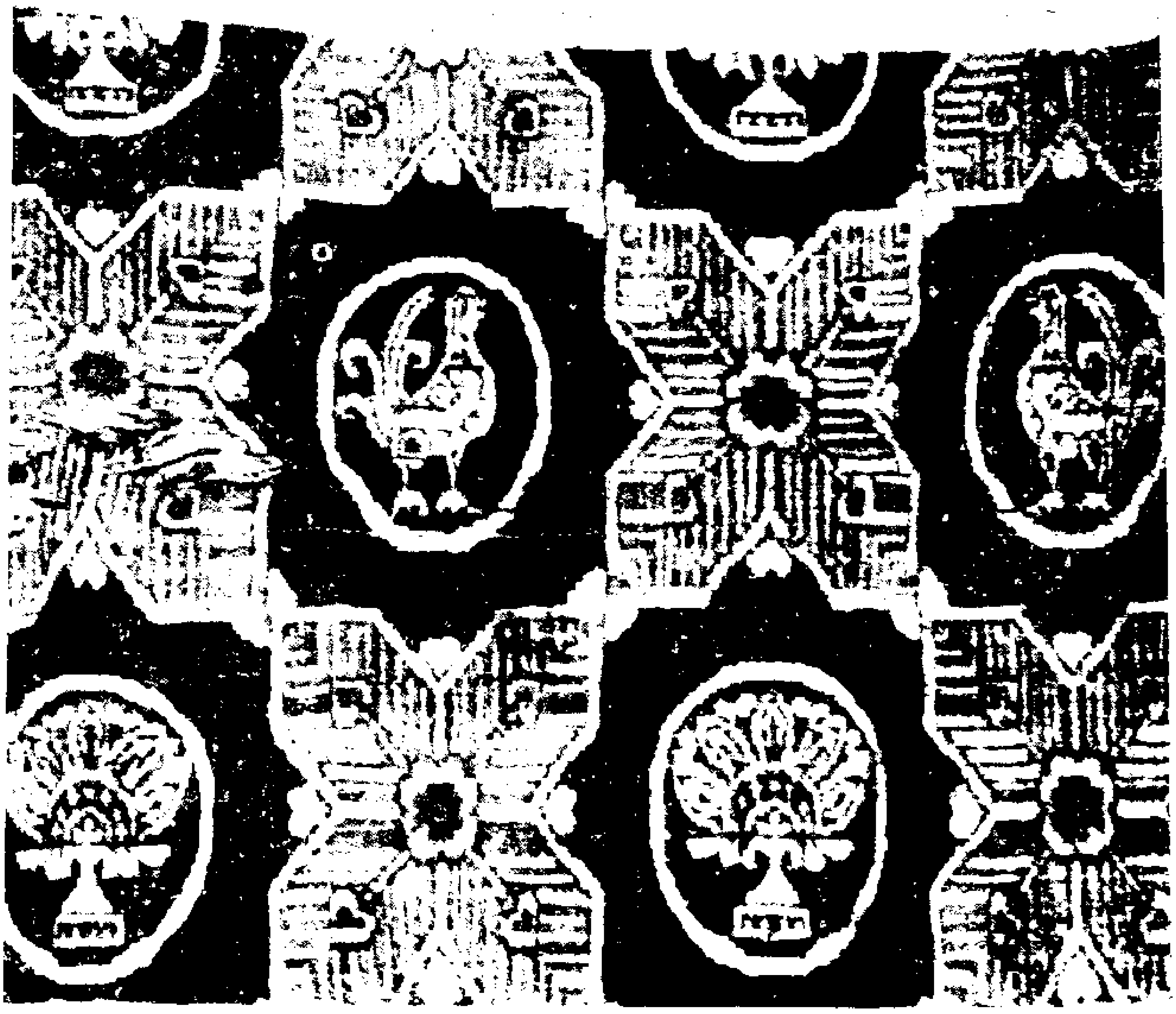

۲۱٦ - ایک ریشمی جامہ جو مرغ اور کھجور کی شاخوں سے آراستہ ہے،
عہد ساسانی (چھٹی صدی عیسوی) -

Marfat.com

الشراب فاشد وهو مغثي للمعدة نافع لمن غثي عليه انفس للعصب والمعدة

المستخية والمرار الحامل لمرية ولولنج الذي يعرض فيه في الرجيع ويقال انه ينفع
من الامراض التي يعرض فيها اللوا وهذا الشراب يحتاج ان يعتق سنينا كثيرة
فانه ان لم يفعل به لم ينبها ان يشرب
واما الشراب الذي يقال له الثاني ويقال له ايضا الشروب ويسمى حمرا
فانه يعمل على هذه الصفة ياخذ حب عنب يقال لها عصرته ليتبرج من فلقي عليه
جرار ما من ماء بالاجانة ويعصر ويطبخ حتى يذهب منه الثلثان ويبقى الثلث ويلقى في

۲۰۷ ۔ چند آدمی انگوروں کا رس نکال رہے ہیں ۔ از کتاب المفردات مؤلفہ دیو سقوریدس ، مورخہ رجب ۶۲۱ھ ، دبستان بغداد ، عراق ۔

Marfat.com

۲۱۸ - ایک نقرئی جام کی تصویر (جب اس میں شراب ڈالی جائے تو پرندہ گردش کرتا ہے اور سیٹی بجاتا ہے) - یہ تصویر الجزری کی تالیف الآلات المتحرکہ سے لی گئی ہے - جس کے نسخہ پر رمضان [illegible]ھ مرقوم ہے - یہ نسخہ غالباً مملوکی عہد کا ہے اور مجموعہ کیورکیان (Keverkian Collection) میں محفوظ ہے -

Marfat.com

۲۱۹ - ابومحجن اور سعد بن ابی وقاص ساسانی دربار میں - از خاور
مولفہ ابن حسام - دبستان ترکمانی ایرانی، تقریباً ۱۳۸۰

Marfat.com

۲۲۰ - ایک ضیافت کے لئے کھانا تیار ہو رہا ہے ، بطرز بہزاد ،
از دیوان حافظ ، دبستان ہرات ، پندرہویں صدی کا اختتام -

Marfat.com

۲۲۱ - ایک بیمار گھوڑا اور اس کا آقا ، بطرز استاد مہدی ،
دبستان اصفہان - عطیہ آقائے جورج پراٹ -

Marfat.com

۲۲۲ - ایک نوجوان کی تصویر ، عمل آقائے رضاء ،
دبستان صفوی

۲۲۳ - عاشق و معشوق جو بغلگیر ہو رہے ہیں ،
عمل رضائے عباسی، ۱۰۳۹ ھ دبستان صفوی

Marfat.com

۲۲۴ - خواجه جهان ایک نوجوان کو دیکھ رها هے ، جو پرندوں
کے گھونسلوں کی تلاش میں درخت سے گر پڑا هے ، عمل
آقائے رضاء ، شاهجهان کے ایک مرقع (البم) سے یه تصویر
حاصل هوئی ، دبستان جهانگیری -

Marfat.com

۲۲۵ - شہنشاہ اکبر اور جہانگیر بادشاہ ، عمل بالچند از مرقع شاہجہاں ، دبستان جہانگیری - یہ تصویر مجموعۂ کوورکیان میں محفوظ ہے -

Marfat.com

۲۲ ـ ایک پرندے کی تصویر جسے استاد منصور نے بنایا
از مرقع شاہجہان ۔ دبستان جہانگیری ۔

Marfat.com

۲۲۷ - شبیه روپ سنگهه ، عمل گوردهن از مرقع شاهجهان

۲۲۸ - شبیه شاهجهان ، عمل بهاگ از مرقع شاهجهان

Marfat.com

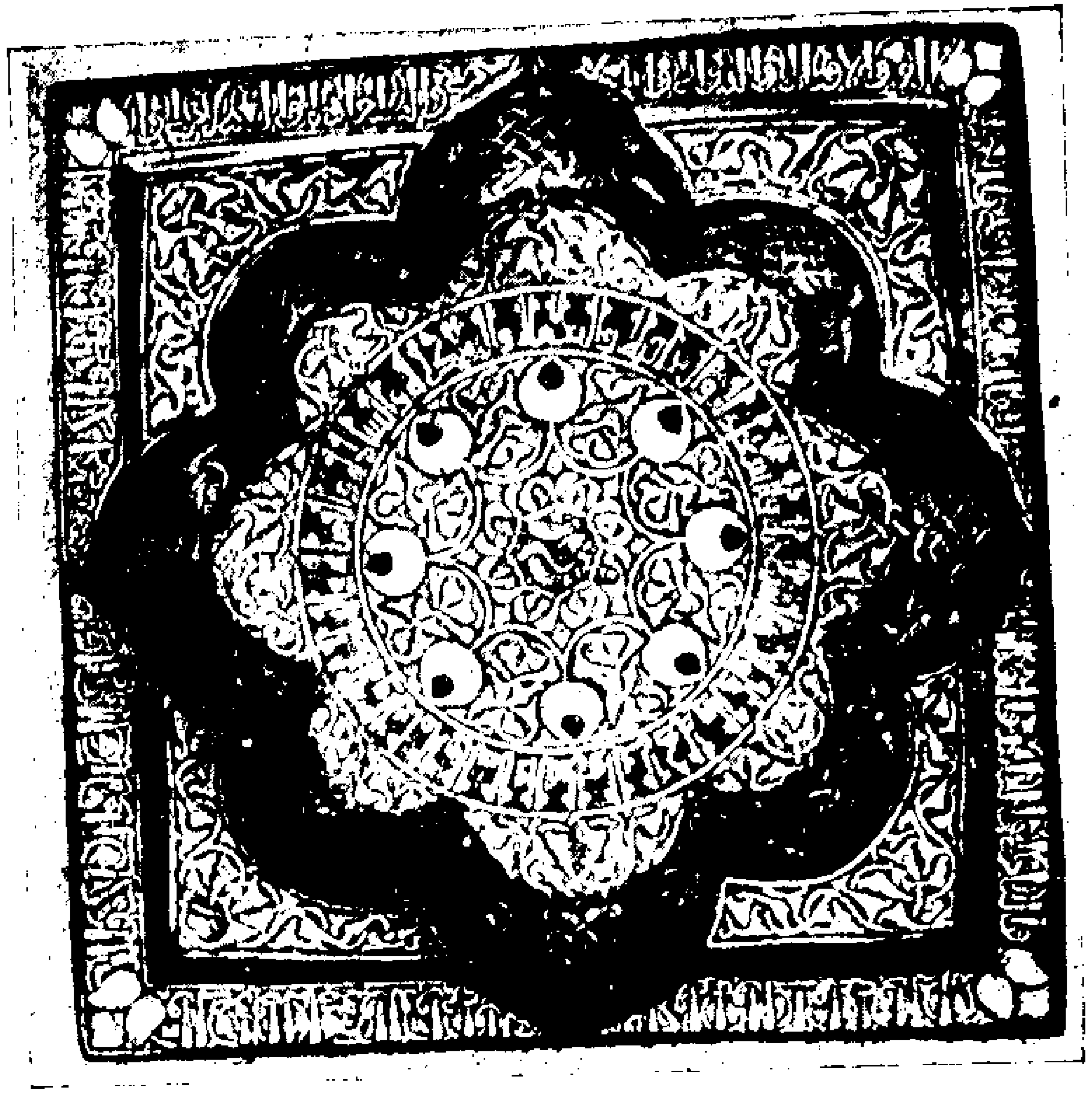

۲۲۹ - کانسی کی تشتری جس میں چاندی کا کام ہے ، ایرانی عہد سلجوق

۲۳۰ - قرآن مجید کا ایک مطلا صفحہ جس پر کاتب کا نام احمد بن السہروردی الکبری البغدادی اور تاریخ کتاتب ۷۰۷ھ مرقوم ہے ۔ ایرانی، مغولی عہد

Marfat.com

۲۳۱ - کانسی کا ایک بخور دان جو شیرنی کی صورت میں بنایا گیا ہے اور جس پر اس کے مالک کا نام امیر سیف الدنیا والدین محمد الماوردی اور بنانے والے کا نام جعفر بن محمد بن علی اور تاریخ ساخت ۵۷۷ھ منقوش ہے - خراسان سے دستیاب ہوا ، ایرانی ، عہد سلجوقی -

Marfat.com

۲۳۳ - مٹی کا ایک برتن جس کی آرائش جلادار ہے۔ جرجان سے دستیاب ہوا۔ پرندے کی تصویر سے تمام ایرانی خصوصیات عیاں ہیں۔

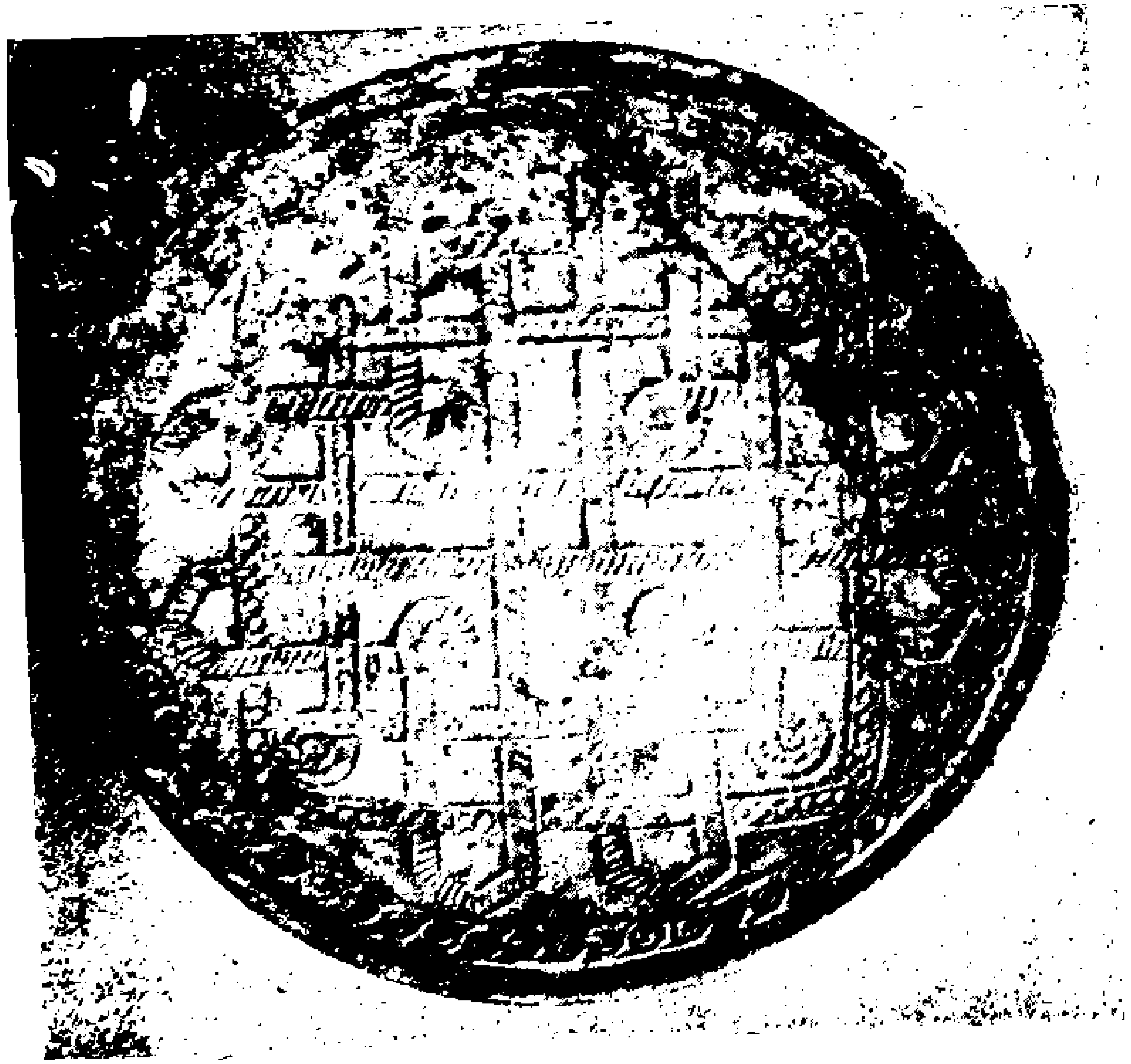

۲۳۲ - ایک روغنی رکابی، جس کی آرائش برجستہ ہے ، عراق ، عہد عباسی۔

Marfat.com

۲۳۴ - مٹی کی ایک رکابی جس پر بیل بوٹے اور
کوفی عبارات نقش ہیں - نیشاپور سے
دستیاب ہوئی - ایرانی ، سامانی عہد -

۲۳۵ - مٹی کی ایک رکابی جس کی آرائش مجلا ہے -
رے (ایران) - عہد سلجوقی -

Marfat.com

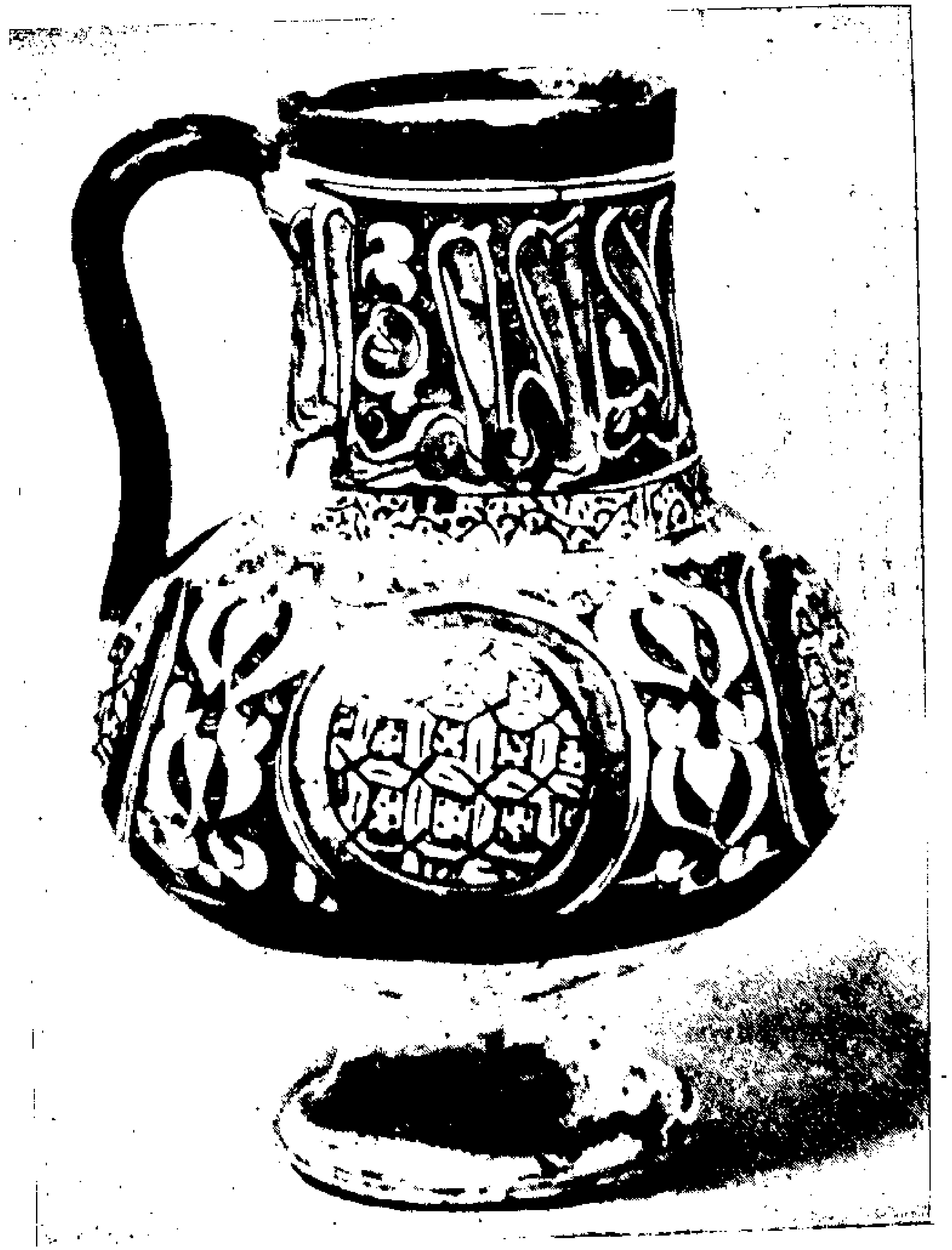

۲۳۰ - مٹی کا ایک ابریق جس کی آرائش مجلا ہے - مرقه (الجزیره) بارھویں صدی ، عطیۂ هوریس هیومائر -

۲۳٦ - بہرام گور ھرن کا شکار کھیل رھا ھے - اور اس کے ساتھ اس کی مطربه آزاده ھے - یه ایک روغنی پیاله ھے جس کو نقاشی سے آراسته کیا گیا ھے اور کاشان (ایران) کی ساخت ھے - (تیرھویں صدی)

Marfat.com

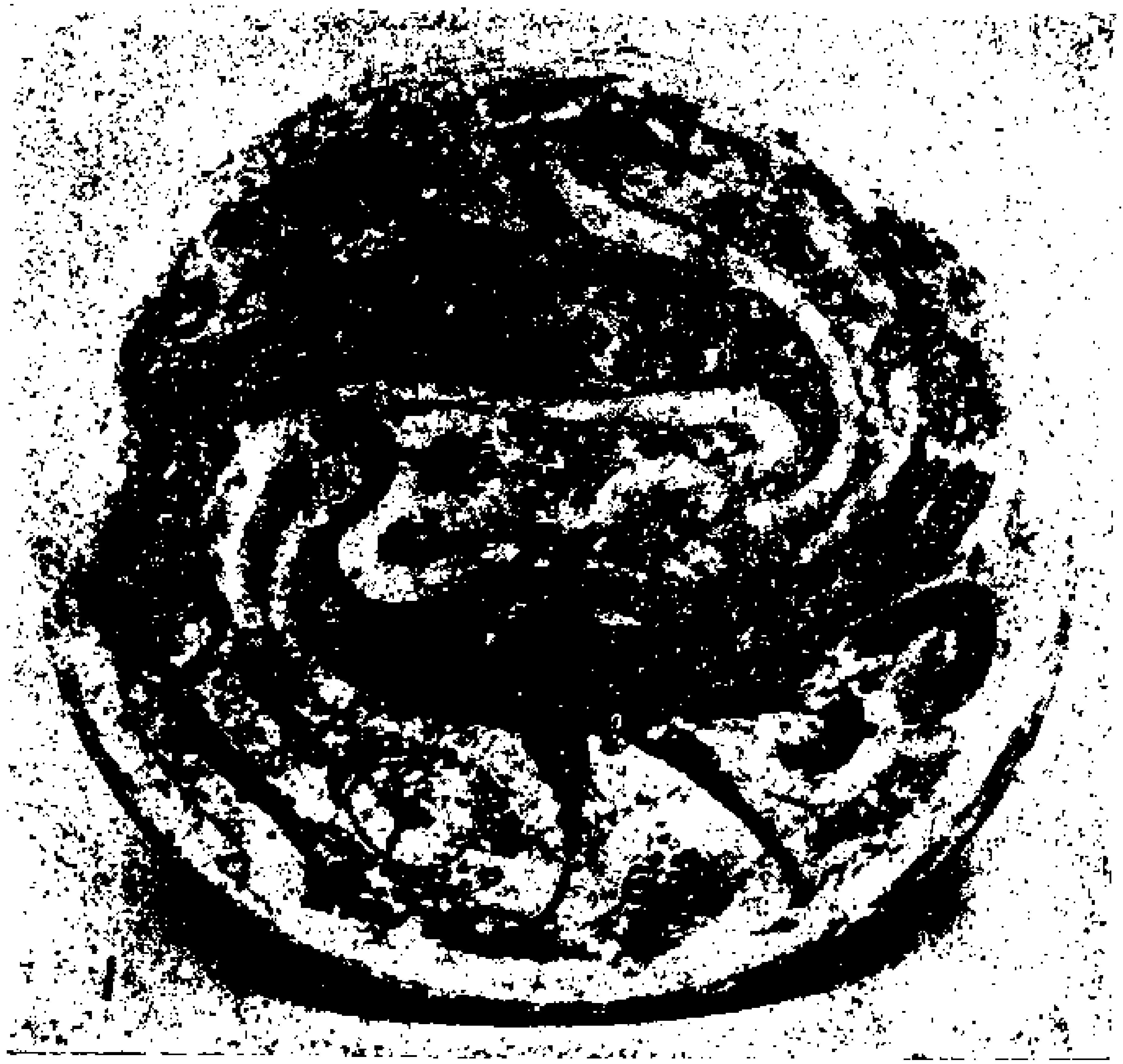

۲۳۸ - مٹی کا ایک روغنی نیلا پیالہ جس میں دو مور بنے ہوئے ہیں رقہ (الجزیرہ) - بارھویں صدی ، از مجموعۂ ھوریس ھیومائر - اس کا شمار رقہ کے بہترین ظروف میں ہوتا ہے -

۲۳۹ - مٹی کا ایک روغنی پیالہ جس کی نقاشی سنہری ہے اور جس میں ایک سلجوقی شہزادے کی تصویر بنی ہوئی ہے -

Marfat.com

۲۳۰ - مٹی کا ایک مرتبان جس پر ۶۱۱ھ مندرج ہے - ساخت ایرانی بعہد مغول (تیرھویں صدی) از مجموعۂ ھوریس ھیومائر

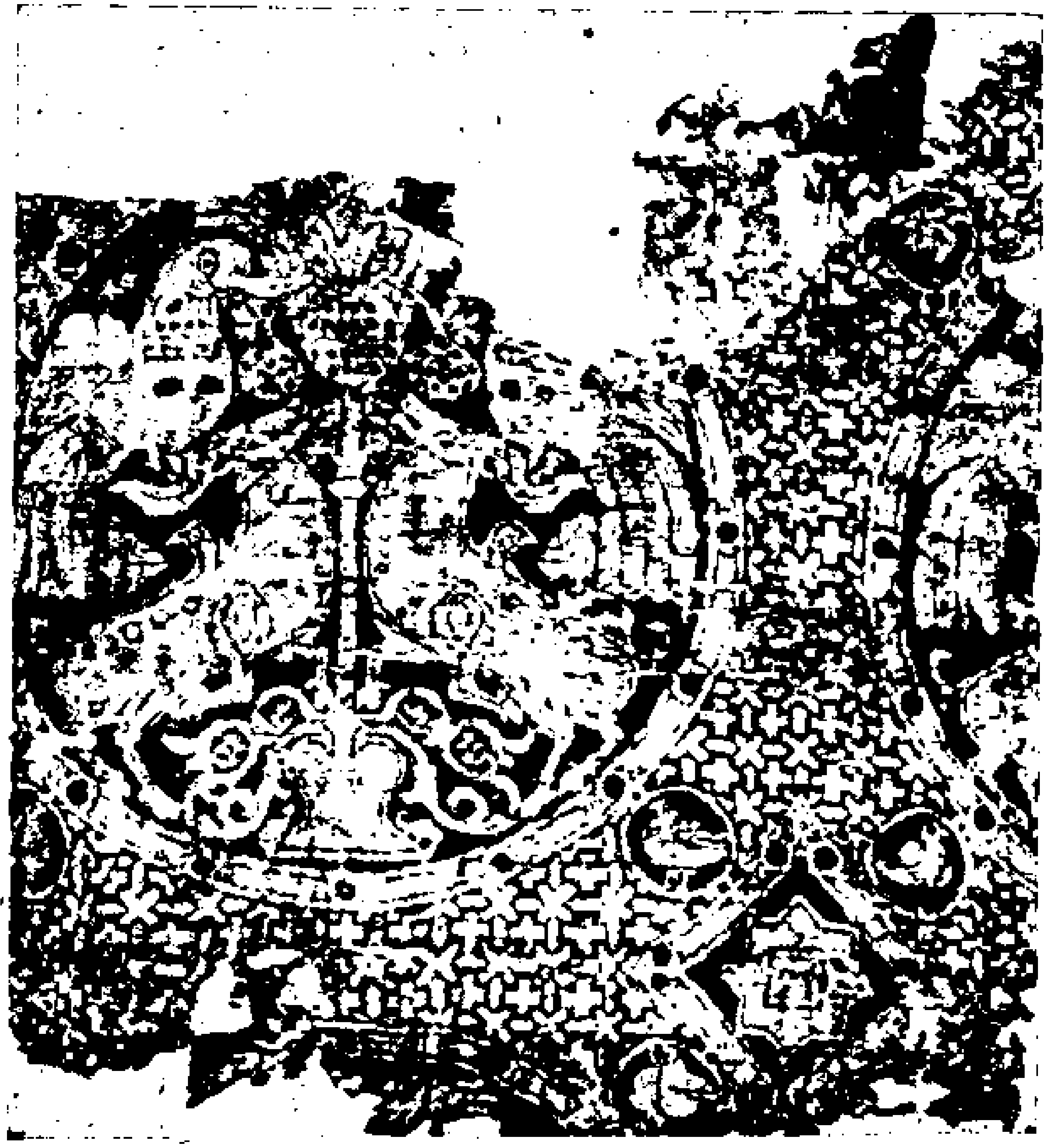

۲۴۱ - مٹی کا ایک پیالہ جس کی آرائش
جلا دار ہے - فسطاط سے دستیاب ہوا -
عہد فاطمی (گیارھویں صدی)

۲۴۲ - ایرانی ریشمی پارچہ - عہد بنی بویہ
(دسویں گیارھویں صدی)

Marfat.com

۲۴۴ - ایک ریشمی پارچہ جو غالباً کسی عباء کا ٹکڑا ہے - ایرانی ساخت ، عہد شاہ طہماسپ صفوی

۲۴۳ - ریشمی زربفت ، ترکی ساخت ، بروصہ (سولھویں صدی)

۲۴۵ ـ مخملی کمخواب ، عهد شاه طهماسب صفوی

Marfat.com

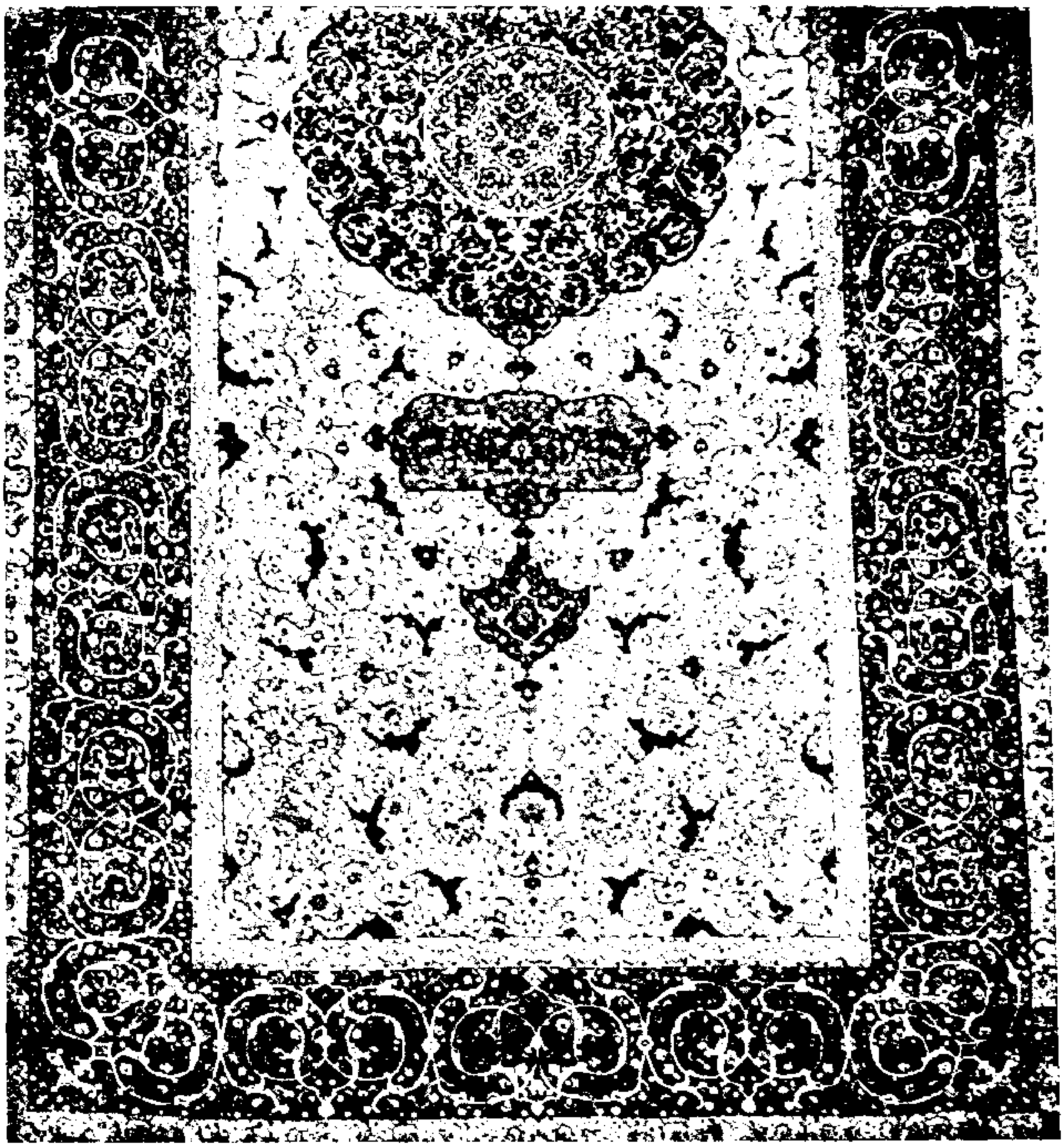

۲۳۶ - ایرانی قالین جو تبریز کے شاہی کارخانہ میں تیار ہوا - صفوی عہد - از مجموعۂ ڈیوک آف النالٹ عطیۂ مؤسسۂ سموئل کریس -

Marfat.com

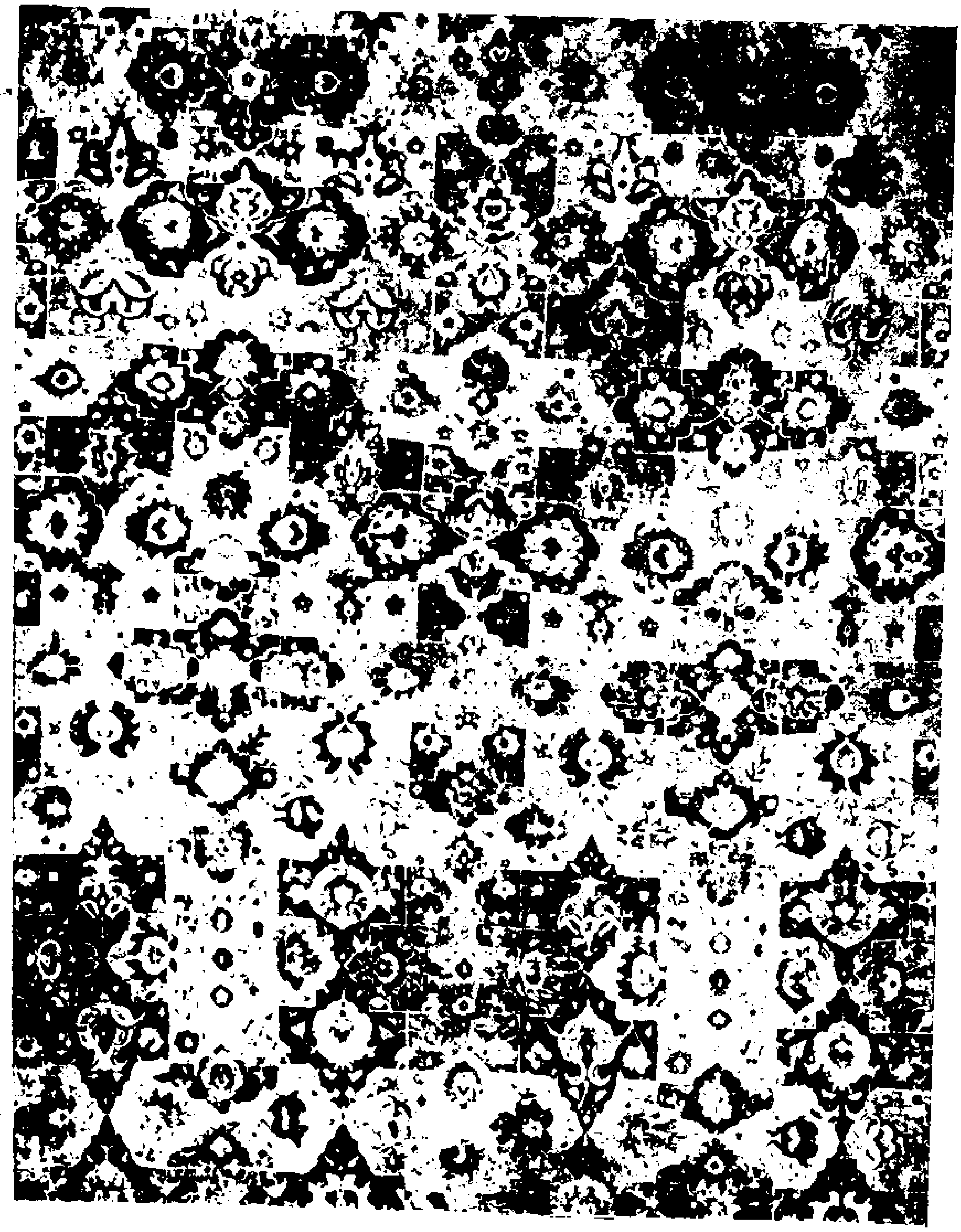

۲۴۷ - ایگ گلکار قالین - کرمان (ایران) - عطیۂ
ھوریس ھیو مائر -

Marfat.com

۲۴۸ - زر تار ریشمی قالین ، جو غالبا
کاشان کے شاہی کارخانہ میں تیار
ہوا - عطیۂ جان راک فیلر

Marfat.com

۲۳۹ - ایرانی ریشمی قالین جو زر تار
سے مزین ہے اور غالباً کاشان کے
سرکاری کارخانہ میں تیار ہوا -
عطیۂ جان راک فیلر

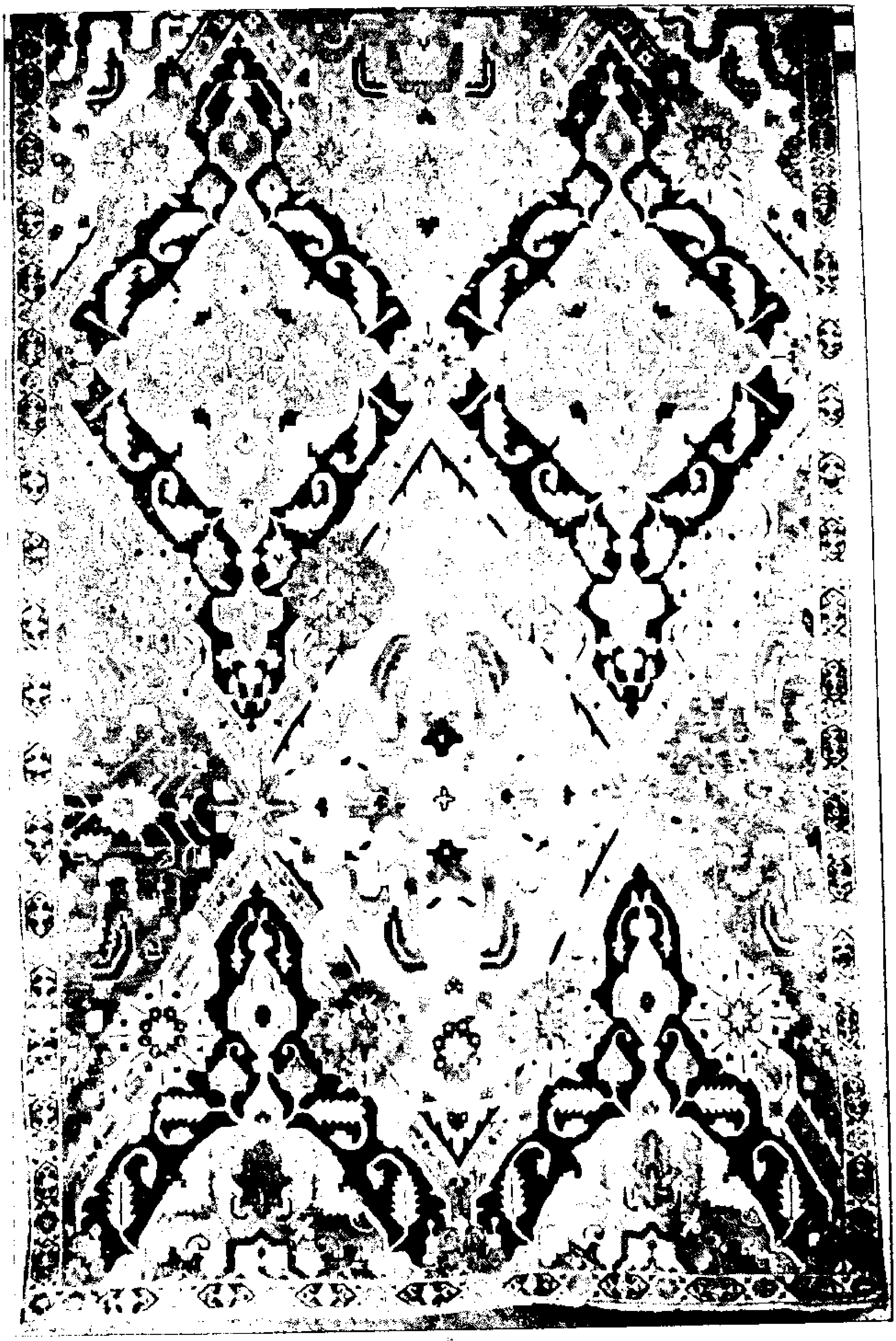

۲۵۰ - قفقازی طرز کا ایک مشجر گلکار قالین جو جامع نجدہ
(ایشیائے کوچک) سے حاصل ہوا۔ عطیۂ جوزف میکملن

Marfat.com

Marfat.com

انتشارات پنجابی ادبی اکادمی

۱ - پنجابی قصے فارسی زبان میں (فارسی - اردو)

(مجلد اول) باہتمام ڈاکٹر محمد باقر ... 9 روپے

۲ - تاریخ کوہ نور (فارسی - انگلیسی)

تالیف فقیر سید نورالدین بخاری بتصحیح ڈاکٹر محمد باقر ... 2 روپے

۳ - دیوان غنیمت (فارسی)

بتصحیح و مقدمہ پروفیسر غلام ربانی عزیز ... 10 روپے

۴ - نامۂ عشق (مثنوی سسی پنوں) (فارسی)

اثر اندرجیت منشی بتصحیح ڈاکٹر وحید قریشی ... 2 روپے

۵ - پنجابی قصے فارسی زبان میں (فارسی - اردو)

(مجلد دوم) - باہتمام ڈاکٹر محمد باقر 2.50 روپے

۶ - نیرنگ زمانہ (فارسی)

تالیف عبدالرسول باہتمام ڈاکٹر محمد باقر 2.50 روپے

۷ - ہیر سید وارث شاہ (پنجابی)

بتصحیح و مقدمہ شیخ عبدالعزیز بار - ایٹ - لا ... 8 روپے

عمدہ کاغذ ... 12 روپے

۸ - کلیات بلھے شاہ (پنجابی)

بتصحیح و مقدمہ ڈاکٹر فقیر محمد فقیر ... 7 روپے

۹ - پنجابی ادب تے سالک (پنجابی - اردو)

تالیف مولانا عبدالمجید سالک ، ترتیب ڈاکٹر عبدالسلام خورشید 1.50 روپے

Marfat.com

۱۰ ۔ تذکرۂ مردم دیدہ (فارسی)
اثر عبدالحکیم حاکم لاہوری باہتمام پروفیسر ڈاکٹر سید عبداللہ 4 روپے

۱۱ ۔ عبرت نامہ (فارسی) تالیف مفتی علی الدین لاہوری
باہتمام ڈاکٹر محمد باقر (مجلد اول) ... 15 روپے

۱۲ ۔ احسن القصص (پنجابی) مولوی غلام رسول عالمپوری
دے اپنے قلمی نسخے دی نقل ... 4 روپے

۱۳ ۔ عبرت نامہ (فارسی)(مجلد دوم) ... 10 روپے

۱۴ ۔ فہرست کتابخانۂ ملی : ڈاکٹر محمد باقر ... 3 روپے

۱۵ ۔ منظوم اردو ترجمہ کافیاں شاہ حسین
(پنجابی ۔ اردو) از عبدالمجید بھٹی ... 2 روپے

۱۶ ۔ پنجابی دی پہلی کتاب 0.95 روپے

۱۷ ۔ پوٹھوہاری گیت (اردو ۔ پنجابی)
مرتب پروفیسر کرم حیدری ... 2 روپے

۱۸ ۔ نیرنگ عشق (مثنوی غنیمت) (فارسی)
مرتب پروفیسر غلام ربانی عزیز 1.50 روپے

۱۹ ۔ چٹھیاں دی وار (پنجابی)
بتصحیح و حواشی ڈاکٹر فقیر محمد فقیر 0.75 روپے

۲۰ ۔ دیوان واقف لاہوری (فارسی)
بتصحیح و مقدمہ پروفیسر غلام ربانی عزیز ... 10 روپے

۲۱ ۔ مرزا صاحباں (پنجابی) از پیلو
مع انگریزی ترجمہ از سر رچرڈ ٹمپل ... 1 روپیہ

۲۲ ۔ ککارے (دوہڑے ، ڈیوڑھے ، سسی پنوں ، سوہنی مہینوال)
از سید ہاشم شاہ ... 1.50 روپے

23. Baqir, Dr. Muhammad, *Lahore - An Illustrated Guide.* Rs. 1.80

۲۴ ۔ سیف الملوک (پنجابی)
میاں محمد صاحب دے اپنے صحیح کیتے ہوئے نسخے دی نقل ... 5 روپے

Marfat.com

25. Baqir, Dr. Muhammad, *Iqbal Exhibition, 1963* ... Rs. 1.50

۲۶ - کلیات ھدایت (پنجابی)

باھتمام ڈاکٹر فقیر محمد فقیر .... 1.00 روپیہ

۲۷ - کلیات علی حیدر (پنجابی)

باھتمام ڈاکٹر فقیر محمد فقیر .... 1.50 روپیہ

۲۸ - پربھا (پنجابی ناول)

جوشوا فضل الدین . . . 1.50 روپیہ

۲۹ - واقعات درانی (اردو) تالیف منشی عبدالکریم ،

ترجمہ میروارث علی سیفی ، باھتمام دکتر محمد باقر........6.00 روپے

30. Baqir, Dr. Muhammad, *Lahore Museum Collections Miniatures* (10 plates) Rs. 12

31. Ahmad Nabi Khan, *Sialkot—An Ancient City of Pakistan* (Monograph). Re. 1

۳۲ - تحقیقات چشتی (اردو) تالیف مولوی نور احمد چشتی ۔

مرتب سید احسان علی .... 30 روپے

۳۳ - دھرتی دیاں ریکھاں (پنجابی ڈرامے)

تالیف آغا محمد اشرف . . . . 3 روپے

۳۴ - ھیر سید وارث شاہ (پنجابی) (بار دوم)

بتصحیح و مقدمہ شیخ عبدالعزیز بار ۔ ایٹ لا 6 روپے

۳۵ - کلیات بلھے شاہ (پنجابی) (بار دوم)

بتصحیح و مقدمہ ڈاکٹر فقیر محمد فقیر 4 روپے

پنجابی ادبی اکیڈمی،

سیلز ڈپو:

۱ - کچہری روڈ - لاہور

Marfat.com